وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
اور رسول تم کو جو (احکام) دیں اُن کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں اُن سے باز رہو۔

شرح صحیح مسلم

کتب عربکٹر

جلد سادس

الصید والذبائح، الاضاحی، الاشربۃ، اللباس والزینۃ، الآداب، السلام، قتل الحیات وغیرہا، الشعر، الرؤیا، الفضائل

تصنیف
علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر
فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

الطبع الثامن : ربیع الاوّل 1421ھ / جون 2000ء
الطبع التاسع : شوال 1423ھ / دسمبر 2002ء
تصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، فاضل علوم شرقیہ
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
قیمت : -/395 روپے

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور
فون نمبر ۷۱۲۳۴۳۵۔۷۳۱۲۱۷۳۔۰۹۲۔۴۲
فیکس نمبر ۷۲۲۴۸۹۹۔۰۹۲۔۴۲
ای۔میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

فہرست مضامین شرح صحیح مسلم جلد سادس

....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معروضات

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کا بے حد وحساب کرم ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت ہے کہ شرح صحیح مسلم کی جلد سادس قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچ گئی اس جلد میں ۱۵۲۰ احادیث کی شرح کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ سب سے ضخیم جلد ہے، اس جلد میں جو اہم ابحاث آگئی ہیں وہ یہ ہیں:

بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق، برقی اور مشینی آلات سے ذبح کرنے کا حکم، درآمد شدہ ڈبوں میں بند گوشت کا حکم، چھ ماہ کے فربہ دنبہ کی قربانی کی اجازت آیا مینڈھے کو بھی شامل ہے یا نہیں؟ قربانی کی کھال دینی مدارس اور مساجد میں دینے کی تحقیق، سکون آور دواؤں کا شرعی حکم، تمباکو نوشی کا شرعی حکم، الکوحل اور اسپرٹ کی تحقیق، دواؤں اور پرفیوم وغیرہ کا شرعی حکم، سونے چاندی کے بٹن اور گھڑی کے چین کا حکم، غیر اسلامی ملکوں میں بنے ہوئے لباس پہننے کا جواز، کفار اور فساق کی مشابہت کی تحقیق، سبز عمامہ کی تحقیق، ٹخنوں کے نیچے تک لباس پہننے کی تحقیق، بالوں کو رنگنے (خضاب) کی تحقیق، داڑھی کی مقدار اور قبضہ کی تحقیق، تصویر اور فوٹو گراف کی تحقیق، مصنوعی بال لگانے کا شرعی حکم، تعویذات لٹکانے کی تحقیق، تعلیم قرآن اور امامت وغیرہ پر اجرت لینے کا بیان، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کا دنیا میں اعلان آپ کی عظیم خصوصیت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت، حضرت خضر کے نبی ہونے کا بیان، حیات خضر کی تحقیق، کثرت صحابہ پر دلائل، حضرت ابو بکر صدیق کے فضائل، حضرت ابو بکر کی خلافت پر دلائل، خلفاء ثلاثہ پر شیعوں کے اعتراضات کے جوابات، غیر کفو میں نکاح کے جواز کی تحقیق، روافض کی تکفیر کی تحقیق۔

شرح صحیح مسلم کی آخری جلد، جلد سابع ہوگی، یہ نصف سے زیادہ لکھی جا چکی ہے، اس کی چند خصوصی ابحاث یہ ہیں:۔

اولیاء اللہ کی کرامات، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ذوات سے توسل، ندائے غیر اللہ، جاسوسی کا نظام، غیبت، چغلی، تکبر، تقدیر، عصمت ملائکہ اور عصمت انبیاء، علم کی فضیلت، خواتین کو لکھنا پڑھنا سکھانا، دعاؤں کا بیان، حضرت عائشہ پر تہمت کے واقعہ کا بیان، عبد اللہ بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھانے کا بیان، بدشگونی کا شرعی حکم، سحر کی تحقیق، انسان کے جسم میں جن کے حلول اور تصرف کی بحث، عذاب قبر کی تحقیق، زیارت قبور کا شرعی حکم، قبر میں سوال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کی تحقیق، روحوں کا زندوں کے احوال پر مطلع ہونا، سماع موتیٰ کی تحقیق، یاجوج ماجوج کا بیان اور بہت سے مسائل۔

داڑھی کی مقدار میں قبضہ کے استحباب کے متعلق شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں اجمالی طور پر لکھا گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ ان شاء اللہ

کتاب اللباس میں اس پر مفصل بحث آئے گی اللہ کے کرم سے یہ وعدہ پورا ہو گیا اور اس جلد میں یہ بحث آگئی اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں اعلان مغفرت اور غیر کفو میں نکاح کو بھی اس جلد میں زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ جن ذہنوں میں ان مباحث کے متعلق کوئی خلش اور الجھن اگر تھی تو وہ ان شاء اللہ دور ہو جائے گی !

میں نے اس کتاب میں جو مباحث لکھے ہیں وہ خوب غور و خوض کر کے لکھے ہیں اور بعض مسائل میں اپنے معاصر علماء کی آراء سے بھی استفادہ کیا ہے اس کے باوجود میں انسان ہوں اور اپنے آپ کو فکری غلطیوں اور اجتہادی خطاؤں سے مبرا نہیں سمجھتا ، صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین نے بھی بعض امور میں اپنی آراء سے رجوع کیا ہے اور یہی للّٰہیت کی نشانی ہے بعض چیزوں میں مجھ پر فکری غلطی واضح ہوئی اور میں نے ان سے رجوع کر لیا ، حضرت علامہ سیالوی مدظلہ نے رجم کی بحث میں میری ایک فکری غلطی کی طرف توجہ دلائی تو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور جلد رابع کے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی ۔ میں نے جلد ثالث میں حضرت زینب بنت جحش کو غلطی سے ہاشمی لکھ دیا تھا ، بعض دوستوں نے اس پر متنبہ کیا کہ وہ تو بنو اسد سے ہیں تو میں نے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی ، اسی جلد ثالث کے دوسرے ایڈیشن میں ، میں نے روزے میں انجکشن لگوانے کے مسئلہ میں اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیا ، بعض علماء نے متنبہ کیا کہ جلد اول میں میں نے ڈاڑھی میں قبضہ کو واجب لکھا ہے سو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور اس کے چوتھے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی ، بہرحال میں شرح صحیح مسلم پر مسلسل غور و فکر کرتا رہتا ہوں اور قبول حق کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہوں ، کسی مسئلہ میں میرا کوئی ذاتی نظریہ نہیں ہے ، میں وہی لکھتا ہوں جو مجھ پر قرآن اور سنت سے منکشف ہوتا ہے میں نے جو کچھ پہلے لکھا تھا وہ بھی اللہ کے لیے لکھا تھا اور جس رائے سے رجوع کیا وہ بھی اللہ کے لیے رجوع کیا ہے ، کچھ کتابت کی اغلاط بھی علم میں آتی رہتی ہیں اور بعد والے ایڈیشنوں میں ان کی اصلاح کر دی جاتی ہے ۔ میں اپنی طرف سے اس کتاب کی صحت اور درستگی کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن یہ ایک بندے اور بشر کی کوشش ہے اور اغلاط اور نقائص سے منزہ نہیں ہے ، کامل ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے !

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو تا روز قیامت باقی اور فیض آفریں رکھے اور اس کو میرے لیے ذریعہ نجات اور صدقہ جاریہ کر دے اور مجھ سمیت اس کتاب کے ناشر ، کاتب ، مصحح اور قارئین کو دنیا اور آخرت کی ہر پریشانی اور بلا سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو دارین کی بے حساب برکتوں اور سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے ! آمین ۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین شفیع المذنبین قائد الغر المحجلین وعلی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین ۔

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ

خادم الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ٣٨

٢٧ ، الربیع الثانی ، ١٤١٣ھ

٢٥ ر اکتوبر ١٩٩٢ء

آراء و تاثرات

حضرت استاذ العلماء علامہ ابو الحسنات محمد اشرف صاحب سیالوی دامت فیوضہم

شیخ الحدیث ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

حضرت علامہ سعیدی صاحب نے ازراہ برادر نوازی اپنی مایہ ناز اور بلند پایہ شرح صحیح مسلم کی جلد رابع اور جلد خامس ارسال فرمائیں، بندہ کو اس شرح کے مطالعہ کا مدت سے اشتیاق تھا سو ان کی اس عنایت سے وہ پورا کیا ہوا ایسا بڑھ گیا ہے کہ جی چاہتا ہے یہ عظیم شرح جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچے اور ہر وقت اسے مطالعہ میں رکھ کر استفادہ کیا جائے۔

علامہ سعیدی نے اس عظیم شرح میں صرف اپنے زور بیان اور منفرد اسلوب نگارش کا لوہا ہی نہیں منوایا بلکہ تحقیق و تدقیق کے جواہر تفسیر کے خزائن کی بے دریغ سخاوت کی ہے اور کتاب کے ہر صفحہ کو طالبان تحقیق کے لیے خوان یغما بنا دیا ہے اور تشنگان حقائق و معارف کے لیے اس کے ہر باب کو چشمہ آب حیوان بنا دیا ہے، آپ نے اس لاثانی شرح کے ذریعہ جہاں علماء اہل سنت کی لاج رکھ لی ہے وہاں عوام اہل سنت پر بالخصوص اور عالم اسلام پر بالعموم احسان عظیم فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ بہ طفیل مقربان بارگاہ ناز ان کی اس سعی جمیل کو قبول عام بخشے اور سرچشمہ فیض عام بنائے۔

قدیم شارحین میں سے علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں جس طرح انوکھا نرالا اور دل فریب و دلکش و دل ربا اور روح پرور انداز و اسلوب اختیار کیا تھا، اس دور کے شارحین میں علامہ موصوف نے اردو زبان میں اس طرز نگارش کا احیاء فرمایا ہے، آپ کی معلومات میں علامہ سیوطی ایسی وسعت اور علامہ عسقلانی جیسی پختگی اور ضبط و اتقان کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے، مخالف کے نقطہ نظر اور اس کے دلائل کی تقریر پھر اس پر مواخذہ و گرفت اور جوابی کارروائی اور نقض و ابرام میں علامہ سعد الدین تفتازانی کے انداز تلویح کا عکس نظر آتا ہے، بلاشبہ اس شرح نے لکھنے والوں کو نئی راہ و روش دکھلائی ہے اور نیا اسلوب بیان سکھلایا ہے اور یہ شرح ہر شارح کے لیے مشعل راہ ہے بلکہ مینارہ نور ہے اور علامہ موصوف نے اس عظیم و رفیع شرح کے ذریعہ صرف اپنا محدث و مفسر اور اصولی و متکلم ہونا ہی تسلیم نہیں کرایا بلکہ جدید و قدیم پیچیدہ اور گھمبیر مسائل پر گہری نظر رکھنے والا فقیہ اور محقق ہونا بھی تسلیم کرا لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ سعیدی صاحب کے علمی مدارج میں مزید رفعت و ترقی عطا فرمائے اور عالم اسلام کو بالعموم اور اہلسنت کو بالخصوص ان سے بیش از بیش استفادہ کی توفیق بخشے اور انہیں جملہ امراض و استقام اور بلیات و آفات سے محفوظ اور مامون رکھے اور وہ جن عظیم علمی کارناموں کو سرانجام دینے کا عزم و ارادہ رکھتے ہیں انہیں باحسن وجوہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت بخشے۔

یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ کسی بھی مصنف کے ساتھ ہر قاری تمام مندرجات میں متفق نہیں ہو سکتا، نہ پہلے اس کی مثال ملتی ہے اور نہ ہی آئندہ اس کی توقع کی جا سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ ہر باب میں تحقیق حق اور احقاق صواب خطا و نسیان کے پتلے انسان کے بس کی بات نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو باہم اتحاد و اتفاق اور اخوت و مودت کے جذبہ سے دین قویم کی خدمت اور اس کی ترویج و اشاعت میں مقدور بھر سعی اور جدوجہد کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی

دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

محمد بلال احمد ایم۔ اے جنوبی افریقہ

آپ کی شرح صحیح مسلم کا مطالعہ کیا، اب اس کی جلد رابع مکمل کرنے والا ہوں، اس شرح کو پڑھنے کے بعد کسی اور شرح کے پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ نے اسلام کے اقتصادی نظام پر قلم اٹھایا ہے اور بہت سے ان جدید مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے، جن کو ابھی تک کسی نے نہیں چھیڑا تھا۔ آپ ایسا انداز بیان شاید ہی کسی اور کو ملا ہو جب آپ مخالفین کے نظریات اور ان کے دلائل پیش کرنے کے بعد ان کا رد کرتے ہیں تو کسی قاری کی تشنگی باقی نہیں رہتی، وہ تمام جدید فقہی مسائل جن کے متعلق جاننے کے لیے کب سے لوگ منتظر تھے آپ نے ان کی تحقیق کا حق ادا کر دیا، میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ میں اپنے مافی الضمیر اور دلی تاثرات کو کماحقہ بیان کر سکوں، اللہ تعالیٰ آپ کی تمام علمی خدمات کو مشکور اور ماجور فرمائیں اور آپ کی تصنیفات کو آپ کے لیے صدقہ جاریہ کر دیں، آپ کو دین اور دنیا میں ہر رنج اور تکلیف سے محفوظ رکھیں اور آپ کو دارین میں سرخ روئی عطا فرمائیں۔ آمین۔

محمد بلال ایم۔ اے

جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی
خاتم النبیین سید الانبیآء والمرسلین اکرم الاولین و
الاٰخرین حامل لواء الحمد یوم الدین اوّل الشافعین
والمشفعین صاحب المقام المحمود بین المحشورین
الذی نطقہ وحی ربّ العالمین والذی خلقہ معیار
للحسن فی الاوّلین والاٰخرین رحمۃ للعالمین حبیب
ربّ العالمین سیّدنا محمد و علیٰ اٰلہ الطیّبین الطّاھرین
واصحابہ الرّاشدین المھدیّین وازواجہ الطّاھرات
المطھّرات امّھات المؤمنین واولیآء امّتہ الواصلین
الکاملین وعلمآء امّتہ الرّاسخین من المفسّرین
والمحدّثین والائمۃ المجتھدین اجمعین ○

❋

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب الصید والذبائح

وما یؤکل من الحیوان

لائق شکار حلال جانوروں اور ذبیحوں کا بیان

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو اَن گنت انعامات اور احسانات فرمائے ہیں، ان میں سے ایک عظیم احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کے لیے بعض جانور حلال کر دیئے ہیں اور ان کے لیے شکار کرنا بھی حلال کر دیا ہے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہی جانور حلال کیے ہیں جن کا کھانا انسان کی صحت اور سلامتی کا ضامن ہے۔ اور جن کا کھانا اس کی صحت یا اس کے اخلاق کے لیے مُضر ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے، مثلاً مُردار جانور کو حرام کر دیا ہے، کیونکہ جب کوئی جانور طبعی موت سے مر جائے تو اس کی رگوں اور شریانوں میں خون جم جاتا ہے اور اس کے جسم میں ایک فاسد مادہ پیدا ہو جاتا ہے جس کو کھانا انسانی صحت کے لیے مضر ہے، اس لیے انسان کو حکم دیا کہ جانور کو ذبح کر کے کھاؤ تاکہ جانور کے خون کا ایک ایک قطرہ اس کی شریانوں کے راستہ بہہ جائے اور اس کا جسم تمام مضر اثرات سے پاک ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ نے ذبح کرنے کا ایک خاص طریقہ مقرر کر دیا تاکہ دنیا کے جس خطہ زمین پر اور جس جگہ بھی مسلمان کسی جانور کو ذبح کریں تو اسی ایک طریقہ سے ذبح کریں تاکہ ذبح کرنے کے عمل میں تمام مسلمانوں کے اندر اتحاد اور یگانگت ہو اس معاملہ کو یونہی نہیں چھوڑا کہ جو شخص جانور کے جس عضو کو چاہے کاٹ کر اس کا سارا خون بہا دے اور سب الگ الگ طریقہ سے جانوروں کو ذبح کر کے انتشار اور تفریق کا شکار ہوں، بلکہ سب کو ذبح کرنے کا ایک معین طریقہ بتایا کہ وہ جانور کی گردن پر چھری پھیر کر اس کی چار رگیں (حلقوم، مری اور ودجان یعنی حلقوم کے دائیں بائیں کی دو رگیں) کاٹ دیں نیز یہ حکم دیا کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں تاکہ اسلام اور کفر کے ذبیحہ میں فرق اور امتیاز ہو۔

اللہ تعالیٰ نے پھاڑنے والے درندوں اور پنجوں اور ناخنوں سے شکار کرنے والے پرندوں کو حرام کر دیا ہے، کیونکہ انسان جس جانور کا گوشت کھاتا ہے اس کے طبعی اوصاف اس میں پیدا ہو جاتے ہیں اور چونکہ ان جانوروں میں ظلم اور بربریت کی صفت ہوتی ہے اس لیے ان کا گوشت کھانا حرام کر دیا، اسی طرح خنزیر کا گوشت حرام کر دیا کیونکہ خنزیر میں بے حیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے، باقی جانوروں کی سرشت کے برخلاف جب خنزیر اپنی مادہ سے جفتی کر رہا ہو تو باقی خنزیر ایک لائن میں سکون سے کھڑے ہو کر انتظار کرتے ہیں اور ایک نر کے فارغ ہونے کے بعد دوسرا نر جفتی شروع کرتا ہے، خنزیر کی اس بے شرمی اور بے غیرتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو بہت سختی سے حرام کر دیا، علاوہ ازیں خنزیر کا گوشت کھانے سے بہت مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور اس کی تصدیق یہ ہے کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ کی جو اقوام خنزیر کا گوشت بہت شوق اور رغبت سے کھاتی ہیں ان کے ہاں بے غیرتی اور بے حیائی

بھی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، سو اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے ہم پر خنزیر کا گوشت حرام کر کے ہم کو بے غیرتی اور بے حیائی کے قعر مذلت میں گرنے سے بچا لیا۔ اب ہم پہلے قرآن مجید کی وہ آیات بیان کریں گے جن میں اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کے کھانے اور شکار کرنے کی اجازت دی ہے، اس کے بعد اس سلسلہ میں بعض شبہات کا ازالہ کریں گے، شکار اور ذبح کے فقہی احکام بیان کریں گے، فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

حلال جانوروں کو کھانے کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

احلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم۔ (مائدہ: ۵/۱)

تمہارے لیے تمام قسم کے مویشی حلال کیے گئے ہیں ماسوا ان جانوروں کے جن کا حکم تم کو بیان کیا جائے گا لیکن حالت احرام میں تم شکار کو حلال نہ کر لینا۔

ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر۔ (حج: ۲۲/۲۸)

ان معین دنوں میں ان مویشیوں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو دیے ہیں تو ان میں سے تم خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

واحلت لکم الانعام الا ما یتلی علیکم۔ (حج: ۲۲/۳۰)

اور تمہارے لیے مویشی حلال کیے گئے ہیں بجز ان جانوروں کے جن کا حکم تم کو بیان کیا جائے گا۔

ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام۔ (حج: ۲۲/۳۴)

اور ہم نے ہر امت کے لیے ایک قربانی مقرر کی ہے تاکہ وہ اللہ کے دیے ہوئے جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں۔

اور شکار کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما۔ (مائدۃ: ۵/۹۶)

سمندر میں شکار کرنا (یا سمندر میں پکڑی ہوئی مچھلی) اور سمندر کا طعام (یعنی سمندر کی پھینکی ہوئی مچھلی) تمہارے اور مسافروں کے لیے حلال ہے اور جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا ہے۔

واذا حللتم فاصطادوا۔ (مائدہ: ۵/۲)

اور جب تم احرام کھول دو تو تم شکار کر سکتے ہو۔

یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبٰت وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ واتقوا اللہ ان اللہ سریع الحساب۔ (مائدۃ: ۵/۴)

آپ سے لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو ان کے لیے حلال کی گئی ہیں، آپ فرما دیجیے! تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھا لیا ہے، جن کو خدا کے دیے ہوئے علم کے مطابق تم شکار کی تعلیم دیتے ہو، وہ جس شکار کو تمہارے لیے پکڑ رکھیں اس کو بھی تم کھا سکتے ہو، البتہ (شکار پر چھوڑتے وقت) تم اس

شکاری جانور پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو
بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اس اعتراض کا جواب کہ ذبح کرنا عقلاً مذموم ہے کیونکہ اس سے جانور کو اذیت پہنچتی ہے

بعض مذاہب میں جانوروں کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ جانوروں کو ذبح کرنا ان کو درد اور اذیت پہنچانا ہے اور درد اور اذیت پہنچانا امر قبیح ہے اور امر قبیح سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور جس فعل سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو وہ جائز نہیں ہے، لہٰذا جانوروں کو ذبح کرنا بھی جائز نہیں ہے، امام رازی فرماتے ہیں: فقہاء اسلام نے اس شبہ کے متعدد جوابات دیے ہیں، بعض فقہاء نے کہا ہم یہ نہیں مانتے کہ ذبح کے وقت جانوروں کو درد ہوتا ہے بلکہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ ان سے درد کو اٹھا لیتا ہے، لیکن یہ جواب بداہت کے خلاف ہے، معتزلہ نے کہا اذیت پہنچانا مطلقاً قبیح نہیں ہے، اذیت پہنچانا اس وقت قبیح ہے جب وہ کسی جرم کی سزا ہو اور اس کے عوض آخرت میں کوئی اجر ہو، اور چونکہ اللہ تعالیٰ اس ذبح کے بدلہ میں جانوروں کو آخرت میں اجر دیتا ہے اس لیے یہ قبیح نہیں ہے، جس طرح مریض کا آپریشن کرتے ہیں اور اس سے اس کو تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے لیکن صحت کے اہم فائدہ کی خاطر اس تکلیف کو خوشی سے برداشت کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عظیم منافع کی خاطر تھوڑی سی تکلیف کو برداشت کرنا ایک امر معقول ہے، اسی طرح ذبح کا معاملہ ہے، اور فقہاء اہل سنت نے اس شبہ کے جواب میں یہ کہا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جانور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور مالک اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے یہ اس کا حق ہے اس کو ظلم یا امر قبیح کہنا صحیح نہیں ہے۔[1]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

ہمارے مشائخ رحمہم اللہ میں سے بعض عراقی فقہاء نے یہ کہا ہے کہ حیوانات کو ذبح کرنا عقلاً ممنوع ہے کیونکہ اس فعل سے حیوان کو اذیت پہنچتی ہے اور میرے نزدیک یہ نظریہ باطل ہے، کیونکہ بعثت سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھاتے تھے اور آپ کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ آپ مشرکین کا ذبیحہ کھاتے تھے، کیونکہ مشرکین بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ جانور شکار کر کے خود ذبح کرتے تھے اور آپ ایسا کوئی فعل نہیں کر سکتے تھے جو عقلاً ممنوع ہو جیسے ظلم کرنا، جھوٹ بولنا اور جہالت کے کام کرنا عقلاً ممنوع ہیں اور اس قسم کے تمام افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منتفی ہیں۔

حیوانات کو ذبح کرنے سے انسان کے لیے غذا حاصل ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی منفعت ہے جو مقصود بالذات ہے، اس لیے یہ ایک مباح کام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا "وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے نفع کے لیے پیدا کیا" اور اس مقصود کو حاصل کرنے کے لیے اگر جانور کو کچھ اذیت پہنچتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جس طرح فصد، حجامت (مثلاً آپریشن) اور کڑوی دواؤں کو صحت کے حصول کے لیے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[2]

ذبح کا لغوی اور شرعی معنی اور ذبح کی اقسام

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۵۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ۔
[2] شمس الائمہ ابو الطفیل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ۔

کسی دھار والی چیز کے مس کرنے سے حیوان میں جو حدت اور جلن پیدا ہوتی ہے اس کو لغت میں ذکاۃ (ذبح) کہتے ہیں، جس طرح سورج کی شدت حرارت کو ذکاۃ کہتے ہیں، اسی طرح جس شخص کے ذہن میں حدت اور تیزی ہو اس کو بھی ذکی کہتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ذکاۃ کی شرط طبی نوعیت کی بناء پر ہے، کیونکہ یہ گوشت کو پکانے کی ایک قسم ہے، یہی وجہ ہے کہ ذبح شدہ گوشت مردار گوشت سے زیادہ پاکیزہ اور لذیذ ہوتا ہے، اور فساد اور خرابی سے زیادہ دور ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ نجس اور فاسد خون کے بہانے کو ذکاۃ کہتے ہیں، کیونکہ حیوان میں بہنے والا خون حرام ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے محرمات کے ضمن میں فرمایا او دما مسفوحا۔ (یا بہنے والا خون) پس خبث کے ازالہ کرنے اور طاہر کو نجس سے متمیز کرنے کا نام ذکاۃ ہے۔ پھر ذکاۃ کی دو قسمیں ہیں (۱) قدرت اور اختیار کے وقت مذبح (وہ جگہ جس میں جانور ذبح کیا جاتا ہے) میں ذبح کرنا، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الذکاۃ بین اللبۃ واللحیین "دو جبڑوں اور سینہ کے بالائی حصہ کی درمیانی جگہ کو کاٹنا ذبح ہے۔" اس کو ذکاۃ اختیاری کہتے ہیں۔ (۲) اگر مذبح (وہ جگہ جس میں جانور ذبح کیا جاتا ہے) میں ذبح کرنا دشوار ہو تو جانور کی جو جگہ بھی قابو میں آئے اس کو زخمی کر دینا اور اگر وہ مذبح میں ذبح کرنے پر قادر ہو تو جب تک جانور کے مذبح میں ذبح نہیں کرے گا اس وقت تک ذبح متحقق نہیں ہوگا اور جب جانور کو مذبح میں ذبح کرنا دشوار ہو تو پھر جانور کی کسی جگہ کو بھی زخمی کر دینا ذبح کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اس کو ذکاۃ اضطراری کہتے ہیں۔ [1]

شکار کی شرائط کا بیان

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

شکار کا جواز چند شرائط کے ساتھ مختص ہے۔:

۱۔ جس جانور کے ساتھ شکار کیا جائے وہ سدھایا ہوا ہو۔

۲۔ جانور جس کے ساتھ شکار کیا جائے وہ زخمی کرنے والا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ۔ اور جن شکاری جانوروں (زخمی کرنے والے) کو تم نے سدھایا ہے جن کو خدا کے دیے ہوئے علم کے مطابق تم شکار کی تعلیم دیتے ہو۔" جوارح (زخمی کرنے والے) کے متعلق دو قول ہیں (۱) وہ جانور اپنے دانتوں اور پنجوں سے حقیقۃً زخم ڈالے (۲) وہ شکار کو پکڑ کر لانے والے جانور ہوں کیونکہ جرح کا معنی کسب بھی ہے ویعلم ما جرحتم بالنھار ای کسبتم۔

۳۔ شکاری جانور کو بھیجا جائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے کو بھیجا اور اس پر بسم اللہ پڑھ لی تو اس کو کھالو، اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا شریک ہو گیا تو پھر اس (شکار) کو مت کھاؤ اور جب دو کتوں میں سے اگر ایک کتا بھیجا ہوا نہ ہو تو کھانا حرام ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کتے کو بھیجنا شرط ہے، نیز ذکاۃ حلت کا سبب اس وقت ہوتی ہے جب اس کا حصول کسی آدمی سے ہوا ہو اس لیے شکار کے آلہ کو آدمی کا قائم مقام بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں آدمی کا فعل داخل ہو اور یہ صرف شکاری جانور کو بھیجنے سے ہو سکتا ہے، اور کتے کے لیے سدھائے ہونے کی شرط بھی اس میں بھیجنے کے تحقق کے لیے لگائی گئی ہے۔

۴۔ بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو بھیجے۔

---

[1] ۔ شمس الائمہ ابو الطفیل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

۵۔ جس جانور کا شکار کیا جائے اس کا کھانا جائز ہو اور فی نفسہ وہ شکار وحشی اور غیر مانوس جانور ہو۔

۶۔ شکاری جانور شکار کرنے والے کی نظر سے غائب نہ ہو یا وہ اس کو ڈھونڈنے سے تھک نہ جائے، کیونکہ جب وہ اس کی نظر سے غائب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ شکار کی موت شکار کرنے والے جانور کے زخم سے نہ ہوئی ہو بلکہ کسی اور سبب سے ہوئی ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس کو تم نے دیکھا ہے اس کو کھا لو اور جو تمہاری نظر سے غائب ہے اس کو مت کھاؤ۔ اور جب وہ اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک کر بیٹھ گیا تو اس کو یہ پتا نہیں ہے کہ اگر وہ اس کا پیچھا کرتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ شکار زندہ اس کے ہاتھ لگ جاتا اور وہ اس کو اصل طریقہ (مذبح میں) کے مطابق مذبح کرنے پر قادر ہوتا، اور باوجود قدرت کے مذبح میں ذبح کرنے کو ترک کرنا حرام ہے اور اس میں قاعدہ یہ ہے کہ جب شکار میں "شاید" اور "ہو سکتا ہے" جمع ہو جائیں تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اسی چیز کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اشارہ ہے، جب آپ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تمہارا شکار پانی میں گر جائے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ اب تم کو پتا نہیں کہ تمہارا وہ شکار تیر سے مرا ہے یا پانی سے مرا ہے۔

اسی بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح شکاری جانور کے لیے زخمی کرنے کی شرط ہے اسی طرح تیر کے لیے بھی شرط ہے کیونکہ ابراہیم رحمہ اللہ نے یہ کہا کہ جب تیر کا پھل شکار کو چھید دے (زخمی کر دے) تو اس کو کھاؤ اور جب اس کو نہ چھیدے تو مت کھاؤ، اگر تیر کا عرض شکار کو لگے تو اس سے شکار کو چوٹ لگتی ہے وہ چھدتا نہیں ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر شکار تیر کی دھار سے زخمی ہو جائے تو کھا لو اور شکار تیر کے عرض لگنے سے مر جائے تو پھر مت کھاؤ۔" اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حلت کا مدار نجس خون کے بہنے پر ہے اور خون اسی وقت بہے گا جب تیر کا پھل شکار کو چھید دے یا پھاڑ دے اور جب تیر کے عرض سے شکار کے جسم کو چوٹ لگے اور وہ چھیدے یا پھٹے نہیں تو وہ موقوذہ (چوٹ کھایا ہوا) کے معنی میں ہے اور وہ اس نص سے حرام ہے۔[1]

بَابُ الصَّيْدِ بِالْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ

سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کرنے کا حکم

۴۸۵۷ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ وَأَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مَعَهَا قُلْتُ لَهُ فَإِنِّي

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سدھائے کتوں کو چھوڑتا ہوں، وہ میرے لیے شکار کو روک کر رکھتے ہیں، اور میں اس پر بسم اللہ بھی پڑھتا ہوں، آپ نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو پھر اس کو کھا لیا کرو، میں نے کہا خواہ وہ شکار کو مار ڈالے؟ آپ نے فرمایا خواہ وہ شکار کو مار ڈالے بشرطیکہ کوئی اور کتا اس کے ساتھ شریک نہ ہوا ہو، میں نے عرض کیا میں شکار پر بغیر پھل (یا پیکان) کا تیر مارتا ہوں جس سے وہ مر جاتا ہے، آپ نے فرمایا

---

[1] شمس الائمہ ابو الطفیل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۲۔۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ الصَّيْدَ فَأُصِيبُ فَقَالَ إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْهُ وَإِنْ أَصَابَهُ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْهُ۔

جب تم بغیر پر (بے پیکان) کا تیر مارو اور وہ اس کے جسم میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھالو، اور اگر تیر کے عرض سے شکار مرے تو اس کو مت کھاؤ۔

۴۸۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ: ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑ دو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو کتے نے جو شکار تمہارے لیے روکا ہے اس کو کھالو خواہ کتے نے اس شکار کو مار ڈالا ہو، البتہ اگر کتے نے بھی اس شکار سے کچھ کھالیا ہے تو پھر مت کھاؤ، کیونکہ پھر یہ خدشہ ہے کہ کتے نے شاید اپنے لیے اس کو شکار کیا ہے اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ اور کتے بھی مل جائیں تو پھر اس شکار کو مت کھاؤ۔

۴۸۵۹۔ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ وَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ قُلْتُ فَإِنْ وَجَدْتُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا آخَرَ فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پر کے تیر کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا اگر شکار تیر کی دھار سے مرا ہو تو اس کو کھالو، اور اگر تیر کا عرض لگنے سے مرا ہو تو وہ موقوذ (چوٹ کھایا ہوا) ہے اس کو نہ کھاؤ، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتے کے شکار کا حکم معلوم کیا، آپ نے فرمایا جب تم (شکار پر) اپنے کتے کو چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو اس کو کھالو اگر کتے نے اس شکار میں سے کچھ کھالیا ہے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ اب کتے نے اس شکار کو اپنے لیے روکا ہے، میں نے کہا اگر میں اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو بھی دیکھوں اور مجھے پتا نہ ہو کہ کس کتے نے شکار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پھر تم مت کھاؤ، کیونکہ تم نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پر کے تیر کے متعلق سوال کیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۴۸۶۱ - حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَعَنْ نَاسٍ ذَكَرَ شُعْبَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ بِمِثْلِ ذَلِكَ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض (بغیر پر کا تیر) کے متعلق سوال کیا اس کے بعد بہ مثل سابق حدیث ہے۔

۴۸۶۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْهُ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ أَخْذُهُ فَإِنْ وَجَدْتَ عِنْدَهُ كَلْبًا آخَرَ فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض (بغیر پر کا تیر) کے شکار کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا اگر شکار اس کی دھار سے مرا ہوا ہو تو کھا لو اور اگر اس کے عرض سے شکار مرا ہو تو نہ کھاؤ کیونکہ اب وہ وقیذ (چوٹ کھایا ہوا) ہے اور میں نے آپ سے کتے کے شکار کے متعلق دریافت کیا؟ آپ نے فرمایا: اگر کتا تمہارے لیے شکار کو روک رکھے اور اس سے خود نہ کھائے تو اس کو کھا لو، کیونکہ اس شکار کو کتے کا پکڑ لینا ہی اس کا ذبح کرنا ہے، اور اگر تم شکار کے پاس ایک اور کتے کو دیکھو اور تمہیں یہ خدشہ ہو کہ دوسرے کتے نے بھی اس کے ساتھ پکڑا ہو گا اور مار ڈالا ہو گا تو پھر اس کو نہ کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے، دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۳ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۴۸۶۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ وَكَانَ لَنَا جَارًا وَدَخِيلًا وَرَبِيطًا بِالنَّهْرَيْنِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ

شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نہرین میں ہمارے ہمسایہ اور شریک کار تھے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ میں شکار پر اپنا کتا چھوڑتا ہوں پھر اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتا بھی دیکھتا ہوں اور مجھے یہ پتا نہیں چلتا کہ ان میں سے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا قَدْ أَخَذَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ.

کس نے شکار کو پکڑا ہے، آپ نے فرمایا پھر تم اس کو مت کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے، دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۵- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت کی ہے۔

۴۸۶۶- حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَأَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَإِنْ أَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهُمَا قَتَلَهُ وَإِنْ رَمَيْتَ سَهْمَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيهِ إِلَّا أَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ إِنْ شِئْتَ وَإِنْ وَجَدْتَهُ غَرِيقًا فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمایا جب تم اپنا کتا بھیجو تو بسم اللہ پڑھو، اگر وہ تمہارے لیے شکار کو روک لے اور تم شکار کو زندہ پاؤ تو اس کو ذبح کر دو، اور اگر تم شکار کو اس حال میں پاؤ کہ کتے نے مار ڈالا ہو اور اس سے کچھ کھایا نہ ہو تو اس کو کھا لو، اور اگر تم اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو پاؤ اور شکار کو کتے نے مار ڈالا ہو تو اس کو نہ کھاؤ، کیونکہ تم کو پتا نہیں کہ ان دونوں میں سے کس کتے نے اس کو مارا ہے، اور اگر تم تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھو، پھر اگر ایک دن تک تمہارا شکار غائب رہے اور تمہیں اس میں اپنے تیر کے علاوہ اور کوئی نشان نہ ملے تو اگر تم چاہو تو اس کو کھا لو، اور اگر تم کو شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملے تو پھر اس کو مت کھاؤ۔

۴۸۶۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ قَالَ إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ قَتَلَ فَكُلْ إِلَّا أَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شکار کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا جب تم اپنا تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھو، پھر اگر تم کو شکار مرا ہوا ملے تو اس کو کھا لو، اور اگر تم کو شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملے تو مت کھاؤ کیونکہ تم کو پتا نہیں کہ وہ پانی سے مرا ہے یا تمہارے تیر سے مرا ہے۔

۴۸۶۸- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں، اور ان کے برتنوں میں

الله قال سمعت ابا ثعلبة الخشني يقول اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله انا بارض قوم من اهل الكتاب ناكل في انيتهم وارض صيد اصيد بقوسي واصيد بكلبي المعلم او بكلبي الذي ليس بمعلم فاخبرني ما الذي يحل لنا من ذلك قال اما ما ذكرت انكم بارض قوم من اهل الكتاب تاكلون في انيتهم فان وجدتم غير انيتهم فلا تاكلوا فيها وان لم تجدوا فاغسلوها ثم كلوا فيها واما ما ذكرت انك بارض صيد فما اصبت بقوسك فاذكر اسم الله ثم كل وما اصبت بكلبك المعلم فاذكر اسم الله ثم كل وما اصبت بكلبك الذي ليس بمعلم فادركت ذكاته فكل.

کھاتے ہیں، ہمارے ملک میں شکار کیا جاتا ہے، میں اپنی کمان اپنے سدھائے ہوئے کتے اور غیر سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرتا ہوں، آپ مجھے یہ بتلائیے کہ ان میں سے کون سا شکار ہمارے لیے حلال ہے، آپ نے فرمایا تم نے جو یہ کہا ہے کہ ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں تو اگر تم کو اور برتن مل سکیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر اور برتن نہ مل سکیں تو پھر ان کے برتنوں کو دھو کر ان میں کھالو، اور تم نے جو یہ کہا ہے کہ تمہارے ملک میں شکار کیا جاتا ہے تو تم جب اپنی کمان سے شکار کرو تو اس پر بسم اللہ پڑھ لو پھر اس کو کھا لو اور تم نے جو اپنے سدھائے ہوئے کتے کا شکار پایا ہے تو اس پر بسم اللہ پڑھو اور کھالو، اور غیر سدھائے ہوئے کتے سے اگر تم نے شکار کیا ہے تو اگر تم نے شکار کو زندہ پایا ہے تو اس کو ذبح کر کے کھالو۔ (ورنہ نہیں)۔

٤٨٦٩- وحدثني ابو الطاهر اخبرنا ابن وهب ح وحدثني زهير بن حرب حدثنا المقرئ كلاهما عن حيوة بهذا الاسناد نحو حديث ابن المبارك غير ان حديث ابن وهب لم يذكر فيه صيد القوس.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔ البتہ ابن وہب نے اپنی روایت میں کمان سے شکار کا ذکر نہیں کیا۔

٤٨٧٠- حدثنا محمد بن مهران الرازي حدثنا ابو عبد الله حماد بن خالد الخياط عن معاوية بن صالح عن عبد الرحمن بن جبير عن ابيه عن ابي ثعلبة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا رميت بسهمك فغاب عنك فادركته فكله ما لم ينتن.

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم (شکار پر) اپنا تیر مارو اور پھر شکار تم سے اوجھل ہو جائے پھر تم کو وہ مل جائے تو جب تک وہ بدبودار نہ ہو اس کو کھا لو۔

٤٨٧١- وحدثني محمد بن احمد بن ابي خلف حدثنا معن بن عيسى حدثني معاوية عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن ابيه عن

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اپنا شکار تین دن کے بعد ملے تو وہ اس میں بدبو پیدا ہونے سے پہلے اس کو کھا سکتا ہے۔

أَبِي ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي يُدْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلْهُ مَا لَمْ يُنْتِنْ۔

۴۸۷۲ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فِي الصَّيْدِ ثُمَّ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ وَأَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْعَلَاءِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ نُتُونَتَهُ وَقَالَ فِي الْكَلْبِ كُلْهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ إِلَّا أَنْ يُنْتِنَ فَدَعْهُ۔

امام مسلم نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور سند سے روایت ذکر کی ہے اور اس میں بدبو کا ذکر نہیں ہے اور کتے کے شکار کے بارے میں فرمایا تین دن کے بعد بھی اس کو کھالو البتہ اگر اس سے بدبو آئے تو پھر اس کو چھوڑ دو۔

شکار کی اقسام اور ان کے شرعی احکام

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس باب کی تمام احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شکار کرنا مباح ہے، اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، کتاب، سنت اور اجماع سے اس پر بکثرت دلائل ہیں، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ جو شخص کسب معاش کے لیے شکار کرے یا ضرورت کی بناء پر شکار کرے یا شکار یا اس کی قیمت سے نفع حاصل کرنے کے لیے شکار کرے تو ان تمام صورتوں میں شکار کرنا جائز ہے، البتہ جو شخص بطور لہو ولعب کے شکار کھیلے لیکن اس کا قصد اس شکار کو ذبح کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا ہو اس کے جواز میں اختلاف ہے، امام مالک نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور لیث اور ابن عبدالحکم نے اس کو جائز کہا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص ذبح کی نیت کے بغیر شکار کھیلے تو یہ حرام ہے کیونکہ یہ زمین میں فساد کرنا ہے اور ایک جاندار کو بے مقصد ضائع کرنا ہے۔[۱]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ لخمی نے شکار کے حکم کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱) زندگی برقرار رکھنے کے لیے یعنی کھانے پینے کے لیے شکار کرنا مباح ہے۔ (۲) اہل وعیال کی تنگی کے وقت یا سوال سے بچنے کے لیے شکار کرنا مستحب ہے۔ (۳) اپنے آپ کو بھوک کی ہلاکت سے بچانے کے لیے شکار کرنا واجب ہے۔ (۴) لہو ولعب کے لیے شکار کرنا مکروہ ہے جبکہ شکار کے بعد جانور کو ذبح کر کے کھالیا جائے۔ (۵) ذبح کرنے اور کھانے کی نیت کے بغیر شکار کرنا حرام ہے۔

علامہ ابی مالکی فرماتے ہیں: بلاضرورت محض لہو ولعب کے لیے شکار کرنے میں بہت مفاسد ہیں: اس میں گھوڑے کو کتے کے

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

پیچھے بھاگ کر تھکاتا ہے اور اگر باز سے شکار کیا جائے تو نظر کو اس کے پیچھے لگا کر تھکاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھوڑا اس کو کسی کھائی یا گڑھے میں گرا دے۔ [1]

شکاری کُتّے کے از خود شکار کرنے کا حکم

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۵۷ میں ہے: جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا بھیجو الحدیث، علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی قید کے کتا بھیجنے کا ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تمام اقسام کے سدھائے ہوئے کتوں کے ساتھ شکار کرنا جائز ہے خواہ وہ سیاہ رنگ کے ہوں یا کسی اور رنگ کے، امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء اسلام کا یہی نظریہ ہے، اور حسن بصری، نخعی، قتادہ، امام احمد اور اسحاق کا یہ مسلک ہے کہ سیاہ رنگ کے کتے کے ساتھ شکار کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کے ساتھ شکار کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ جس کتے کو بھیجا جائے وہ سدھایا ہوا ہو اور اس کو بھیجنا بھی شرط ہے، پس اگر ایسا کتا بھیجا جو سدھایا ہوا نہ تھا یا سدھایا ہوا کتا بغیر بھیجے از خود شکار کے لیے چلا گیا تو پھر اگر اس کتے نے شکار کو مار ڈالا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، جو کتا سدھایا ہوا نہ ہو اس کے شکار کے عدم جواز پر تو سب کا اتفاق ہے، اور جو کتا سدھایا ہوا ہو لیکن وہ بغیر بھیجے از خود چلا جائے تو اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا ہمارے اور جمہور فقہاء اسلام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ البتہ اصم نے اس کے کھانے کو جائز کہا ہے اور علامہ ابن منذر نے عطاء اور اوزاعی سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر اس کتے کو شکار کے لیے نکالا تھا تو پھر اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا جائز ہے خواہ اس کو بھیجا نہ ہو۔ [2]

شکار کرنے والے جانوروں کا بیان

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی لکھتے ہیں:

سدھائے ہوئے کتے، چیتے، تمام زخمی کرنے والے اور سدھائے ہوئے جانوروں سے شکار کرنا جائز ہے اور جامع صغیر میں لکھا ہے کہ تمام سدھائے ہوئے اور پھاڑنے والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں سے شکار کرنا جائز ہے، اور سدھائے ہوئے جانور کے سوا کسی اور جانور سے شکار کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ اس کو ذبح کر لیا جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وما علمتم من الجوارح مکلبین "تم نے جو (شکار کا) کسب کرنے والے جانور سدھاتے ہیں درآں حالیکہ وہ شکار پر مسلط ہونے والے ہیں" یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے تمام شکار کرنے والے جانوروں کو شامل ہے اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ہر چند کہ حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں کلب کا ذکر ہے لیکن لغت کے اعتبار سے ہر درندے پر کلب کا اطلاق ہوتا ہے حتیٰ کہ شیر پر بھی کلب کا اطلاق ہوتا ہے۔ امام ابویوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے ان جانوروں سے شیر اور ریچھ کا استثناء کیا ہے کیونکہ یہ جانور دوسروں کے لیے کام نہیں کرتے، شیر اپنی بلند ہمت کی وجہ سے اور ریچھ اپنی خساست کی وجہ سے، بعض علماء نے چیل کا بھی اس کی خساست کی وجہ سے استثناء کیا ہے۔ خنزیر بھی ان جانوروں سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ نجس العین ہے، اس لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، پھر ان شکاری جانوروں کو تعلیم دینا اور سدھانا نہایت ضروری ہے، کیونکہ قرآن مجید کی

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۶۹، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نص صریح (وما علمتم) میں تعلیم کی شرط کا ذکر ہے اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں بھی تعلیم کی شرط کا ذکر ہے، اور جانور کو چھوڑنا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہی تعلیم کا معیار ہے کہ جب جانور کو چھوڑا جائے تو وہ چلا جائے اور اپنے مالک کے لیے شکار کو پکڑ کر رکھے۔ [1]

شکاری کتے کے معلّم (سدھائے ہوئے) ہونے کا معیار اور شرائط

شمس الائمہ سرخسی نے کلب معلم (سدھائے ہوئے کتے) کی حسب ذیل شرائط ذکر کی ہیں۔

۱۔ اپنے مالک کے پیچھے حملہ کرنے کے لیے نہ دوڑے۔

۲۔ مارنے سے نہ سکھائے بلکہ شکاری دوسرے کتے کو شکار کھانے پر مارے تاکہ اس سے وہ کتا سیکھ لے کہ شکار کو نہیں کھانا چاہیے، اسی طرح ہر عقلمند دوسرے شخص سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

۳۔ کتا شکار پر تین بار یا پانچ بار حملہ کرے اگر اتنی بار حملہ کرنے سے وہ شکار کو پکڑ لے تو فبہا ورنہ اس کو کھانا چھوڑ دے اور کبھی کبھی دوسرے شخص کے لیے اپنے آپ کو پریشانی میں نہیں ڈالتا، اور ہر عقل مند شخص کو اسی طرح کرنا چاہیے۔

۴۔ جب کتا شکار میں سے کچھ کھالے تو پھر وہ سدھایا ہوا نہیں رہے گا، کیونکہ سدھائے ہوئے کتے کی علامت یہ ہے کہ وہ خود نہ کھائے، اور سدھائے ہوئے باز کی علامت یہ ہے کہ جب اس کو بلایا جائے تو وہ فوراً آجائے، سو جس طرح اگر باز بلانے پر نہ آئے بلکہ بھاگ جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ سدھایا ہوا نہیں ہے، اسی طرح جب کتا شکار سے کچھ کھالے تو وہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ سدھایا ہوا نہیں ہے، اور امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس کے پہلے کیے ہوئے (موجود) شکار بھی حرام ہوں گے اور امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک وہ حرام نہیں ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ کا قول احتیاط کے زیادہ قریب ہے اور اسی پر حلت اور حرمت کی مدار ہے۔ اور اس کے بعد اس کا شکار کیا ہوا حلال نہیں ہے حتیٰ کہ وہ معلّم (سدھایا ہوا) ہو جائے۔ بایں طور کہ وہ تین بار شکار کرے اور شکار کو نہ کھائے تو امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک اس کا چوتھی بار کیا ہوا شکار حلال ہو جائے گا لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس میں وقت کی کوئی قید نہیں لگائی، امام ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ جب مالک کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ سدھایا ہوا ہے تو پھر وہ اس کا کیا ہوا شکار کھا سکتا ہے، ابتداء کلب معلّم کی تعلیم میں بھی یہی اختلاف ہے، امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک تعلیم اس وقت متحقق ہو جائے گی جب وہ اس کے بلانے پہ آجائے اور جب وہ اس کو شکار پر چھوڑے تو وہ جانور کو شکار کرے اور شکار کو خود نہ کھائے، جب تین بار ایسا ہو جائے گا تو وہ کتا سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے اس میں کسی وقت اور قید کا اعتبار نہیں کیا، وہ فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ شکاری کے اجتہاد پر موقوف ہے، اگر شکاری کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ کتا اب سیکھ گیا ہے تو پھر اس کو سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کتے کو دوسرے شکاریوں کے پاس لے جایا جائے اگر دوسرے شکاری یہ کہہ دیں کہ یہ کتا سدھایا ہوا ہے تو پھر اس کو سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔

اس مسئلہ میں صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ سدھایا ہوا کتا شکار کو اپنے مالک کے لیے روک کر رکھتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ خود اس میں سے نہ کھائے، البتہ یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ شاید اس کا پیٹ بھرا ہوا تھا اس لیے اس نے شکار نہیں کھایا۔ لیکن جب

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۵۰۲، مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان۔

وہ متعدد بار اس کو نہ کھائے تو پھر یہ احتمال زائل ہو جاتا ہے اور اس پر یقین ہو جاتا ہے کہ وہ کلب معلم ہے اور اس نے اپنے مالک کے لیے شکار روک رکھا ہے، اور ہم نے متعدد بار کو تین مرتبہ میں منضبط کیا ہے کیونکہ یہ اختبار کرنے کی عمدہ صورت ہے اور اس کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے جب تیسری بار حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے فرما دیا تھا "هٰذا فراق بيني وبينك" یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کی ساعت ہے، اسی طرح شریعت میں بیع اور شراء کی مدت اختیار تین دن ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص تین بار آنے کی اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ لوٹ جائے اور حضرت عمر نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کسی تجارت میں تین بار نفع نہ ہو تو پھر وہ کسی اور تجارت کی طرف رجوع کرے، ان نظائر سے یہ معلوم ہوا کہ کسی چیز کا تجربہ کرنے یا کسی چیز پر یقینی حکم لگانے میں تین کے عدد کا اعتبار کیا جاتا ہے، سو کتے پر بھی سدھائے ہوئے کا حکم لگانے کے لیے اس کا تین مرتبہ امتحان لینا کافی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی عدد اور [illegible] کا تعین رائے سے نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس میں قیاس کا کوئی دخل ہے لہٰذا کتے کے سدھائے ہونے کی معرفت اجتہاد پر موقوف ہوگی اور اس کے سدھائے ہوئے ہونے کا معیار یہ ہے کہ اس معاملہ میں شکار کے ماہرین سے پوچھا جائے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔ اور صاحبین کی دلیل اس لیے بھی مخدوش ہے کہ تین بار شکار کو نہ کھانے سے اس کتے کا سدھا ہوا ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے تینوں بار اس لیے نہ کھایا ہو کہ اس کا پیٹ بھرا ہوا تھا۔

حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے صاحبین کی طرح تین دن کا ایک قول بھی روایت کیا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ نے اس روایت میں یہ کہا ہے کہ تیسری بار کا شکار کھا لیا جائے، جب کہ صاحبین یہ کہتے ہیں کہ تیسری بار کا شکار نہیں کھایا جائے گا، کیونکہ جب کتا تیسری بار کے شکار کو مالک کے لیے روک کے رکھے گا تو اس کا یہ تیسری بار رکنا اس کے معلم (سدھائے ہوئے) ہونے پر دلیل ہوگا اور اس کے بعد جب وہ چوتھی بار شکار کو روکے گا تو پھر اس شکار کا کھانا جائز ہوگا۔ [1]

علامہ سرخسی حنفی کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے اس مسئلہ میں صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے۔

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۵۸ میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھ لو تو پھر اس کو کھا لیا کرو" اس حدیث کی شرح میں علامہ شافعی نووی لکھتے ہیں۔

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شکار پر کتے کو بھیجتے وقت اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ حکم واجب ہے یا سنت؟ امام شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ حکم سنت ہے اس لیے اگر کسی شخص نے سہواً یا عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو شکار یا ذبیحہ حلال ہوگا، امام مالک اور امام احمد سے بھی ایک یہی روایت ہے اور اہل ظاہر (غیر مقلدین) نے یہ کہا ہے کہ بسم اللہ کو ترک کرنے سے شکار یا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا خواہ عمداً ترک کیا ہو یا سہواً، شکار کے متعلق امام احمد سے بھی یہی روایت

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۴۳ - ۲۴۲ ملخصا، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

صحیح ہے، ابن سیرین اور ابی ثور سے بھی یہی روایت ہے، اور امام ابو حنیفہ، امام مالک، ثوری اور جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر بسم اللہ کو سہواً ترک کر دیا تو شکار اور ذبیحہ دونوں جائز ہیں، اور اگر اس کو عمداً ترک کیا ہے تو پھر یہ دونوں جائز نہیں ہیں اور اصحاب شافعیہ کے نزدیک بسم اللہ کو ترک کرنا مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ خلافِ اولیٰ ہے اور صحیح کراہت کا قول ہے۔

جمہور فقہاء اسلام جو بسم اللہ پڑھنے کو واجب کہتے ہیں ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق۔ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ بیشک اس کا کھانا گناہ ہے۔

اس آیت کے علاوہ جمہور فقہاء کا استدلال اس باب کی احادیث سے بھی ہے، اور فقہاء شافعیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

حرمت علیکم المیتۃ (الی قولہ تعالی) الا ما ذکیتم۔ مردار کو تم پر حرام کیا گیا ہے، ماسوا اس کے کہ تم جانور کو ذبح کر لو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیے بغیر ذبح کیے جانے سے جانور کو حلال قرار دیا ہے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ذبح تو بسم اللہ سے ہی ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ذبح کا شرعی معنی ہے اور ذبح کا لغوی معنی کاٹنا اور شق کرنا ہے، فقہاء شافعیہ نے قرآن مجید کی اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے: "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم" "اہل کتاب کا طعام تمہارے لیے حلال ہے" اور اہل کتاب اپنے ذبیحہ پر بسم اللہ نہیں پڑھتے، اور صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے: حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! لوگ نئے نئے جاہلیت سے نکلے ہیں یہ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں کہ انھوں نے بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں، ہم ان کا لایا ہوا گوشت کھائیں یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھو اور کھا لو، لہٰذا کھانے پینے کے وقت جس بسم اللہ کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے مراد یہ بسم اللہ ہے، اور قرآن مجید میں جو ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ "جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ" اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "جس جانور کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اس کو مت کھاؤ" جیسا کہ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ہے: وما ذبح علی النصب "جن جانوروں کو بتوں کے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو" نیز اللہ تعالیٰ نے اس کو فسق فرمایا ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص بسم اللہ کو ترک کر دے وہ فاسق نہیں ہے، اس لیے آیت کریمہ: ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ "کو بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور پر حمل کرنا واجب ہے تاکہ ان آیات میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں موافقت اور مطابقت ہو، اور بعض فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کو ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کو استحباب پر محمول کیا ہے [1]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا "جب تم (شکار پر) اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اس پر بسم اللہ پڑھو تو پھر اس کو کھا لیا کرو۔" قاضی عیاض مالکی نے فرمایا یہ حدیث شکار اور ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے کے وجوب پر دلیل ہے، اور ذکاۃ کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ قصداً بسم اللہ پڑھے، اور اگر بسم اللہ نہیں پڑھی تو امام مالک اور ان کے اصحاب کا مشہور قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے شکار یا ذبیحہ پر قصداً بسم اللہ کو نہیں پڑھا تو اس کو نہیں کھایا جائے گا اور اگر بھول کر بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر ذبیحہ کھا لیا جائے گا۔ بعض فقہاء مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے بسم اللہ کو معمولی سمجھ کر قصداً ترک کیا تو پھر اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔

اہل ظاہر (غیر مقلدین) نے یہ کہا ہے کہ ذبیحہ یا شکار پر بسم اللہ کو خواہ عمداً ترک کیا جائے یا سہواً، اس ذبیحہ کو نہیں کھایا جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ "جس (ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ" اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ (علامہ اُبی غیر مقلدین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:) ہمارے نزدیک یہ آیت مردار پر محمول ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں کفار شریعت پر یہ اعتراض کرتے تھے، جس جانور کو ہم نے قتل کیا ہے اس کو کھائیں اور جس کو اللہ نے قتل کیا ہے (یعنی مردار) اس کو نہ کھائیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ان کا رد کیا، اور ہمارے فقہاء کے نزدیک اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلب ہے، یعنی جب کوئی شخص شکار پر کتا چھوڑے تو اس کا مقصد شکار کرنا ہو، اور لہو و لعب اس کا مقصد نہ ہو اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس شخص کا مقصد شکار کرنا نہ ہو اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا، ہمارے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور احادیث میں اس پر دلیل نہیں ہے کہ اگر کسی شخص نے بھولے سے بسم اللہ کو ترک کر دیا تو اس کا شکار اور ذبیحہ بھی نہیں کھایا جائے گا،

کیونکہ حدیث میں ہے "میری امت سے خطاء اور نسیان (پر مواخذہ کو) اٹھا لیا گیا" اور امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت سے تازہ تازہ نکلے ہیں اور لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ انھوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں آپ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھ کر کھا لو، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے بھول کر بسم اللہ کو ترک کر دیا تو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ (کیونکہ صحابہ کرام سے یہ متصور نہیں تھا کہ وہ عمداً بسم اللہ کو ترک کریں گے۔ سعیدی غفرلہ) [1]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

جب شکار کرنے والا کسی شکاری جانور کو شکار پر چھوڑے تو اس کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھے، اگر اس نے بسم اللہ کو عمداً یا سہواً ترک کر دیا تو پھر وہ شکار جائز نہیں ہے، حنبلی مذہب میں یہی تحقیق ہے، اور شعبی، ابوثور اور ابو داؤد (ظاہری) کا بھی یہی قول ہے، حنبلی نے امام احمد سے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے کہ اگر اس نے شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ کو بھولے سے ترک کر دیا، لیکن خلال نے کہا ہے کہ حنبلی کو اس روایت کے نقل کرنے میں سہو ہوا ہے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ اگر بلا قصد بھولے سے بسم اللہ کو ترک کر دیا تو شکار اور ذبیحہ جائز ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے: "میری امت سے نسیان اور خطاء معاف ہے" اور امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ بسم اللہ کو عمداً ترک کیا ہو یا نسیاناً ترک کیا ہو، ہر صورت میں شکار اور ذبیحہ جائز ہے، کیونکہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ:

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی اُبی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۱ - ۲۷۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

المسلم یذبح علی اسم اللہ سمی اولم یسم۔ مسلمان اللہ کے نام پر ہی ذبح کرتا ہے، خواہ وہ بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ:

ارأیت الرجل منا یذبح وینسی ان یسمی اللہ فقال اسم اللہ فی قلب کل مسلم۔ یہ بتائیے کہ ہم میں سے ایک شخص ذبح کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی اپنے نظریہ پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ (انعام: ۱۲۱) جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ۔

فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔ (مائدہ: ۴) سو اس (شکار) سے کھاؤ، جسے وہ (شکاری جانور مار کر) تمہارے لیے روک رکھیں اور (شکار پر چھوڑتے وقت) اس (شکاری جانور) پر اللہ کا نام لو۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عدی بن حاتم سے) فرمایا: جب تم (شکار پر) اپنے کتے کو چھوڑو تو بسم اللہ پڑھو اور پھر کھاؤ، میں نے کہا میں اپنے کتے کو بھیجتا ہوں، پھر اس کے ساتھ دوسرے کتے کو پاتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: (پھر شکار کو) مت کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے اور دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) اس مضمون کی بکثرت روایات ہیں اور ان نصوص میں بسم اللہ پڑھنے کے وجوب کی صراحت ہے۔

فقہاء احناف اور فقہاء مالکیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "میری امت سے نسیان اور خطا معاف ہے۔" لیکن اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ نسیان اور خطا کی بناء پر اگر بسم اللہ نہیں پڑھی تو اس وجہ سے آخرت میں مواخذہ نہیں ہوگا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ فعل صحیح ہو جائے گا، مثلاً اگر کسی شخص نے بھولے سے بغیر وضوء کے نماز پڑھ لی تو اس سے مواخذہ نہیں ہوگا لیکن اس نماز کا اعادہ کرنا فرض ہے۔ اور وہ نماز صحیح نہیں ہوتی، اور شکار اور ذبیحہ میں فرق یہ ہے، کیونکہ ذبح اپنے محل میں واقع ہوتا ہے اس لیے اس میں تسامح جائز ہے برخلاف شکار کے، اور فقہاء شافعیہ نے جو احادیث پیش کی ہیں ان کو اصحاب سنن مشہورہ نے ذکر نہیں کیا، اور اگر بالفرض یہ احادیث صحیح ہوں تو یہ ذبیحہ کے بارے میں ہیں، اور شکار کو ان پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ شکار کے خصوصی احکام الگ ہیں (علامہ ابن قدامہ کا یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ فقہاء حنبلیہ کے نزدیک ذبیحہ میں بھی اگر بسم اللہ پڑھنا بھول گیا، تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے ـــــ سعیدی غفرلہ۔) [1]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۹۳ - ۲۹۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت

علامہ ابو بکر جصاص الحنفی لکھتے ہیں:

ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) امام مالک، اور حسن بن صالح نے یہ کہا ہے کہ اگر مسلمان (شکار یا ذبیحہ پر) عمداً بسم اللہ ترک کر دے تو اس کو نہیں کھایا جائے گا، اور اگر نسیاناً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر اس کو کھا لیا جائے گا، امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ دونوں صورتوں میں ذبیحہ کو کھا لیا جائے گا، امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے، نسیاناً بسم اللہ کو ترک کرنے میں اختلاف ہے، حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، مجاہد، عطاء بن ابی رباح، سعید بن مسیب، ابن شہاب اور طاؤس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ کو نسیاناً ترک کر دیا جائے، اس کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابن عباس نے کہا مسلمان کے دل میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، جس طرح مشرک کا ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا سود مند نہیں ہے، اسی طرح مسلمان کا بھولنے سے نام نہ لینا مضر نہیں ہے، ابن سیرین نے کہا اگر مسلمان نسیاناً بھی بسم اللہ کو ترک کر دے تو وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ ابراہیم نے کہا ایسے ذبیحہ کو نہ کھانا مستحب ہے۔

علامہ ابو بکر جصاص حنفی لکھتے ہیں کہ فقہاء احناف کا استدلال اس آیت سے ہے:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق۔ (انعام ۶: ۱۲۱)

جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ، بلاشبہ اس کو کھانا گناہ ہے۔

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس (شکار یا ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کا کھانا حرام ہے، خواہ اللہ کا نام عمداً ترک کیا ہو یا نسیاناً، لیکن دلائل سے یہ ثابت ہے کہ یہاں نسیان مراد نہیں ہے، البتہ اس شخص کا قول اس آیت کے خلاف ہے جس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا گیا اس کا کھانا بھی جائز ہے اور اس شخص کا یہ قول بکثرت آثار اور احادیث کے بھی خلاف ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت میں مشرکین کے ذبیحہ کو کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، کیونکہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے کہا جس جانور کو تمہارے رب نے قتل کیا اور وہ مر گیا تو تم اس کو نہیں کھاتے اور جس جانور کو تم نے قتل کیا یعنی ذبح کیا اس کو تم کھا لیتے ہو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی "جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ" حضرت ابن عباس نے فرمایا یعنی مردار پر، اور جب اس آیت میں مردار اور مشرکین کا ذبیحہ مراد ہے تو اس میں مسلمانوں کا ذبیحہ داخل نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ معروف ہے کہ جب کسی آیت کا مورد نزول خاص ہو اور اس کے الفاظ عام ہوں، تو پھر خصوصیت مورد کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے اور خصوصیت مورد کا لحاظ نہیں ہے، اور اگر یہاں مشرکین کے ذبیحے مراد ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتا، اور صرف بسم اللہ کے ترک کرنے پر اقتصار نہ فرماتا اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مشرکین اگر اپنے ذبیحوں پر بسم اللہ پڑھ بھی لیں تب بھی ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے مراد نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ مشرکوں کا ذبیحہ کسی صورت میں حلال نہیں ہے خواہ وہ بسم اللہ پڑھیں یا نہ پڑھیں، اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں مشرکوں کے ذبیحوں کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے وہ ہے وما ذبح علی النصب۔ "اور جس جانور کو بتوں کے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو" اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں مشرکوں کا ذبیحہ مراد نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم (انعام: ۶/۱۲۱) بلاشبہ شیطان تم سے جھگڑا کرنے کے لیے اپنے دوستوں

کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں" اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتے تھے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو کھا لو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ (الانعام: ۱۲۱/۶) "جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ" اس حدیث میں حضرت ابن عباس نے یہ بتایا ہے کہ مشرکوں کا جھگڑا بسم اللہ کے ترک کرنے میں تھا اور یہ آیت بسم اللہ کو واجب کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے، مشرکوں کے ذبیحوں کے متعلق نازل ہوئی ہے نہ مُردار کے بارے میں، نیز بسم اللہ کو عمداً ترک کرنے سے ذبیحہ یا شکار کے حرام ہونے پر یہ آیت دلیل ہے:

یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔

(مائدہ: ۴/۵)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کون سی چیزیں حلال کی گئی ہیں، آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں، اور تم نے جو شکاری جانور سدھا لیے ہیں درآں حالیکہ تم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق انھیں شکار کا طریقہ سکھانے والے ہو، سو وہ (شکاری جانور) جس شکار کو تمہارے لیے روک رکھیں اس کو کھاؤ اور (شکار پر چھوڑتے وقت) اس (شکاری جانور) پر بسم اللہ پڑھو۔

اس آیت میں بسم اللہ پڑھنے کا امر کیا گیا ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے اور یہ بداہتہً معلوم ہے کہ کھانا کھانے والے پر بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور اس کی تائید حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھ لو تو اس کو کھایا کرو، (یہ اس باب کی پہلی حدیث ہے)، اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس چیز کا کھانا ممنوع ہو جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، اور اس آیت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ بسم اللہ کو ترک کرنا ممنوع ہو، اور اس ممانعت کی یہ تاکید آیت کے اس جزو سے ہوتی ہے وانہ لفسق "جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو) اس کا کھانا گناہ ہے" یا بسم اللہ کو ترک کرنا گناہ ہے اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا گناہ ہے، کیونکہ بھول کر کوئی کام کرنا یا نہ کرنا گناہ نہیں ہوتا، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ... اور وہ نئے نئے کفر سے نکلتے ہیں، ہم کو پتا نہیں کہ انھوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں، آپ نے فرمایا "تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھا لو، اگر بسم اللہ کو پڑھنا ذبح کی شرط نہ ہوتا تو آپ یہ فرماتے کہ اگر انھوں نے بسم اللہ کو نہیں پڑھا تو پھر کیا ہوا، لیکن آپ نے فرمایا تم اس کو بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ کیونکہ اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے افعال کو جواز اور صحت پر محمول کیا جاتا ہے اور بغیر کسی دلیل کے مسلمانوں کے امور اور افعال کو فساد پر محمول نہیں کیا جاتا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر یہ مراد ہو کہ بسم اللہ کو نہ پڑھنا گناہ ہے تو جو شخص ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھے وہ گنہ گار ہوگا حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ وہ گنہ گار نہیں ہوتا اس لیے اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے یا مردار مراد ہونے چاہئیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں یہ اجماع تسلیم نہیں ہے اور جو شخص ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کرے گا وہ بہرحال گنہ گار ہوگا۔

باقی رہا یہ کہ جو مسلمان بھول کر بسم اللہ ترک کر دے اس کا ذبیحہ جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جس

جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس گوشت کھاؤ اور اس کو گناہ فرمایا ہے، اور یہ گناہ اسی وقت ہو گا جب وہ عمداً اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا کیونکہ یہ چیز انسان کی قدرت اور استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ بھول کر بھی کوئی غلط کام نہ کرے اور انسان اپنی قدرت کے مطابق ہی مکلف ہوتا ہے۔ اور امام اوزاعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطاء، نسیان اور جبر سے درگزر فرمایا ہے، اور جب وہ نسیان کی حالت میں بسم اللہ پڑھنے کا مکلف نہیں ہے تو اس صورت میں اس کا ذبیحہ فاسد نہیں ہو گا، حالت نسیان میں بسم اللہ ترک کرنے کو حالت نسیان میں شرائط نماز (مثلاً تکبیر اور وضوء وغیرہ) ترک کرنے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ جب انسان کو یاد آجائے کہ اس نے بغیر وضو کے نماز پڑھی ہے تو اس پر اس کا تدارک فرض ہے، بایں طور کہ وہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور جب اس نے بھول کر بسم اللہ پڑھے بغیر جانور کو ذبح کر دیا تو اب اس کا تدارک نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ اس کا ذبیحہ درست قرار پائے گا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے بھولے سے روزہ میں کچھ کھا یا پی لیا تو اس کا روزہ صحیح برقرار رہے گا کیونکہ وہ اس کا مکلف ہے کہ وہ اپنے قصد اور ارادے سے روزہ میں کھانے پینے سے اجتناب کرے، اور حالت نسیان میں بھی کھانے پینے سے اجتناب کرنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے اسی طرح حالت نسیان میں ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے۔ [1]

جس کتے کو شکار پر چھوڑا اگر اس کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو جائے تو آیا شکار حلال ہے یا نہیں؟

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۵ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "بشرطیکہ (شکار میں) تمہارے شکاری کتے کے ساتھ کوئی اور کتا نہ شریک ہوا ہو" علامہ نووی شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں،

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ اگر شکار میں کوئی اور کتا بھی شریک ہو جائے گا تو پھر وہ شکار حلال نہیں ہے، دوسرے کتے سے مراد وہ کتا ہے جو از خود شکار کرنے میں شریک ہو گیا ہو، یا دوسرے کتے کو کسی اور شخص نے چھوڑا ہو جو اہل ذکاۃ میں سے نہ ہو یا یہ امر مشکوک ہو، ان تمام صورتوں میں اس شکار کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر یقینی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ اہل ذکاۃ میں سے کسی شخص نے دوسرے کتے کو چھوڑا ہے تو پھر اس کا کھانا جائز ہے۔ [2]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے کتے کو شکار پر چھوڑا اور اس نے اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو دیکھا جس کا حال اسے معلوم نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ اس میں شکار کرنے کی شرائط پائی جاتی تھیں یا نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ ان میں سے کس نے اس شکار کو ہلاک کیا ہے، یا اس کو یہ معلوم ہو کہ ان دونوں نے مل کر اس کو ہلاک کیا ہے یا اس کو یہ علم ہو کہ اس نامعلوم کتے نے اس کو ہلاک کیا ہے۔ ان تمام صورتوں میں اس شکار کو کھانا جائز نہیں ہے، ہاں اگر اس نے شکار کو زندہ پایا تو پھر اس کو ذبح کر کے کھانا جائز

[1] علامہ ابوبکر احمد بن رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۸-۵، ملخصاً، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ہے، عطاء، قاسم بن مخیمرہ، امام شافعی، امام مالک، ابوثور اور اصحاب رائے (فقہائے احناف) کا یہی مسلک ہے، ہمارے علم کے مطابق اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس کی دلیل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی (زیر بحث) روایت ہے۔ [۱]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

جب شکار میں کوئی ایسا کتا شریک ہو گیا جو سدھایا ہوا نہیں تھا تو پھر اس شکار کا کھانا جائز نہیں ہے اور اس کی دلیل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی (زیر بحث) روایت ہے، اور اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ اس میں ایک سبب موجب حلت ہے اور ایک سبب موجب حرمت ہے پس موجب حرمت کو ترجیح دی جائے گی، باز کا حکم بھی کتے کی طرح ہے، کیونکہ جو جانور سدھایا ہوا نہ ہو اس کا فعل شکار کو حرام کر دیتا ہے۔ [۲]

"معراض" سے کیے ہوئے شکار کے حکم میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۴۸۵ میں ہے: حضرت عدی بن حاتم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں شکار پر "معراض" مارتا ہوں جس سے وہ مر جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم معراض مارو اور وہ شکار کو کاٹتا ہوا (یا چھیدتا ہوا) آر پار ہو جائے تو اس کو کھا لو اور اگر شکار اس کی عرض کی جانب سے مرے تو پھر اس کو مت کھاؤ، کیونکہ وہ چوٹ کھایا ہوا ہے۔ (یعنی وقیذ ہے جس کو قرآن مجید نے حرام کر دیا ہے۔)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی "معراض" کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

معراض بھاری لکڑی کو کہتے ہیں یا اس لاٹھی کو کہتے ہیں جس کی ایک طرف موٹا ہو یا بغیر لوہے کی لاٹھی ہو، معراض کی یہی تفسیر ہے، ہروی نے کہا معراض بغیر پر اور پیکان کے تیر کو کہتے ہیں، خلیل اور اصمعی کا بھی یہی قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ معراض اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کے دونوں سرے باریک ہوں اور درمیان سے موٹی ہو، جب اس کو پھینکا جائے تو وہ سیدھا ہو جاتا ہے، ابن درید نے کہا معراض اس لمبے تیر کو کہتے ہیں جس کے چار پر ہوں جب اس کو پھینکا جائے تو وہ چوڑا ہو جاتا ہے، اور موقوذ اس مرے ہوئے جانور کو کہتے ہیں جو بغیر دھار والی کسی چیز سے مر جائے مثلاً لکڑی یا پتھر لگنے سے مر جائے۔

امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام احمد، اور جمہور فقہاء اسلام کا مسلک یہ ہے کہ جب کسی شخص نے معراض سے شکار کیا اور شکار معراض کی دھار سے مرا تو حلال ہے اور اگر معراض کی جانب عرض سے مرا تو پھر وہ اس حدیث کی رو سے حلال نہیں ہے۔ اور مکحول اوزاعی اور بعض دیگر فقہاء شام نے کہا کہ وہ مطلقاً حلال ہے، اسی طرح انھوں نے اور ابن ابی لیلیٰ نے یہ کہا کہ اگر غلیل کی گولی سے شکار مر جائے تو حلال ہے۔ سعید بن مسیب سے بھی یہی قول منقول ہے، اور جمہور فقہاء اسلام نے یہ کہا کہ غلیل کی گولی سے مرا ہوا شکار حلال نہیں ہے، کیونکہ وہ موقوذ ہے یعنی بغیر دھار والی چیز کی چوٹ سے مرا ہے۔ [۳]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام احمد نے یہ کہا ہے کہ معراض ایک چیز ہے جو تیر کے مشابہ ہوتی ہے بسا اوقات جانور اس کی دھار سے زخمی ہو کر مر جاتا ہے،

[۱] - علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۰ھ

[۲] - شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۴۳ - ۲۴۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۳] - علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اس صورت میں یہ مباح ہے، بسا اوقات جانور معراض کے عرض کے ثقل سے ٹکرا کر مرتا ہے، اس صورت میں یہ موقوذ ہے اور مباح نہیں ہے، یہ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت عمار اور حضرت ابن عباس کا نظریہ ہے، نخعی، حکم، امام مالک، ثوری، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، اسحاق اور ابو ثور کی بھی یہی رائے ہے، اوزاعی اور فقہاء شام یہ کہتے ہیں کہ معراض سے شکار کرنا مطلقاً حلال ہے۔ خواہ جانور اس کی دھار سے مرے یا اس کے عرض سے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہیں کہ جو شکار معراض سے مرے وہ موقوذ ہے۔

شکار کے باقی آلات کا حکم بھی معراض کی طرح ہے۔ اگر اس آلہ کی دھار سے شکار مرے تو پھر حلال ہے اور اگر اس کے عرض سے شکار مرے اور زخمی نہ ہو تو پھر حلال نہیں ہے، اسی طرح اگر اس آلہ کی دھار سے شکار مرے لیکن اس کو زخمی نہ کرے بلکہ اس کے ثقل سے جانور مرے پھر بھی جانور حلال نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو چیرا جائے یا پھاڑا جائے اس کو کھا لو" نیز اس لیے کہ جب وہ اس آلہ سے نہیں مرے گا تو وہ اس کے ثقل سے مرے گا اور یہ موقوذ ہے۔ [۱]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

جس جانور کو معراض سے شکار کیا ہو، اس کے کھانے میں اختلاف ہے، جمہور یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ معراض کے عرض سے مر گیا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور مکحول، اوزاعی اور فقہاء شام اس کو جائز کہتے ہیں۔ اور یہ حدیث صحیح ان کے صراحۃً خلاف ہے، اسی طرح غلیل سے شکار کیے ہوئے جانور کا بھی یہی حکم ہے، ابن ابی لیلی اور ابن مسیب کا فتویٰ اہل شام کے موافق ہے، باقی فقہاء اس کے خلاف ہیں اور ان کی دلیل حدیث معراض ہے، کیونکہ معراض کا عرض لگنے سے زخم آتا ہے نہ خون بہتا ہے بلکہ اس کے جسم پر چوٹ لگتی ہے اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ جاتا ہے، اس کو وقیذ کہتے ہیں، اور یہ قرآن مجید کی نص صریح سے حرام ہے۔ [۲]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

امام محمد نے کہا ہے کہ غلیل، پتھر، معراض، لاٹھی اور ان کے مشابہ دوسری چیزوں سے کیا ہوا شکار جائز نہیں ہے خواہ ان سے زخم آجائے۔

شمس الائمہ سرخسی حنفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

کیونکہ یہ چیزیں جانور کو کاٹتی اور چھیدتی نہیں ہیں الا یہ کہ ان میں سے کوئی چیز تیر کی طرح لمبی اور دھار والی ہو اور اس کو پھینکنا ممکن ہو، سو جب اس قسم کے آلہ کو پھینکا جائے اور اس کی دھار سے جانور کٹ جائے تو پھر وہ حلال ہے، کیونکہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ ذکاۃ سے مقصد خون بہانا ہے اور جسم کو کاٹنے اور چھیدنے سے یہ مقصود حاصل ہوتا ہے، لیکن جسم کے اندر کی ٹوٹ پھوٹ سے جو اندرونی زخم پیدا ہوتا ہے اور ظاہری جسم کے اوپر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ حکماً موقوذہ (کسی چیز کی ضرب یا چوٹ کھانے سے مرا ہوا) ہے اور موقوذہ قرآن مجید کی نص صریح سے حرام ہے، لوہے کی وزنی چیز ہو یا کسی اور دھات کی اس میں سب برابر ہیں، اسی طرح اگر کسی شخص نے شکار پر چھری پھینکی تو اگر چھری کی دھار والی جانب شکار کے لگی اور وہ زخمی ہو گیا تو اس کو کھا لیا جائے گا اور اگر چھری کی دوسری جانب اس جانور کے لگی یا چھری کا دستہ لگا تو پھر اس کو نہیں کھایا جائے گا، اور اگر اس نے پتھر کی دھار تیز کی اور اس سے شکار کو ذبح کر لیا تو جائز ہے کیونکہ اس آلہ کی دھار سے خون کا بہانا حاصل ہو گیا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صفوان بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے دو خرگوشوں کو پکڑا اور ان کو تیز دھار والے پتھر سے ذبح کر دیا۔ پھر میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلے

[۱] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۰۶ - ۳۰۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[۲] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۲ - ۲۷۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کی اجازت دے دی۔ [۱]

غلیل اور کمان کی گولی اور دیگر آلات سے شکار کرنے کا حکم

جن آلات سے شکار کیا جاتا ہے ان تمام آلات کے لیے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر جانور اس آلہ کی ضرب سے دب کر یا چوٹ کھا کر مر گیا یا گلا گھٹنے سے مر گیا تو وہ حرام ہو گیا اور اگر جانور اس آلہ سے کٹ کر یا چھد کر مرا، اس کے زخم آیا اور خون بہا تو پھر وہ جانور حلال ہے اور بسم اللہ پڑھ کر ایسا آلہ پھینکنا جس سے جانور کا جسم کٹے اور خون بہے ذکوٰۃ اضطراری ہے اختیاری ذکوٰۃ یہ ہے کہ جانور کو پکڑ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کے گلے پر اس طرح چھری پھیریں کہ اس کی چار رگیں کٹ جائیں، اور جب جانور دُور بیٹھا ہو یا بھاگ رہا ہو یا اڑ رہا ہو اور اس کو پکڑ کر معروف طریقہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو بسم اللہ پڑھ کر اس پر تیر یا کوئی اور آلہ جارحہ پھینک دیا جائے جس سے زخمی ہو کر وہ جانور مر جائے تو وہ حلال ہو گا اور یہ ذکوٰۃ اضطراری ہے۔ اور اگر اس جانور پر لاٹھی، پتھر یا کسی اور وزنی چیز کی ضرب لگائی جائے جس سے وہ دب کر مر جائے یا اس کے گلے میں کوئی پھندا ڈالا جائے جس سے وہ گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر یہ جانور حرام ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ قرآن مجید کی اس آیت سے مستفاد ہے:

حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم۔ (مائدہ: ۳/۶)

تم پر یہ حرام کیے گئے ہیں: مردار، خون، خنزیر کا گوشت، جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، جو کسی ضرب سے دب کر مرا ہو، اوپر سے گرا ہو، سینگ مارا ہوا ہو اور جس کو درندہ نے کھایا ہو، البتہ ان میں سے جس کو تم نے (اللہ کے نام پر) ذبح کر لیا وہ حلال ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ موقوذہ (جو کسی چیز کی ضرب سے دب کر اور چوٹ کھا کر مرا ہو) اور منخنقہ (جو گلا گھٹ کر مرا ہو) حرام ہے، اس لیے اگر کسی ایسے آلہ سے شکار کیا جائے جس سے دب کر جانور مر جائے یا گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر وہ جانور حرام ہو گا۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

موقوذہ وہ جانور ہے جو بغیر ذکوٰۃ کے لاٹھی یا پتھر مارنے سے مر جائے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح جانور کو مار کر کھا لیتے تھے، صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: جب تم "معراض" کو پھینکو اور وہ جانور کے آر پار ہو جائے تو اس کو کھا لو اور اگر جانور اس کے عرض سے مرے تو پھر اس کو مت کھاؤ، اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ وقیذ (موقوذہ) ہے، علامہ ابو عمر نے کہا کہ متقدمین اور متاخرین علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ بندقہ (یعنی مٹی کی خشک کی ہوئی گولی جس کو غلیل یا کمان سے پھینکا جاتا ہے، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۹۶، رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۷، تفسیر المنار ج ۶ ص ۱۳۸، نیل الاوطار

---

[۱] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۵۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۲] مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنی تفسیر میں علامہ قرطبی کی اس عبارت کا خلاصہ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

ج ۱۰، ص ۴۲، اور آج کل کی متعارف بندوق کی گولی جو سیسہ کی ہوتی ہے اور اس میں بارود بھرا ہوا ہوتا ہے اس کو عربی میں بندوقۃ الرصاص کہتے ہیں ——— سعیدی غفرلہٗ) پتھر اور معراض سے جس جانور کو مار دیا جائے آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ موقوذ ہے اگر یہ مر گیا تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے، حضرت ابن عمر، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور ثوری کا یہی نظریہ ہے، فقہاء شام اور امام اوزاعی نے یہ کہا ہے کہ معراض سے مارا ہوا جانور حلال ہے خواہ وہ جانور کے آر پار گزرے یا نہیں، حضرت ابوالدرداء، حضرت فضالہ بن عبید اور مکحول اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، لیکن اس مسئلہ میں قول فیصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ "اگر جانور معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ وقیذ ہے۔" ۱؎

علامہ ابوالحسن المرغینانی حنفی اس مسئلہ میں لکھتے ہیں:

جس جانور کو معراض کے عرض سے مارا گیا ہو اس کو کھانا جائز نہیں ہے اور اگر معراض نے اس جانور کو زخمی کر دیا تو پھر اس جانور کو کھانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جانور معراض کی دھار سے مرا اس کو کھا لو اور جو جانور معراض کے عرض سے مرا اس کو مت کھاؤ نیز شکار کے حلال ہونے کے لیے اس کا زخمی ہونا ضروری ہے تاکہ اس میں ذکوۃ کا معنی متحقق ہو سکے، جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں (علامہ المرغینانی نے پہلے یہ بیان کیا ہے کہ: ظاہر الروایۃ کے مطابق شکار میں زخمی کرنا ضروری ہے تاکہ ذکوۃ اضطراری متحقق ہو اور ذکوۃ اضطراری کی تعریف یہ ہے کہ شکاری کے آلہ استعمال کرنے کی وجہ سے شکار کے بدن کے کسی حصہ میں بھی زخم آ جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما علمتم من الجوارح "اور تم نے زخمی کرنے والے شکاری جانور سدھائے ہیں" اس آیت میں شکار کو زخمی کرنے کی شرط کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جوارح جرح سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے "زخمی کرنے والے" ہدایہ اخیرین ص ۵۰۳) اور جو جانور غلیل یا کمان کی گولی سے مرا ہو اس کو بھی کھانا جائز نہیں، کیونکہ یہ گولی شکار کے جسم کو کوٹتی ہے اور توڑتی ہے اور اس کو زخمی نہیں کرتی، سو یہ معراض کی طرح ہے جو شکار کے آر پار نہ ہو، اسی طرح اگر پتھر سے شکار کو مار ڈالا تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے، اگر پتھر بھاری اور دھار والا ہو تو اس سے مرنے والے جانور کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ جانور کو زخمی کر دے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہ جانور اس پتھر کے ثقل کی وجہ سے مرا ہو اور اگر وہ پتھر خفیف ہو اور اس میں دھار ہو اور جانور زخمی ہو جائے تو اس کا کھانا جائز ہے، کیونکہ اب یہ متعین ہو گیا کہ جانور کی موت زخم کی وجہ سے واقع ہوئی ہے اور اگر پتھر خفیف ہو اور وہ اس کو تیر کی طرح لمبا کرے اور اس میں دھار ہو تو اس سے کیا ہوا شکار حلال ہے کیونکہ اس پتھر سے جانور زخمی ہو کر مرے گا، اگر شکاری نے دھار والے سنگ مرمر کو پھینکا اور اس نے جانور کو کاٹا نہیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے

(حاشیہ صفحہ سابقہ) "جو شکار بندوق کی گولی سے ہلاک ہو گیا اس کو بھی فقہاء نے موقوذہ میں داخل کیا ہے اور اس ذیل میں علامہ جصاص کی یہ عبارت نقل کی ہے: المقتولۃ
بالبندقۃ تلک الموقوذۃ امام اعظم امام شافعی امام مالک وغیرہ سب اس پر متفق ہیں (معارف القرآن ج ۳ ص ۲۹) عربی میں بندقۃ کا معنی ہے مٹی کی خشک کی ہوئی گولی
جیسا کہ ہم نے بحوالہ بیان کیا ہے اور بندوق کی گولی کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں۔ نیز بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے، اور
امام ابوحنیفہ ۱۵۰ھ امام مالک ۱۷۹ھ، امام شافعی ۲۰۴ھ، علامہ جصاص ۳۷۰ھ، اور علامہ قرطبی ۶۸۵ھ میں فوت ہوئے، سو یہ ائمہ اور علماء بندوق کی گولی کے شکار کے
متعلق کیسے رائے دے سکتے ہیں جو ان کے بہت بعد کی ایجاد ہے، مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بندقۃ کا معنی بندوق کی گولی کرنے میں بہت سخت مغالطہ کھایا ہے
فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۹۵۵ میں بھی انہوں نے یہی مغالطہ کھایا ہے۔ ۱۲ منہ

۱؎ علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۸۵ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۴۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

کیونکہ اب جانور اس کے کوٹنے سے مرا ہے، اسی طرح اگر اس پتھر کے پھینکنے سے اس کا سر الگ ہوگیا یا اس کی گردن کی رگیں الگ ہوگئیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے کیونکہ جس طرح پتھر کی دھار سے رگیں کٹتی ہیں اسی طرح پتھر کے ثقل سے بھی رگیں کٹ جاتی ہیں، اس لیے اب شک واقع ہوگیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رگوں کے کٹنے سے پہلے وہ جانور مر گیا ہو۔ اور اگر جانور کو لاٹھی یا لکڑی سے مار ڈالا تو وہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ لاٹھی یا لکڑی کے ثقل سے مرا ہے، ہاں اگر اس لکڑی یا لاٹھی کی دھار ہو اور اس سے جانور کٹ جائے تو اب اس جانور کو کھانا جائز ہے کیونکہ اب وہ لاٹھی تلوار اور نیزے کے حکم میں ہے، اور ان تمام مسائل میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ شکار کی موت زخم کی وجہ سے ہوئی ہے تو شکار حلال ہے اور جب یہ یقین ہو کہ موت ثقل کی وجہ سے ہوئی ہے تو شکار حرام ہے اور جب یہ شک ہو اور یہ پتا نہ چلے کہ موت زخم سے ہوئی ہے یا ثقل سے تو پھر شکار کا حرام ہونا احتیاطاً ہے۔ [1]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق

آٹھویں صدی ہجری سے پہلے دنیا بارودی بندوق سے متعارف نہیں ہوئی تھی۔ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے:

دستی بندوق کا استعمال یورپ میں ١٣٦٥ء میں شروع ہوا تھا اور مسلمان ممالک میں اس کی ابتداء سلطان قایتبائی کے عہد میں ٨٩٥ھ/١٤٩٠ء میں ہوئی (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ٣ ص ٨٨٧، مطبوعہ لاہور)

بہرحال دسویں صدی تک بندوق کا استعمال عام نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بارھویں صدی سے پہلے علماء نے بندوق سے کیے ہوئے شکار کے حکم پر بحث نہیں کی، بارھویں صدی میں علماء نے اس مسئلہ پر بحث کی اور یہ بحث ہنوز جاری ہے۔ بعض علماء بندوق سے کیے ہوئے شکار کو اس بناء پر ناجائز کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار ٹوٹتا ہے کٹتا نہیں اور جانور اس کے ثقل سے مرتا ہے اس لیے یہ موقوذہ ہے اور حرام ہے اس کے برخلاف دوسرے علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار زخمی ہوتا ہے اس کا خون بہتا ہے اور بعض اوقات گولی شکار کے آرپار ہو جاتی ہے اور ذکاۃ اضطراری کا مدار زخم لگنے اور خون بہنے پر ہے اور وہ بندوق کے شکار سے حاصل ہو جاتا ہے اس لیے بندوق سے کیا ہوا شکار جائز ہے۔ ہم پہلے مانعین کے دلائل پیش کریں گے، اس کے بعد مجوزین کے دلائل پیش کریں گے اور آخر میں اپنی رائے کا ذکر کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق۔

بندوق سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنے والے علماء کے دلائل

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

ولا یخفی ان الجرح بالرصاص انما هو بالاحراق والثقل بواسطة اندفاعه العنيف اذ ليس له حد فلا يحل وبه افتى ابن نجيم [2]

یہ بات واضح ہے کہ بندوق کی گولی بڑی تیزی سے نکلنے کی بناء پر جلاتی ہے اور اس کے بوجھ کی وجہ سے زخم پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس میں دھار نہیں ہوتی اس بناء پر بندوق سے کیا ہوا شکار حلال نہیں ہے، علامہ ابن نجیم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ٥٩٣ھ، ہدایہ اخیرین ص ٥١٢-٥١١، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ١٢٥٢ھ، ردالمحتار ج ٥ ص ٢١٧، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ١٣٢٧ھ

اگر تکبیر کہہ کر بندوق ماری اور ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو حرام ہے اس واسطے کہ بندوق میں توڑ ہے، کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔ [1]

مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا آلہ جارحہ نہیں بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ [2]

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

بندوق کا شکار اگر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے، کھانا اس کا حلال نہیں ہے۔ [3]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کو حلال قرار دینے والے علماء کے دلائل

فقہاء مالکیہ کے دلائل

علامہ ابو البرکات احمد بن دردیر مالکی لکھتے ہیں:

وما صيد بالرصاص فيؤكل به لانه اقوى من السلاح كما افتى به بعض الفضلاء واعتمده بعضهم [4]

بندوق کی گولی سے کیے ہوئے شکار کو کھایا جائیگا کیونکہ وہ ہتھیاروں سے زیادہ قوی ہے جیسا کہ بعض فضلاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے اور بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ صاوی مالکی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے شکار کے متعلق متقدمین کی تصانیف میں کوئی تصریح نہیں ہے کیونکہ بارودی بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے، بعض علماء نے غلیل کی (مٹی کی خشک) گولی پر قیاس کر کے اس کو ناجائز کہا اور بعض علماء نے جائز کہا۔ چنانچہ ابو عبد اللہ القروی، ابن غازی اور سید عبد الرحمن فاسی نے اس کو جائز کہا ہے کیونکہ بندوق کے ذریعے خون بہایا جاتا ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیا جاتا ہے، جس کے سبب سے ذکاۃ مشروع کیا گیا ہے۔ [5]

علامہ ابو البرکات سیدی احمد دردیر مالکی کی اسی عبارت پر علامہ دسوقی مالکی نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے:

بندوق سے کیے ہوئے شکار کے متعلق متقدمین کی تصانیف میں کوئی تصریح نہیں ہے اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے بعض

---

1. اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، الملفوظ ج ۳ ص ۴۲، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور
2. مولانا امجد علی متوفی ۱۳۷۶ھ، بہار شریعت ج ۱۷ ص ۲۳، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی
3. مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۵۵، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی
4. علامہ ابو البرکات احمد بن محمد دردیر مالکی، الشرح الصغیر علی اقرب المسالک، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۸۲ھ
5. علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر للدردیر مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۹۷۲ء

علماء نے غلیل کی گولی پر قیاس کر کے اس کو ناجائز کہا ہے اور بعض علماء نے جائز کہا ہے چنانچہ ابو عبداللہ القوری، علامہ ابن غازی، علامہ شیخ معمور سیدی عبدالرحمٰن فاسی اور شیخ عبدالقادر فاسی نے اس کو جائز کہا ہے کیونکہ یہ خون بہاتی ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیتی ہے جس کی بناء پر ذکاۃ کو مشروع کیا گیا ہے۔ بندوق کی گولی کو غلیل کی گولی پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ سیسہ کی گولی جسم کو پھاڑتی ہے اور اس کے آر پار گذر جاتی ہے جبکہ مٹی کی گولی میں اس طرح نہیں ہوتا مٹی کی خشک گولی جسم کو کوٹتی ہے اور توڑتی ہے (یہاں پرندوں کا جسم مراد ہے۔ ——— سعیدی غفرلہٗ) اور جو جسم ٹوٹ جائے وہ وقیذ ہے اور وقیذ نص قرآن سے حرام ہے۔ [1]

علامہ الجزیری فقہاء مالکیہ کا مسلک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

متاخرین مالکیہ میں سے بہت سے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ بندوق سے کیے ہوئے شکار کا کھانا جائز ہے کیونکہ بندوق خون بہاتی ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذکاۃ شرعی کو اسی لیے مشروع کیا گیا ہے تاکہ جانور کو جلد از جلد عذاب اور تکلیف سے نجات دی جائے۔ سو جس آلہ سے جس قدر جلد شکار کا کام تمام ہو گا وہ اسی قدر زیادہ بہتر ہو گا، اور زخم کے لیے چیرنا شرط نہیں ہے بلکہ پھاڑنے سے بھی زخم متحقق ہو جاتا ہے۔ [2]

فقہاء احناف کے دلائل

علامہ رافعی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ خادمی نے درر کے حواشی میں علامہ علی آفندی کے فتاوی سے یہ نقل کیا ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے، اور انہوں نے اس کی یہ دلیل بیان کی ہے کہ آگ بھی حیوان میں ذکاۃ کا عمل کرتی ہے، حتیٰ کہ اگر آگ کو مذبح میں پھینکا جائے اور اس سے رگیں جل جائیں تو اس حیوان کا کھانا جائز ہے، لیکن اس میں خون بہنے کی قید لگانی چاہیے حتیٰ کہ اگر خون منجمد ہو جائے اور نہ بہے تو پھر وہ حیوان حلال نہیں ہو گا، اور محشی (علامہ شامی) نے جنایات میں یہ لکھا ہے کہ بندوق سے قتل کرنا قتل عمد ہے کیونکہ یہ لوہے کی جنس سے ہے، زخمی کرتی ہے سو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر یہ زخمی نہ کرے تو پھر اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، جیسا کہ علامہ طحاوی نے لکھا ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہونا چاہیے، اور علامہ سندی نے جو اس مقام پر لکھا ہے وہ بھی حلت کا مؤید ہے، وہ کہتے ہیں کہ بندوق کے زخمی کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہے، البتہ ہدایہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ حیوان ثقل سے مرا ہے تو حرام ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ حیوان زخمی ہو کر مرا ہے تو حلال ہے اور جب اس کے ثقل یا زخم سے مرنے میں شک ہو تو پھر حرام ہے (ہدایہ نے اس صورت کو احتیاطاً حرام لکھا ہے، ——— سعیدی غفرلہٗ)۔ یہ عبارت حرمت کا تقاضا کرتی ہے۔ اس میں غور کرنا چاہیے۔ [3]

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ بندوق کی گولی سے جو جانور مرتا ہے وہ زخم سے مرتا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بندوق کی گولی کھا کر کوئی جانور مرے اور اس کا نہ خون بہے اور نہ زخم آئے اور یہ بھی بالکل بدیہی بات ہے کہ بندوق کی گولی کے ثقل سے جانور نہیں مرتا کیونکہ گولی اتنی بھاری نہیں ہوتی کہ اس کے نیچے دب کر جانور مر جائے بلکہ گولی یا چھرے جب پرلیشر سے نکلتے ہیں تو وہ اپنی راہ میں

---

[1] شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی ۱۲۱۹ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۰۴-۱۰۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
[2] علامہ عبدالرحمان الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۲۸-۲۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت
[3] علامہ عبدالقادر رافعی حنفی فاروقی، التحریر المختار لرد المحتار ج ۲ ص ۳۱۶-۳۱۵۔ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

مزاحم ہونے والے جسم کو چیرتے اور پھاڑتے ہوئے اس جسم سے آر پار ہو جاتے ہیں اور گران کی فورس اور پریشر کم ہو تو بعض اوقات وہ گولی اور چھرے جسم میں رہ جاتے ہیں لیکن زخم ڈالنے، جسم کو پھاڑنے اور خون بہنے کا عمل ہر حال میں واقع ہوتا ہے اور اضطراری ذکاۃ اور حلت کا مدار یہی چیز ہے۔

علامہ الجزیری احناف کا مسلک نقل کرتے ہوتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب یہ امر متحقق ہو جائے کہ حیوان زخم سے مرا ہے اور ثقل سے نہیں مرا تو وہ حلال ہے، چھروں کا حکم بھی گولی کی طرح ہے، سو جب کسی بڑے جانور کا چھروں سے شکار کیا جائے تو یہ متصور نہیں ہوگا کہ وہ جانور چھرے کے ثقل اور بوجھ سے مرا ہے اس لیے وہ بلاشبہ حلال ہے، کیونکہ اس کی موت بلاشک وشبہ زخم سے واقع ہوئی ہے، ہاں اگر چڑیا کی طرح کوئی بہت چھوٹا اور کمزور جانور چھرے سے مر جائے تو اس میں یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ چھرے کے ثقل سے مرا ہوگا اور حلال نہیں ہوگا، لیکن اگر یہ متحقق ہو جائے کہ وہ زخم سے مرا ہے تو پھر وہ بھی بلاشبہ حلال ہے۔ [1]

ثقل سے مرنے کا معیار یہ ہے کہ جانور کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور خواہ اس کے جسم کے اندر زخم ہو لیکن جسم کی بیرونی سطح سے خون نہ نکلے لیکن جب جسم کی بیرونی سطح سے خون نکلے تو یہ اس کے زخمی ہونے کی واضح دلیل ہے اور ایسا شکار بلاشبہ جائز ہے۔

دکتور احمد شرباصی لکھتے ہیں:

محققین فقہاء احناف میں سے ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ بندوق کی گولی شکار کے جسم کو فقط دباتی نہیں ہے بلکہ فی الواقع وہ اس کی کھال کا ٹتی ہے اور جسم کو پھاڑتی ہے اور خون بہاتی ہے، اس طرح بندوق کی گولی سے جو قتل متحقق ہوتا ہے وہ پتھر یا لاٹھی کی چوٹ کی طرح نہیں ہوتا بلکہ حقیقت میں بندوق کی گولی شکار کو زخمی کرتی ہے اور اس کے جسم کو پھاڑ کر خون بہاتی ہے لہذا بندوق سے کیا ہوا شکار موقوذہ نہیں ہے بلکہ اس آلہ سے ذبح کیے ہوئے جانور کی طرح ہے جس سے خون بہتا ہے، سو بندوق سے جس جانور یا پرندہ کو مارا جائے وہ حلال ہوگا اور اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔ [2]

علماء ظاہریہ (غیر مقلدین) کے دلائل

شیخ شوکانی لکھتے ہیں:

رہی وہ بندوقیں جو آج کل متعارف ہیں جن میں بارود سے بھرے ہوئے سیسے کے کارتوس ہوتے ہیں ان سے جو شکار مارا جاتا ہے اس کے متعلق متقدمین اہل علم نے بحث نہیں کی کیونکہ ان کی ایجاد بعد میں ہوئی ہے، اور یمن کے ممالک میں یہ بندوقیں دسویں صدی ہجری میں پہنچی ہیں، مجھ سے اہل علم کی ایک جماعت نے بندوق سے مارے ہوئے شکار کے متعلق سوال کیا، مجھ پر جو جواب ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ یہ شکار حلال ہے کیونکہ بندوق کی گولی شکار کو پھاڑتی ہے اور عموماً ایک جانب سے داخل ہو کر دوسری جانب سے نکل جاتی ہے، اور حدیث صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: جب تم معراض پھینکو اور وہ پھاڑ دے تو اس کو کھاؤ" سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کے حلال ہونے میں اس کے پھاڑنے کا اعتبار فرمایا ہے [3]

نواب صدیق حسن بھوپالی شیخ شوکانی کی مذکور الصدر عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ عبدالرحمان الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] دکتور احمد شرباصی (الاستاذ بجامعۃ الازہر) یسئلونک فی الدین والحیاۃ، ج ۲ ص ۲۹۱، مطبوعہ دار الجیل بیروت

[3] شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

خلاصہ یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے جانور کے جسم میں جو زخم پیدا ہوتا ہے، وہ تیر، نیزے اور تلوار کے زخم سے زیادہ کاری ہوتا ہے بلکہ بندوق کا عمل ہر آلہ کے عمل سے زیادہ کاری ہوتا ہے، اس لیے اس کو چوٹ سے مارنے والے آلہ پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور بندوق سے مارے ہوئے شکار کے کھانے کو ناجائز کہنا عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً۔ [1]

علامہ رشید رضا مصری کے دلائل

علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خذف (پتھر پھینکنے) سے منع کیا ہے اور فرمایا: "اس سے نہ جانور شکار ہوتا ہے اور نہ دشمن کا خون بہتا ہے، البتہ پتھر دانت توڑ دیتا ہے یا آنکھ پھوڑ دیتا ہے"، کنکر یا پتھر کو ہاتھ سے پھینکا جائے یا کسی آلہ (مثلاً غلیل یا کمان) سے یہ وقذ (توڑنے اور چوٹ مارنے) کے معنی میں ہے کیونکہ یہ فعل حیوان کو عذاب دیتا ہے اور اس کو عذاب پہنچاتا ہے اور اس فعل سے جانور مرتا نہیں ہے، پس کنکر یا پتھر سے مارنے کی ممانعت کی علت حدیث میں خود صراحۃً مذکور ہے اور وہ ہے حیوان کو عذاب دینا اور اس کو عذاب پہنچانا، نیز جانور کو کنکر یا پتھر اس کی موت کا کلی یا غالب سبب نہیں ہے۔ اس کے برخلاف آج کل جو بندوق کی گولی سے شکار کیا جاتا ہے اس سے جانور شکار ہوتا ہے اور اس کا خون بہتا ہے، اسی وجہ سے متاخرین فقہاء میں سے محققین نے بندوق سے مارے ہوئے شکار کے کھانے کو جائز قرار دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی طریقہ ذبح کی حکمت یہ ہے کہ اس طریقہ سے جانور کو نسبتاً کم ایذاء پہنچتی ہے اور بندوق سے شکار میں بھی جانور کو نسبتاً کم ایذاء پہنچتی ہے، نیز کنکر اور پتھر یا غلیل کی گولی سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے کلی اور عمومی طور پر جانور مرتا نہیں ہے اور نہ اس کا خون بہتا ہے اس کے برخلاف بندوق سے جانور عمومی طور پر مر جاتا ہے اور اس کا خون بہتا ہے اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ [2]

سید ابوالاعلیٰ مودودی کے دلائل

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

جن جانوروں میں ذکاۃ اضطراری شرط ہے تو ان کا سارا جسم مقام ذبح ہے اور کسی چیز سے خواہ وہ کوئی ہو ان کے جسم میں اتنا خرق (Puncture) کر دینا کافی ہے کہ خون بہہ جائے اس سلسلہ میں جو نصوص کتاب وسنت سے ہمیں ملتی ہیں وہ ترتیب وار درج ذیل ہیں۔

احل لكم الطيبات وما علمتم من الجوارح مكلبين تعلمونهن مما علمكم الله فكلوا مما امسكن عليكم واذكروا اسم الله عليه.

حلال کر دی گئیں تمہارے لیے ساری پاک چیزیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھایا ہو، جن کو تم خدا کے دیے ہوئے علم کی بناء پر شکار کی تعلیم دیا کرتے ہو وہ جس جانور کو تمہارے لیے پکڑ رکھیں، اس کو تم کھا لو اور اس پر اللہ کا نام لو۔

اس سے معلوم ہوا کہ سدھائے ہوئے شکاری جانور کو اگر خدا کا نام لے کر چھوڑا گیا ہو تو اس کے پنجوں اور کچلیوں سے جو زخم وحشی جانور کو لگ جاتا ہے اور جو خون اس طرح نکل جاتا ہے اس سے "اضطراری ذکات" کی شرط پوری ہو جاتی ہے اور اگر ایسا جانور

[1] ۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ، فتح البیان ج ۳ ص ۱۱۔ ۱۰، مطبوعہ مطبعہ کبری امیریہ بولاق مصر، ۱۳۰۱ھ
[2] ۔ شیخ محمد رشید رضا متوفی ۱۳۵۴ھ، المنار ج ۶ ص ۱۳۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

زندہ نہ ملے اور اسے باقاعدہ ذبح نہ کیا جا سکا ہو تب بھی وہ حلال ہے۔

(۲) حضرت عدی بن حاتم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم معراض پھینک کر شکار کرتے ہیں، حضور نے جواب دیا:
کل ما خزق وما اصاب بعرضہ فقتل فانہ وقیذ فلا تاکلہ۔ (متفق علیہ)
اگر وہ چھید دے تو کھالو لیکن اگر معراض اپنی عرض کی طرف سے جانور کو لگی ہو اور اس سے وہ مر گیا ہو تو وہ چوٹ کھایا ہوا جانور (موقوذہ) ہے اسے نہ کھاؤ۔

معراض ایک بھاری لکڑی یا عصا کو کہتے ہیں جس کے سرے پر یا تو لوہے کی انی لگی ہو یا ویسے ہی لکڑی کو نوک دار بنا دیا گیا ہو اس کی چوٹ سے جسم کے کسی حصہ کا اس حد تک پھٹ جانا کہ اس سے خون بہہ جائے شرط ذکاۃ پوری کرنے کے لیے کافی ہے۔

(۳)۔ رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل دشمن سے ہمارا مقابلہ ہے اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں ہیں کہ ہم جانوروں کو ذبح کر سکیں، تو ہم پھٹے ہوئے بانس کی کھپچی سے ذبح کر سکتے ہیں؟ حضور نے فرمایا: ما انھر الدم وذکر اسم اللہ فکل لیست السن والظفر۔ (متفق علیہ) یعنی خدا کا نام لے کر جس چیز سے بھی خون بہا دیا جائے ایسے جانور کو کھالو، البتہ دانتوں اور ناخنوں سے یہ کام نہ لیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصل چیز وہ آلہ نہیں ہے جس سے کام لیا جا رہا ہو بلکہ شرط ذکات پوری کرنے میں صرف یہ بات معتبر ہے کہ خون بہا دیا جائے، اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ حضرت عدی بن حاتم نے پوچھا "یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کسی شخص کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا وہ پتھر کی دھار یا پھٹی ہوئی لکڑی سے ذبح کر سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا: امرر الدم بما شئت واذکر اسم اللہ "یعنی خون بہادو جس چیز سے چاہو اور اللہ کا نام لو۔

(۴)۔ ابو العشراء اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا ذبح کا مقام صرف حلق یا لبۃ ہی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: لو طعنت فی فخذھا لاجزأ عنک (ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) یعنی اگر تو اس کی ران میں بھی چبھو دے تو کافی ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ ایسے جانور کی ذکات ہے جو کسی گڑھے وغیرہ میں گر گیا ہو، ترمذی کہتے ہیں کہ تمام ضرورت کے موقعوں کے لیے یہی ذکات ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو جانور ہمارے قابو میں نہیں ہے اس کے جسم کا ہر حصہ مقام ذبح ہے، نیز اصل شئی وہ آلہ نہیں ہے جس سے کام لیا جائے بلکہ صرف جسم کو چھید دینا ہے تاکہ خون بہہ جائے۔

(۵)۔ کعب بن مالک کہتے ہیں کہ ہماری بکریاں مقام سلع میں چر رہی تھیں، کہ یکایک ہماری لونڈی نے دیکھا کہ ایک بکری مرنے کے قریب ہے اس نے فوراً ایک پتھر توڑا اور اسے ذبح کر دیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کی اجازت دے دی۔ (بخاری) عطاء بن لیسار کہتے ہیں کہ بنی حارثہ میں سے ایک شخص احد کے قریب ایک گھاٹی میں ایک اونٹنی چرا رہا تھا۔ یکایک اس نے دیکھا کہ اونٹنی مر رہی ہے مگر اسے کوئی چیز ایسی نہیں ملی جس سے وہ ذبح کر سکتا، آخر اس نے خیمہ گاڑنے کی ایک میخ لی اور اسے اونٹنی کے لبۃ میں چبھو دیا، یہاں تک کہ اس کا خون بہہ گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور آپ نے اسے کھا لینے کی اجازت دی۔ (ابو داؤد، موطا)۔

ٹوٹے ہوئے پتھر کی دھار تو پھر بھی دھار کی تعریف میں آتی ہے لیکن لکڑی کی نوک دار میخ کو دھار دار آلے کی تعریف میں

جس حد تک لایا جا سکتا ہے ظاہر ہے۔

مذکورہ بالا نصوص کو سامنے رکھنے کے بعد بندوق کے مسئلہ پر غور کیجیے۔ بندوق کی گولی کو غلیل کے غلے پر قیاس کرنا اور اس کی بنا پر یہ سمجھنا کہ اس سے جو جانور مرتا ہے وہ دراصل اس طرح کی چوٹ کھا کر مرتا ہے جیسی پتھر یا لکڑی کے عرض سے لگتی ہے، صحیح نہیں ہے، گولی جس قوت سے بندوق سے نکلتی ہے اور پھر جس تیز رفتار سے نشانہ تک (تقریباً ۵۰۰ گز فی سیکنڈ) راستہ طے کرتی ہے، اس کی بنا پر وہ کوئی ٹھنڈا سنگریزہ نہیں رہتی، بلکہ اچھی خاصی گرم اور تقریباً نوکدار ہو کر جسم کو چھیدتی ہوئی اس میں گھستی ہے اور پھر اس سے خون بہہ کر جانور مرتا ہے، یہ عمل شکاری جانور کے ناخنوں اور کچلیوں اور معراض یا لکڑی کی میخ کا سرا چبھنے سے کچھ بہت زیادہ مختلف نہیں ہوتا، بلکہ خون بہانے میں بعید نہیں کہ ان سے زیادہ ہی کارگر ہو۔

ان وجوہ سے میری رائے میں اگر خدا کا نام لے کر بندوق چلائی جائے اور اس کی گولی یا چھرے سے جانور مر جائے تو اس کے حلال نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے لیکن اگر کسی شخص کا اس پر اطمینان نہ ہو اور وہ اس کو حرام ہی سمجھتا ہو تو مجھے اس پر بھی اصرار نہیں کہ وہ اسے ضرور حلال مانے اور واجب ہے کہ اسے کھائے۔ میرا اجتہاد میرے لیے قابل عمل ہے اور دوسروں کا اجتہاد یا کسی مجتہد کا اتباع ان کے لیے، اس اجتہادی اختلاف سے اگرچہ میرے اور ان کے درمیان حرام و حلال کا اختلاف ہو جاتا ہے، مگر اس کے باوجود دونوں فریق ایک ہی دین میں رہتے ہیں، الگ الگ دینوں کے پیرو نہیں ہو جاتے۔ [1]

علماء شیعہ کے دلائل

سید ابوالقاسم الموسوی الخوئی لکھتے ہیں:

یہ کہ شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہوتا کہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کر دے، اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا اس جیسی چیزوں کے ذریعہ کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کر دے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اور گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو اس حیوان کے پاک اور حلال ہونے میں اشکال ہے۔ [2]

شیخ خمینی نے بھی اس مسئلہ میں بالکل یہی لکھا ہے۔ [3]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کے متعلق مصنف کی تحقیق اور بحث و نظر

قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور فقہاء احناف کے قواعد کی روشنی میں مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے، قرآن مجید نے شکار کی حلت کا مدار شکار کو زخمی کرنا قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل احل لکم الطیبٰت وما علمتم من الجوارح مکلبین۔ (مائدہ: ۴/۵)	آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے زخمی کرنے والے جانور سدھا لیے ہیں

---

[1] سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، رسائل و مسائل ج ۱ ص ۹۹۔ ۹۵، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ستمبر ۱۹۸۹ء

[2] شیخ ابوالقاسم الخوئی، توضیح المسائل ص ۳۸۸۔ ۳۸۷، مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی۔

[3] شیخ روح اللہ خمینی متوفی ۱۴۰۹ھ توضیح المسائل ص ۳۹۹، سازمان تبلیغ اسلامی ایران، ۱۴۰۴ھ

الجوارح، جارحۃ کی جمع ہے اور جارحۃ زخمی کرنے والے جانور کو کہتے ہیں اور شکاری جانور کا کیا ہوا شکار اسی وقت حلال ہوتا ہے جب وہ شکار کو زخمی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جوارح کے کیے ہوئے شکار کو کھانے کا حکم دیا ہے اور جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مشتق کا مأخذ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے اس لیے شکار کے حلال ہونے کی علت اس کو زخمی کرنا ہے اور بندوق کی گولی یا اس کے چھروں سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے، اس لیے آیت کی تصریح کے مطابق بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور یہ موقوذ نہیں ہے کیونکہ موقوذ وہ ہوتا ہے جو چوٹ سے مرے، اس کو زخم آئے اور نہ اس سے خون بہے۔

احادیث صحیحہ کی روشنی میں بھی بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے، امام مسلم حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا رمیت بالمعراض فخزق فکلہ واذا اصابہ بعرضہ فلا تاکلہ [1]

جب تم شکار پر معراض پھینکو اور معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھالو، اور اگر شکار معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ۔

اور بندوق کی گولی اور چھرے بھی شکار میں نفوذ کر جاتے ہیں اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار جائز ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

فان قیل بالراء فھو ان یثقبہ [2]

اگر یہ کہا جائے کہ یہ لفظ فخرق "ر" کے ساتھ ہے تو اس کا معنی ہے جانور میں سوراخ کرنا

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لفظ "ز" کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے نفوذ کرنا اور بندوق کی گولی شکار میں نفوذ کر جاتی ہے اور اگر یہ لفظ "ر" کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے سوراخ کرنا اور پھاڑنا اور بندوق کی گولی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور اس میں سوراخ کر دیتی ہے لہٰذا اس حدیث کے مطابق ہر تقدیر پر بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے جس آلہ سے بھی جانور کا خون بہہ جائے وہ جائز ہے اور ذبیحہ اور شکار حلال ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن رافع بن خدیج قال قلت یا رسول اللہ انا لاقوا العدو غدا و لیست معنا مدی فقال اعجل اوارن ما انھر الدم و ذکر اسم اللہ علیہ فکل لیس السن والظفر وساحدثک اما السن فعظم واما الظفر فمدی الحبشۃ واصبنا نھب ابل وغنم فند منھا بعیر فرماہ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، آپ نے فرمایا جلدی کرنا یا فرمایا اس کو جلدی ذبح کرنا (تاکہ وہ طبعی موت نہ مر جائے) جس چیز کا خون بہایا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھالو، مگر دانت اور ہڈی نہ ہوں، دانت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے، (اس غزوہ میں)

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

رجل بسهم فحبسه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لهذه الابل اوابد كاوابد الوحش فاذا غلبكم منها شیء فافعلوا به هكذا۔[1]

ہم کو مال غنیمت میں بکریاں اور اونٹ ملے، ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا، ایک شخص نے اس کو تیر مارا سو (اللہ نے) اس اونٹ کو روک دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہیں، جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو اسی طرح کیا کرو۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن رافع بن خديج قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل يعني ما انهر الدم الا السن والظفر۔[2]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دانت اور ناخن کے سوا جو چیز بھی خون بہادے اس (کے مارے ہوئے) کو کھالو۔

بندوق کی گولی ناخن اور ہڈی نہیں ہے اور جانور کا خون بہا دیتی ہے، لہذا اس حدیث کے مطابق اس کا مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

بندوق سے مارے ہوئے شکار کے حلال ہونے پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ حدیث میں ہے:

اذا اصاب بحده فكل واذا اصاب بعرضه فقتل فانه وقيذ فلا تاكل۔[3]

جب جانور "معراض" کی دھار سے مرے تو اس کو کھالو اور جب وہ معراض کے عرض سے مرے تو وہ وقیذ ہے اس کو مت کھاؤ۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی اور چھروں میں چونکہ دھار نہیں ہوتی اس لیے بندوق سے مارا ہوا جانور وقیذ ہے اور حلال نہیں ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے، امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوذہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے:

الموقوذة تضرب بالخشب يوقذها۔[4]

موقوذہ وہ جانور ہے جس کو لکڑیوں کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جاتا ہے۔

"اور جو جانور معراض کے عرض سے مارا جائے وہ وقیذ ہے" اس کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

لانه فی معنى الخشبة الثقيلة والحجر ونحو ذلك من المثقل۔[5]

کیونکہ اس صورت میں وہ معراض بھاری لکڑی پتھر اور بھاری چیز کے حکم میں ہے۔

---

[1] ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

[2] ۔ " " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸، " " " "

[3] ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[4] ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

[5] ۔ حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ ھ

خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جس کو کسی بھاری اور وزنی چیز کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے، اور بندوق کی گولی یا چھرے بھاری اور وزنی نہیں ہوتے اس لیے ان سے مارا ہوا جانور موقوذہ نہیں ہے، بندوق کی گولی نوکدار ہوتی ہے اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے البتہ بندوق کے چھروں میں نوک نہیں ہوتی لیکن چونکہ وہ گوشت کو پھاڑتے ہیں اور خون بہاتے ہیں اس لیے وہ دھار والی چیز کے حکم میں ہیں۔ اس لیے بندوق کی گولی یا چھروں سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی جائز اور حلال کہتے ہیں جبکہ غلیل کی گولی سے جانور کے زخم آتا ہے نہ خون بہتا ہے اور ہمارے نزدیک ان کے دلائل ضعیف ہیں لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہے اس کے باوجود جب غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کی حرمت متفق علیہ نہیں ہے تو بندوق کی گولی یا چھروں سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن ابن المسیب قال، کل وحشیۃ قتلتها بحجر او ببندقۃ او بحجر فکلها [۱]

ابن مسیب کہتے ہیں کہ جس وحشی جانور کو تم نے پتھر، غلیل کی گولی یا پتھر سے مارا اس کو کھالو۔

عن ابن المسیب عن عمار بن یاسر قال اذا رمیت بالحجر او بالبندقۃ ثم ذکرت اسم اللہ فکل [۲]

ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے کہا کہ جب تم پتھر یا غلیل کی گولی مارو اور بسم اللہ پڑھو تو پھر کھالو۔

قال ابن عیینۃ: واخبرنی اخ لابن ابی لیلی قال رمیت طائرا او قال صیدا ببندقۃ فقتلہ فسالت عبد الرحمن بن ابی لیلی فامرنی باکلہ [۳]

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلی کے بھائی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے غلیل کے ساتھ ایک پرندہ یا شکار مارا۔ پھر میں نے عبد الرحمان بن ابی لیلی سے اس کے متعلق سوال کیا انھوں نے مجھے اس کو کھانے کا حکم دیا۔

عن ابن طاؤس عن ابیہ قال فی صید المعراض۔ اذا خزق فلا باس بہ، وان رمیت بسهم فیہ حدید ثم فسقط فکلہ [۴]

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے معراض کے شکار کے متعلق یہ کہا: جب معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر تم نے ایسا تیر مارا جس میں لوہا یا دھار نہیں تھا اور شکار گر گیا تو اس کو کھالو۔

ان آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی اور بغیر لوہے کے تیر سے مارے ہوئے شکار کو حلال اور جائز کہتے تھے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ غلیل کی گولی اور بغیر دھار کے تیر سے مارے ہوئے شکار کی حرمت بھی قطعی، یقینی اور اتفاقی نہیں ہے، اور بندوق کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی اگرچہ بعض متاخرین فقہاء نے موقوذہ قرار دے کر حرام کہا ہے، لیکن یہ ان کی اجتہادی خطاء ہے، تحقیق یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں حلال اور طیب ہے۔

---

[۱] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۴ ص ۴۷۵ - ۴۷۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

[۲] " " " " المصنف ج ۴ ص ۴۷۵، " " " "

[۳] " " " المصنف ج ۴ ص ۴۷۵، " " " "

[۴] " " " " المصنف ج ۴ ص ۴۷۷، " " " "

قرآن مجید اور احادیث سے بندوق سے مارے ہوئے شکار کا حکم واضح کرنے کے بعد اب ہم فقہاء احناف کے اصول اور قواعد کی روشنی میں اس مسئلہ کو واضح کرنا چاہتے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

الذکاۃ عبارۃ عن تسییل الدم الفاسد النجس وھو نوعان الذبح فی المذبح عند القدرۃ وبالجرح فی ای موضع اصابہ عند تعذر الذبح والتکلیف بحسب الوسع ففی کل موضع یکون الذبح فی المذبح مقدورًا لہ لا یثبت الحل الا بہ وفی کل موضع تعذر یقوم الجرح مقامہ[1]

ذکاۃ (ذبح) کا معنی ہے فاسد اور نجس خون کو بہانا اور اس کی دو قسمیں ہیں، ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری ذبح اختیاری یہ ہے کہ قدرت اور اختیار کے وقت حیوان کے گلے پر چھری پھیرنا اور جب گردن پر چھری پھیرنا ممکن نہ ہو تو جانور کے جسم کے کسی حصہ پر بھی زخم ڈال دینا، ذبح اضطراری ہے کیونکہ انسان اپنی قدرت کے اعتبار سے مکلف ہوتا ہے سو جس صورت میں وہ حیوان کے گلے پر چھری پھیر سکتا ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیرے بغیر ذکاۃ حاصل نہیں ہوگی اور جہاں اس پر قدرت نہ ہو وہاں جانور کے جسم میں کہیں پر بھی زخم ڈالنا اس ذکاۃ کے قائم مقام ہے۔

لاٹھی اور پتھر وغیرہ سے مارے ہوئے شکار کو اسی لیے ناجائز کہا گیا ہے کہ عادتاً لاٹھی اور پتھر سے اس وقت مارا جاتا ہے جب جانور قریب ہو، اور جب جانور قریب ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح کیا جا سکتا ہے، اس لیے یہاں ذبح اختیاری ہے، اضطراری نہیں ہے اور جب جانور دور ہو اور اس کو پکڑ کر اس کے گلے پر چھری پھیرنا قدرت میں نہ ہو مثلاً کسی درخت پر بیٹھا ہو یا اڑ رہا ہو یا بھاگ رہا ہو اور بندوق سے فائر کر کے ان جانوروں کا شکار کر لیا جائے اور گولی یا چھرے لگنے سے وہ جانور زخمی ہو جائیں اور ان کے جسم سے خون بہہ جائے تو ان کا زخمی ہونا اور خون بہنا ذکاۃ اضطراری ہے اور فقہاء کے اس بیان کردہ قاعدہ کے مطابق حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

نیز علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

عن ابراھیم رحمہ اللہ اذا خرق المعراض فکل واذا لم یخرق فلا تاکل والمعراض سھم لا نصل لہ الا ان یکون راسہ محددا وقیل سھم لا ریش لہ فربما یصیب السھم عرضا یندق ولا یخرق وھو مروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اصاب بحدہ فجرح فکل وما اصاب بعرضہ فلا تاکل وقد بینا ان الحل

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب معراض شکار کو پھاڑ دے تو کھالو اور جب نہ پھاڑے تو نہ کھاؤ، معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس کا پیکان نہ ہو الا یہ کہ اس کا سر دھار والا ہو، ایک قول یہ ہے کہ وہ بغیر پر کا تیر ہے، بسا اوقات تیر عرض کی جانب سے لگتا ہے اور شکار کو پھاڑتا نہیں توڑ دیتا ہے، اسی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ اگر شکار تیر کی دھار سے مرے اور زخمی ہو تو کھالو اور اگر تیر کے عرض سے مرے تو مت کھاؤ اور ہم یہ بیان کر چکے

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، ۱۳۹۸ھ

باعتبار تسییل الدم النجس وذلك یحصل اذا خرق ولا یحصل اذا دق ولم یخرق فان ذلك فی معنی الموقوذة وھو حرام بالنص ۔ لہ

ہیں کہ علت کا مدار نجس خون کے بہنے پر ہے اور یہ اس وقت ہو گا جب معراض شکار کو پھاڑ دے اور اگر شکار کو چاڑے بغیر توڑ دے تو خون نہ بہے گا (مثلاً اس کی ضرب سے ہڈی یا ٹانگ ٹوٹ جائے) اور یہ حکماً موقوذہ ہے اور یہ نص قطعی سے حرام ہے۔

علامہ سرخسی کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جو کسی بھاری اور وزنی چیز سے ٹوٹ جائے (یعنی اس کی ہڈی ٹوٹ جائے) اس کے جسم میں زخم آئے اور نہ خون بہے اور اگر کوئی آلہ جانور کے جسم کو پھاڑ دے اور اس کا خون بہائے تو یہ حلال ہے، اور بندوق سے مارا ہوا شکار ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں زخم آئے نہ خون بہے اس لیے وہ موقوذہ نہیں ہے بلکہ بندوق کی گولی اس کے جسم کو پھاڑ دیتی ہے، اس کے جسم میں سوراخ ہو جاتا ہے، بسا اوقات گولی آر پار ہو جاتی ہے اس کے جسم میں زخم آتا ہے اور خون بہتا ہے (یاد رہے کہ ذکوٰۃ اضطراری میں پورے جسم سے خون بہنا ضروری نہیں ہے جیسا کہ کتے کے مارے ہوئے شکار کے جسم سے بسا اوقات سارا خون نہیں بہتا) اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار حلال اور طیب ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے یہ واضح ہو گیا کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے میں نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ اس زمانہ میں بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ بندوق سے مارا ہوا شکار موقوذہ ہونے کی بناء پر حرام ہے۔ ظاہر ہے کہ ان علماء نے نیک نیتی سے یہ فتویٰ دیا ہے لیکن یہ علماء اس مسئلہ میں زیادہ گہرائی اور گیرائی میں نہیں گئے اور ان کو اس مسئلہ میں اجتہادی خطاء لاحق ہوئی، آج کل بندوق سے شکار عام ہو گیا ہے اور بکثرت لوگ اس میں مبتلاء ہیں اور اگر گولی یا چھرہ لگنے سے جانور مر جائے تو اس کو اس فتویٰ کی بناء پر مردار اور حرام قرار دیا جاتا ہے، جب کہ قرآن مجید، احادیث اور فقہاء اسلام کی تصریحات کے مطابق یہ حلال اور طیب ہے، اور اجتہادی مسائل میں میرا ذہن یہ ہے کہ امت مسلمہ کے لیے آسان اور سہل احکام بیان کیے جائیں اور قرآن مجید، احادیث اور فقہاء اسلام کے اصول اور قواعد سے امت مسلمہ کے لیے زیادہ سے زیادہ یسر اور آسانی کو حاصل کیا جائے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، آسانی کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالو، شرح صحیح مسلم میں میرا یہی اسلوب رہا ہے کہ اجتہادی مسائل میں قرآن، سنت اور فقہاء اسلام کے قواعد میں مسلمانوں کے عمل کے لیے مجھے جہاں بھی کوئی یسر اور آسانی کی دلیل اور سبیل ملی میں نے اس کو اختیار کر لیا اور امت کی دشواری اور عسر کی راہ کو ترک کر دیا اور میں نے جب بھی کسی مسئلہ کی تحقیق کے لیے قلم اٹھایا تو قرآن مجید، سنت اور فقہاء اسلام کی تصریحات کو مقدم رکھا ہے اور مشکل پسند اور فقہاء عصر کے اقوال کو ترک کر دیا۔

بہر حال میں نے دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ کو بھی نیک نیتی، اخلاص اور للہیت سے لکھا ہے اگر یہ حق اور صواب ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو یہ میرے مطالعہ کا نقص اور میری فہم کی کمی ہے اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں، واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید المرسلین خاتم النبیین وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

لہ ۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

اہلِ کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کا حکم

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۶۸ میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کے برتنوں کے متعلق فرمایا: اگر تم کو اور برتن مل سکیں تو ان کے برتنوں میں مت کھاؤ اور اگر اور برتن نہ مل سکیں تو ان کے برتنوں کو دھو کر استعمال کر لو، علامہ نووی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

سنن ابوداؤد میں یہ روایت اس طرح ہے کہ ہم اہل کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں وہ اپنی دیگچیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کو دوسرے برتن مل جائیں تو کھانے پینے کے لیے ان کو استعمال کرو، اور اگر تم کو دوسرے برتن نہ ملیں تو پانی سے دھونے کے بعد ان کو کھانے پینے کے لیے استعمال کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دوسرے برتن مل جائیں تو کفار کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا بھی ممنوع اور مکروہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جن برتنوں میں نجاست ڈالنا کفار کی عادت ہو اس کو استعمال کرنے سے مسلمانوں کو گھن آتی ہے جیسے اگالدان کو دھو کر اسے کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ ؎۱

اس حدیث میں اہل کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کے طریقہ کا بیان ہے۔ دیگر کفار اور بت پرستوں کا بیان نہیں ہے، امام بخاری نے مجوسیوں کے برتنوں کو بھی اہل کتاب کے برتنوں پر قیاس کیا ہے اس لیے "آنیۃ المجوس" "مجوسیوں کے برتن" کا عنوان قائم کر کے حضرت ابو ثعلبہ کی مذکور الصدر حدیث بیان کی ہے، علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اہل کتاب اور مجوسیوں (آتش پرستوں) دونوں کے برتنوں کا حکم واحد ہے کیونکہ دونوں نجاسات سے نہیں بچتے، تاہم یہ برتن دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں، کیونکہ امام بخاری نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فتح خیبر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے پتیلیوں میں کیا پکایا ہے؟ صحابہ نے کہا پالتو گدھوں کا گوشت، آپ نے فرمایا جو کچھ دیگچیوں میں ہے اس کو گرا دو اور دیگچیاں توڑ دو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا جو کچھ دیگچیوں میں ہے گرا دیتے ہیں اور دیگچیاں دھو لیتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے!

امام بخاری نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جب گدھے کے پکے ہوئے سالن والی دیگچیاں دھو کر استعمال کی جا سکتی ہیں تو دوسری نجاست سے آلودہ دیگچیاں بھی دھو کر استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ؎۲

بَابُ تَحْرِیْمِ اَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّیْرِ

کچلیوں والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے کی ممانعت

۴۸۷۴ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی (نوک دار دانت) والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے، اسحاق اور ابن ابی عمر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ زہری

؎۱ - علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

؎۲ - علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

الزُّهْرِيّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ زَادَ إِسْحٰقُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ نَسْمَعْ بِهٰذَا حَتَّى قَدِمْنَا الشَّامَ۔

نے بیان کیا کہ ملک شام میں آنے تک ہم نے اس حدیث کو نہیں سنا۔

۴۸۷۴۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ أَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ عُلَمَائِنَا بِالْحِجَازِ حَتَّى حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ وَكَانَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الشَّامِ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے، ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ ہم نے حجاز میں اپنے علماء سے یہ حدیث نہیں سنی، حتیٰ کہ شام کے فقہاء میں سے ابو ادریس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔

۴۸۷۵۔ وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۷۶۔ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَغَيْرُهُمْ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ وَعَمْرٍو كُلُّهُمْ ذَكَرَ الْأَكْلَ إِلَّا صَالِحًا

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں ذکر کیں سب نے کھانے کا ذکر کیا ہے مگر صالح اور یوسف کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ہر کچلی والے درندے سے منع فرمایا ہے۔

وَيُوسُفَ فَإِنَّ حَدِيثَهُمَا نَهَى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ ۔

۴۸۷۷- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ) عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عُبَيْدَةَ ابْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کچلیوں والے درندے کو کھانا حرام ہے ۔

۴۸۷۸- وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے ۔

۴۸۷۹- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام کچلیوں والے درندوں اور ناخنوں والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے ۔

۴۸۸۰- وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے ۔

۴۸۸۱- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ وَأَبُو بِشْرٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام کچلیوں والے درندوں اور ناخنوں والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے ۔

۴۸۸۲- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَبُو بِشْرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ مَيْمُونِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے ۔

بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى ح وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ تمام کچلیوں والے درندے اور ناخنوں والے پرندے حرام ہیں، اور ان احادیث میں جمہور کی دلیل ہے، ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ کچلیوں والے درندوں سے مراد وہ درندے ہیں جو دانتوں سے شکار کرتے ہیں، امام مالک کے نزدیک ان درندوں اور پرندوں کا کھانا مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ [1]

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک کے نزدیک درندوں سے مراد وہ جانور ہیں جو چیرتے پھاڑتے ہوں اور گوشت کھاتے ہوں، امام مالک اور امام شافعی نے بلی، جنگلی چوہا، گوہ اور قنفذ (بلی کے برابر ایک خاردار جانور) کو کھانے کی اجازت دی ہے، اگرچہ یہ بھی کچلیوں والے جانور ہیں، کیونکہ یہ درندے نہیں ہیں اور حسن نے ہاتھی کے کھانے کو بھی جائز کہا ہے اور ابن حبیب نے کہا ہے کہ چوہا کھانا مکروہ تنزیہی ہے۔

علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ یہ حدیث کچلیوں سے شکار کرنے والے پرندوں کی تحریم میں نص صریح ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہی مسلک ہے اور اس مسئلہ میں ہمارے دو قول ہیں، تحریم اور کراہت، ہمارے فقہاء نے ان جانوروں کی کراہت پر قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم　　آپ ان سے کہیے کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانه رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ۔ (انعام: ۱۴۵/۶)

اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی کھانے والے پر حرام ہو ماسوا ان چیزوں کے: مُردار، بہایا ہوا خون، سؤر کا گوشت، یا فسق ہو جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

اس آیت کے مستثنیات میں درندوں کا ذکر نہیں کیا گیا، لیکن اس دلیل پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت تحریم کے نازل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی تحریم نازل نہ ہوئی ہو، جب کہ احکام دن بدن نازل ہوتے رہتے تھے، اور اس حدیث میں بھی انھی احکام کا بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور یہ حدیث مدنی ہے۔ [1]

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ ابوالحسن المرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں پھاڑنے والے درندے اور پرندے مُراد ہیں یہ مراد نہیں ہے کہ ہر دانت اور ناخن والا درندہ اور پرندہ حرام ہے، "سَبُعٌ" (پھاڑنے والا درندہ یا پرندہ) سے مراد ہر وہ جانور ہے جو جھپٹتا ہو، لوٹ مار کرتا ہو، عادۃً زخمی کرتا ہو، مارتا ہو اور زیادتی کرتا ہو، ان جانوروں کو بنی آدم کی کرامت کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے، کیونکہ ان جانوروں کا گوشت کھانے سے انسان میں ان جانوروں کے اوصاف پیدا ہو جانے کا خدشہ ہے، ان جانوروں میں بجو اور لومڑی بھی داخل ہیں (کیونکہ یہ بھی دانتوں سے چیرتی پھاڑتی ہیں) اور یہ حدیث امام شافعی (اسی طرح امام مالک) کے خلاف حجت ہے، کیونکہ وہ لومڑی اور گوہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہاتھی بھی کچلیوں والا جانور ہے اس لیے مکروہ ہے اور جنگلی چوہا اور نیولہ جنگلی درندوں میں سے ہے، اور گدھ اور بغاث (گدھ کی طرح ایک پرندہ) مکروہ ہیں کیونکہ وہ مُردار کھاتے ہیں، اور کھیتوں کے کوے کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے [2] کیونکہ وہ دانہ کھاتا ہے اور مُردار نہیں کھاتا اور وہ پھاڑنے والے درندوں میں سے نہیں ہے، وہ سیاہ و سفید کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے، امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ دانہ اور گندگی کو ملا کر کھاتا ہے۔ اس لیے مرغی کے مشابہ ہے، اور امام ابو یوسف سے ایک روایت ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ زیادہ تر مُردار کھاتا ہے۔

حشرات الارض اور بجو وغیرہ کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

بجو، گوہ، کچھوے، بھڑ (زنبور) اور تمام کیڑے مکوڑوں کا کھانا مکروہ (تحریمی) ہے،

بجو تو دانتوں سے چیرنے اور پھاڑنے والا جانور ہے، اور گوہ کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کے کھانے سے منع فرمایا، یہ حدیث امام شافعی پر حجت ہے کیونکہ وہ گوہ کو حلال کہتے ہیں، اور بھڑ موذی جانوروں سے ہے اور کچھوا خبیث کیڑے مکوڑوں میں سے ہے، حشرات الارض کی تحریم کو گوہ پر قیاس کیا گیا ہے، پالتو گدھوں اور خچروں کو کھانا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] کھیتوں کے کوے کی تعریف اور شناخت کے لیے شرح صحیح مسلم جلد ثالث صفحہ ۳۵۱ کا مطالعہ کریں۔

وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرمادیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

گھوڑے کے گوشت کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے، امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی رحمہم اللہ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی، اور امام ابوحنیفہ کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة۔ (نحل: ۱۶/۸)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری سواری اور سجاوٹ کے لیے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے پیدا کرنے کو اپنا احسان قرار دیا ہے اور کسی چیز کو کھانا سب سے بڑا نفع ہے اور حکیم سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ چیز کے احسان کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کے احسان کو ذکر کرے، سو اگر ان جانوروں کو کھانا جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا کہ ہم نے ان جانوروں کو تمہارے کھانے کے لیے پیدا کیا ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ گھوڑوں سے دشمن کو ڈرایا جاتا ہے اس لیے بربنار احترام ان کا کھانا مکروہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مال غنیمت میں سے گھوڑے کا حصہ بھی دیا جاتا ہے، نیز اگر گھوڑوں کے کھانے کو مباح کر دیا جائے تو جہاد کے آلات کم ہو جائیں گے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض ہے (حضرت خالد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع فرمایا تھا لیکن حضرت جابر کی حدیث صحیح ہے اور حضرت خالد کی حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت خالد جنگ خیبر کے بعد اسلام لائے تھے۔ ——— سعیدی غفرلہ) اور جب تعارض ہو تو محرم کو ترجیح دی جاتی ہے اس لیے حضرت خالد کی روایت راجح ہے، ایک قول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور ایک قول ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے، اور گھوڑیوں کے دودھ میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کا دودھ پینے سے آلات جہاد میں کوئی کمی نہیں آتی۔ (آج کل چونکہ جہاد میں گھوڑوں کی ضرورت نہیں پڑتی اس لیے اب کراہت کی وجہ اٹھ گئی۔ ——— سعیدی غفرلہ)

خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا خرگوش ہدیہ کیا گیا، آپ نے اس کو خود بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس سے کھانے کا حکم دیا، نیز خرگوش درندوں میں سے ہے نہ مردار خور ہے اس لیے وہ ہرن کے مشابہ ہے۔

پانی کے جانوروں کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

پانی کے جانوروں میں سے صرف مچھلی کا کھانا جائز ہے امام مالک اور اہل علم کی ایک جماعت نے کہا کہ سمندر کے تمام جانوروں کو کھانا مطلقاً جائز ہے، اور بعض فقہاء نے خنزیر، کتے اور انسان کا استثناء کیا، امام شافعی سے ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے ان تمام جانوروں کو مطلقاً حلال کہا ہے ان جانوروں کے کھانے اور ان کی بیع میں ایک جیسا اختلاف ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استثناء کے فرمایا: احل لکم صید البحر۔ "تمہارے لیے سمندر کا شکار حلال کیا گیا ہے" اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے متعلق فرمایا: هو الطهور ماؤه والحل میتته "سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مُردار حلال ہے" نیز سمندری جانوروں میں خون نہیں ہوتا کیونکہ خون والا جانور پانی میں نہیں رہتا، اور حرام کرنے والا خون ہے لہٰذا یہ جانور مچھلی کے

مشابہ ہو گئے، اور ہماری دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: ویحرم علیھم الخبآئث "نبی تم پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں" اور مچھلی کے سوا باقی جانور خبیث ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوا سے منع فرمایا ہے جس میں مینڈک ڈالا جائے اور آپ نے کیکڑے کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، اور احل لکم صید البحر میں شکار کرنے کی اجازت دی ہے اور شکار حرام چیز کا بھی کیا جاتا ہے اور حدیث میں جو ہے کہ سمندر کا مردار حلال ہے اس مردار سے مراد مچھلی ہے اور وہ حلال ہے اور تمام مرداروں سے مستثنیٰ ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے وہ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔ جو مچھلی اپنی طبعی موت سے مر کر پانی کی سطح پر آجائے اس کو کھانا مکروہ ہے اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا سمندر کا مردار حلال ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جو مچھلی پانی کے زمین میں جذب ہونے سے مر جائے اس کو کھالو، اور جس چیز کو پانی باہر پھینک دے اس کو کھالو اور جو مر کر سطح آب پر ابھر آئے اس کو مت کھاؤ اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

سیاہ مچھلی، مار ماہی (سانپ کی شکل کی مچھلی) اور مچھلی کی تمام اقسام اور ٹڈی کو بغیر ذبح کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام مالک نے کہا کہ ٹڈی حلال نہیں ہے الا یہ کہ ٹڈی پکڑنے والا اس کا سر کاٹ کر اس کو بھون لے کیونکہ وہ خشکی کا شکار ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کو قتل کرنے سے محرم پر فدیہ لازم آتا ہے، ہماری دلیل وہ حدیث ہے جس کو ہم نے ابھی بیان کیا ہے، اور مچھلی کے متعلق ہمارا مسلک یہ ہے کہ جو مچھلی کسی آفت سے مر جائے وہ حلال ہے اور جو مچھلی طبعی موت سے مرے وہ حرام ہے۔ [1]

جھینگے کے متعلق اعلیٰ حضرت کی رائے

اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں تو جن بعض کے خیال میں جھینگا مچھلی کی قسم سے نہیں۔ ان کے نزدیک حرام ہوا ہی چاہیے، مگر فقیر نے کتب لغت و کتب طب و کتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے، قاموس میں ہے الاربیان بالکسر سمک کالدود۔ صحاح و تاج العروس میں ہے الاربیان بیض من السمک کالدود ویکون بالبصرۃ صراح میں ہے نوعے از ماہی منتہی الارب میں ہے اربیان نوعے از ماہی ست کہ آنرا بہندی جھینگا مے گویند۔ مخزن میں ہے اربیان وار بیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیان و ماہی میگ و بہندی جھینگا مچھلی نامند، تحفۃ المومنین میں ہے بفارسی ماہی روبیان نامند، تذکرہ داؤد انطاکی میں ہے روبیان اسم لضرب من السمک یکثر ببحر العراق والشام احمر کثیر الارجل نحو السرطان لکنہ اکثر لحما، حیاۃ الحیوان الکبری میں ہے: الروبیان ھو سمک صغیر جدا احمر۔ تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون و تصریح معراج الدرایہ مطلقاً حلال ہونا چاہیے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں، امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں، ردالمحتار میں ہے: ولو وجدت سمکۃ فی حوصلۃ طائر توکل وعند الشافعی لا توکل لانہ کالرجیع ورجیع الطائر عندہ نجس وقلنا انما یعتبر رجیعا اذا تغیر وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ فقال اصحابہ لا یحل اکلہ لان رجیعہ نجس وعند سائر الائمۃ یحل مگر فقیر نے جواہر اخلاطی میں تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے حیث قال السمک الصغار کلہا مکروھۃ کراھۃ التحریم ھو الاصح۔ جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور کنکھجے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۳ - ۴۴۰، مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان

ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے، جیسے ماہی سقنقور حالانکہ وہ ناکہ کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے، اور ہمارے ائمہ سے حلت ربیان میں کوئی نص معلوم نہیں اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہوگی بہر حال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولیٰ ہے۔ [1]

جھینگے کی بحث میں حرف آخر

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جھینگا چھوٹی مچھلی ہے اور ہر چند کہ تمام ائمہ اور فقہاء کے نزدیک چھوٹی مچھلی کا کھانا بلا کراہت جائز ہے لیکن چونکہ صاحب جواہر اخلاطی نے چھوٹی مچھلی کھانے کو مکروہ تحریمی کہا ہے اس لیے اس کا نہ کھانا اولیٰ اور افضل ہے۔

گویا اعلیٰ حضرت کے نزدیک جھینگا کھانا خلاف اولیٰ ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب جھینگا چھوٹا ہو، اور واضح ہے کہ جھینگا چھوٹی جسامت کا بھی ہوتا ہے اور بڑی جسامت کا بھی ہوتا ہے اور بڑے جھینگے میں خلاف اولیٰ کی وجہ بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جھینگا مچھلی ہے۔

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

الاربیان بالکسر السمک۔ — اربیان (جھینگا) مچھلی ہے۔ [2]

لوئیس معلوف لکھتے ہیں:

الاربیان: جھینگا مچھلی۔ [3]

علامہ دمیری لکھتے ہیں:

الروبیان ھو سمک صغیر جدا احمر [4] — روبیان (جھینگا) سرخ رنگ کی بہت چھوٹی مچھلی ہے۔

بہر حال اہل لغت اور علم الحیوانات کے ماہرین کی تصریح کے مطابق جھینگا مچھلی ہے اور فقہاء احناف کے نزدیک مچھلی کی تمام اقسام بلا کراہت جائز ہیں اور باقی مکاتب فقہ میں بھی جھینگا حلال ہے اور اعلیٰ حضرت کے نزدیک چھوٹے جھینگے کا کھانا خلاف اولیٰ ہے اور بڑے جھینگے کے کھانے میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے۔

بَابُ ٦٧٩ اِبَاحَةِ مَيْتَةِ الْبَحْرِ
سمندر میں مرے ہوئے جانور کی اباحت

۴۸۸۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِي

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت ابو عبیدہ کے زیر کمان کفار قریش کے قافلے کے خلاف بھیجا، اور کھجوروں کی ایک بوری ہمیں بطور

---

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، احکام شریعت ص ۲-۱، مطبوعہ برقی پریس مراد آباد
[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۱ ص ۱۴۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ
[3] لوئیس معلوف الیسوعی، المنجد (مترجم) ص ۵۲
[4] علامہ محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۱ ص ۳۳۵، مطبوعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَتَلَقَّى عِيرًا لِقُرَيْشٍ وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِهَا قَالَ نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ، قَالَ وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ قَالَ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ مَيْتَةٌ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوا قَالَ فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْتَطِعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ أَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ فَلَقَدْ أَخَذَ مِنَّا أَبُو عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَأَقْعَدَهُمْ فِي وَقْبِ عَيْنِهِ وَأَخَذَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَأَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ أَعْظَمَ بَعِيرٍ مَعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَشَائِقَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا قَالَ فَأَرْسَلْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَأَكَلَهُ۔

زادِ راہ عنایت فرمائی، اس کے علاوہ آپ کو اور کوئی چیز نہیں ملی، حضرت ابو عبیدہ ہر روز ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا تم ایک کھجور پر کس طرح گذارہ کرتے تھے، حضرت جابر نے کہا ہم اس کھجور کو بچہ کی طرح چوستے تھے، پھر اس کے اوپر پانی پیتے تھے، وہ کھجور ہمیں رات تک کافی ہوتی تھی، اور ہم لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑتے پھر ان کو پانی میں بھگو کر کھا لیتے تھے، ایک دن ہم ساحل سمندر پر گئے وہاں کنارے پر ایک بڑے ٹیلے کی مانند کوئی چیز پڑی ہوئی تھی، ہم اس کے پاس گئے دیکھا تو وہ ایک جانور ہے جس کو عنبر کہا جاتا تھا، حضرت ابو عبیدہ نے کہا یہ مردار ہے پھر کہا نہیں! ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں اور اللہ کے راستے میں ہیں اور تم لوگ حالت اضطرار میں ہو سو اس کو کھالو، ہم لوگ تین سو تھے اور وہاں ایک ماہ ٹھہرے اور اس کو کھا کھا کر ہم موٹے ہو گئے تھے، مجھے یاد ہے کہ ہم نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے سے مشکوں سے بھر بھر کر اس جانور سے چربی نکالی تھی، اور اس میں سے بیل کے برابر گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے، حضرت ابو عبیدہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لے کر اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں بٹھا دیے اور اس کی ایک پسلی کو کھڑا کیا اور سب سے بڑے اونٹ کی پیٹھ پر کجاوہ کس کر اس کے نیچے سے گذار لیا، اور اس کے گوشت کو ابال کر ہم نے زادِ راہ تیار کر لیا، مدینہ پہنچنے کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا یہ ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ اگر ہے تو ہمیں کھلاؤ، حضرت جابر کہتے ہیں پھر ہم نے اس میں سے کچھ گوشت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے اس کو تناول فرمایا۔

۴۸۸۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین سو سواروں کے ساتھ ہمیں بھیجا اور ہمارے امیر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح تھے، ہم قریش کے قافلہ

ثَلَاثُ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيرًا لِقُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهَا حَتَّى ثَابَتْ أَجْسَامُنَا قَالَ فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ فِي الْجَيْشِ وَأَطْوَلِ جَمَلٍ فَحَمَلَهُ عَلَيْهِ فَمَرَّ تَحْتَهُ قَالَ وَجَلَسَ فِي حِجَاجِ عَيْنِهِ نَفَرٌ قَالَ وَأَخْرَجْنَا مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ كَذَا وَكَذَا قُلَّةَ وَدَكٍ قَالَ وَكَانَ مَعَنَا جِرَابٌ مِنْ تَمْرٍ فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِي كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا قَبْضَةً قَبْضَةً ثُمَّ أَعْطَانَا تَمْرَةً تَمْرَةً فَلَمَّا فَنِيَ وَجَدْنَا فَقْدَهُ۔

کی گھات میں تھے، ہم نصف ماہ تک ساحل سمندر پر ٹھیرے رہے، ہم کو شدید بھوک کا سامنا تھا، حتیٰ کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے اور اس لشکر کا نام ہی "پتوں کا لشکر" پڑ گیا، سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور نکال کر پھینکا جس کو عنبر کہتے تھے، ہم نصف ماہ تک اس کو کھاتے رہے اور بدن پر اس کا تیل لگاتے رہے، یہاں تک کہ ہم خوب فربہ ہو گئے، حضرت ابو عبیدہ نے اس کی ایک پسلی نصب کی اور لشکر کے سب سے طویل آدمی کو سب سے اونچے اونٹ پر سوار کیا تو وہ اونٹ اس پسلی کے نیچے سے گذر گیا، اور اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں کئی آدمی بیٹھ گئے، حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں سے اتنے اتنے گھڑے چربی نکالی، ہمارے ساتھ کھجوروں کی ایک بوری تھی، حضرت ابو عبیدہ پہلے ہر شخص کو ایک ایک مٹھی کھجور دیتے تھے، پھر ایک ایک کھجور دینے لگے اور جب کھجور ملنا بند ہو گئی تو ہم نے جان لیا کہ اب کھجوریں ختم ہو گئیں۔

۴۸۸۵ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا يَقُولُ فِي جَيْشِ الْخَبَطِ إِنَّ رَجُلًا نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلَاثًا ثُمَّ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهَاهُ أَبُو عُبَيْدَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "پتوں کے لشکر" میں ایک دن ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے، پھر تین ذبح کیے، پھر تین ذبح کیے، اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ نے اس کو منع کر دیا۔

۴۸۸۶ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ (يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ أَزْوَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روانہ کیا اس وقت ہم تین سو تھے، ہم اپنے اپنے زادِ راہ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔

۴۸۸۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین سو کا ایک لشکر بھیجا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو اس کا امیر بنایا، جب ان کا زادِ راہ ختم ہو گیا تو حضرت ابو عبیدہ نے سب کے زادِ راہ جمع کیے اور ہم کو کھجوریں کھلاتے تھے اور آخر میں

سَرِيَّةً ثَلَاثَ مِائَةٍ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَفَنِيَ زَادُهُمْ فَجَمَعَ أَبُو عُبَيْدَةَ زَادَهُمْ فِي مِزْوَدٍ فَكَانَ يُقَوِّتُنَا حَتَّى كَانَ يُصِيبُنَا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ۔

ہر روز ایک ایک کھجور دیتے تھے۔

۴۸۸۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ (يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ) قَالَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً أَنَا فِيهِمْ إِلَى سِيفِ الْبَحْرِ وَسَاقُوا جَمِيعًا بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ فَأَكَلَ مِنْهَا الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کنارے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ میں بھی اس لشکر میں تھا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ وہب بن کیسان کی روایت میں یہ ہے کہ لشکر نے اٹھارہ دن تک اس (مچھلی) کا گوشت کھایا۔

۴۸۸۹ - وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ الْقَزَّازُ كِلَاهُمَا عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا إِلَى أَرْضِ جُهَيْنَةَ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارض جہینہ کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا اور ایک شخص کو اس کا امیر بنایا۔

باب مذکور کی حدیث کے فوائد اور مسائل

(۱) علامہ بدر الدین عینی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کو رجب آٹھ ہجری میں روانہ فرمایا تھا۔ [۱]

(۲)۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ صحابہ کرام دنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے اور دنیا سے بہت کم فائدہ اٹھاتے تھے، اور سخت کوشی اور محنت پر صبر کرتے تھے اور ہر حال میں جہاد کے لیے تیار رہتے تھے۔

(۳)۔ اس حدیث میں دشمنانِ اسلام کے قافلوں کی گھات میں رہنے اور بطور غنیمت ان کا مال لوٹنے کا ثبوت ہے۔

(۴)۔ اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ نے تمام لشکریوں کے زادِ راہ کو جمع کیا، یہ فعل اہل لشکر کی رضا مندی پر محمول ہے

[۱] ۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۱۰۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

تاکہ سب کا مال اکٹھا ہونے پر برکت حاصل ہو، اشعری اسی طرح کیا کرتے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی تعریف کرتے تھے۔ ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر کچھ لوگ مل کر سفر کریں تو ان کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنے کھانوں کو جمع کرلیں اور مل کر کھائیں۔

(۵)۔ پہلے حضرت ابو عبیدہ نے اس مچھلی کو مُردار کہا اور انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا کہ مردار حرام ہے پھر ان کا اجتہاد متغیر ہوا کہ ہم لوگ حالتِ اضطرار میں ہیں اور حالتِ اضطرار میں مُردار کھانا جائز ہے، بعد میں اپنے فتویٰ کی تصدیق کے لیے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی قیاس اور اجتہاد جائز اور معمول تھا جیسا کہ آپ کے وصال کے بعد اجتہاد جائز اور معمول ہے، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت جابر سے یہ فرمایا "اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ گوشت ہے تو ہمیں کھلاؤ" اس میں تین چیزوں کی تعلیم مقصود تھی۔ (ا) مفتی کے لیے مستحسن ہے کہ وہ اپنے فتویٰ پر خود عمل کر کے دکھائے تاکہ مستفتی کو تسلی ہو۔ (ب) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مچھلی کے گوشت کو کھا کر یہ تعلیم دی کہ اگر سمندر کسی مری ہوئی مچھلی کو باہر پھینک دے تو وہ حلال ہے یعنی اس کو بغیر اضطرار کے بھی کھانا حلال ہے۔ (ج) اگر استاذ اپنے شاگرد سے اس کے کسی مال کا سوال کرے تو یہ سوال جائز ہے انس کی بناء پر ہوتا ہے۔ اس سوال کی ممانعت نہیں ہے۔ ممانعت اس سوال کی ہے کہ کسی اجنبی شخص سے مال حاصل کرنے کی غرض سے سوال کیا جائے۔

(۶)۔ ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اس مچھلی کے گوشت کو پندرہ[٭] دن تک کھاتے رہے، حالانکہ پندرہ دن میں تو گوشت خراب ہو جاتا ہے اور سڑ جاتا ہے۔ علامہ وشتانی مالکی نے اس کے دو جواب دیے ہیں، ایک یہ ہے کہ اس مچھلی میں چربی بہت تھی اور چربی اور تیل کی وجہ سے گوشت سڑنے سے محفوظ رہتا ہے، دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ گوشت ہوا لگنے سے خراب ہوتا ہے اور وہ چونکہ بہت بڑی مچھلی تھی، اس میں گوشت کی کئی تہیں تھیں تو جس تہہ پر ہوا نہیں پہنچتی تھی وہ ٹھیک رہتا تھا۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ یہ خرقِ عادت ہے اور صحابہ کرام کی کرامت ہے۔

(۷)۔ اس حدیث میں صحابہ کرام کی قوت ایمان کا ثبوت ہے کیونکہ اگر بالفرض ان کا ایمان کمزور ہوتا تو ایک بوری کھجوروں کے زادِ راہ پر اتنے لمبے سفر کے لیے نہ نکلتے۔

(۸)۔ اس حدیث میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی فضیلت ہے اور ان کے علم، فراست اور قوت اجتہاد کا بیان ہے۔

(۹)۔ اس حدیث میں قوم کے مسائل اور مشکلات حل کرنے کا ثبوت ہے۔

(۱۰)۔ اس میں تقدیر پر راضی اور شاکر رہنے اور امیر کی اطاعت کرنے کا بیان ہے۔

(۱۱)۔ اس حدیث میں زادِ راہ جمع کرنے اور مل کر کھانے کا ثبوت ہے۔

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ سمندر کے تمام مُردار جانور

٭۔ امام مسلم نے ایک روایت میں ایک ماہ تک کھانے کا ذکر کیا ہے، ایک روایت میں نصف ماہ تک اور ایک روایت میں اٹھارہ دن تک اور امام بخاری نے کتاب الشرکۃ اور کتاب المغازی میں اٹھارہ دن کا ذکر کیا ہے اور کتاب الصید میں نصف ماہ کا، محدثین نے ان مختلف روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اصل میں اٹھارہ دن تھے، بعض راویوں نے کسر کو حذف کر کے اس کو نصف ماہ سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کو تغلیباً ایک ماہ سے تعبیر کیا۔ ——— سعیدی غفرلہٗ

حلال ہیں خواہ وہ اپنی طبعی موت سے مرے ہوں یا ان کو شکار کیا جائے اور مچھلی کے حلال ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، ہمارے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ مینڈک حرام ہے کیونکہ حدیث میں اس کو قتل کرنے کی ممانعت ہے، اور مینڈک کے علاوہ باقی جانوروں کے متعلق تین قول ہیں: (۱) تمام سمندری جانور حلال ہیں، یہ قول زیادہ صحیح ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے (۲) حلال نہیں ہیں۔ (۳) جس جانور کی نظیر خشکی میں حلال ہے وہ سمندر میں بھی حلال ہے اس قول کی بناء پر سمندری گھوڑے، ہرن اور بکریاں کھائی جائیں گی اور سمندری کتا، خنزیر اور گدھا نہیں کھایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ سمندر کے تمام جانور حلال ہیں، اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ مچھلی کے سوا کوئی اور جانور حلال نہیں ہے۔[1]

سمندر میں طبعی موت مر کر سطح آب پر آنے والی مچھلی کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: جو مچھلی سمندر میں کسی خارجی سبب کے بغیر مر جائے وہ ہمارے مذہب (شافعی) میں حلال ہے، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہما، عطاء، مکحول، نخعی، امام مالک، امام احمد، ابوثور، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء اسلام کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے برخلاف حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت جابر بن زید، طاؤس اور امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ یہ مچھلی حلال نہیں ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: احل لکم صید البحر و طعامہ (مائدہ: ۹۶) ”سمندر میں شکار کرنا اور اس کا طعام تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے،“ حضرت ابن عباس نے فرمایا سمندر کا شکار وہ ہے جس کو تم شکار کرتے ہو اور سمندر کا طعام وہ ہے جس کو سمندر پھینک دیتا ہے (یہ تفسیر امام ابوحنیفہ کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جس مچھلی کو سمندر پھینک دے وہ ان کے نزدیک حلال ہے، جیسا کہ ہدایہ کے حوالے سے گزر چکا ہے، اختلاف اس مچھلی میں ہے جو مر کر سطح آب پر آجائے، سعیدی غفرلہٗ) اور حضرت جابر کی یہ حدیث بھی ہماری (شافعیہ کی) دلیل ہے، (یہ حدیث بھی فقہاء احناف کے خلاف نہیں ہے، ——— سعیدی غفرلہٗ) اور اس حدیث سے بھی فقہاء شافعیہ نے استدلال کیا ہے: ھو الطھور ماؤہ والحل میتتہ ”سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے، یہ حدیث صحیح ہے (امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس حدیث میں مردار سے مراد مچھلی ہے۔ ——— سعیدی غفرلہٗ)۔ اس کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کو سمندر پھینک دے یا جس چیز سے سمندر ہٹ جائے اس کو کھالو اور جو چیز سمندر میں مر کر سطح آب پر ابھر آئے اس کو مت کھاؤ“ (یہ امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے) سو یہ حدیث ائمہ حدیث کے اتفاق سے ضعیف ہے اس حدیث سے استدلال جائز نہیں ہے، جب کہ یہ قرآن اور حدیث کے معارض بھی ہے (قرآن مجید کی جو تفسیر علامہ نووی نے حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے اس میں سمندر میں مرنے والی مچھلی کا ذکر نہیں ہے اور نہ اس باب کی حدیث میں ہے اور بحث اسی میں ہے، اس لیے اس حدیث کا قرآن مجید اور حدیث سے تعارض نہیں ہے اور ضعف کا جواب عنقریب آرہا ہے، ——— سعیدی غفرلہٗ)[2]

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ دشتانی آبی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک تمام اقسام کے سمندری جانور حلال ہیں،

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ،

[2] " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸،

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: احل لکم صید البحر وطعامہ۔ "تمہارے لیے سمندر کا شکار اور طعام حلال کیا گیا ہے"
البتہ سمندری خنزیر میں امام مالک نے توقف کیا ہے مدونہ کی کتاب الصید میں لکھا ہے امام مالک نے فرمایا تم اس کو خنزیر کہتے ہو، اور ایک قول یہ ہے کہ امام مالک نے توقف نہیں کیا بلکہ اس کو خنزیر کہنے سے انکار کیا ہے، سمندر کے جو جانور خشکی میں بھی رہتے ہیں جیسے مینڈک، کچھوا اور کیکڑا، ان میں اختلاف ہے۔ مدونہ میں لکھا ہے کہ یہ بغیر ذبح کے حلال ہیں اور ان کا مردار حلال ہے اور ابن نافع اور باجی نے محمد بن دینار سے یہ روایت کیا ہے کہ ان کو بغیر ذبح کے کھانا جائز نہیں ہے اور ان کا مردار کھانا جائز نہیں ہے اور ابن قاسم نے یہ فرق کیا ہے کہ جن جانوروں کے رہنے کی اصل جگہ پانی ہے وہ اگر خشکی میں ہوں تو ان کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جن کے رہنے کی اصل جگہ خشکی ہے وہ اگر پانی میں ہوں تو ان کو ذبح کرنے کی ضرورت ہے۔ علامہ ابن رشد نے کہا یہ امام مالک کے مذہب کی تفسیر ہے، اور جو جانور بغیر کسی خارجی سبب کے پانی میں مر کر سطح آب پر آجائے وہ حلال ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سمندر پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔ [1]

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:
جو سمندری جانور خشکی میں رہتے ہیں وہ بغیر ذبح کے حلال نہیں ہیں، جیسے سمندری پرندے، کچھوا، اور پانی کا کتا، ہاں جس جانور میں خون نہ ہو وہ بغیر ذبح کے بھی حلال ہے، جیسے کیکڑا، امام احمد نے کہا کیکڑے کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ذبح سے مقصود خون نکالنا ہوتا ہے اور جس میں خون نہیں ہے اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور باقی پانی کے جانوروں (جو خشکی میں رہتے ہوں) کو ذبح کرنا ضروری ہے اور ایک قوم نے کہا ان کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هو الطهور ماؤه والحل ميتته (سنن ابن ماجہ ص ۲۳۳) "سمندر پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا حلال ہے" اس لیے مچھلی اور کیکڑا وغیرہ بغیر ذبح کے حلال ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سمندر کے تمام جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ اور امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل شیء فی البحر مذبوح "سمندر کی ہر چیز مذبوح ہے" اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ ذبح کل شیء فی البحر لابن آدم "اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے سمندر میں ہر چیز کو ذبح کر دیا" اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جو حیوان خشکی میں رہتا ہے اس کا بہنے والا خون ہوتا ہے اس لیے وہ پرندوں کی طرح بغیر ذبح کے حلال نہیں ہوتا، اور جو احادیث بیان کی گئی ہیں وہ خشکی میں نہ رہنے والے سمندری جانوروں پر محمول ہیں۔

جو سمندری جانور صرف پانی میں رہتے ہیں جیسے مچھلی اور اس کی مثل وہ بغیر ذبح کے حلال ہیں اور ہمارے علم کے مطابق اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے، رہے دو مردار تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ اور ان کے اصحاب نے ساحل سمندر پر عنبر نام کا ایک جانور مرا ہوا دیکھا وہ ایک ماہ تک اس کا گوشت کھاتے رہے اور اس کا تیل لگاتے رہے حتیٰ کہ خوب فربہ ہو گئے اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے، کیا تمہارے پاس اس میں سے ہمارے کھلانے کے لیے کچھ ہے؟ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

ہماری دلیل قرآن مجید کی آیت کا عموم ہے، (یعنی تمہارے لیے سمندر کا شکار اور طعام مباح کر دیا گیا ہے، ـــ مائدہ: ۹۶) اسی طرح حدیث میں بھی عموم ہے (یعنی سمندر میں مرا ہوا حلال ہے، ـــ ابن ماجہ) عبد اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سمندری کتے کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سمندر کی ہر چیز مذبوح ہے" ابو عبد اللہ نے کہا ہم سمندری کتے کو ذبح کریں گے، امام احمد نے کہا اگر ایک مچھلی دوسری مچھلی کے پیٹ میں پائی جائے تو وہ بھی حلال ہے جیسے سمندر میں مری ہوئی مچھلی اگر سطح آب پر آجائے تو حلال ہے۔ [1]

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ اور بحث و نظر

علامہ ابو بکر الجصاص الحنفی لکھتے ہیں: ہمارے فقہاء (احناف) نے یہ کہا ہے کہ پانی کے جانوروں میں سے صرف مچھلی کو کھانا جائز ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سمندر کے تمام جانور مباح ہیں ان کے قول کے بطلان کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے، مچھلی اور ٹڈی، قرآن مجید میں ہے: حرمت علیکم المیتۃ "تم پر مردار حرام کیے گئے" ان میں سے صرف دو مرے ہوئے جانوروں مچھلی اور ٹڈی کا استثناء کیا گیا ہے، اور حضرت عبد الرحمان بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ ایک طبیب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دواء کا ذکر کیا، اور یہ کہا کہ اس دوا میں مینڈک ڈالا جاتا ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا، اور جب حدیث سے مینڈک کی تحریم ثابت ہوگئی تو مچھلی کے سوا پانی کے باقی جانوروں کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ ہمارے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مینڈک اور باقی دریائی جانوروں میں فرق کرتا ہو۔ [2]

علامہ ابو الحسن المرغینانی حنفی نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ مچھلی کے سوا باقی دریائی جانور خبیث ہیں اور قرآن مجید میں ہے: ویحرم علیھم الخبائث "نبی صلے اللہ علیہ وسلم خبیث چیزوں کو تم پر حرام کرتے ہیں" سو معلوم ہوا کہ مچھلی کے سوا تمام پانی کے جانور خبیث ہیں! [3]

خبیث سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو طبیعت ناپسند کرتی ہو اور اس سے متنفر ہوتی ہو اور اس سے گھن آتی ہو، لیکن اس پر اعتراض یہ ہے کہ بہت سی حلال چیزوں سے بھی گھن آتی ہے اور طبیعت متنفر ہوتی ہے لیکن وہ چیزیں حرام نہیں ہیں، مثلاً گندی نالیوں کا پانی پینے والی مرغیوں اور بطخوں سے گھن آتی ہے، بعض آدمیوں کو کسی چیز کے کھانے سے قے آجاتی ہے ان کی طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے لیکن اس کراہت کی وجہ سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی، اگر آپ کسی بڑے ہوٹل یا بیکری میں آٹا گوندھنے والے شخص کو دیکھیں تو عام طور پر وہ ایک لنگوٹ باندھ کر پیروں سے آٹا گوندھتا ہے اور گرمیوں کے مہینوں میں اس کے میلے کچیلے بدن سے سر سے پاؤں تک پسینہ بہہ کر اس آٹے میں جذب ہوتا رہتا ہے اور میں نے کئی جگہ روٹی پکانے والے نانبائی کو دیکھا وہ قمیص اتار کر روٹی پکاتا ہے اور روٹیوں میں اس کا پسینہ جذب ہوتا رہتا ہے۔ بیکری کے بنے ہوتے خوش نما رنگ برنگ کیک اور پیسٹریاں اور انواع واقسام کی لذیذ مٹھائیاں سب انہی مراحل سے گذرتی ہیں اور مٹھائی کے کارخانوں، بیکریوں اور نانبائیوں کی مصنوعات کو دیکھ کر ہر سلیم الطبع شخص کی طبیعت متنفر ہوگی لیکن اس طبعی کراہت، نفرت اور گھن کی وجہ سے وہ چیزیں حرام تو نہیں ہو جاتیں!

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۳۹ ـ ۳۳۷، ملخصا، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۴۰۹، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ ھ

[3] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۲، مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ طبعی تنفر اور ناپسندیدگی ایک اضافی چیز ہے ایک شخص کو ایک چیز ناپسند ہوتی ہے اور دوسرے شخص کو وہی چیز پسند ہوتی ہے، اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقہاء احناف کو مچھلی کے سوا باقی سمندری جانور طبعاً ناپسند ہوں اور ائمہ ثلاثہ کے ہاں وہ پسندیدہ ہوں! دراصل یحرم علیھم الخبائث "خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں" اس سے مراد وہی چیزیں ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا مثلاً کتا، گدھا، سانپ، بچھو، چیل، کوا اور مذبوح جانور کے وہ سات اجزاء جن کو آپ نے حرام کر دیا ہے (مثلاً ذکر، خصیتین، حرام مغز اور مثانہ وغیرہ) اور یہ کہ کسی چیز کے خبیث ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ افراد امت کی صواب دید پر موقوف نہیں ہے، خبیث صرف وہی اشیاء ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا اور بس! کسی چیز کے طیب اور خبیث اور حلال اور حرام کو متعین کرنا صرف شارع علیہ السلام کا منصب ہے اور امت کے علماء کا کام صرف ابلاغ ہے، جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کی ممانعت ثابت نہ ہو تو اس کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہہ سکتے حرام تو بہت دور کی بات ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذلا بد لھا من دلیل خاص۔[1]

مستحب کے ترک سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مکروہ کے لیے خاص دلیل ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری بحث یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے: احل لکم صید البحر وطعامہ (مائدۃ: ۹۶) "سمندر کا شکار اور طعام تمہارے لیے حلال کر دیا گیا" اور طعام کا لفظ عام ہے جو سمندر کے ہر جانور کو شامل ہے اور اس کو بعض روایات سے مچھلی کے ساتھ مقید کرنا قرآن مجید کے عموم کو اخبار آحاد سے مقید کرنا ہے اور یہ خود احناف کے اصول کے خلاف ہے، نیز فقہاء احناف کا اصول ہے کہ وہ قرآن مجید کو حدیث پر مقدم رکھتے ہیں اور اس مسئلہ میں فقہاء احناف نے بعض روایات (جن کو ہم نے ابھی علامہ جصاص کے حوالے سے بیان کیا ہے) کی بناء پر سمندری جانوروں میں سے مچھلی کی تقیید کی ہے حالانکہ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کا طعام مطلقاً حلال ہے عام ازیں کہ وہ مچھلی ہو یا کوئی اور جانور۔

پانی میں طبعی موت سے مر کر سطح آب پر آنے والی مچھلی کی تحریم کی حدیث پر فنی اعتراضات کے جوابات۔

ائمہ ثلاثہ اس مری ہوئی مچھلی کو حلال کہتے ہیں جو بغیر کسی خارجی سبب کے طبعی موت سے مر کر سطح آب پر آجائے اور امام ابو حنیفہ اس مچھلی کو حرام کہتے ہیں، امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے، امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما القی البحر او جزر عنہ فکلوہ وما مات فیہ وطفا فلا تاکلوہ۔[2]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو سمندر پھینک دے، یا جس سے سمندر ہٹ جائے اس کو کھا لو اور جو سمندر میں مر کر سطح آب پر آجائے اس کو مت کھاؤ۔

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۱، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
[2] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۷۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۶ھ

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے یحییٰ بن سلیم وہ بہت وہمی تھا اور اس کا حافظہ خراب تھا، اور اس کے سوا دوسرے راویوں نے اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سلیم ثقہ راوی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اس کی احادیث کو روایت کیا ہے، اور ابن القطان نے اپنی کتاب میں یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہے، اس حدیث کا ایک راوی ہے اسماعیل بن امیہ، علامہ ابن جوزی نے اس کو متروک لکھا ہے لیکن اس معاملہ میں علامہ ابن جوزی کو غلط فہمی ہوئی ہے، کیونکہ جو راوی متروک الحدیث ہے وہ اسماعیل بن امیہ ابو الصلت الزارع ہے اور یہ راوی اسماعیل بن امیہ قرشی اموی ہے اور ابو الصلت الزارع اس کے طبقہ کا نہیں ہے۔ امام ابو داؤد نے یہ کہا ہے کہ ثوری، ایوب اور حماد نے ابو الزبیر سے اس حدیث کو حضرت جابر سے موقوفاً روایت کیا ہے (یعنی یہ حضور کا ارشاد نہیں حضرت جابر کا قول ہے) اور از ابن ابی الذئب از ابی الزبیر از جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو بہ طریق ضعیف روایت کیا ہے، امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے، اور حضرت جابر نے اس کے خلاف روایت کی ہے، اور میں ابن ابی الذئب کی ابو الزبیر سے کوئی روایت نہیں پہچانتا" (علامہ عینی کہتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ امام بخاری کا یہ کہنا کہ میں ابن ابی الذئب کی ابو الزبیر سے کوئی روایت نہیں پہچانتا ان کے اس مذہب کی بناء پر ہے کہ وہ حدیث معنعن کے لیے سماع کی شرط عائد کرتے ہیں، امام مسلم نے ان کی اس شرط پر شدید انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ من گھڑت قول ہے اور حدیث معنعن کے اتصال کے لیے صرف ملاقات اور سماع کا امکان کافی ہے، اور ابن ابی الذئب نے ابو الزبیر کا زمانہ پایا ہے اور ان کا اس سے سماع ممکن ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو عبد العزیز بن عبید اللہ نے وہب بن کیسان سے اور انھوں نے حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور عبد العزیز ضعیف ہے اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حاکم نے مستدرک میں اس سے ایک حدیث روایت کی ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور اس حدیث کو امام طحاوی نے احکام القرآن میں روایت کیا ہے۔ نیز قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا حرمت علیکم المیتة۔ "تم پر مردار حرام کیا گیا ہے" اور جو مچھلی کسی خارجی سبب (مثلاً شکار) سے مری ہو یا جو مچھلی سمندر کے باہر پھینکنے سے مر گئی ہو وہ اس آیت کے عموم سے بالاتفاق خاص کر لی گئی ہے اور جو مچھلی طبعی موت سے مر کر سطح آب پر ابھر آئی ہو وہ مختلف فیہ ہے اور جو مختلف فیہ ہو اس کو اس آیت کے عموم سے خاص نہیں کیا جا سکتا لہٰذا وہ اس عموم میں شامل رہ کر بدستور حرام رہے گی اور یہ نہایت قوی دلیل ہے۔ [2]

ائمہ ثلاثہ کے استدلال پر علامہ سرخسی کا تعاقب اور بحث و نظر

اس باب کی حدیث میں ہے کہ عنبر نامی ایک جانور کو سمندر نے لا کر کنارے پر پھینک دیا اور اس کو صحابہ اٹھارہ دن تک کھاتے رہے، ائمہ ثلاثہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام کا اتنے دنوں تک عنبر نامی جانور کو کھاتے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ مچھلی کے علاوہ دوسرے سمندری جانوروں کو کھانا بھی جائز ہے، شمس الائمہ علامہ سرخسی نے اس کے دو جواب دیے ہیں ایک جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس کو حالت اضطرار میں کھایا تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۳۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۰۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ویحرم علیہم الخبائث کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور جب یہ آیت نازل ہو گئی تو خبیث جانور حرام ہو گئے اور مچھلی کے علاوہ باقی سمندری جانور خبیث ہیں اس لیے وہ عنبر نامی جانور بھی خبیث ہے اور حرام ہے۔ [۱]

شمس الائمہ سرخسی کے دونوں جواب صحیح نہیں ہیں پہلا جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس سفر سے واپسی کے بعد صحابہ کرام نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس جانور کے گوشت کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

هو رزق اخرجه الله لكم فهل معكم من لحمه شيء فتطعمونا قال فارسلنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه فاكله۔ [۲]

یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے (سمندر سے) نکالا ہے کیا تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے جو ہمیں کھلاؤ؟ حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اس میں سے کچھ گوشت بھیجا سو آپ نے اس کو کھایا۔

اگر یہ جانور حرام ہوتا اور صحابہ کرام کا اس کو کھانا صرف اضطرار کی وجہ سے جائز تھا تو اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اضطرار میں نہیں تھے۔ آپ نے اس کو منگوا کر کیوں کھایا؟

دوسرا جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ کی قیادت میں صحابہ کرام کا اس غزوہ میں جانا مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے اور ویحرم علیہم الخبائث "نبی ان پر خبیث چیزیں حرام کرتے ہیں" سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۷ ہے اور سورۂ اعراف مکی ہے اور ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے، اس لیے علامہ سرخسی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے بلکہ واقعہ اس کے برعکس ہے۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد کا ہے اور اب یہ ائمہ ثلاثہ کی واضح دلیل ہے کیونکہ اگر یہ جانور خبیث ہوتا تو صحابہ کرام اس کو نہ کھاتے یا بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرما دیتے۔ سو معلوم ہوا کہ مچھلی کے علاوہ باقی جانور بھی حلال ہیں!

ساحل سمندر پر صحابہ کرام جس جانور کو اٹھارہ دن تک کھاتے رہے آیا وہ مچھلی تھی یا کوئی اور جانور

ہرچند کہ صحیح مسلم میں اس جانور کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے: دابة تدعى العنبر [۳] "وہ ایک جانور تھا جس کو عنبر کہتے تھے" مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: فالقى لنا البحر دابة يقال لها العنبر [۴] "سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور نکال پھینکا جس کو عنبر کہتے تھے"

لیکن بعض روایات میں اس جانور کو مچھلی سے بھی تعبیر کیا گیا ہے:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

---

[۱] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۴۹، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ

[۲] امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۳] " " " " ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷، " "

[۴] " " " " ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸، " "

فاذاھی حوت مثل الظرب [1]
وہ پہاڑی کی طرح ایک مچھلی تھی۔

امام بخاری نے دوسری سند کے ساتھ بھی یہی الفاظ روایت کیے ہیں۔ [2]

البتہ امام بخاری نے تیسری سند کے ساتھ اس حدیث کو جہاں ذکر کیا ہے وہاں یہ الفاظ ہیں:

فالقی البحر حوتا یقال لہ العنبر [3]
پھر سمندر نے ایک مچھلی نکال پھینکی جس کو عنبر کہتے تھے۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مچھلی ہی کی قسم کا ایک جانور تھا اور اس کو عنبر کہا جاتا تھا اس لیے ائمہ ثلاثہ کا ''اس حدیث'' سے یہ استدلال کرنا درست نہیں ہے کہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

بَابُ ۶۸ تَحْرِيْمِ اَكْلِ لَحْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ
پالتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت

۴۸۹۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرمادیا۔

۴۸۹۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کو چار سندوں کے ساتھ روایت کیا یونس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۹۲ - وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوْبَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کردیا۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] ″ ″ ″ ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۲۵ ، ″ ″ ″

[3] ″ ″ ″ ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۶ ، ″ ″ ″

بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

٤٨٩٣ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ وَسَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا۔

٤٨٩٤ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبِي وَمَعْنُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ يَوْمَ خَيْبَرَ وَكَانَ النَّاسُ احْتَاجُوا إِلَيْهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا حالانکہ لوگوں کو اس کی ضرورت تھی۔

٤٨٩٥ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَصَبْنَا لِلْقَوْمِ حُمُرًا خَارِجَةً مِنَ الْمَدِينَةِ فَنَحَرْنَاهَا فَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ وَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا فَقُلْتُ حَرَّمَهَا تَحْرِيمَ مَاذَا قَالَ تَحَدَّثْنَا بَيْنَنَا فَقُلْنَا حَرَّمَهَا أَلْبَتَّةَ وَحَرَّمَهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ۔

شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے پالتو گدھوں کے گوشت کے متعلق دریافت کیا، انھوں نے بتایا کہ خیبر کے دن ہمیں بھوک لگی ہوئی تھی، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم نے شہر سے باہر نکلنے والے یہودیوں کے گدھوں کو پکڑ لیا، ہم نے ان کو ذبح کر دیا، ہماری دیگچیوں میں ان کا گوشت پک رہا تھا، اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو اور گدھوں کے گوشت کو بالکل نہ کھاؤ، میں نے پوچھا کہ آپ نے اس کو حرام کرتے ہوتے کیا فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا آپ نے اس کو یقینی طور پر حرام کیا اور اس وجہ سے حرام کیا کہ اس میں خمس نہیں نکالا گیا تھا۔

٤٨٩٦ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کی راتوں میں ہمیں بھوک لگی، ہم پالتو گدھوں

سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتْ بِهَا الْقُدُورُ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا قَالَ فَقَالَ نَاسٌ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ آخَرُونَ نَهَى عَنْهَا الْبَتَّةَ۔

پر ٹوٹ پڑے، جس وقت ان کا گوشت ہماری دیگچیوں میں پک رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو، پالتو گدھوں کے گوشت بالکل نہ کھاؤ۔ اس وقت بعض صحابہ نے یہ کہا کہ ان کو اس لیے حرام کیا ہے کہ ان کا خمس نہیں نکالا گیا، اور بعض نے کہا کہ ان کو حتمی طور پہ حرام کہہ دیا گیا۔

۴۸۹۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولَانِ أَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْفَئُوا الْقُدُورَ۔

حضرت براء اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو۔

۴۸۹۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ أَصَبْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرًا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن ہم نے گدھے پکڑ لیے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو۔

۴۸۹۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ نُهِينَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا۔

۴۹۰۰۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُلْقِيَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نِيئَةً وَنَضِيجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پالتو گدھوں کے گوشت کو پھینکنے کا حکم دیا خواہ کچا ہو یا پکا، اور پھر ہمیں اس کے کھانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

۴۹۰۱۔ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ (يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ) عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۰۲ - وحدثني احمد بن يوسف الازدي حدثنا عمر بن حفص بن غياث حدثنا ابي عن عاصم عن عامر عن ابن عباس قال لا ادري انما نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم من اجل انه كان حمولة الناس فكره ان تذهب حمولتهم او حرمه في يوم خيبر لحوم الحمر الاهلية۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کا گوشت کھانے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ وہ بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں سو آپ نے اسے ناپسند کیا کہ بوجھ اٹھانے کا ذریعہ ختم ہو جائے یا آپ نے جنگ خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

۴۹۰۳ - وحدثنا محمد بن عباد وقتيبة بن سعيد قالا حدثنا حاتم (وهو ابن اسماعيل) عن يزيد بن ابي عبيد عن سلمة بن الاكوع قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر ثم ان الله فتحها عليهم فلما امسى الناس اليوم الذي فتحت عليهم اوقدوا نيرانا كثيرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذه النيران على اي شيء توقدون قالوا على لحم قال على اي لحم قالوا على لحم حمر الانسية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اهريقوها واكسروها فقال رجل يا رسول الله او نهريقها ونغسلها قال او ذاك۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر گئے، پھر اللہ تعالے نے ہمارے لیے خیبر فتح کر دیا۔ فتح کے دن لوگوں نے شام کو بہت آگ جلائی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیسی آگ جل رہی ہے، کیا پکا رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم گوشت پکا رہے ہیں، آپ نے پوچھا کس چیز کا گوشت پکا رہے ہو؟ صحابہ نے کہا پالتو گدھوں کا گوشت پکا رہے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیگچیاں الٹ دو اور ان کو توڑ دو، ایک شخص نے عرض کیا اگر ہم دیگچیاں انڈیل کر دھولیں؟ آپ نے فرمایا ایسا کرو۔

۴۹۰۴ - وحدثنا اسحق بن ابراهيم اخبرنا حماد بن مسعدة وصفوان بن عيسى ح وحدثنا ابو بكر بن النضر حدثنا ابو عاصم النبيل كلهم عن يزيد بن ابي عبيد بهذا الاسناد۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۰۵ - وحدثنا ابن ابي عمر حدثنا سفيان عن ايوب عن محمد عن انس قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم خيبر اصبنا حمرا خارجا من القرية فطبخنا منها فنادى منادي رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ان الله

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تو ہم نے بستی سے باہر نکلنے والے گدھوں کو پکڑ لیا، اور ان کا گوشت پکایا اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ آواز دی: سنو! اللہ اور اس کا رسول تم کو اس سے منع کرتے ہیں، کیونکہ

وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْهَا فَاِنَّهَا رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا وَاِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِمَا فِيْهَا۔

یہ نجس ہے اور عمل شیطان سے ہے، پھر ان دیگچیوں کو الٹ دیا گیا در آں حالیکہ ان میں گوشت ابل رہا تھا۔

۴۹۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا طَلْحَةَ فَنَادٰى اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ اَوْ نَجِسٌ قَالَ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! گدھوں کا گوشت کھا لیا گیا، پھر ایک اور نے آکر کہا: یا رسول اللہ! گدھوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا، تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ کو حکم دیا: اور انھوں نے یہ اعلان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تم کو پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں، کیونکہ وہ ناپاک ہیں پھر دیگچیوں کو گوشت سمیت الٹ دیا گیا۔

پالتو گدھے کی تحریم میں مذاہب فقہاء

علامہ نووی لکھتے ہیں:

پالتو گدھے کی تحریم میں اختلاف ہے، جمہور صحابہ، فقہاء، تابعین اور بعد کے علماء نے ان احادیث صحیحہ کی بناء پر یہ کہا ہے کہ پالتو گدھا حرام ہے، حضرت ابن عباس نے کہا کہ حرام نہیں ہے، امام مالک کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں، زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ یہ بہت شدید مکروہ تنزیہی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حرام ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ مباح ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ حرام ہے جیسا کہ ان احادیث صحیحہ کی بناء پر جمہور فقہاء اسلام کا مذہب ہے۔[1]

امام ابو داؤد نے حضرت غالب الجبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سال ہم قحط میں مبتلاء ہوتے اور پالتو گدھوں کے سوا میرے پاس اپنے بال بچوں کو کھلانے کے لیے اور کوئی چیز نہیں تھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں کو حرام کر چکے تھے، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم قحط میں مبتلاء ہو گئے اور میرے پاس اپنے بال بچوں کو کھلانے کے لیے ماسوا فربہ گدھوں کے اور کوئی چیز نہیں ہے، اور آپ نے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا ہے، آپ نے فرمایا تم اپنے بال بچوں کو اپنا فربہ گدھا کھلاؤ، میں نے اس بستی کے گندگی کھانے والے گدھوں کو حرام کیا تھا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مطلقاً پالتو گدھوں کو حرام نہیں کیا بلکہ کسی عارضہ کی بناء پر صرف خیبر کے گدھوں کو حرام کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس حدیث کی سند میں شدید اضطراب ہے اور اگر بالفرض یہ صحیح ہو تو یہ حالت اضطرار پر محمول ہے۔

نجاست سے آلودہ برتنوں کے دھونے کے حکم میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۴۹۰۳ میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: اگر ہم دیگچیاں دھو کر صاف کر لیں، آپ نے فرمایا: یا ایسا کر لو، اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ جس برتن میں نجاست لگی ہو اس کو دھونا واجب

---

[1] ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ہے، (یعنی اس کو دھوئے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں ہے) اور یہ کہ نجس برتن ایک بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، اور جب کتے اور خنزیر کے علاوہ اور کوئی نجاست ہو تو اس کو سات بار دھونا ضروری نہیں ہے، یہ امام شافعی اور جمہور کا مذہب ہے (امام ابوحنیفہ کے نزدیک کتے اور خنزیر کا جھوٹا برتن بھی تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، اور سات بار کی روایت استحباب پر محمول ہے۔ سعیدی غفرلہ)۔ مشہور روایت کے مطابق امام احمد کے نزدیک برتن کسی قسم کی نجاست سے بھی آلودہ ہو اس کو سات بار دھونا ضروری ہے۔ جمہور کے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نجاست سے آلودہ برتنوں کو دھونے کا حکم دیا اور عدد کی قید نہیں لگائی اور ایک مرتبہ دھونے سے بھی اس حدیث پر عمل ہو جاتا ہے، اگر ایک سے زیادہ مرتبہ دھونا واجب ہوتا تو اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے برتن توڑنے کا جو حکم دیا تھا وہ وحی سے تھا یا اجتہاد سے تھا اور جب برتنوں کو دھونے کا حکم دیا تو برتن توڑنے کا حکم منسوخ ہو گیا اور اب برتن توڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں مال کو ضائع کرنا ہے۔ [1]

بَابُ ۶۸۱ فِیْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ

گھوڑوں کا گوشت کھانا

۴۹۰۷- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاَبُو الرَّبِیْعِ الْعَتَکِیُّ وَقُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ (وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰی) قَالَ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی یَوْمَ خَیْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِیَّۃِ وَاَذِنَ فِیْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

۴۹۰۸- وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ اَکَلْنَا زَمَنَ خَیْبَرَ الْخَیْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ وَنَهَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِمَارِ الْاَهْلِیِّ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دنوں میں ہم نے جنگلی گدھوں اور گھوڑوں کا گوشت کھایا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا۔

۴۹۰۹- وَحَدَّثَنِیْهِ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح وَحَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِیُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ کِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۱۰- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ وَحَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ وَوَکِیْعٌ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کر کے کھایا۔

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلْنَاهُ۔

۴۹۱۱ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

گھوڑے کا گوشت کھانے کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:
گھوڑوں کے گوشت کی اباحت میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام شافعی اور جمہور متقدمین اور متاخرین کا مسلک یہ ہے کہ گھوڑوں کا گوشت مباح ہے، اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت انس بن مالک، حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہم، علقمہ، اسود، عطاء، شریح بن جبیر، حسن بصری، ابراہیم نخعی، حماد بن سلیمان، امام احمد، اسحاق، ابو ثور، امام ابو یوسف، امام داؤد ظاہری، اور جمہور محدثین وغیرہ کا یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف حضرت ابن عباس، حکم، امام مالک اور امام ابو حنیفہ یہ کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے، اس کا کھانا گناہ ہے لیکن یہ حرام قطعی نہیں ہے امام ابو حنیفہ کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے۔

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ (النحل: ۸/۱۶)

(اللہ تعالیٰ نے) گھوڑوں کو، خچروں کو، اور گدھوں کو پیدا کیا تاکہ تم ان پر سواری کرو اور (ان سے) زینت (حاصل کرو) اور وہ ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان انعامات اور احسانات کا ذکر کیا ہے جو اس نے جانوروں میں رکھے ہیں اور کھانے کا ذکر نہیں کیا اگر گھوڑوں کا کھانا بھی جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا کہ گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کو تمہارے کھانے کے لیے پیدا کیا، جب کہ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جانوروں کا ذکر کیا اور اس میں ان کو کھانے کا ذکر فرمایا ہے وہ آیت یہ ہے:

والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع ومنھا تاکلون۔ (النحل: ۵/۱۶)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفع کے لیے چوپایوں کو پیدا فرمایا، ان میں تمہارے لیے گرم لباس اور (دیگر) فوائد ہیں اور انہی جانوروں میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

اس آیت کے علاوہ امام ابو حنیفہ کا دوسرا استدلال سنن ابو داؤد کی اس حدیث سے ہے: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور تمام پھاڑنے والے درندوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے،

امام ابو حنیفہ نے اس حدیث سے جو استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تمام ائمہ حدیث اس حدیث کے ضعف پر متفق ہیں، اور بعض محدثین نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے، امام دار قطنی، اور امام بیہقی نے اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی ہے صالح بن یحییٰ یہ دونوں باپ بیٹے غیر معروف ہیں، امام بخاری نے کہا اس حدیث کی سند میں اعتراض ہے، امام بیہقی نے کہا اس حدیث کی سند مضطرب ہے، اس کی سند میں نظر ہے، امام ابو داؤد نے کہا

یہ حدیث منسوخ ہے، امام نسائی نے بھی اس کو منسوخ قرار دیا، جمہور کا استدلال گھوڑوں کو کھانے کے جواز کی ان احادیث سے ہے جن کو امام مسلم اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے،

امام ابوحنیفہ نے قرآن مجید کی جس آیت سے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں سواری اور زینت کا ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ گھوڑوں کے منافع انہی کے ساتھ مختص ہیں اور سواری اور زینت کا ذکر اس لیے فرمایا کہ گھوڑے رکھنے کا زیادہ مقصود سواری اور زینت ہی ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر "مردار، خون اور خنزیر کا گوشت تم پر حرام کیا گیا ہے" اس آیت میں صرف خنزیر کے گوشت کا ذکر فرمایا ہے، حالانکہ خنزیر کا خون، اس کی ہڈیاں اور تمام اجزاء حرام ہیں، اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، نیز سورہ نحل کی اس آیت میں گھوڑوں پر بوجھ لادنے کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اس سے پہلی آیت میں جہاں چوپایوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں بوجھ لادنے کا ذکر بھی فرمایا ہے وہ آیت یہ ہے:

وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس۔ (نحل: ۷/۱۶)	اور وہ چوپائے تمہارا وزنی سامان اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں جہاں تم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

تو کیا اب اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ گھوڑوں کے ساتھ بوجھ لادنے کا ذکر نہیں کیا تو پھر ان پر بوجھ لادنا جائز نہیں ہے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہے، اسی طرح اگر گھوڑوں کے ساتھ کھانے کا ذکر نہیں فرمایا تو اس سے بھی کھانے کا عدم جواز لازم نہیں آئے گا۔ [1]

گھوڑے کا گوشت کھانے کے متعلق فقہاء احناف کے نظریات

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑے کا گوشت کھایا ہے، جو فقہاء گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دیتے ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کا بھی یہی نظریہ ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ گھوڑے کے گوشت کو مکروہ قرار دیتے ہیں، کتاب الصید کی ظاہری عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ بعض علماء رحمہم اللہ نے گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے، لیکن مجھے اس کا کھانا اچھا نہیں لگتا، اور جامع صغیر میں ہے امام ابوحنیفہ نے کہا کہ میں گھوڑے کے گوشت کو مکروہ قرار دیتا ہوں، یہ قول کہ اہتہ تحریم پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ امام ابو یوسف نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا جب آپ کسی چیز کو مکروہ کہتے ہیں تو اس سے آپ کی کیا مراد ہوتی ہے، آپ نے فرمایا مکروہ تحریمی۔ جو فقہاء گھوڑے کے گوشت کو مباح کہتے ہیں وہ مسلمانوں کے تعامل ظاہر سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ بازاروں میں بغیر کسی اعتراض اور انکار کے گھوڑوں کا گوشت فروخت ہوتا ہے اور اس لیے بھی کہ گھوڑے کا جوٹھا مطلقاً پاک ہے اور اس کا پیشاب ان جانوروں کے پیشاب کے حکم میں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا اور چوپایوں کی طرح کھایا جاتا ہے اور اگر اس کو کھانے کی کراہت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت گھوڑے کم تھے اور مسلمانوں کو جنگ میں گھوڑوں کی ضرورت پڑتی تھی اس وجہ سے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا نہ کہ اس کی عزت کی وجہ سے، اس کے بعد علامہ سرخسی نے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

سورۂ نحل کی آیت نمبر ۸ کو امام ابوحنیفہ کی طرف سے استدلال میں پیش کیا ہے جس کو ہم پہلے ہدایہ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں لیکن علامہ نووی نے اس دلیل کو نہایت معقول طریقہ سے رد کر دیا ہے، علامہ سرخسی نے دوسری دلیل سنن ابوداؤد سے حدیث پیش کی ہے، جس کی سند نہایت ضعیف ہے جیسا کہ علامہ نووی نے بیان کیا ہے باقی علامہ سرخسی کا یہ فرمانا بھی صحیح نہیں ہے کہ جب حلت اور حرمت کے دلائل میں تعارض ہو تو حرمت کے دلائل کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ یہ اس وقت ہوتا جب دونوں دلائل مساوی قوت کے ہوں اور یہاں حرمت کی دلیل سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ کی ضعیف السند روایت ہے اور حلت کی دلیل صحیح مسلم کی احادیث صحیحہ ہیں اور جب دونوں حدیثیں مساوی قوت کی نہیں ہیں تو پھر ترجیح اس حدیث کو دی جائے گی جس کی سند قوی اور صحیح ہے۔ سعیدی غفرلہ)۔

نیز علامہ سرخسی لکھتے ہیں: جن فقہاء نے یہ کہا کہ یہ کراہت تنزیہ کے لیے ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ گھوڑا بعض اعتبار سے انسانوں کے حکم میں ہے کیونکہ گھوڑے سے بھی دشمن کو مرعوب کیا جاتا ہے اور مال غنیمت سے گھوڑے کا حصہ نکالا جاتا ہے اور انسان کا کھانا اس کی عزت اور کرامت کی وجہ سے ممنوع ہے نہ کہ اس کی نجاست سے، اسی طرح گھوڑے کا کھانا بھی اس کی کرامت کی وجہ سے ممنوع ہے لہٰذا یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ گھوڑا نجس نہیں ہے اسی وجہ سے گھوڑوں کا جھوٹا پاک ہے اور اس کا پیشاب ان جانوروں کے پیشاب کے حکم میں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ [1]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی موت سے تین دن پہلے گھوڑے کی تحریم سے رجوع کر لیا تھا اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ (عمادیہ)۔ [2]

علامہ شامی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

لہٰذا گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور یہی ظاہر الروایہ ہے جیسا کہ کفایۃ البیہقی میں ہے اور فخر الاسلام وغیرہ کی تصحیح کے مطابق یہی صحیح ہے، (قہستانی)۔ (ہم نے مبسوط سرخسی کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے بھی کراہت تنزیہی ظاہر ہوتی ہے اور مبسوط کتب ظاہر الروایہ کا خلاصہ ہے) البتہ خلاصہ، ہدایہ، محیط، منتی، قاضی خاں، عمادی اور دیگر متون میں کراہت تحریمی کی تصریح ہے۔ [3]

میں کہتا ہوں کہ کتب ظاہر الروایہ کے مقابلہ میں ان متون کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے صحیح یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت تنزیہی بھی اس بناء پر تھی کہ جہاد میں گھوڑوں کی ضرورت پڑتی تھی اور اب جبکہ ٹینک، توپ، ٹرک اور جیپ کا دور ہے اور گھوڑوں کی جہاد میں مطلقاً ضرورت نہیں ہے تو اب امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق بھی گھوڑوں کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی نہیں ہے اور قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں گھوڑے کا گوشت کھانا بلا کراہت جائز ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ گھوڑا پاک اور طیب جانور ہے اسی بناء پر فقہاء احناف نے بھی گھوڑے کا جھوٹا پاک قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احل لکم الطیبات۔ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور اس باب میں

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۳۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۶،

جو احادیث صحیحہ وارد ہیں وہ سب گھوڑے کی حلت میں نصوص صریحہ ہیں اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت کے بعد پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے!

باب ۶۸۲ إِبَاحَةِ الضَّبِّ

گوہ کے گوشت کی اباحت

۴۹۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا مُحَرِّمِهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۳ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گوہ کھانے کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے گوہ کھانے کے متعلق سوال کیا درآں حالانکہ آپ منبر پر تھے، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۵ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِمِثْلِهِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۱۶ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ

امام مسلم نے چھ مختلف اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت بیان کی، البتہ ایوب کی روایت میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی تو آپ نے اس کو نہیں کھایا، اور نہ اس کو حرام کیا، اور اسامہ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے۔

عقبة ح وحدثنا هارون بن سعيد الايلي حدثنا ابن وهب اخبرني اسامة كلهم عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم في الضب بمعنى حديث الليث عن نافع غير ان حديث ايوب اتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بضب فلم ياكله ولم يحرمه وفي حديث اسامة قال قام رجل في المسجد ورسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر۔

۴۹۱۷ - وحدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا ابي حدثنا شعبة عن توبة العنبري سمع الشعبي سمع ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم كان معه ناس من اصحابه فيهم سعد واتوا بلحم ضب فنادت امراة من نساء النبي صلى الله عليه وسلم انه لحم ضب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا فانه حلال ولكنه ليس من طعامي۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے کچھ اصحاب تھے جن میں حضرت سعد بھی تھے، اتنے میں گوہ کا گوشت لایا گیا اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ نے یہ آواز دی کہ یہ گوہ کا گوشت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ، کیونکہ یہ حلال ہے لیکن یہ میرا طعام نہیں ہے۔

۴۹۱۸ - وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن توبة العنبري قال قال لي الشعبي ارايت حديث الحسن عن النبي صلى الله عليه وسلم وقاعدت ابن عمر قريبا من سنتين او سنة ونصف فلم اسمعه روى عن النبي صلى الله عليه وسلم غير هذا قال كان ناس من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فيهم سعد بمثل حديث معاذ۔

عنبری کہتے ہیں کہ مجھ سے شعبی نے کہا تم نے حسن کی وہ حدیث سنی ہے جس کو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ڈیڑھ یا دو سال بیٹھا رہا لیکن میں نے ان سے اس حدیث کے علاوہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور روایت نہیں سنی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرت سعد بھی اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۹۱۹ - وحدثنا يحيى بن يحيى قال قرات على مالك عن ابن شهاب عن ابي امامة بن سهل بن حنيف عن عبد الله بن عباس قال دخلت انا وخالد بن الوليد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت ميمونة فاتي بضب محنوذ فاهوى

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، اتنے میں ایک بھنی ہوئی گوہ لائی گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا، حضرت میمونہ رضی

إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ أَخْبِرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ.

۴۹۲۰- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدَّمُ إِلَيْهِ طَعَامٌ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ فَأَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ قُلْنَ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

اللہ عنہا کے گھر جو عورتیں تھیں ان میں سے کسی نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو چیز کھانا چاہتے ہیں وہ آپ کو بتلاؤ (یہ سنتے ہی) آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، میں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن یہ جانور ہماری زمین میں نہیں ہوتا اس بنار پر مجھے اس سے کراہت آتی ہے حضرت خالد کہتے ہیں پھر میں نے اس گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور کھالیا درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمار ہے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید جنھیں سیف اللہ کہا جاتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، حضرت میمونہ، حضرت خالد اور حضرت ابن عباس دونوں کی خالہ تھیں۔ وہاں ان کی بہن حضرت حفیدہ بنت الحارث نجد سے لائی ہوئی ایک بھنی ہوئی گوہ لے کر آئیں اور اس گوہ کو رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب بھی کوئی طعام پیش کیا جاتا تو بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ کو بتایا نہ جاتا ہو (کہ وہ کیا چیز ہے) رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا تو اس مجلس میں جو خواتین حاضر تھیں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ انھوں نے کیا چیز پیش کی ہے سو انھوں نے کہا یارسول اللہ! یہ گوہ ہے؟ (یہ سن کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! لیکن یہ ہم لوگوں کے علاقہ کا جانور نہیں ہے، اس لیے مجھے اس سے کراہت معلوم ہوتی ہے، حضرت خالد کہتے ہیں پھر میں نے اس کو گھسیٹ کر کھالیا درآں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمار ہے تھے اور آپ نے مجھے اس سے منع نہیں فرمایا۔

فَلَمْ يَنْهَنِيْ.

۴۹۲۱- وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِيْ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِيَ خَالَتُهُ فَقُدِّمَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمُ ضَبٍّ جَاءَتْ بِهِ أُمُّ حُفَيْدٍ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ جَعْفَرٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ شَيْئًا حَتّٰى يَعْلَمَ مَا هُوَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَزَادَ فِيْ آخِرِ الْحَدِيْثِ وَحَدَّثَهُ ابْنُ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَكَانَ فِيْ حَجْرِهَا.

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، وہ ان کی خالہ تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوہ کا گوشت لایا گیا، اس گوہ کو ام حفید بنت الحارث نجد سے لائی تھیں، یہ بنو جعفر کے ایک شخص کے نکاح میں تھیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاتے تھے جب تک کہ آپ یہ جان نہ لیں کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت خالدؓ حضرت میمونہؓ کی زیر پرورش تھے۔

۴۹۲۲- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ يَزِيْدَ بْنَ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُوْنَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں دو بھنی ہوئی گوہ لائی گئیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور یزید بن اصم نے میمونہ کا ذکر نہیں کیا۔

۴۹۲۳- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ جَدِّيْ حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ وَعِنْدَهُ خَالِدُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، اور ان کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے، اتنے میں گوہ کا گوشت لایا گیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

بن الولید بلحم ضب فذکر بمعنی حدیث الزهری۔

۴۹۲۴- وحدثنا محمد بن بشار وابو بکر بن نافع قال ابن نافع اخبرنا غندر حدثنا شعبة عن ابی بشر عن سعید بن جبیر قال سمعت ابن عباس یقول اهدت خالتی ام حفید الی رسول الله صلی الله علیه وسلم سمنا واقطا واضبا فاکل من السمن والاقط وترک الضب تقذرا واکل علی مائدة رسول الله صلی الله علیه وسلم ولو کان حراما ما اکل علی مائدة رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ ام حفید رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی، پنیر اور گوہ کو بھیجا، آپ نے گھی اور پنیر کو کھا لیا، اور گوہ کو ناپسند کرتے ہوئے ترک کر دیا، اور گوہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی گئی تھی اگر یہ حرام ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

۴۹۲۵- حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا علی بن مسهر عن الشیبانی عن یزید بن الاصم قال دعانا عروس بالمدینة فقرب الینا ثلاثة عشر ضبا فاکل وتارک فلقیت ابن عباس من الغد فاخبرته فاکثر القوم حوله حتی قال بعضهم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا آکله ولا انهی عنه ولا احرمه فقال ابن عباس بئس ما قلتم ما بعث نبی الله صلی الله علیه وسلم الا محلا ومحرما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بینما هو عند میمونة وعنده الفضل بن عباس وخالد بن الولید وامراة اخری اذ قرب الیهم خوان علیه لحم فلما اراد النبی صلی الله علیه وسلم ان یاکل قالت له میمونة انه لحم ضب فکف یده وقال هذا لحم لم آکله قط وقال لهم کلوا فاکل منه الفضل وخالد بن الولید والمراة وقالت میمونة لا آکل من شیء الا شیء یاکل منه رسول الله صلی

یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک دولہا نے ہماری دعوت کی اور ہمارے سامنے تیرہ عدد (پکے ہوئے) گوہ رکھے، ہم میں سے بعض نے گوہ کھائی اور بعض نے ترک کر دی، دوسرے دن میری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، اور میں نے ان کو یہ واقعہ سنایا اس وقت حضرت ابن عباس کے گرد بہت سے لوگ تھے، ایک شخص نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں اس کو کھاتا ہوں نہ منع کرتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں، حضرت ابن عباس نے کہا تم نے بری بات کہی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو صرف حلال یا حرام کرنے ہی کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ جس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حضرت فضل بن عباس اور خالد بن ولید اور ایک عورت تھی، اتنے میں سب کے سامنے ایک دسترخوان پیش کیا گیا، جس میں گوشت تھا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھانے کا ارادہ کیا تو حضرت میمونہ نے کہا یہ گوہ کا گوشت ہے، آپ نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا یہ وہ گوشت ہے جس کو میں نے کبھی نہیں کھایا اور لوگوں سے فرمایا کھاؤ، سو اس گوہ سے (حضرت) فضل اور حضرت خالد بن ولید اور ایک عورت نے کھایا اور حضرت میمونہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نے کہا میں تو صرف اس چیز سے کھاؤں گی جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھائیں گے۔

۴۹۲۶ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَقَالَ لَا أَدْرِيْ لَعَلَّهُ مِنَ الْقُرُوْنِ الَّتِيْ مُسِخَتْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی۔ آپ نے اس کو کھانے سے انکار فرمایا اور یہ فرمایا میں (از خود) نہیں جانتا شاید یہ ان قوموں میں سے ہو جن کو مسخ کر دیا گیا تھا۔

۴۹۲۷ - وَحَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا تَطْعَمُوْهُ وَقَذِرَهُ وَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَرِّمْهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْفَعُ بِهٖ غَيْرَ وَاحِدٍ فَإِنَّمَا طَعَامُ عَامَّةِ الرِّعَاءِ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ عِنْدِيْ طَعِمْتُهُ۔

ابو الزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے گوہ کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا اس کو مت کھاؤ اور اس سے اظہار نفرت کیا، اور بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ کو حرام نہیں کیا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بہتوں کو نفع پہنچاتا ہے، عام چرواہوں کی غذا صرف یہی ہے، اگر یہ میرے پاس ہوتی تو میں اس کو کھاتا۔

۴۹۲۸ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضٍ مَضَبَّةٍ فَمَا تَأْمُرُنَا أَوْ فَمَا تُفْتِيْنَا قَالَ ذُكِرَ لِيْ أَنَّ أُمَّةً مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مُسِخَتْ فَلَمْ يَأْمُرْ وَلَمْ يَنْهَ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَنْفَعُ بِهٖ غَيْرَ وَاحِدٍ وَإِنَّهُ لَطَعَامُ عَامَّةِ هٰذِهِ الرِّعَاءِ وَلَوْ كَانَ عِنْدِيْ لَطَعِمْتُهُ إِنَّمَا عَافَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ہم ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں گوہ بکثرت ہوتی ہے، آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں یا کہا کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے بتایا گیا کہ بنو اسرائیل کا ایک گروہ مسخ کر کے گوہ بنا دیا گیا، آپ نے مجھے گوہ کھانے کا حکم دیا اور نہ اس سے روکا، اس واقعہ کے بعد حضرت عمر نے کہا اللہ عزوجل گوہ سے بہتوں کو نفع دیتا ہے، عام چرواہوں کی غذا یہی جانور ہے، اگر یہ میرے پاس ہوتی تو میں تم کو اس سے کھلاتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے صرف کراہت کا اظہار فرمایا تھا۔

۴۹۲۹ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَقِيْلٍ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ فِيْ غَائِطٍ مَضَبَّةٍ وَإِنَّهُ عَامَّةُ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں ایک نشیبی علاقہ میں رہتا ہوں جہاں پر گوہ بکثرت ہوتی ہے اور میرے گھر والوں کی عام غذا یہی ہے۔ آپ نے اس کو کوئی جواب

طَعَامِ اَهْلِي قَالَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقُلْنَا عَاوِدْهُ فَعَاوَدَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثَلَاثًا ثُمَّ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ يَا اَعْرَابِيُّ اِنَّ اللهَ لَعَنَ اَوْ غَضِبَ عَلٰى سِبْطٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَمَسَخَهُمْ دَوَآبَّ يَدِبُّوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَآ اَدْرِيْ لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا فَلَسْتُ اٰكُلُهَا وَلَآ اَنْهٰى عَنْهَا۔

نہیں دیا، ہم نے اس سے کہا دوبارہ عرض کرو، اس نے دوبارہ عرض کی، مگر آپ نے تین بار تک کوئی جواب نہیں دیا، پھر تیسری بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو آواز دی اور فرمایا: اے اعرابی! اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کے کسی گروہ پر لعنت کی یا غضب فرمایا اور ان کو زمین پر چلنے والے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ مجھے علم نہیں، شاید یہ انہیں جانوروں میں سے ہو، سو میں اس کو کھاتا ہوں نہ اس سے روکتا ہوں۔

گوہ کیا چیز ہے؟

علامہ کمال الدین دمیری لکھتے ہیں:

گوہ جنگل کا ایک مشہور جانور ہے، یہ کبھی پانی کے گھاٹ پر نہیں جاتی، اہل عرب کا محاورہ ہے میں اس کام کو اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک کہ گوہ پانی پر نہ چلی جائے، ابن خالویہ نے یہ لکھا ہے کہ گوہ پانی نہیں پیتی اور سات سو یا اس سے زیادہ سال تک زندہ رہتی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ چالیس دن بعد ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اور اس کا دانت نہیں گرتا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ سالم ایک ٹکڑا ہوتا ہے، پانی کے اعتبار سے مچھلی اور گوہ بالکل متضاد ہوتی ہیں، گرگٹ، چھپکلی، سانپ کی چھتری اور گوہ سب کی شکل ملتی جلتی ہے۔ گوہ میں نر کے دو ذکر ہوتے ہیں اور مادہ کی دو فرج ہوتی ہیں، اس کی بہت لمبی عمر ہوتی ہے اور اس لحاظ سے یہ سانپ کے مشابہ ہوتی ہے۔ [۱]

نشتر جالندھری لکھتے ہیں:

گوہ: مونث، چھپکلی جیسا ایک جانور، سوسمار۔ [۲]

مولوی فیروزالدین لکھتے ہیں:

سوسمار: گوہ جو چھپکلی کی قسم کا بڑا سا جانور ہے۔ [۳]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ گوہ بلا کراہت حلال ہے، البتہ اصحاب ابو حنیفہ سے اس کی کراہت منقول ہے، اور قاضی عیاض نے ایک قوم کا یہ مذہب نقل کیا ہے کہ گوہ حرام ہے، میرے نزدیک یہ نقل صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ کسی کا مذہب ہو تو سابقین کے اجماع اور نصوص صریحہ سے مردود ہے۔ [۴]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی آبی مالکی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث گوہ کھانے کی اباحت میں ظاہر ہیں یا نص ہیں اور

۱۔ علامہ محمد بن موسیٰ الدمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۲ ص ۶۸، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ

۲۔ شیخ ابو نعیم عبد الحکیم خان نشتر جالندھری، قائد اللغات ص ۷۸۳، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور

۳۔ الحاج فیروز الدین، فیروز اللغات (فارسی) ج ۲ ص ۵۱، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۶۸ء

۴۔ علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اگر یہ احادیث نہ ہوتیں تو پھر گوہ کا کم سے کم درجہ کراہت تھا، بعض علماء نے گوہ کھانے کو مکروہ کہا ہے یہ قول ان احادیث صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔ [1]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ بھوتی حنبلی لکھتے ہیں:

گوہ مباح ہے، حضرت ابو سعید نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مرغی کی بہ نسبت گوہ کے ہدیہ سے زیادہ خوش ہوتے تھے۔ [2]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس ایک گوہ کا ہدیہ آیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کھانے کے متعلق سوال کیا، آپ نے اس کو ناپسند فرمایا پھر ایک سائل آیا، حضرت عائشہ نے چاہا کہ اس سائل کو وہ گوہ کھلا دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم وہ چیز کھلا رہی ہو جس کو تم خود نہیں کھاتیں ؟ (علامہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں) ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ گوہ کا کھانا جائز نہیں ہے اور شافعی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ گوہ حلال ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ہماری قوم کا طعام نہیں ہے، اس وجہ سے میں اپنے نفس میں اس سے کراہت پاتا ہوں، میں اس کو حلال کہتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کو کھایا گیا اور کھانے والوں میں حضرت ابوبکر بھی تھے، اور ہمارا اعتماد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر ہے، جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گوہ نہ کھانا اس کی حرمت کی بنا پر تھا نہ اس بنا پر کہ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے (علامہ سرخسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو روایت بیان کی ہے، اس میں حرمت کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ کراہت کے الفاظ ہیں، اللہ تعالیٰ علامہ سرخسی پر رحمت فرمائے یہاں ان سے تسامح ہو گیا۔ سعیدی غفرلہ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ نے حضرت عائشہ کو گوہ صدقہ کرنے سے منع فرمایا اور اگر کھانے کی کراہت حرمت کی وجہ سے نہ ہوتی تو آپ اس کو صدقہ کرنے کا حکم دیتے، جیسا کہ آپ نے انصاری کی بکری کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا اسے قیدیوں کو کھلا دو، اور جس حدیث میں اباحت کی دلیل ہے وہ ثبوت حرمت سے پہلے کے واقعہ پر محمول ہے، نیز قاعدہ یہ ہے کہ جب دو دلیلیں متعارض ہوں، ایک حرمت کو واجب کرتی ہو اور دوسری اباحت کو تو حرمت والی دلیل کو ترجیح دینا واجب ہے، بعض متاخرین نے یہ کہا ہے کہ گوہ مسخ کیے جانے کی وجہ سے حرام ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ بعض نافرمانی کرنے والے یہودیوں کو بندر، خنزیر اور گوہ بنا دیا گیا، لیکن یہ روایت غیر مشہور ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جن کو مسخ کیا جاتا ہے ان کی نسل آگے نہیں چلتی، پس یہ گوہ جو اب پائی جاتی ہے یہ ان میں سے نہیں ہے اگرچہ اس کی جنس میں مسخ کیا گیا تھا، لیکن یہ خبیث ہے اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ قرار دیا، اور گوہ کے حرام ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ یہ خبیث ہے اور باقی حشرات الارض کی طرح طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے، لہٰذا یہ یحرم علیہم الخبائث سے حرام ہے۔ [3]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ منصور بن یونس بن ادریس بھوتی حنبلی، کشاف القناع ج ۶ ص ۱۹۲، مطبوعہ عالم الکتب بیروت

[3] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۳۲-۲۳۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ ھ

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمان بن شبل ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن اکل الضب[1]

حضرت عبد الرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

ہر چند کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب صحاح میں ایسی احادیث بہ کثرت ہیں جن سے گوہ کھانے کے جواز کا پتا چلتا ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ یہ احادیث مقدم ہوں اور ممانعت کی حدیث موخر ہو۔ اور یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ یہ بات کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود گوہ کو تناول فرمایا ہو بلکہ اس کے برعکس گوہ سے آپ کی کراہت اور ناپسندیدگی کا ذکر بکثرت احادیث میں ہے، علاوہ ازیں اس کا حشرات الارض میں سے ہونا اور طبائع سلیمہ کے نزدیک اس کا متنفر اور خبیث ہونا بھی بدیہی ہے۔ اس لیے دیگر حشرات الارض کی طرح اس کا مکروہ تحریمی ہونا ہی صحیح قول ہے۔

باب ۸۱۳ اِبَاحَةِ الْجَرَادِ ٹڈی کھانے کا جواز

۴۹۳۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ يَعْفُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَاْكُلُ الْجَرَادَ۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں گئے جس میں ہم ٹڈیاں کھاتے رہے۔

۴۹۳۱ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِیْ يَعْفُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِیْ رِوَايَتِهٖ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ سِتَّ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ سِتَّ اَوْ سَبْعَ۔

ایک اور سند سے یہ روایت ہے، اس میں ابن عمر نے چھ یا سات غزوات کا ذکر کیا۔

۴۹۳۲ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ يَعْفُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ۔

ابو یعفور نے اس حدیث کو اسی سند سے روایت کیا ہے اس میں سات غزوات کا ذکر ہے۔

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: سنن ابو داؤد میں حضرت سلمان سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا وہ اللہ تعالی کی کثیر التعداد مخلوق ہے، ہم اس کو

[1] امام ابوالاشعث سلیمان بن داؤد متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۷۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور پاکستان، ۱۴۰۵ھ

کھاتے ہیں نہ حرام کرتے ہیں، اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے ٹڈی نہیں کھائی سو اس باب کی حدیث میں جو ہے کہ ہم سات غزوات میں ٹڈی کھاتے رہے اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ان کے ساتھ ٹڈی نہ کھائی ہو، لیکن بعض روایات میں یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔ بعض شافعیہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ صحابہ نے آپ کے ساتھ ٹڈی کھائی اور آپ نے اس پر انکار نہیں کیا اور آپ کا انکار نہ فرمانا اس کی اباحت کی دلیل ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ ٹڈی کی اباحت میں اختلاف نہیں ہے (علامہ ابی کہتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ ابن بزیزہ نے ٹڈی کی اباحت اور کراہت میں اختلاف کا ذکر کیا ہے، کیونکہ اس بارے میں احادیث مختلف ہیں، علامہ خطابی نے کہا کہ اختلاف اس میں ہے کہ ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے یا نہیں، علامہ مازری مالکی لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک مشہور قول یہ ہے کہ اس کو ذبح کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: حرمت علیکم المیتۃ "تم پر مُردار حرام کیے گئے ہیں" مطرف نے کہا ہے کہ جمہور متقدمین کے نزدیک اس کو ذبح کرنے کی احتیاج نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں ہے "ہمارے لیے دو مُردار حلال کیے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی" علامہ مازری مالکی لکھتے ہیں کہ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے ان میں بھی اختلاف ہے، ابن وہب یہ کہتے ہیں کہ اس کو پکڑ لینا ہی اس کی ذکاۃ ہے اس قول کی بناء پر زندہ پکڑنے اور مردہ پکڑنے میں فرق ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ ٹڈی میں کوئی ایسا فعل کرنا ضروری ہے جس سے اس کی جلد موت واقع ہو جائے، مثلاً اس کا سر کاٹ دیا جائے اس کو آگ میں ڈال دیا جائے یا اس کو گرم پانی میں ڈال دیا جائے تو یہ اس کی اتفاقاً ذکاۃ ہے۔ ابن قصار نے کہا اگر ٹڈی از خود آگ یا دیگچی میں مر جائے تو اس کو نہیں کھایا جائے گا، یا ایسا فعل کیا جائے جس سے جلد موت واقع نہ ہو پھر بھی اس کو نہیں کھایا جائے گا۔ مدونہ میں اسی طرح ہے اور سحنون مالکی کا رجحان اس طرف ہے کہ مُردہ ٹڈی کو کھانا جائز ہے۔ [1]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث میں ٹڈی کی اباحت کا ثبوت ہے، اس کی اباحت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، پھر امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور جمہور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ ٹڈی خواہ ذبح کرنے سے مرے، یا مسلمان یا مجوسی کے شکار کرنے سے مرے یا طبعی موت مرے، یا اس کے بعض اجزاء کٹ جائیں یا اس میں کوئی سبب حادث کیا جائے ہر صورت میں ٹڈی حلال ہے، امام مالک کا مشہور قول اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر ٹڈی کسی سبب کے نتیجے میں مرے بایں طور کہ اس کے بعض اعضاء کو کاٹ دیا جائے، یا پانی میں جوش دیا جائے یا زندہ کو آگ میں ڈال دیا جائے یا بھون لیا جائے تو حلال ہے، اور اگر وہ طبعی موت مر جائے یا کسی برتن میں مر جائے تو پھر حلال نہیں ہے۔ [2]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ ٹڈی کھانا مباح ہے، امام احمد، امام شافعی، محمد بن اصحاب الرائے (فقہاء احناف) ابن منذر اور جمہور اہل علم کے نزدیک ٹڈی کسی سبب سے مرے یا بغیر کسی سبب کے مرے ہر صورت میں حلال ہے اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر وہ ٹھنڈک سے مرے تو پھر جائز نہیں اور اگر بغیر سبب کے مرے پھر بھی اس کا کھانا جائز نہیں ہے، امام مالک کا یہی مذہب ہے اور سعید بن مسیب سے بھی

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵، ص ۲۸۷-۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بھی مروی ہے۔

ہماری (یعنی جمہور کی) دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی فرق کے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو مُردار ہمارے لیے حلال کر دیے، مچھلی اور ٹڈی اور جب مردہ ٹڈی کے لیے کسی سبب کی ضرورت نہیں ہے تو مارنے کے لیے سبب کی کیوں ضرورت ہو گی؟[1]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مچھلی اور ٹڈی کی ذکاۃ (ذبح) ان کو پکڑنا ہے۔ اس روایت سے مراد یہ ہے کہ مچھلی اور ٹڈی میں ذبح کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ بغیر ذبح کے ان کو پکڑ لینا ہی ان کے حلال ہونے کے لیے کافی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ مجوسی یا بت پرست کے پکڑنے سے یہ حرام نہیں ہوتیں حالانکہ جس چیز میں ذکاۃ شرط ہے اس میں ذبح کرنے والے کی اہلیت بھی شرط ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہمارے لیے دو مُردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص زمین سے ٹڈیاں پکڑتا ہے اور اس میں مری ہوئی ٹڈیاں بھی ہوتی ہیں؟ حضرت علی نے فرمایا ان سب کو کھا لو، ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے، اور ٹڈی خواہ مری ہوئی ہو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، ٹڈی کھانے کی اباحت پر یہ دلیل ہے کہ روایت میں ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے گوشت کھانے کا سوال کیا تو ان کو ٹڈی دی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹڈی کھانے کے بہت شوقین تھے، حتیٰ کہ ایک دن فرمایا: کاش ہمارے پاس کھانے کے لیے ٹڈیوں کا ایک پیالہ ہوتا![2]

بَابُ اِبَاحَةِ الْاَرْنَبِ

خرگوش کھانے کا جواز

۴۹۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَرْنَا فَاسْتَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهِ فَلَغَبُوا قَالَ فَسَعَيْتُ حَتّٰى اَدْرَكْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (ایک جگہ) جا رہے تھے، ہم نے مرالظہران کے مقام پر ایک خرگوش کا پیچھا کیا، لوگ دوڑے اور تھک گئے، پھر میں دوڑا حتیٰ کہ میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو حضرت ابوطلحہ کے پاس لایا انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کی سرین اور دو رانیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں، میں ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو قبول کر لیا۔

۴۹۳۴ - حَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ح وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ يَحْيٰى بِوَرِكِهَا اَوْ فَخِذَيْهَا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے اس میں سرین اور رانوں کو "او" (کلمہ شک) کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

خرگوش کھانے کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں :
امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور تمام علماء کے نزدیک خرگوش حلال ہے، البتہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور ابن ابی لیلیٰ اس کو مکروہ کہتے ہیں، جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے اور دیگر کتب احادیث میں بھی اس قسم کی احادیث ہیں اور اس کی ممانعت میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ [1]

بَابٌ ۶۸۵ اِبَاحَةُ مَا يُسْتَعَانُ بِهٖ عَلَى الْاِصْطِيَادِ وَالْعَدُوِّ وَكَرَاهَةِ الْخَذْفِ!

شکار اور دوڑ میں مدد حاصل کرنے کا جواز اور کنکر پھینکنے کی کراہت

۴۹۳۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ رَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُغَفَّلِ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهٖ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ اَوْ قَالَ يَنْهٰى عَنِ الْخَذْفِ فَاِنَّهٗ لَا يُصْطَادُ بِهِ الصَّيْدُ وَلَا يُنْكَاُ بِهِ الْعَدُوُّ وَلٰكِنَّهٗ يَكْسِرُ السِّنَّ وَيَفْقَاُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَاٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ اُخْبِرُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ اَوْ يَنْهٰى عَنِ الْخَذْفِ ثُمَّ اَرَاكَ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا۔

ابن بریدہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا کنکر مت پھینکو، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے تھے، یا کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنکر پھینکنے سے منع فرماتے تھے، کیونکہ کنکر سے کسی چیز کو شکار نہیں کیا جاتا اور نہ اس سے دشمن ہلاک ہوتا ہے لیکن یہ دانت توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑتا ہے، اس واقعہ کے بعد پھر حضرت عبداللہ نے اس شخص کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا میں نے تم کو بتایا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے، یا کہا تھا کہ آپ کنکر پھینکنے سے منع فرماتے تھے، پھر میں تم کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، میں تم سے اتنی مدت تک بات نہیں کروں گا۔

۴۹۳۶ - حَدَّثَنِيْ اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا كَهْمَسٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۴۹۳۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۱ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے ابن جعفر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ کنکر نہ دشمن کو ہلاک کرتا ہے نہ شکار مارتا ہے لیکن یہ دانت توڑتا ہے یا آنکھ پھوڑتا ہے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَلَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَكِنَّهُ يَكْسِرُ السِّنَّ وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ وَقَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ إِنَّهَا لَا تَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْقَأُ الْعَيْنَ۔

اور ابن مہدی نے کہا یہ دشمن کو ہلاک نہیں کرتا اور آنکھ پھوڑنے کا ذکر نہیں کیا۔

۴۹۳۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ قَرِيبًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ قَالَ فَنَهَاهُ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا وَلَكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ قَالَ فَعَادَ فَقَالَ أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ ثُمَّ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا۔

ابن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے کسی رشتہ دار نے کنکر پھینکا، انھوں نے اس کو منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ کنکر نہ کسی جانور کو شکار کرتا ہے، نہ دشمن کو ہلاک کرتا ہے لیکن یہ دانت توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے دوبارہ کنکر مارا، حضرت عبداللہ بن مغفل نے فرمایا میں نے تم کو حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور تم پھر کنکر پھینک رہے ہو! میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

۴۹۳۸ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

کنکر مارنے سے ممانعت کی حکمت

اس باب کی احادیث میں کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ کنکر مارنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے، اور اس کے مفاسد کا خدشہ رہتا ہے، اور ہر وہ چیز جس میں کوئی خیر نہ ہو اور اس کے شر کا خدشہ ہو اس کا یہی حکم ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دشمن کے قتل کرنے میں یا شکار کو پکڑنے میں جس چیز کی ضرورت ہو یا اس میں مصلحت ہو وہ چیز جائز ہے، اسی وجہ سے بڑے بڑے پرندوں کا غلیل سے شکار کرنا جائز ہے جب کہ غلیل کی گولی سے پرندہ مرے نہیں اور اس کو بعد میں ذبح کیا جا سکے لے (اسی طرح بارودی بندوق سے شکار کرنا جائز ہے خواہ شکار مر جائے کیونکہ بندوق کی گولی شکار کو زخمی کرتی ہے اور اس کا خون بہاتی ہے اور یہی ذکاۃ اضطراری ہے، اس پر تفصیلی بحث ہم کر چکے ہیں ____ سعیدی غفرلہٗ)

اہل بدعت اور اہل فسق سے قطع تعلق کرنے کا وجوب اور حضرت کعب بن مالک سے متارکہ کی وضاحت۔

جب حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ دار کو حدیث سنا کر کنکر مارنے سے منع کیا اس کے باوجود وہ شخص کنکر مارتا رہا تو حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا، علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ اہل بدعت، اہل فسق اور تارکین سنت سے دائماً قطع تعلق کر لینا جائز ہے اور تین دن سے

لے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

زیادہ قطع تعلق کرنے کی ممانعت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اپنے نفس یا کسی دنیاوی وجہ کی بناء پر قطع تعلق کریں، اور اہل بدعت اور اہل فسق سے دائماً تعلق منقطع کرنا چاہیے۔ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ اس کی نظیر حضرت کعب بن مالک کا واقعہ ہے۔ [1]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو اس کی نظیر بنانا صحیح نہیں ہے، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ طبعی سستی کی بناء پر غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے۔ انھوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور منافقین کی طرح جھوٹا عذر نہیں تراشا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عارضی طور پر تادیباً ان سے مقاطعہ اور ان کی توبہ کا معاملہ مؤخر کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور قرآن مجید میں ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت و ضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لا ملجأ من اللہ الا الیہ ط ثم تاب علیھم لیتوبوا ط ان اللہ ھو التواب الرحیم۔ (توبہ: ۹/۱۱۸)

اور اللہ تعالیٰ نے ان تین (حضرت کعب بن مالک، حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم) کی توبہ بھی قبول فرمائی جن کے معاملہ کو مؤخر کر دیا گیا تھا، حتیٰ کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور خود ان کی جانیں بھی ان پر بوجھ بن گئیں اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ اللہ (کے عذاب) سے بچنے کے لیے خود اللہ کے (دامن رحمت کے) سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے، تو پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آئیں اور بلاشبہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ نووی پر رحم فرمائے بھلا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ مؤخر کرنے کا معاملہ اہل بدعت، اہل فسق اور تارکین سنت سے دائمی مقاطعہ کی نظیر کیسے بن سکتا ہے! البتہ اہل بدعت اور اہل فسق سے دائمی مقاطعہ پر قرآن مجید اور احادیث میں دیگر دلائل ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون۔ (ھود: ۱۱/۱۱۳)

اور ظالموں سے میل جول نہ رکھو ورنہ تمہیں (بھی) جہنم عذاب پہنچے گا اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہو گا پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

واذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ ط و اما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ (انعام: ۶/۶۸)

اور (اے مخاطب!) جب تم ہماری آیات میں کج بحثی کرنے والے لوگوں کو دیکھو تو ان سے اعراض کرو۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور کام میں مشغول ہو جائیں، اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھنا۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخیر زمانہ میں دجال اور کذاب ظاہر ہوں گے وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن کو تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور رہنا وہ تم سے دور رہیں، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ خالد بن ابی عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تعلیم کی:

نخلع و نترك من یکفرك[2]

اے اللہ! جو شخص تیرا انکار کرے ہم اس کو چھوڑتے ہیں اور اس سے الگ ہوتے ہیں۔

علامہ شرنبلالی نے اس دعا کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

ونخلع و نترك من یفجرك[3]

جو شخص تیری ناشکری اور نافرمانی کرے ہم اس کو چھوڑتے ہیں اور اس سے الگ ہوتے ہیں۔

بہرحال قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی نصوص صریحہ سے یہ بات واضح ہے کہ جو شخص علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی معصیت کرے اور اس پر اصرار کرے اس سے قطع تعلق کرنا واجب ہے اور اس سے گھل مل کر رہنا گناہ اور موجب عذاب ہے۔

بَابُ ۶۸۶ الْاَمْرِ بِاِحْسَانِ الذَّبْحِ وَالْقَتْلِ وَتَحْدِیْدِ الشَّفْرَةِ

چھری تیز کرنے اور احسن طریقہ سے ذبح اور قتل کرنے کا حکم

۴۹۴۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهٗ فَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو باتیں یاد رکھی ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، سو جب تم کسی کو قتل کرو تو احسن طریقہ سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو احسن طریقہ سے ذبح کرو، تم میں سے کسی شخص کو چاہیے کہ وہ چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

---

[1] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، مراقی الفلاح ص ۲۲۰، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ

۴۹۴۱ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ بِإِسْنَادِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں ذکر کیں۔

ذکاۃ کی اقسام

فقہاء نے ذبح کی دو قسمیں کی ہیں ذکاۃ اضطراری اور ذکاۃ اختیاری، جب مسلمان شخص جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کی قدرت رکھتا ہو اور بسم اللہ پڑھ کر اس کو ذبح کر سکتا ہو تو یہ ذکاۃ اختیار ہے اور اگر وہ اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح نہ کر سکے تو پھر یہ ذکاۃ اضطرار ہے، مثلاً وہ وحشی جانور ہو اور اس کی گرفت میں نہ آئے یا پالتو جانور ہو لیکن بھاگ گیا ہو مثلاً مرغی درخت پر چڑھ گئی ہو، یا جانور بھاگ جائے اور اس کی گرفت میں نہ آئے یا جانور کنوئیں یا کسی گڑھے میں گر جائے یا جانور کے مرنے کا خطرہ ہو اور بروقت ذبح کا آلہ دستیاب نہ ہو، یہ تمام اضطرار کی صورتیں ہیں، ایسی صورتوں میں کسی بھی دستیاب آلہ سے جانور کے بدن کے کسی حصہ کو زخمی کر کے خون بہا دیا جائے تو وہ جانور حلال ہو گا، البتہ ناخن اور ہڈی سے احتراز ضروری ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ذکاۃ اختیاریہ کی تعریف

ذکاۃ اختیاریہ کا رکن ذبح اور نحر ہے، یعنی بکری اور گائے کو ذبح کیا جائے اور اونٹ کو نحر کیا جائے جبکہ ذبح اور نحر پر قدرت ہو، ذبح کی تعریف یہ ہے کہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان جو رگیں ہیں ان کو کاٹ دیا جائے، اور نحر کی تعریف یہ ہے کہ آخر حلق کی رگوں کو کاٹ دیا جائے، اور اگر نحر کی جگہ ذبح اور ذبح کی جگہ نحر کر دیا جائے تب بھی جانور حلال ہو گا لیکن یہ فعل مکروہ ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اونٹ کو نحر کیا جائے اور باقی جانوروں کو ذبح کیا جائے (بدائع الصنائع) جامع الصغیر میں لکھا ہے کہ جانور کے بالائی حصہ یا درمیانی حصہ یا نچلے حصہ غرض حلق کو کسی جگہ سے بھی کاٹ دیا جائے تو ذبح صحیح ہے۔[لہ]

ذکاۃ اضطراریہ کی تعریف

ذکاۃ اضطراریہ کا رکن یہ ہے کہ جانور کے بدن کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر دیا جائے، ذکاۃ اضطرار شکار میں ہوتی ہے یا اگر اونٹ، گائے یا بکری بھاگ جائے اور انسان اس کے پکڑنے پر قادر نہ ہو، ہر چند کہ یہ پالتو جانور ہیں لیکن اس صورت میں یہ بھی شکار کے حکم میں ہیں، خواہ یہ پالتو جانور شہر میں بھاگیں یا جنگل میں، امام محمد سے اسی طرح مروی ہے، اسی طرح اگر جانور کنوئیں میں گر جائے اور اس کو نکال کر ذبح یا نحر کرنے پر قدرت نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس کی اضطراری ذکاۃ جائز ہے۔

ذکاۃ کی شرائط

(۱) ذکاۃ کا فاعل عاقل ہو، اس لیے پاگل اور ناسمجھ بچے کا ذبیحہ جائز نہیں ہے، اور اگر بچہ کو ذبح

لہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۵، مطبوعہ مطبع امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

کرنے کی سمجھ ہے تو پھر اس کا ذبیحہ جائز ہے اسی طرح نشہ میں مبتلا شخص کا ذبیحہ بھی جائز ہے۔

(۲)۔ ذکاۃ کا فاعل مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو، اس لیے مشرک اور مرتد کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت جائز ہے جب مسلمان شخص ذبح کے وقت موجود نہ ہو، یا وہ موجود تو تھا لیکن اس نے کتابی سے کوئی کلمہ نہیں سنا، یا اس سے ذبح کے وقت صرف اللہ کا نام سنا، اور اگر اس نے ذبح کے وقت مسیح کا نام لیا یا اللہ اور مسیح کا نام لیا یا یہ کہا اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں جو تین میں سے ایک ہے تو ان صورتوں میں اس کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔

(۳)۔ ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اور شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا اللہ کا نام لے اگر کسی اور نے اللہ کا نام لیا اور ذابح عمداً چپ کھڑا رہا تو ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر بھول گیا تو پھر جائز ہے۔

(۴)۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بسم اللہ ذبح کے قصد سے پڑھے اگر کام شروع کرنے کے ارادہ سے بسم اللہ پڑھی تو پھر ذبیحہ جائز نہیں ہے۔

(۵)۔ ذبح کے وقت اللہ کے نام کے ساتھ اور کوئی نام نہ لیا جائے، حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نہ لیا جائے۔

(۶)۔ اللہ کا نام بالخصوص اس کی تعظیم کے لیے لیا جائے اس میں دعا کا ملحوظ نہ ہو مثلاً اللھم اغفرلی نہ کہے۔

(۷)۔ ذکاۃ اختیاریہ میں یہ ضروری ہے کہ ٹھیک ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اس میں تقدیم تاخیر نہ ہو۔

(۸)۔ ذکاۃ اضطراریہ میں تیر پھینکتے وقت (یا بندوق سے فائر کرتے وقت) یا شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھے۔

(۹)۔ جس وقت جانور کو ذبح کیا جائے اس وقت اس میں حیاۃ کا ہونا ضروری ہے۔ کیا ذبح کے بعد خون کا نکلنا بھی ضروری ہے۔ اس میں ہمارے فقہاء سے کوئی روایت نہیں ہے، تاہم دو چیزوں میں سے ایک ضروری ہے یا جانور حرکت کرے یا اس کا خون نکلے ورنہ ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ [1]

کتنی رگوں کے کاٹنے پر ذکاۃ کا مدار ہے؟

ذکاۃ میں جن رگوں کو کاٹا جاتا ہے وہ چار رگیں ہیں (۱) حلقوم (یہ سانس کی نالی ہے) (۲) مری (یہ خوراک کی نالی ہے) (۴-۳) ودجان یہ گردن کے دائیں اور بائیں جانب خون کی دو نالیاں ہیں اگر یہ چاروں نالیاں کٹ جائیں تو ذبیحہ بالاتفاق حلال ہے اور اگر اکثر رگیں کٹ جائیں تب بھی امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے، اور امام ابویوسف اور امام محمد یہ کہتے ہیں کہ حلقوم، مری اور ودجان میں سے کسی ایک رگ کا کٹنا ضروری ہے امام ابوحنیفہ کا قول صحیح ہے کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہوتا ہے، اگر بکری کو گدی کی جانب سے کاٹا جائے اور اس کے مرنے سے پہلے اس کی اکثر رگیں کٹ جائیں تو وہ حلال ہے، اور اگر وہ رگیں کٹنے سے پہلے مر جائے تو حلال نہیں ہے، لیکن یہ فعل مکروہ ہے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے اور اس فعل سے جانور کو زیادہ اذیت پہنچتی ہے۔ اور حلقوم کی جانب سے ذبح کرنا مستحب ہے اور گدی کی جانب سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور تمام رگوں کا کاٹنا مستحب ہے۔ اور بعض رگوں کا ترک کر دینا مکروہ ہے، ذبح کرتے ہوئے سر الگ نہ کرے اگر کیا تو مکروہ ہے۔ [2]

ذبح فوق العقدہ کی تحقیق

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

جامع صغیر میں لکھا ہے کہ حلق کے درمیان میں، اس کے اوپر اور اس کے نیچے، ہر جگہ ذبح کرنے میں کوئی

---

[1] ۔ ملا نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۶ - ۲۸۵، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] ۔ 〃 〃 ، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۷، 〃 〃 〃

حرج نہیں ہے اور مبسوط میں ہے کہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان کو کاٹنا ذبح ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (الذبح بین اللبۃ واللحیین) نہایہ میں لکھا ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں اختلاف ہے، کیونکہ اگر فوق العقدہ (حلقوم کی گرہ کے اوپر) ذبح کر دیا تو مبسوط کی عبارت کے لحاظ سے ذبح ہو جائے گا کیونکہ یہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان ذبح ہے اور جامع صغیر کی عبارت کے اعتبار سے ذبح نہیں ہوگا کیونکہ جب فوق العقدہ ذبح ہوا تو حلق محل ذبح نہیں بنا، ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اس صورت میں ذبح صحیح نہیں ہے، لیکن علامہ رستغفنی نے کہا ہے کہ یہ قول غیر معتبر ہے اور ذبیحہ حلال ہے خواہ حلقوم کی گرہ سر کی جانب رہے یا سینہ کی جانب کیونکہ ہمارے نزدیک اکثر رگوں کا کاٹنا معتبر ہے، اور وہ کٹ گئیں، عنایہ میں لکھا ہے کہ مبسوط کی عبارت حدیث کے مطابق ہے، اور ذخیرہ کی عبارت ظاہر حدیث کے خلاف ہے، علامہ قہستانی نے جامع صغیر کی عبارت کی توجیہ میں لکھا ہے کہ گردن پر بھی حلق کا اطلاق ہوتا ہے، اور علامہ رستغفنی نے ذخیرہ کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ یا حلقوم کے اوپر سے کاٹ دے اور جب حلقوم کے اوپر سے کاٹے گا تو حلقوم کی گرہ لازماً نیچے رہ جائے گی اور گرہ کاٹنے کا حکم قرآن میں ہے نہ حدیث میں بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ ذکاۃ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان ہے اور وہ حاصل ہو گئی۔ خصوصاً اس لیے کہ امام اعظم کا قول بھی یہ ہے کہ چار رگوں میں سے تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے، اور جب حلقوم کو بالکل ترک کر دینا جائز ہے تو جب حلقوم کے اوپر سے کاٹا جائے اور گرہ نیچے رہ جائے تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اگر ذبح فوق العقدہ سے تین رگیں کٹ جاتی ہیں تو ذبیحہ جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ [1]

ذبح کرنیوالے آلے کی اقسام اور ان کے احکام

آلہ ذبح کی دو اقسام ہیں، ایک کاٹنے والا، دوسرا فسخ کرنے والا، کاٹنے والے آلہ کی پھر دو قسمیں ہیں تیز دھار والا آلہ اور کند آلہ جو تیز دھار والا آلہ ہو اس سے بغیر کراہت کے ذبح کرنا جائز ہے، خواہ وہ لوہے کا ہو یا نہ ہو مثلاً کھپچی سے ذبح کرے یا سنگ مرمر سے یا لاٹھی کی ایک طرف سے یا ہڈی سے (ہڈی سے ذبح کرنا حدیث میں ممنوع ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) کند دھار والے آلے سے ذبح کرنا مکروہ ہے، اگر اکھاڑے ہوئے دانت یا ناخن سے ذبح کیا تو حلال ہے لیکن مکروہ ہے، جو دانت اور ناخن جسم کے ساتھ قائم ہوں یہ فسخ کرنے والے آلات ہیں ان کے ساتھ ذبح کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے، اور اگر ذبح کیا تو وہ مردار ہوگا۔ اونٹ کو کھڑا کرکے اور اس کا الٹا پیر باندھ کر نحر کرنا چاہیے اور اگر لٹا دیں تو پھر بھی جائز ہے اور افضل کھڑا کرنا ہے، گائے اور بکری کو لٹا کر قبلہ رخ ذبح کریں۔ (جوہرہ نیرہ) لوہے کے تیز دھار والے آلہ سے دن کے وقت ذبح کرنا مستحب ہے، جیسے چھری، تلوار یا اس کی مثل کوئی چیز اگر لوہے کا آلہ نہ ہو یا لوہے کا کند آلہ ہو تو اس سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ [2]

برقی اور مشینی آلات سے ذبح کرنے کا حکم

مصری علماء سے یہ سوال کیا گیا کہ اکثر ممالک میں آج کل برقی آلہ سے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے، مصری علماء نے جو اس سوال کا جواب لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذبح کی صحت کے لیے حسب ذیل شرائط ہیں:

(۱)۔ ذبح کرنے کا آلہ تیز اور دھار والا ہو جو خون بہا دے، البتہ ناخن اور ہڈی نہ ہو اور نہ ہی جانور کی موت کا باعث آلہ کا ثقل ہو۔

---

[1] ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۷، ۲۵۶، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] ۔ ملا نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۷، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

(۲)۔ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب ہو، جمہور ائمہ کے نزدیک بسم اللہ کو عمداً ترک نہ کرنا بھی شرط ہے، البتہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا شرط نہیں ہے۔

(۳)۔ جمہور ائمہ کے نزدیک سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان سے کاٹنا شرط ہے، فقہاء احناف کے نزدیک کم از کم تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے۔ فقہاء مالکیہ کے نزدیک حلقوم اور خون کی دو رگوں کا کاٹنا شرط ہے۔ طعام کی نالی (مریٔ) کا کاٹنا شرط نہیں ہے، اور فقہاء شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک حلقوم اور مریٔ کا کاٹنا شرط ہے۔

چونکہ سائل نے برقی آلہ سے ذبح کرنے کے طریقہ کار کا سوال میں ذکر نہیں کیا اس لیے ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر مدیر الآلہ (مشینی ذبیحہ کا آپریٹر) مسلمان ہو یا اہل کتاب ہو اور مشین میں چھری لگی ہو جس سے مذکور الصدر رگیں کٹ جائیں (اس جگہ یہ شرط بھی ہونی چاہیے کہ مدیر الآلہ ہر جانور کے ذبح کے وقت الگ الگ بسم اللہ پڑھے۔ سعیدی غفرلہ) تو اس برقی آلہ کو ذابح کے ہاتھ میں چھری کے قائم مقام قرار دیا جائے گا اور یہ ذبیحہ حلال ہوگا، اور جب یہ شرائط پوری نہ ہوں تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا، اور اگر جانور بجلی کے جھٹکے سے مر جائے یا گلا گھٹنے سے مر جائے یا مذکور الصدر رگوں کے کٹنے کے علاوہ کسی اور طریقہ سے مر جائے تو پھر ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔[1]

فقیہ العصر حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

یہاں ناروے میں جانوروں کو ذبح کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کا ایک ہتھوڑا رسی کے ذریعہ اوپر لٹک رہا ہوتا ہے، جانور کو عین وسط میں کھڑا کر دیا جاتا ہے اور رسی کھول دی جاتی ہے اور وہ ہتھوڑا اچانک جانور کے سر پر آلگتا ہے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے، اس کے بعد اس کو حلال کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

حضرت فقیہ العصر علامہ بصیر پوری اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اگر وہ جانور بے ہوش ہو جانے کے بعد زندہ رہ جاتا ہو اور زندگی ہی میں اس کو شریعت کے مطابق ذبح کیا جاتا ہو تو اس کا گوشت حلال ہے اور اس کا کھانا بلاشبہ جائز ہے اور اگر وہ ذبح کرنے سے پہلے مر گیا ہو تو پھر ناجائز ہے۔[2]

ہمارے دوست مفتی محمد رفیق حسنی زید لطفہم دو سال پہلے آسٹریلیا کے شہر ملبورن اس غرض سے گئے تھے کہ وہاں جا کر یہ دیکھیں کہ مشینی ذبیحہ کا کیا طریقہ کار ہے اور آیا مشینی ذبیحہ حلال ہے یا نہیں! انھوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ وہاں کی ایک کمپنی جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے ملکوں میں گوشت بھیجتی ہے اس نے مسلمانوں کے لیے ایک مسلمان ذابح رکھا ہوا ہے اور عیسائیوں کے لیے ایک عیسائی ذابح رکھا ہوا ہے، نیز چھوٹے جانور مثلاً بکرے، دنبے اور بچھڑے کو ذبح کرنے کا اور بڑے جانوروں مثلاً گائے، بیل اور بھینس کو ذبح کرنے کا الگ الگ طریقہ ہے، چھوٹے جانوروں کا ایک ریوڑ مشین میں اس طرح داخل کیا جاتا ہے کہ اس کا خانہ بتدریج تنگ ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ آخر میں اس خانے کے اندر صرف ایک جانور رہ جاتا ہے وہاں مشینی عمل سے اس کے سر میں ایک سوئے کی ضرب لگائی جاتی ہے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور وہاں ایک مسلمان شخص کھڑا ہوتا ہے جو اس کے بے ہوش ہوتے ہی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کے گلے پر چھری کو پھیر دیتا ہے، چھری پھیرنے سے باقاعدہ اس کی رگیں کٹتی ہیں اور اس کا خون بہتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے یہ بھی اطمینان کر لیا کہ وہ جانور اس سوئے کی ضرب سے صرف بے ہوش ہوتا ہے مرتا نہیں ہے، انھوں نے اس بے ہوش شدہ جانور کو

---

[1] الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۷ ص ۲۶۱۶ - ۲۶۱۵، ملخصاً، مطبوعہ مصر

[2] مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاوی نوریہ ج ۳ ص ۳۰۹ - ۳۰۸، ملخصاً، مطبوعہ بصیر پور، ۱۹۸۳ء

مشین سے نکلوایا تو وہ تھوڑی دیر بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ بڑے جانوروں کو سٹا مار کر بے ہوش نہیں کیا جاتا بلکہ مشینی عمل سے جانور کا صرف سر ایک خانہ میں پھنس کر باہر نکل آتا ہے دراں حالیکہ اس کا سر آسمان کی جانب ہوتا ہے اور مسلمان ذابح اس کے گلے پر طولاً چھری پھیرتا ہے جس سے اس کی مطلوبہ رگیں کٹ جاتی ہیں اور خون بہہ جاتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے اس طریقہ کار کے جواز کا فتویٰ اس کمپنی کو لکھ کر دے دیا اور ہماری معلومات کے مطابق آج کل تمام دنیا میں مشینی ذبیحہ کا یہی طریقہ کار ہے سو اگر ایسا ہی ہے تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

درآمد شدہ ڈبوں میں بند گوشت کا حکم

مصری علماء سے یہ سوال کیا گیا کہ درآمد شدہ گوشت، ڈبوں میں پیک مرغیوں اور پرندوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں انھوں نے یہ لکھا کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ان جانوروں کو اسلامی طریقہ سے ذبح نہیں کیا جاتا، ان کا طریقہ یہ ہے کہ بھاری لوہے سے جانوروں کے سر پر ضرب لگاتے ہیں یا اس کے سر پر پستول سے گولی مارتے ہیں، یا بجلی کے تار سے جھٹکا لگاتے ہیں، پھر ان جانوروں کو ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے ہیں جس سے ان کی کھال وغیرہ اتر جاتی ہے اور یہ جانور منخنقہ (گلا گھونٹ کر مارا گیا) اور موقوذہ (چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا) میں داخل ہیں اور قرآن مجید کی نص قطعی نے منخنقہ اور موقوذہ کو حرام کر دیا ہے۔ [1]

ڈبہ میں بند مرغیوں اور دیگر پرندوں کو اگر اسی طرح ذبح کیا جاتا ہے جس طرح مصری علماء نے بیان کیا ہے تو ان کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اگر ان کو مسلمان شخص بسم اللہ پڑھ کر اسلامی طریقہ سے ذبح کرے تو پھر ان کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں اس وقت تک کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا جب تک کہ ان کے ذبیحہ کی پوری تحقیق نہ کر لی جائے۔

بَابُ ۶۸۷ النَّهْيِ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ

جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت

۴۹۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ جَدِّي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ دَارَ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَإِذَا قَوْمٌ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا قَالَ فَقَالَ أَنَسٌ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔

ہشام بن زید بن انس کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے گھر آیا، وہاں کچھ لوگ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۴۹۴۳ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین اور سندیں بیان کی ہیں۔

[1] ۔ الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۱۰ ص ۳۶۰۴، مطبوعہ قاہرہ، ۱۴۰۴ ھ

۴۹۴۴ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی جاندار کو ہدف مت بناؤ۔

۴۹۴۵ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۴۶ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِنَفَرٍ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَتَرَامَوْنَهَا فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا چند لوگوں پر گذر ہوا جو ایک مرغی کو نصب کر کے تیر اندازی کر رہے تھے جب انھوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو ادھر اُدھر ہوگئے حضرت ابن عمر نے کہا یہ کون کر رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کام کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

۴۹۴۷ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا وَهُمْ يَرْمُونَهُ وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کا قریش کے چند جوانوں پر گذر ہوا جو ایک پرندے کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے اور انھوں نے پرندے والے سے یہ طے کر لیا تھا کہ جس کا تیر نشانہ پر نہیں لگے گا وہ اس کو کچھ دے گا، جب انھوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو ادھر اُدھر ہوگئے، حضرت ابن عمر نے فرمایا جو شخص اس طرح کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، جو شخص کسی جاندار کو ہدف بنائے، بلاشبہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

۴۹۴۸ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

ف : جانور کو باندھ کر تیر اندازی کی مشق کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فعل پر لعنت کی ہے ، نیز اس میں جان اور مال کو بغیر کسی منفعت کے ضائع کرنا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاضاحی

قربانی کرنے کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

امیر پر اضحیہ (قربانی) کے وجوب میں فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ امیر کے حق میں قربانی کرنا سنت ہے، اگر اس نے بلا عذر قربانی کو ترک کر دیا تو گنہ گار نہیں ہوگا، اور نہ اس پر قضا لازم ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت بلال، حضرت ابومسعود البدری، سعید بن مسیب، علقمہ، اسود، عطاء، امام مالک، امام احمد (اسی طرح امام شافعی) امام ابویوسف، اسحٰق، ابوثور، مزنی، ابن المنذر، اور داؤد ظاہری وغیرہ کا یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف ربیعہ، اوزاعی، امام ابوحنیفہ اور لیث نے کہا کہ امیر آدمی (صاحب نصاب) پر قربانی کرنا واجب ہے، بعض مالکیہ کا بھی یہی نظریہ ہے، نخعی نے کہا امیر آدمی پر قربانی واجب ہے البتہ حج کرنے والے امیر پر منیٰ میں قربانی واجب نہیں ہے، اور محمد بن حسن نے کہا کہ شہروں میں رہنے والوں پر قربانی واجب ہے، امام ابوحنیفہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ جو شخص مقیم ہو (یعنی مسافر نہ ہو) اور صاحب نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے۔ [1]

قربانی کرنے کے حکم میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اکثر اہل علم کا یہ نظریہ ہے کہ اضحیہ (قربانی کرنا) سنت مؤکدہ ہے واجب نہیں ہے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت بلال، حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے، اسی طرح سوید بن غفلہ، علقمہ، اسود، عطاء، امام شافعی، اسحٰق، ابوثور اور ابن منذر کا بھی یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف ربیعہ، امام مالک، ثوری، اوزاعی، لیث اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ واجب ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے" اور مخنف بن سلیم سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اہل بیت پر ہر سال میں قربانی اور عتیرہ ہے (رجب کے پہلے عشرہ میں جس جانور کو ذبح کیا جائے اسے عتیرہ یا رجبیہ کہتے ہیں تفصیل آگے آئے گی ان شاء اللہ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ امام دارقطنی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور تم پر وہ نفل ہیں: وتر، قربانی اور فجر کی دو رکعات (یعنی سنتیں) نیز نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قربانی کا ارادہ کرے اور عشرہ (ذی الحج) داخل ہو جائے تو وہ اپنے بال کاٹے نہ ناخن تراشے" اس حدیث میں قربانی کرنے کو ارادہ پر موقوف کیا ہے اور واجب ارادہ پر موقوف نہیں ہوتا، نیز قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

واجب نہیں ہے سو یہ عقیقہ کی طرح ہے اور جس حدیث سے فقہاء احناف نے استدلال کیا ہے اس کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہم اس کو استحباب کی تاکید پر محمول کرتے ہیں جس طرح آپ نے فرمایا" ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے، نیز آپ نے فرمایا: "جس شخص نے ان دو درختوں (لہسن اور پیاز) سے کھایا وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے" اور امام احمد سے یتیم کے متعلق یہ روایت ہے کہ اگر وہ امیر ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے قربانی کرے" لیکن یہ حکم عید کے دن بطور توسع ہے بطور ایجاب نہیں ہے۔[۱]

قربانی کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابوالولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

ابن حبیب نے امام مالک سے یہ روایت کیا ہے کہ مرد پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی طرف سے قربانی دے اور اس کی اولاد میں سے جن کا خرچ اس پر واجب ہے (یعنی کم سن اور نابالغ بچے) بیوی کی طرف سے قربانی کرنا اس پر لازم نہیں اور نہ غلام کی طرف سے۔[۲]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے، اور امام ابوحنیفہ نے صاحب نصاب کے لیے قربانی کو واجب کہا ہے، مدونہ کی ایک عبارت سے ہمارے نزدیک بھی قربانی کے وجوب کی تخریج کی گئی ہے وہ عبارت یہ ہے: جس شخص کے پاس قربانی ہو اور وہ اس کو مؤخر کر دے حتی کہ ایام نحر گذر جائیں، تو وہ شخص گنہ گار ہو گا، اسی طرح ابن المواز نے لکھا ہے کہ یہ سنت واجبہ ہے، اسی طرح اصحاب مالکیہ میں سے بہت بڑے فقیہ ابن حبیب نے یہ کہا ہے کہ جس شخص نے قربانی کو ترک کیا وہ گنہ گار ہوگا، علامہ ابی مالکی نے مدونہ کی عبارت کی یہ توجیہ کی ہے کہ خریدنے سے اس شخص پر قربانی واجب ہو گئی، اور ابن المواز نے جو سنت واجبہ کہا ہے اس سے مراد سنت مؤکدہ ہے، اور ابن حبیب نے جو کہا ہے کہ قربانی کو ترک کرنے والا گنہ گار ہو گا، تو ہو سکتا ہے کہ یہ اس قول کی بناء پر ہو کہ ترک سنت بھی گناہ ہے اور بظاہر اس عبارت میں وجوب کی تصریح ہے اس کے بعد علامہ وشتانی نے قربانی کے سنت ہونے پر وہی دلائل پیش کیے ہیں جن کو علامہ نووی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کے حکم میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں متقدمین مالکیہ قربانی کے وجوب کے قائل ہیں اور متاخرین کے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے۔

قربانی کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

مالی عبادات دو قسم کی ہیں ایک بہ طریق تملیک ہے جیسے صدقات اور ایک بہ طریق اتلاف ہے جیسے آزاد کرنا، قربانی میں یہ دونوں قسمیں جمع ہو جاتی ہیں، اس میں جانور کا خون بہا کر تقرب حاصل کیا جاتا ہے، یہ اتلاف ہے، اور اس گوشت کو صدقہ کیا جاتا ہے یہ تملیک ہے۔ ہمارے نزدیک قربانی امیروں پر اور اقامت گزینوں (غیر مسافروں) پر واجب ہے، جامع میں امام ابویوسف سے ایک یہ روایت ہے کہ یہ سنت ہے، اور یہی امام شافعی کا قول ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی مجھ پر فرض کی گئی ہے اور تم پر فرض نہیں کی گئی، نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہوں اور تمہارے لیے وہ سنت ہیں، قربانی، چاشت کی نماز اور وتر، نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۴۵، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[۲] علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۹۴ ھ، منتقی ج ۳ ص ۹۸، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر، ۱۳۳۲ھ

قربانی کرو کیونکہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سال اور دو سال تک قربانی نہیں کرتے تھے ان کو یہ خدشہ تھا کہ مسلسل قربانی کرتے رہنے سے لوگ قربانی کو واجب سمجھ لیں گے، اور حضرت ابومسعود انصاری نے کہا میرے پاس صبح و شام ہزار بکریاں ہوتی ہیں لیکن میں اس خدشہ سے قربانی نہیں کرتا کہ لوگ قربانی کو واجب سمجھ لیں گے، نیز قربانی مسافر پر واجب نہیں ہے اور مسافر پر جو خون بہانا واجب نہ ہو وہ مقیم پر بھی واجب نہیں ہوتا، اور عبادات مالیہ میں مسافر اور مقیم کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا، جیسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر، کیونکہ مسافر اور مقیم میں مال کی تملیک کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، ان میں فرق بدن کی مشقت کے اعتبار سے ہے، نیز قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت کو خود بھی کھا سکتا ہے اور غنی کو بھی کھلا سکتا ہے اگر قربانی واجب ہوتی تو اس سے خود کھانا جائز نہ ہوتا جیسا کہ شکار کی جزاء یا نذر وغیرہ کے صدقہ واجبہ سے خود کھانا جائز نہیں ہے، نیز اس لیے کہ اتلاف کے ساتھ تقرب حاصل کرنا ابتداءً واجب نہیں ہے بلکہ غلام کے سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ کفارات میں غلام کو آزاد کرنا واجب ہے، اسی وجہ سے ہم نے نذر کے سبب سے قربانی کو واجب کیا ہے۔

قربانی کو واجب قرار دینے کے سلسلے میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فصل لربك وانحر۔ (کوثر) "اپنے رب کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے" اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے" اور قربانی نہ کرنے پر وعید کا لاحق کرنا اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب قربانی واجب ہو، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید سے پہلے قربانی کی وہ قربانی کو دہرائے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے، اس حدیث میں قربانی کا امر کیا ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضحوا "قربانی کرو" یہ امر ہے اور آپ نے جو یہ فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے تو اس سنت سے مراد دین میں طریقہ ہے، اور یہ وجوب کی نفی نہیں کرتا، اور وہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم پر قربانی فرض نہیں کی گئی" اس میں مخالفین کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ہم قربانی کو فرض نہیں کہتے واجب کہتے ہیں، مکتوب فرض کو کہتے ہیں جس کا انکار کفر ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ پر قربانی فرض تھی، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جو ایک سال یا دو سال تک قربانی نہیں کی اس کی وجہ ان کا افلاس تھا یا ان کا حالِ سفر میں ہونا، انھوں نے قربانی اس لیے نہیں کی کہ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ افلاس یا سفر میں بھی قربانی واجب ہوتی ہے اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے قول کی بھی یہی تاویل ہے، نیز یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی طرف ان ایام کی نسبت کی جاتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے یہ یوم الاضحیٰ ہے یعنی قربانی کا دن ہے سو جس طرح جمعہ کی طرف اضافت کی وجہ سے جمعہ کی نماز واجب ہے اسی طرح ان ایام میں قربانی کی اضافت کی وجہ سے قربانی واجب ہے، رہا یہ اعتراض کہ اگر قربانی واجب ہے تو پھر قربانی والا قربانی سے کس طرح کھا سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی کرنے والے نے یہ قربانی اللہ کے لیے کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود قربانی کے گوشت سے کھانے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے: فکلوا منها "اس سے کھاؤ" اور نذر ماننے سے جو قربانی واجب ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کی جنس سے ایک واجب شرعی ہے اور وہ قربانی ہے کیونکہ جس عبادت کی جنس سے واجب شرعی نہ ہو اس کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے جیسا کہ مریض کی عیادت کرنا۔[1]

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۲ ص ۹، ۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

قربانی کرنے کے اول وقت میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:
امام کے ساتھ عید کی نماز پڑھنے کے بعد قربانی کو ذبح کرنا چاہیے اور اس وقت قربانی کرنا بالاجماع جائز ہے، ابن المنذر نے کہا کہ اس پر اجماع ہے کہ یوم نحر کو طلوع فجر سے پہلے قربانی کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے، اور اس کے بعد میں اختلاف ہے، امام شافعی، داؤد، ابن منذر اور دوسرے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد جب نماز عید اور دو خطبوں کی مقدار کا وقت گذر جائے تو قربانی کرنے کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اور عطاء اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ گاؤں اور دیہات والوں کے حق میں فجر ثانی طلوع ہونے کے بعد قربانی کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اور شہر والوں کے حق میں جب تک امام نماز اور خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے قربانی کا وقت داخل نہیں ہوتا، اور اگر کسی نے اس سے پہلے ذبح کر دیا تو قربانی جائز نہیں ہے، اور امام مالک نے یہ کہا کہ جب تک امام نماز اور خطبہ سے فارغ ہو کر خود ذبح نہ کرے اس وقت تک قربانی کرنا جائز نہیں ہے، امام احمد نے کہا امام کی نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں ہے اور اس کی نماز کے بعد جائز ہے خواہ امام نے ذبح نہ کیا ہو، اور ان کے نزدیک اس مسئلہ میں شہر والوں اور دیہات والوں کا حکم برابر ہے، حسن بصری، اوزاعی اور اسحق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے، ثوری نے کہا امام کی نماز کے بعد اور اس کے خطبہ سے پہلے اور خطبہ کے درمیان قربانی کرنا جائز ہے، ربیعہ نے کہا جہاں کوئی امام نہ ہو وہاں طلوعِ شمس کے بعد قربانی کرنا جائز ہے۔ البتہ طلوع شمس سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:
قربانی کے آخر وقت کے بارے میں امام شافعی کا قول یہ ہے کہ یوم نحر اور اس کے بعد تین دن تک قربانی کرنا جائز ہے، حضرت علی بن ابیطالب، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم ان کے علاوہ عطاء، حسن بصری، عمر بن عبد العزیز، سلیمان بن موسیٰ الاسدی، مکحول، داؤد ظاہری (امام غیر مقلدین) وغیرہم کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد نے یہ کہا ہے کہ قربانی کرنا یوم نحر اور اس کے بعد دو دن تک خاص ہے، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے، سعید بن جبیر نے کہا کہ شہر والوں کو بالخصوص یوم نحر کو قربانی کرنا چاہیے اور دیہات والوں کو ایام نحر اور ایام تشریق میں ذبح کرنا چاہیے۔ اور امام محمد بن سیرین نے کہا یوم نحر کے علاوہ کسی دن بھی کسی کے لیے ذبح کرنا جائز نہیں ہے، قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ جمیع ذوالحجہ میں قربانی کرنا جائز ہے، ایام ذبح کی راتوں میں قربانی کرنے کے بارے میں بھی اختلاف ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد، اسحاق، ابوثور اور جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ رات میں قربانی کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ رات کو قربانی کرنا جائز نہیں۔ وہ صرف ذبیحہ کا گوشت ہے، امام احمد سے بھی ایک یہی روایت ہے۔[2]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:
قربانی کا آخری وقت ایام تشریق کا دوسرا دن ہے اور ایام نحر تین دن ہیں، عید اور اس کے بعد دو دن، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابی ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳،

عنہم کا یہی نظریہ ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ بکثرت صحابہ سے یہ منقول ہے کہ قربانی تین دن ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آخر ایام تشریق کی بھی ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے کیونکہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام منی کلها منحر۔ "تمام ایام منیٰ قربانی کے دن ہیں، نیز ان تمام دنوں میں تکبیریں پڑھی جاتی ہیں اور روزہ نہیں رکھا جاتا۔ پس یہ تمام ایام قربانی کا محل ہیں، ابن سیرین نے کہا قربانی کرنا صرف یوم نحر میں جائز ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا ہے، اور جس دن گوشت کو ذخیرہ کرنا جائز نہیں اس دن قربانی کرنا بھی جائز نہیں ہوگا، نیز چوتھے دن رمی کرنا بھی واجب نہیں ہے، لہٰذا اس دن قربانی کرنا بھی جائز نہیں ہے اور انھوں نے جو حدیث روایت کی ہے: "منی کلها منحر" اس میں ایام کا ذکر نہیں اور تکبیر قربانی سے عام ہے اسی طرح روزہ نہ رکھنا بھی قربانی سے عام ہے کیونکہ ایام تشریق کا پہلا دن جو یوم عرفہ ہے وہ بھی تکبیرات اور روزہ رکھنے کا دن ہے حالانکہ اس دن قربانی جائز نہیں ہے۔[1]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قربانی کے آخر وقت میں اختلاف ہے، امام مالک نے کہا کہ تیسرا دن قربانی کا آخری دن ہے، امام مالک کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: لیذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات۔ ایام جمع کا صیغہ ہے اور جمع کے افراد کم از کم تین ہوتے ہیں لہٰذا یہ تین افراد مراد ہوں گے، کیونکہ یہ محقق ہیں اور زیادتی میں دلیل کی احتیاج ہے، لہٰذا بغیر دلیل کے تین سے زیادہ افراد مراد نہیں لیے جا سکتے۔[2]

قربانی کے ایام کے متعلق ہم نے "مقالات سعیدی" میں زیادہ تفصیل اور تحقیق سے بحث کی ہے اس لیے اس بحث کو وہاں بھی دیکھ لیا جائے۔

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

قربانی کا ادا کرنا صرف ایام نحر میں جائز ہے، اور ہمارے نزدیک ایام نحر صرف تین دن ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام نحر تین دن ہیں ان میں پہلا دن افضل ہے، اور جب تیسرے دن سورج غروب ہو جائے تو پھر اس کے بعد قربانی جائز نہیں ہے، اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چوتھے دن بھی قربانی جائز ہے، اور یہ ضعیف ہے، کیونکہ یہ قربانی ایام نحر کے ساتھ خاص ہے نہ کہ ایام تشریق کے ساتھ، کیا تم نہیں دیکھتے کہ پہلے دن یعنی دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے اور وہ یوم نحر ہے۔[3]

بَابُ ۶۸۸ وَقْتِهَا

قربانی کے وقت کا بیان

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۵۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

[3] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۲ ص ۹، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۸ھ

۴۹۴۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَنِي جُنْدُبُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ سَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَرَى لَحْمَ أَضَاحِيَّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ.

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا ابھی آپ نے نماز سے فارغ ہو کر سلام نہیں پھیرا تھا کہ آپ نے ذبح شدہ قربانیوں کا گوشت دیکھا، آپ نے فرمایا جس شخص نے اپنی یا ہماری نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۴۹۵۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ بِالنَّاسِ نَظَرَ إِلَى غَنَمٍ قَدْ ذُبِحَتْ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ.

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جب آپ لوگوں کو نماز پڑھا کر فارغ ہوئے، تو آپ نے ذبح کی ہوئی بکری کو دیکھا، آپ نے فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے وہ اس کی جگہ دوسری بکری کو ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۴۹۵۱ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا عَلَى اسْمِ اللَّهِ كَحَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۵۲ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ سَمِعَ جُنْدَبًا الْبَجَلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ أَضْحًى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ.

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا، آپ نے نماز پڑھا کر خطبہ دیا، پھر فرمایا جس شخص نے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی ذبح کرے، اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۴۹۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۵۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحّٰى خَالِيْ أَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً مِّنَ الْمَعَزِ فَقَالَ ضَحِّ بِهَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ضَحّٰى قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کر دی؛ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک بکری کا گوشت ہے، حضرت ابوبردہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس بکری کا ایک چھ ماہ کا بچہ ہے، آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو اور تمہارے سوا کسی اور کے لیے اس کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے، پھر آپ نے فرمایا: جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے نفس کے لیے ذبح کیا ہے اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی، اور اس نے مسلمانوں کے طریقہ کو پا لیا۔

۴۹۵۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ أَنَّ خَالَهُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيْهِ مَكْرُوْهٌ وَإِنِّيْ عَجَّلْتُ نَسِيْكَتِيْ لِأُطْعِمَ أَهْلِيْ وَجِيْرَانِيْ وَأَهْلَ دَارِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ نُسُكًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِيْ عَنَاقَ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَقَالَ هِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتَيْكَ وَلَا تَجْزِيْ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قربانی کرنے سے پہلے قربانی کر دی، اور کہنے لگے: یارسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں (قربانی کے علاوہ) گوشت کی خواہش رکھنا مکروہ ہے اور میں نے اپنے بچوں، ہمسایوں اور گھر والوں کو کھلانے کے لیے قربانی کو جلدی ذبح کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی قربانی کو دہراؤ! انھوں نے کہا یارسول اللہ! میرے پاس ایک کم عمر کی دودھ پیتی بکری ہے جس میں دو بکریوں سے زیادہ گوشت ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہاری دونوں قربانیوں میں بہتر ہے اور تمہارے بعد کسی کے لیے بھی ایک سال سے کم کی بکری کی قربانی کرنا کافی نہیں ہوگا۔

۴۹۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ أَحَدٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ فَقَالَ خَالِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيْهِ مَكْرُوْهٌ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو خطبہ دیا، اور فرمایا کوئی شخص نماز سے پہلے قربانی نہ کرے، میرے ماموں نے کہا، یارسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں (قربانی کے علاوہ) گوشت کی خواہش کرنا مکروہ ہے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

هُشَيْمٍ۔

۴۹۵۷۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَوَجَّهَ قِبْلَتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَقَالَ خَالِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ نَسَكْتُ عَنِ ابْنٍ لِيْ فَقَالَ ذَاكَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ لِاَهْلِكَ فَقَالَ اِنَّ عِنْدِيْ شَاةً خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْنِ قَالَ ضَحِّ بِهَا فَاِنَّهَا خَيْرُ نَسِيْكَةٍ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہماری طرح قربانی کی وہ نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے، میرے ماموں نے کہا: یارسول اللہ! میں اپنے بیٹے کی طرف سے قربانی کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے گھر والوں کے لیے اس کو جلد ذبح کر لیا، انھوں نے کہا میرے پاس ایک بکری ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے! آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو، وہ تمہاری بہتر قربانی ہے۔

۴۹۵۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الْاِيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا نُصَلِّيْ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهٗ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ وَكَانَ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ قَدْ ذَبَحَ فَقَالَ عِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن ہم جس کام کو سب سے پہلے کریں گے وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے، اس کے بعد ہم قربانی کریں گے سو جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت کو پا لیا، اور جس نے (پہلے) ذبح کر لیا تو یہ وہ گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں ہے، حضرت ابو بردہ بن نیار اس سے پہلے ذبح کر چکے تھے، انھوں نے کہا میرے پاس ایک چھ ماہہ بکری ہے جو ایک سال کی بکری سے بہتر ہے، آپ نے فرمایا تم اس کو ذبح کر دو، اور تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے درست نہیں ہوگا۔

۴۹۵۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مثل روایت ہے۔

۴۹۶۰۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو نماز کے بعد ہمیں خطبہ دیا، پھر اس کے بعد اس کی مثل حدیث ہے۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ ثُمَّ ذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِہِمْ۔

۴۹۶۱ - وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (یَعْنِی ابْنَ زِیَادٍ) حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِیِّ حَدَّثَنِی الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمِ نَحْرٍ فَقَالَ لَا یُضَحِّیَنَّ اَحَدٌ حَتّٰی یُصَلِّیَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدِیْ عَنَاقُ لَبَنٍ ہِیَ خَیْرٌ مِنْ شَاتَیْ لَحْمٍ قَالَ فَضَحِّ بِہَا وَلَا تَجْزِیْ جَذَعَۃٌ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ۔

۴۹۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (یَعْنِی ابْنَ جَعْفَرٍ) حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ ذَبَحَ اَبُوْ بُرْدَۃَ قَبْلَ الصَّلَاۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْدِلْہَا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ عِنْدِیْ اِلَّا جَذَعَۃٌ قَالَ شُعْبَۃُ وَاَظُنُّہٗ قَالَ وَہِیَ خَیْرٌ مِنْ مُسِنَّۃٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْعَلْہَا مَکَانَہَا وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ۔

۴۹۶۳ - وَحَدَّثَنَاہُ ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنِیْ وَہْبُ بْنُ جَرِیْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ بِہٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَذْکُرِ الشَّکَّ فِیْ قَوْلِہٖ ہِیَ خَیْرٌ مِنْ مُسِنَّۃٍ۔

۴۹۶۴ - وَحَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُہَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیْعًا عَنِ ابْنِ عُلَیَّۃَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہٰذَا یَوْمٌ یُشْتَہٰی فِیْہِ اللَّحْمُ وَذَکَرَ ہَنَۃً مِنْ جِیْرَانِہٖ کَاَنَّ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو ہمیں خطبہ میں فرمایا: کوئی شخص نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے، ایک شخص نے کہا میرے پاس ایک سال سے کم عمر کی بکری ہے جس میں دو بکریوں سے زیادہ بہتر گوشت ہے، آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر لو اور تمہارے بعد کسی کے لیے چھ ماہ بکری کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ نے نماز سے پہلے قربانی کر لی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کرو، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے کم کا بچہ ہے (شعبہ کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے انہوں نے کہا) وہ ایک سال کی بکری سے بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی جگہ اس کو ذبح کر دو، اور تمہارے بعد یہ کسی اور سے کفایت نہیں کرے گا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں راوی کا یہ شک مذکور نہیں ہے کہ یہ ایک سالہ بکری سے بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو فرمایا: جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ اس کو دہرائے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ اس دن میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسی کی حاجت کا ذکر کیا، گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی، اس نے کہا میرے پاس ایک سال سے کم عمر کی بکری ہے اس میں دو بکریوں سے زیادہ پسندیدہ گوشت ہے، کیا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةٌ قَالَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ اَفَاَذْبَحُهَا قَالَ فَرَخَّصَ لَهٗ فَقَالَ لَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتْ رُخْصَتُهٗ مَنْ سِوَاهُ اَمْ لَا قَالَ وَانْكَفَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا فَقَامَ النَّاسُ اِلٰى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوْهَا اَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوْهَا۔

میں اس کو ذبح کروں؟ آپ نے اس کو اجازت دے دی' راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ یہ اجازت ان کے ماسوا کو شامل ہے یا نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو ذبح کیا، پھر لوگ ایک بکری کی طرف گئے اور اس کا گوشت تقسیم کیا۔

۴۹۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَاَمَرَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ اَنْ يُّعِيْدَ ذِبْحًا ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا پھر آپ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ اس کو دہرائے، اس کے بعد ابن علیہ کی مثل (مثل) حدیث ہے۔

۴۹۶۶۔ وَحَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (يَعْنِي ابْنَ وَرْدَانَ) حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اَضْحٰى قَالَ فَوَجَدَ رِيْحَ لَحْمٍ فَنَهَاهُمْ اَنْ يَّذْبَحُوْا قَالَ مَنْ كَانَ ضَحّٰى فَلْيُعِدْ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عید اضحیٰ کے دن خطبہ دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشت کی بو آئی، آپ نے ان کو ذبح کرنے سے منع کیا، اور فرمایا جو شخص قربانی کر چکا ہے وہ دہرائے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

قربانی کا وجوب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اختیارات

حدیث نمبر ۴۹۵۵ میں ہے: یہ وہ دن ہے جس میں گوشت مکروہ ہے، یعنی ذبح کو ترک کرنا اور گھر والوں کو بغیر گوشت کے چھوڑنا حتیٰ کہ وہ گوشت کی خواہش کریں، یہ کام مکروہ ہے، اس کا دوسرا معنی ہے جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کو گوشت کی خاطر ذبح کرنا مکروہ ہے اور ایک معنی ہے اس دن میں گوشت کو طلب کرنا مکروہ ہے۔

اس باب کی احادیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ عید کے دن نماز کے بعد خطبہ پڑھنا مشروع ہے، اور یہ کہ یوم نحر کھانے پینے کا دن ہے لیکن عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا خلاف مستحب ہے۔ لیکن اس سے منع نہیں کیا جاتا کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عید سے پہلے ذبح کرنے پر حضرت براء کی تحسین کی، نہ مذمت کی۔ البتہ ان کو یہ بتلایا کہ عید کے دن طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد ذبح کیا جائے اور ان کو اس لیے معذور قرار دیا کہ انھوں نے اپنے پڑوسیوں کے فقر اور فاقہ کی وجہ سے انھیں کھلانے کے لیے پہلے ذبح کیا تھا۔ اس حدیث میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تعلیم ہے۔ اس باب کی احادیث میں یہ ثبوت بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کو ایک سال سے کم عمر کی بکری ذبح کرنے کی اجازت دی اور یہ اجازت ان کے ساتھ مخصوص

نفی اور کسی شخص کے لیے ایک سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ اس باب کی احادیث میں امام ابوحنیفہ کے اس نظریہ پر دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے، کیونکہ جن لوگوں نے عید سے پہلے قربانی کر لی ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا اگر قربانی واجب نہ ہوتی، تو آپ قربانی کو دہرانے کا حکم نہ دیتے۔

بَابُ ۶۸۹ سِنِّ الْأُضْحِيَّةِ

قربانی کے جانوروں کی عمریں

۴۹۶۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف مسنہ (ایک سال کی بکری، دو سال کی گائے اور پانچ سال کا اونٹ) کی قربانی کرو، ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو چھ سات ماہ کا دنبہ یا مینڈھا ذبح کر دو۔

۴۹۶۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمَدِينَةِ فَتَقَدَّمَ رِجَالٌ فَنَحَرُوا وَظَنُّوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَحَرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ نَحَرَ قَبْلَهُ أَنْ يُعِيدَ بِنَحْرٍ آخَرَ وَلَا يَنْحَرُوا حَتَّى يَنْحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو مدینہ میں ہمیں نماز پڑھائی کچھ لوگوں نے جلدی سے (نماز سے پہلے) نحر کر لیا اور یہ گمان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نحر کر لیا ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے آپ سے پہلے نحر کیا ہے وہ دوبارہ نحر کرے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی سے پہلے کوئی قربانی نہ کرے۔

۴۹۶۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَحِّ بِهِ أَنْتَ قَالَ قُتَيْبَةُ عَلَى صَحَابَتِهِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں کچھ بکریاں عطا کیں تاکہ وہ ان کو صحابہ میں قربانی کے لیے تقسیم کر دیں، آخر میں بکری کا ایک سالہ بچہ رہ گیا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا اس کی تم قربانی کر دو، قتیبہ کی روایت میں ہے: علی صحابتہ۔

۴۹۷۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قربانی کے جانور تقسیم کیے مجھے ایک، ایک سال سے کم عمر کا بچہ ملا، میں نے عرض کیا:

بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا ضَحَايَا فَاَصَابَنِيْ جَذَعٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ اَصَابَنِيْ جَذَعٌ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ۔

یارسول اللہ مجھے تو ایک ایک سال سے کم عمر کا بچہ ملا ہے، آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو۔

۴۹۷۱- وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى (يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ) اَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ (وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ) حَدَّثَنِيْ يَحْيَى ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنِيْ بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ ضَحَايَا بَيْنَ اَصْحَابِهٖ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں قربانی کے جانور تقسیم کیے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

قربانی کے جانوروں کی قسموں اور عمروں کا بیان

حدیث نمبر ۴۹۶۷ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صرف مسنہ کی قربانی کرو، ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو چھ سات ماہ کا دنبہ یا مینڈھا ذبح کرو، قاضی خاں اوزجندی لکھتے ہیں:

چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے: دنبہ کی، بکرے کی، گائے اور اونٹ کی، اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے کیونکہ وہ پالتو گائے کی قسم میں سے ہے، اور وحشی گائے کی قربانی جائز نہیں ہے۔

ثنی (جس جانور کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) کے علاوہ کسی اونٹ گائے یا بکرے کی قربانی جائز نہیں ہے، اونٹ پانچ سال کی عمر میں ثنی رہتا ہے، یعنی جب پورے پانچ سال کا ہو کر چھٹے میں لگ جائے اور گائے اس وقت ثنی ہوتی ہے جب اس کے دو سال پورے ہو جائیں، اور بکرا اس وقت ثنی ہوتا ہے جب اس کا ایک سال پورا ہو جائے اور وہ دوسرے سال میں لگ جائے، اور ضأن (دنبہ یا مینڈھا) اگرچہ چھ سات ماہ کا ہو لیکن دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے اور ضأن کے سوا اور کسی جانور میں یہ رعایت نہیں ہے۔ [1]

ضأن کا لفظ دنبہ اور مینڈھے دونوں کو عام ہے یا دنبہ کے ساتھ خاص ہے

صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث میں ضأن کا لفظ ہے، از روئے لغت ضأن بکرے کے بالمقابل وہ جانور ہے جس کے جسم پر اُون ہو خواہ اس کے چکتی ہو یا نہ ہو (چکتی والے جانور کو دنبہ اور بغیر چکتی والے جانور کو مینڈھا کہتے ہیں) اور چونکہ الفاظ کو ان کے معانی لغویہ اور معانی متبادرہ پر محمول کیا جاتا ہے اس لیے ضأن سے مراد یہاں اُون والا جانور ہے عام ازیں کہ وہ مینڈھا ہو یا دنبہ، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہاء نے بھی یہاں ضأن کا لفظ استعمال کیا ہے اور ضأن کے لیے کسی نئی فقہی اصطلاح کا ذکر نہیں کیا جس سے واضح ہوا کہ ان کے نزدیک ضأن کا وہی لغوی اور معروف معنی مراد ہے۔ اکثر فقہاء احناف نے بھی ضأن کا لفظ مطلقاً ذکر کیا ہے، البتہ بعض متاخرین فقہاء احناف نے قربانی

[1] علامہ حسن بن منصور اوزجندی (قاضی خان) متوفی ۲۹۵ھ، فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

کی بحث میں ضأن کی تفسیر "ماله الية" یعنی چکتی والے جانور کے ساتھ کی ہے لیکن چونکہ انھوں نے اس تفسیر کی کوئی عقلی یا نقلی وجہ بیان نہیں کی اس لیے ہمارے نزدیک یہ تفسیر صحیح نہیں ہے، نیز بلاوجہ دین میں تنگی پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب شریعت نے ایک سال سے کم عمر کے لیکن ایک سال کے لگنے والے ضأن کے لیے عام رخصت دی ہے اور زبان رسالت نے اس کو ماله الية (چکتی) کے ساتھ مقید نہیں کیا تو پھر بلا دلیل اس کو محض اپنی رائے سے چکتی والے جانور کے ساتھ مقید کر کے شریعت کی دی ہوئی عام رخصت کو محدود کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کی کب وسعت اور گنجائش ہے؟ اگر اہل عرب سے یہ شہادت منقول ہوتی کہ چکتی والے جانور کو ضأن کہتے ہیں یا قربانی کے موقع پر ضأن اسی جانور کو کہا جاتا جس کی چکتی ہوتی ہے تو اس قید کی کوئی گنجائش تھی، لیکن جب لغت میں اس قید پر کوئی قرینہ ہے نہ کسی حدیث میں اس کی تخصیص ہے نہ اس پر فقہاء کا اجماع ہے تو پھر محض بعض متاخرین فقہاء احناف کے کہہ دینے سے شریعت کی دی ہوئی اس عام رخصت کو کیسے محدود کیا جا سکتا ہے؟ نیز حدیث میں چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی کی اجازت دینے کی وجہ یہ ہے کہ اون والا جانور بکرے کی بہ نسبت زیادہ جسیم ہوتا ہے اور اس کی نشوونما نسبتہً زیادہ سرعت کے ساتھ ہوتی ہے، اس لیے چھ سات ماہ کا ضأن اگر زیادہ فربہ ہو اور سال کا لگتا ہو تو اس کی قربانی کی اجازت دی گئی ہے اور یہ وجہ جس طرح دنبہ میں پائی جاتی ہے اسی طرح مینڈھے میں بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ مینڈھے اور دنبہ دونوں کی نشوونما بکرے کی بہ نسبت زیادہ سرعت کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دونوں بکرے سے فربہ ہوتے ہیں، سو اس وجہ سے بھی ضأن کی دنبہ کے ساتھ تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس سلسلے میں پہلے ہم ضأن کے معنی میں بعض متاخرین فقہاء کی آراء کا ذکر کریں گے، اس کے بعد مستند کتب لغت سے ضأن کا معنی بیان کریں گے اور مذاہب اربعہ کے حوالے سے بیان کریں گے کہ انھوں نے یہ مسئلہ ذکر کرتے ہوئے ضأن کی کوئی نئی تفسیر نہیں کی، اور اخیر میں ضأن کے عموم کی وضاحت کرنے کے لیے بعض قرائن پیش کریں گے،

فنقول وبالله التوفيق وبه الاستعانة يليق۔

ضأن کو دنبہ کے ساتھ خاص کرنے کے متعلق بعض متاخرین فقہاء احناف کی تصریحات

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

(من الضان) هو ماله الية منح قيد به لانه لايجوز الجذع من المعز وغيره بلا خلاف كما في المبسوط قهستاني [1]

ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو (منح) یہ قید اس لیے لگائی ہے کہ چھ سات ماہ کے بکرے وغیرہ کی قربانی کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے، جیسا کہ مبسوط میں ہے (قہستانی)۔

علامہ طحطاوی کی بھی یہی عبارت ہے۔ [2]

صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود حنفی لکھتے ہیں:

وصح الجذع من الضان ۔ والضأن ماتكون له الية۔ [3]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے ـــــ اور ضأن وہ ہے جس کی چکتی ہو۔

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۸۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۴ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۵ھ

[3] صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود تاج الشریعۃ ـــــ ۷۴۷ھ، شرح وقایہ ج ۴ ص ۴۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۲۷ھ

مولانا عبدالحئی لکھنوی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

مجھ پر یہ منکشف نہیں ہوا کہ مینڈھا ضأن کی جنس سے ہے یا بکرے کی جنس سے ہے، ضأن میں جب چکتی کی قید لگائی گئی تو اس سے مینڈھا خارج ہو گیا کیونکہ مینڈھے کی چکتی نہیں ہوتی، اور ایک قول یہ ہے کہ ضأن اون والا جانور ہے اب اس میں مینڈھا داخل ہو گیا اور اب تک مجھ پر یہ ظاہر نہیں ہوا کہ مینڈھا بکرے میں داخل ہے یا ضأن میں ہے، میں نے ایک بار علماء کی جماعت سے یہ سوال کیا تو کسی شخص نے اس کا شافی جواب نہیں دیا، اس لیے ہم نے اس کو احتیاطاً بکرے کے ساتھ لاحق کر دیا ہے۔ (عمدۃ الرعایۃ)۔[۱]

ملا خسرو حنفی لکھتے ہیں:

صح للتضحیۃ الجذع من الضأن - والضأن مایکون لہ الیۃ ۔[۲]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے، اور ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو۔

مولوی الیاس لکھتے ہیں:

وصح الجذع من الضأن - وھو ما یکون لہ الیۃ ۔[۳]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے اور ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو۔

بسیار تتبع کے بعد متاخرین فقہاء احناف میں سے صدر الشریعۃ، علامہ طحطاوی، علامہ شامی، ملا خسرو اور مولوی الیاس صرف ان پانچ علماء کی تصریحات ملی ہیں جنھوں نے ضأن کی تعریف میں چکتی کی قید لگائی ہے۔ اب ہم کتب لغت سے ضأن کا معنی بیان کرتے ہیں۔

کتب لغت کے حوالوں سے ضأن کے معنی کا بیان

ضائن وہ ہے جو بکرے کا مغائر ہو اور اس کی جمع ضأن ہے، بکرے کا خلاف دنبہ اور مینڈھے دونوں کو شامل ہے۔[۴]

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

ضوائن ذات صوف - الضوائن جمع ضائنۃ وھی الشاۃ من الغنم خلاف المعز ۔[۵]

ضوائن اون والے جانور، ضائنۃ کی جمع ضوائن ہے یہ بکرے کا مغائر ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

ضأن - الضائن من الغنم ذوالصوف، ویوصف بہ فیقال کبش ضائن، والانثی ضائنۃ والضائن خلاف الماعز والجمع الضأن ۔[۶]

ضائن بکری کی جنس سے اون والا جانور ہے، مینڈھے کی صفت میں ضائن کہا جاتا ہے، ضائن بکرے کا مغائر ہے اس کی جمع ضأن ہے۔

---

[۱] ۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ، عمدۃ الرعایہ برشرح وقایہ ج ۴ ص ۴۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۲۷ھ

[۲] ۔ ملا احمد بن فراموز خسرو متوفی ۸۸۵ھ، درر الحکام فی شرح غرر الاحکام ج ۱ ص ۲۶۹، مطبوعہ مطبعہ عامرہ مصر، ۱۳۰۴ھ

[۳] ۔ مولوی الیاس، حاشیہ مولوی الیاس برشرح نقایہ ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۰۸ء

[۴] ۔ علامہ اسمٰعیل بن حماد الجوہری متوفی ۳۹۸ھ، الصحاح ج ۶ ص ۲۱۵۳، مطبوعہ دار العلم بیروت، ۱۴۰۴ھ

[۵] ۔ علامہ محمد بن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۳ ص ۶۹، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ھ

[۶] ۔ علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۱۳ ص ۲۵۱، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم، ایران، ۱۴۰۵ھ

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

الضائن خلاف الماعز ضوائن ذات صوف۔[۱] ضائن بکرے کا مغائر ایک جانور یہ اون والے جانور ہیں۔

علامہ دمیری لکھتے ہیں:

الضأن ذوات الصوف من الغنم۔[۲] بکریوں کی جنس سے اون والے جانوروں کو ضائن کہتے ہیں۔

حیواۃ الحیوان اس موضوع کے فن کی کتاب ہے، اور اس کے مصنف علامہ دمیری نے تصریح کی ہے کہ ضأن اون والے جانوروں کو کہتے ہیں اور یہ دنبی مینڈھے اور دنبہ کو عام ہے۔

قرآن مجید میں ضأن کے لفظ کو کس معنی میں استعمال کیا ہے؟

قرآن مجید میں بھی ضأن کا لفظ مذکور ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثمانیة ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین۔ (انعام: ۶/۱۴۳)

۱۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

آٹھ نر اور مادہ، ایک جوڑ بھیڑ کا اور ایک بکری کا۔

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اللہ نے پیدا کیے آٹھ جوڑے، بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو۔

پیر محمد کرم شاہ اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

(پیدا فرمائے) آٹھ جوڑے۔ بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو نر و مادہ

شیخ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

آٹھ نر و مادہ، یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

یہ آٹھ نر و مادہ ہیں، دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے۔

ان تمام مترجمین نے ضأن کا ترجمہ بھیڑ کیا ہے اور اردو میں بھیڑ اون والے جانور کو کہتے ہیں جو مینڈھے اور دنبہ دونوں کو عام ہے

سید احمد دہلوی لکھتے ہیں:

بھیڑ: اسم مونث، مادہ میش، گاڈر، بھیڑی، ایک قسم کی بکری جس کے بالوں سے کمبل وغیرہ بنتے ہیں۔[۳]

نشتر جالندھری لکھتے ہیں:

---

[۱]۔ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۹ ص ۲۶۲، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[۲]۔ علامہ محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۲ ص ۶۶، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۰۵ھ

[۳]۔ مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ ج ۱ ص ۴۵۰، مطبوعہ معارف پریس لاہور، طبع چہارم،

بھیڑ، مونث، ایک قسم کا چوپایہ جس کے بالوں سے کمل بنائے جاتے ہیں۔ [1]

اردو مترجمین نے ضأن کا معنی بھیڑ کر کے یہ واضح کر دیا کہ قرآن مجید میں ضأن کا لفظ مینڈھے اور دنبے دونوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے، نیز ضأن کو معز کے مقابلہ میں استعمال کرنا بھی اسی مفہوم پر قرینہ ہے۔

مذاہب اربعہ کے مفسرین کی ضأن کے معنی کی تحقیق

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

والضأن ذات الصوف من الغنم [2]

بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو ضأن کہتے ہیں۔

علامہ علاؤ الدین خازن شافعی لکھتے ہیں:

والضأن ذات الصوف من الغنم [3]

بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو ضأن کہتے ہیں۔

قاضی محمد ثناء اللہ حنفی لکھتے ہیں:

اسم جنس وهي ذات صوف من الغنم [4]

یہ اسم جنس ہے اور بکریوں کی قسم میں سے اون والا جانور ہے۔

قاضی ابو الفرج ابن الجوزی حنبلی لکھتے ہیں:

الضأن ذات الصوف من الغنم [5]

بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو کہتے ہیں۔

مذاہب اربعہ کے فقہاء کے نزدیک ضأن کے معنی کی تحقیق

لغت عرب، لغت حدیث، ترجمہ قرآن اور مذاہب اربعہ کے مفسرین کی تفسیر سے یہ واضح ہو گیا کہ ضأن کا معنی بکریوں کی جنس سے اون والا جانور ہے، مذاہب اربعہ کے فقہاء نے بھی قربانی کا یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ ضأن اگر چھ سات ماہ کا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور انہوں نے ضأن کے معنی کو کسی قید کے ساتھ مقید نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ضأن کا یہی متعارف لغوی معنی مراد ہے۔

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

تسن بجذع ضأن [6]

چھ سات ماہ کے ضأن کے ساتھ قربانی مسنون ہے۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

ولا یجزئ من الضأن الا الجذع او الجذعة [7]

ضأن میں سے چھ سات ماہ سے کم عمر کی قربانی نہیں ہو سکتی۔

---

[1] فیروز اللغات، جالندھری، قائد اللغات ص ۲۳۷، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور، طبع دوم

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۱۱۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو قم ایران، ۱۳۸۷ھ

[3] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۲ ص ۶۳، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ پشاور

[4] قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ، تفسیر مظہری ج ۳ ص ۲۹۷، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ

[5] علامہ ابو الفرج عبد الرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ، زاد المسیر ج ۳ ص ۱۳۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت

[6] علامہ ابو البرکات سید احمد دردیر مالکی ۱۱۹۷ھ، الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[7] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، روضۃ الطالبین ج ۳ ص ۱۹۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ولا یجزئ الا الجذع من الضأن والثنی من غیرہ [1]

صرف ضأن کی جنس سے چھ یا سات ماہ کے جانور کی قربانی جائز ہے اور باقی اجناس سے ثنی (جس کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) ضروری ہے۔

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

فاما الجذع من الضان یجزئ (الی قولہ) ولا خلاف ان الجذع من المعز لا یجوز وانما ذلک من الضان خاصۃ [2]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی ہو سکتی ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ چھ سات ماہ کے بکرے کی قربانی نہیں ہو سکتی یہ حکم صرف ضأن کے ساتھ خاص ہے۔

علامہ سرخسی کا ضأن کو بکرے کے بالمقابل ذکر کرنا بھی اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہاں ضأن کا حقیقی معنی مراد ہے۔

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

الا الجذع من الضان خاصۃ لقولہ علیہ السلام نعمت الاضحیۃ الجذع من الضأن [3]

صرف چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی ہو سکتی ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی کیا خوب ہے۔!

علامہ ابو الحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

الا الضأن فان الجزع منہ یجزئ [4]

صرف ضأن چھ سات ماہ کا ہو تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

تمام فقہاء احناف نے اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے اور چار پانچ علماء احناف کو چھوڑ کر اور کسی نے ضأن کی کوئی نئی تفسیر ذکر نہیں کی اور نہ اس کے عام مفہوم کو مقید کرنے کے لیے کسی اختراعی قید کا اضافہ کیا ہے اس سے واضح ہوا کہ ان چار پانچ متاخر علماء کے علاوہ تمام متقدمین اور متاخرین علماء اور فقہاء کے نزدیک قربانی کے اس مسئلہ میں ضأن کا لغوی معنی اور متعارف معنی ہی مراد ہے، یعنی بھیڑ یا بکریوں کی جنس سے اون والے جانور خواہ مینڈھے ہوں یا دنبے۔

بعض متاخرین فقہاء احناف سے ضأن کے معنی کی وضاحت

ضأن کا لغوی معنی ہے "بکریوں کی جنس سے اون والے جانور" اور ہر چند کہ لغوی اور حقیقی معنی پر کسی قرینہ کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ہم مزید وضاحت کے لیے اس مسئلہ میں بعض علماء احناف کی تصریحات پیش کر رہے ہیں:

ملا علی قاری حنفی صحیح مسلم کی حدیث مذکور (فتذ بحوا جذعۃ من الضأن) کی تشریح میں لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۴۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۱۲ ص ۱۰، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ ھ

[3] علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ ھ، بدائع الصنائع ج ۵ ص ۷۰، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، ۱۴۰۰ ھ

[4] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۹ مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان

خلاف المعز من الغنم وهو ما يكون قبل السنة۔[۱]

ایک سال سے کم عمر کا عام بکروں سے مختلف بکریوں کی جنس سے ایک جانور۔

اور یہ تعریف مینڈھے اور دنبہ دونوں پر صادق آتی ہے، اسی طرح علامہ ابوسعود حنفی اس بحث میں لکھتے ہیں:

والضأن خلاف المعز۔[۲]

ضأن بکرے کا مغائر ہے۔

اور علامہ شامی، علامہ طحطاوی اور صاحب شرح وقایہ کے مقابلہ میں ملا علی قاری اور علامہ ابوسعود کی توضیحات زیادہ اہم ہیں۔

ضأن کے معنی کی بحث میں حرف آخر

بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ "اگر بعض ائمہ سے ایسی قید منقول ہو جو متقدمین نے نہ لگائی ہو تو اس کا اعتبار کرنا واجب ہے" اللہ جانے اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

بہرحال ضأن کی تعریف میں چکنی کی قید "بعض ائمہ" نے نہیں لگائی، کیونکہ صاحب شرح وقایہ، علامہ طحطاوی اور علامہ شامی ائمہ نہیں ہیں بلکہ خود علامہ شامی کی مہیا کردہ تفصیل کے مطابق چھٹے درجہ کے علماء ہیں اور چھٹے درجہ کے بعض علماء کا یہ حق نہیں ہے کہ قرآن، حدیث، اجماع فقہاء، مذاہب اربعہ، لغت اور علم الحیوانات کی تصریحات کے خلاف کسی لفظ کے متعارف معنی میں اپنی طرف سے کسی اختراعی قید کا اضافہ کریں اور شریعت نے مسلمانوں کے عمل کے لیے جو رخصت فراہم کی ہے اس کو محدود اور تنگ کردیں۔

زیر بحث مسئلہ میں طالب علمی کے زمانہ سے سن رہا تھا، اور بعض علماء کو اس مسئلہ میں میں نے بہت سخت موقف اختیار کرتے ہوئے دیکھا، ظاہر ہے ان علماء کا اس مسئلہ میں شدت کو اختیار کرنا محض للہیت کی بناء پر تھا، لیکن ان علماء کی نظر سے وہ تمام حقائق اوجھل رہے جن کو میں نے اس بحث میں پیش کیا ہے۔ میں نے اس مسئلہ میں بھی بہت تفصیل کی ہے اور زبان رسالت سے مسلمانوں کے عمل کے لیے جو "یسر" فراہم ہوا تھا اس کو قائم رکھنے کی بھرپور سعی کی ہے، میری یہ تمام سعی اللہ اور اس کے رسول کی منشاء پوری کرنے اور اس کی رضاجوئی کے لیے ہے، اگر میری رائے صائب اور فکر برحق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کے رسول کا فیض ہے اور اگر میرا یہ نظریہ غلط ہے تو یہ میری فہم کا قصور اور مطالعہ کی کمی ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى اله واصحابه وازواجه وذرياته واولياء امته وعلماء ملته اجمعين۔

بَابُ ۶۹ اِسْتِحْبَابِ الضَّحِيَّةِ وَذَبْحِهَا مُبَاشَرَةً بِلَا تَوْكِيْلٍ وَالتَّسْمِيَةِ وَالتَّكْبِيْرِ

بسم اللہ اور تکبیر پڑھ کر اپنے ہاتھ سے قربانی کا استحباب

۴۹۷۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گندمی رنگ کے سینگ والے مینڈھوں کی اپنے ہاتھ سے قربانی کی، آپ نے بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور اپنا قدم مبارک ان کے ایک پہلو پر رکھا۔

---

[۱] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[۲] علامہ ابوالسعود محمد بن عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، حاشیۃ ابی السعود علی شرح الکنز لملا مسکین ج ۳ ص ۳۸۱ مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر، ۱۲۸۷ھ

۴۹۷۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا قَالَ وَسَمَّى وَكَبَّرَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو گندمی رنگ کے سینگ والے مینڈھوں کی قربانی کی۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، ان کے پہلوؤں پر اپنا قدم مبارک رکھا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔

۴۹۷۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اس کے بعد اس کی مثل حدیث ہے، میں نے راوی سے کہا کیا تم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں!

۴۹۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَيَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی البتہ انھوں نے یہ کہا کہ آپ فرماتے تھے: بسم اللہ، اللہ اکبر۔

۴۹۷۶ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ حَيْوَةُ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ فَقَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحَّى بِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا، جس کے ہاتھ پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں سو قربانی کرنے کے لیے ایسا مینڈھا لایا گیا، آپ نے فرمایا: اے عائشہ! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اس کو پتھر سے تیز کرو، میں نے اس کو تیز کیا، پھر آپ نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا اور ذبح کرنے لگے، پھر فرمایا: اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد، آل محمد اور امت محمد کی طرف سے اس کو قبول فرما، پھر اس کی قربانی کی۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہ وہ خون ہے جو اللہ کی راہ میں بہایا جاتا ہے، لہٰذا اپنے ہاتھ سے یہ خون بہانا مستحب ہے، اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو ذبح کرنے کی اجازت دے دے تو یہ بھی جائز ہے، اس حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گندمی اور سیاہ رنگ کے مینڈھوں کو ذبح کیا۔ اس سلسلہ میں ہم پہلے قربانی کے فضائل کا ذکر کریں گے اس کے بعد قربانی کے جانوروں کا جن عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے اس کو بیان کریں گے اور آخر میں قربانی کے ضروری مسائل بیان کریں گے۔

قربانی کرنے پر اجر و ثواب کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما عمل آدمی من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم انہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونہا واشعارہا واظلافہا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوا بہا نفسا۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم الاضحیٰ کو کسی شخص کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں، اپنے بالوں اور اپنے کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے پس تم خوشی سے قربانی کرو۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

حافظ نور الدین الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ قومی الی اضحیتک فاشہدیہا فان لک بکل قطرۃ تقطر من دمہا ان یغفر لک ما سلف من ذنوبک قالت یا رسول اللہ النا خاصۃ اہل البیت اولنا وللمسلمین قال بل لنا وللمسلمین۔ رواہ البزار۔ [3]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ کھڑی ہو، اپنی قربانی پر حاضر ہو کیونکہ قربانی کے ہر خون کے قطرہ کے بدلہ میں تمہارے پچھلے گناہوں کو بخش دیا جائے گا، حضرت فاطمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ اجر ہم اہل بیت کے لیے خاص ہے یا ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لیے یہ اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

وعن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایہا الناس ضحوا واحتسبوا بدمائہا فان الدم وان وقع فی الارض فانہ یقع فی حرز اللہ عزوجل۔ رواہ الطبرانی۔ [4]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! قربانی کرو اور قربانی کے خون میں ثواب کی نیت کرو! کیونکہ قربانی کا خون ہر چند کہ زمین پر گرتا ہے لیکن وہ اللہ عزوجل کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

عن حسن بن علی رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ضحی طیبۃ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ثواب کی نیت سے اور

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۲۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۷، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

[4] " " " " ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۷، " " "

لنفسہ محتسبا لاضحیتہ کانت لہ حجابا من النار[1]

خوشی کے ساتھ قربانی کی وہ اس کے لیے آگ سے حجاب ہو جائیگی۔

علامہ علی متقی ذکر کرتے ہیں:

عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ، قومی یا فاطمۃ فاشھدی اضحیتك اما ان لك باول قطرۃ تقطر من دمھا مغفرۃ کل ذنب اصبتہ اما انہ یجاء بھا یوم القیامۃ بلحومھا ودمائھا سبعین ضعفا ثم توضع فی میزانك قال ابو سعید الخدری یا رسول اللہ، اھذہ لآل محمد خاصۃ فھم اھل لما خصوا بہ من خیر؟ ام لآل محمد وللناس عامۃ؟ قال بل ھی لآل محمد وللناس عامۃ. (رواہ ابن ابی الدنیا)[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ! کھڑی ہو! اور اپنی قربانی پر حاضر ہو، بے شک قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ تمہارے ہر پچھلے گناہ کی مغفرت کر دی جاتے گی اور سنو! قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائیگا اور اس کو ستر درجہ بڑھا کر تیرے میزان میں وزن کیا جائے گا، حضرت ابو سعید خدری نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ اجر صرف آل محمد کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ وہ اس خیر کے اہل ہیں یا یہ آل محمد اور تمام لوگوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا بلکہ یہ اجر آل محمد اور تمام لوگوں کے لیے ہے۔

قربانی کے جانور کے عیوب اور نقائص سے بری ہونے کے بارے میں احادیث

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اربع لا تجوز فی الاضاحی فی العوراء بین عورھا والمریضۃ بین مرضھا والعرجاء بین ظلعھا والکبیرۃ التی لا تنقی[3]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے، کانا جس کا کانا ہونا ظاہر ہو، بیمار جس کا مرض ظاہر ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا ہونا ظاہر ہو اور بوڑھا جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو

اس حدیث کو امام ترمذی[4]، امام بیہقی[5] اور امام ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔[6]

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں

عن عتبۃ بن عبد السلمی قال انما نھی

حضرت عتبہ بن عبد السلمی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ

۱۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۷، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

۲۔ علامہ علاؤ الدین علی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۵ ص ۲۲۱، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

۴۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۵۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

۶۔ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۵۶۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۷ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المصفرۃ والمستاصلۃ والتجقاء و المشیعۃ والکسراء۔[۱]

علیہ وسلم نے اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کا کان اکھاڑ لیا جائے اور اس کا سوراخ ظاہر ہو جائے، اور اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کے سینگ جڑ سے اکھاڑ لیے جائیں، اور جس کی آنکھ میں روشنی نہ رہے اور جو اس قدر دبلا ہو کہ بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ چل نہ سکے اور جس کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[۲]

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن علی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن و لا نضحی بعوراء ولا مقابلۃ ولا مدابرۃ ولا خرقاء ولا شرقاء۔[۳]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قربانی کے جانوروں کی آنکھوں اور کانوں کو بغور دیکھ لیا کریں، اور کانے جانور کی قربانی نہ کریں اور نہ اس کی جس کے کان کی اگلی جانب کٹی ہوئی ہو، اور نہ اس کی جس کے کان کی پچھلی جانب کٹی ہوئی ہو اور نہ اس کی جس کے کان میں بطور علامت سوراخ ہو اور نہ اس کی جس کا کان چرا ہوا ہو۔

اس حدیث کو امام ترمذی[۴] اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[۵]

عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یضحی بعضباء الاذن والقرن۔[۶]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[۷]

قربانی کے جانور کی صفات کے متعلق احادیث

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال ذبح النبی صلی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی

۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
۲۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان
۳۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
۴۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی،
۵۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان
۶۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۲، مطبوعہ مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
۷۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین.[1]

صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن دو سرمئی رنگ کے سینگوں والے خصی مینڈھے ذبح کیے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبش اقرن فحیل یاکل فی سواد ویمشی فی سواد وینظر فی سواد.[3]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والا نر مینڈھا ذبح کیا جو سیاہی میں کھاتا تھا، سیاہی میں چلتا تھا اور سیاہی میں دیکھتا تھا۔ (یعنی مکمل سیاہ تھا)۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دم عفراء احب الی اللہ من دم سوداوین.[5]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید رنگ کے جانور کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ رنگ کے دو جانوروں کی قربانی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اس سے پہلی حدیث بیان جواز کا ذکر ہے۔)

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال الثنی احب الی اللہ من الھرم.[6]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بوڑھے جانور کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثنی (جس کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) کی قربانی زیادہ پسندیدہ ہے۔ (یعنی ایک سال کا بکرا، دو سال کی گائے اور پانچ سال کا اونٹ)۔

عن بقیۃ قال، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احب الضحایا الی اللہ اغلاھا و اسمنھا.[7]

حضرت بقیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ ہو۔

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[5] 〃 〃 〃 ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، 〃 〃

[6] 〃 〃 〃 ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، 〃 〃

[7] 〃 〃 〃 ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۲، 〃 〃

قربانی کے مسائل کے بارے میں احادیث

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن مغيرة بن حذف العبسي قال كنا مع علي رضي الله عنه بالرحبة فجاء رجل من همدان يسوق بقرة معها ولدها فقال اني اشتريتها اضحي بها وانها ولدت قال فلا تشرب من لبنها الا فضلا عن ولدها فاذا كان يوم النحر فانحرها على ولدها على سبعة [1]

مغیرہ بن حذف عبسی کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک کھلے میدان میں تھے، اتنے میں ہمدان سے ایک شخص ایک گائے اور اس کے بچہ کو ہنکاتا ہوا آیا، اس نے کہا میں نے قربانی کے لیے اس گائے کو خریدا تھا اب اس نے بچہ دے دیا ہے! حضرت علی نے فرمایا اس گائے کا دودھ نہ پیو، البتہ جو بچہ سے بچ جائے، اور جب قربانی کا دن آئے تو گائے اور اس کے بچہ کو سات افراد کی طرف سے ذبح کر دو۔

عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا باس بالاضحية المقطوعة الذنب [2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قربانی کے جانور کی دم کٹی ہوئی ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن ابي حصين ان ابن الزبير رضي الله عنهما راى هدايا له فيها ناقة عوراء فقال ان كان اصابها بعد ما اشتريتموها فامضوها وان كان اصابها قبل ان تشتروها فابدلوها [3]

ابو الحصین کہتے ہیں کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کچھ ہدی کے جانور دیکھے جن میں ایک اونٹنی کانی تھی، انھوں نے فرمایا اگر یہ خریدنے سے پہلے کانی تھی تو اس کو تبدیل کر لو اور خریدنے کے بعد میں اس میں یہ عیب پیدا ہوا تو چلنے دو

عن نافع قال كان ابن عمر رضي الله عنهما يقول ايما رجل اهدى هدية فضلت فان كانت نذرا ابدلها وان كانت تطوعا فان شاء ابدلها وان شاء تركها [4]

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما یہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے کوئی ہدی کا جانور لیا اور وہ گم ہو گیا تو اگر وہ نذر کا ہو تو دوسرا لے اور اگر وہ نفلی ہو تو اس کو اختیار ہے خواہ اس کے بدلہ میں دوسرا جانور لے اور خواہ اس کو ترک کر دے۔

عن علي رضي الله عنه قال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اقوم على بدنه وان اقسم جلودها وجلالها وامرني ان لا اعطي الجازر منها شيئا وقال نحن نعطيه من

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ میں آپ کے اونٹوں کی طرف جاؤں، اور یہ کہ میں ان کی کھالوں اور جھل کو تقسیم کر دوں اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی کھال سے قصاب کی اجرت نہ دوں

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۸۸، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] " " " ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۸۹، " "

[3] " " " ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۸۹، " "

[4] " " " ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۸۹، " "

عن نا[1]

عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من باع جلد اضحیة فلا اضحیة له[2]

اور حضرت علی نے بتایا کہ ہم قصاب کی اجرت اپنے پاس سے دیتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قربانی کی کھال فروخت کردی اس کی کوئی قربانی نہیں ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک قربانی کے جانور کا معیار

عالم گیری میں ہے:

- قربانی کا جانور تمام عیوب فاحشہ سے سلامت ہونا چاہیے۔ بدائع الصنائع)۔
- جس جانور کا خلقۃ سینگ نہ ہو یا اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (کافی)
- اگر سینگ کی ٹوٹ ہڈی کے جوڑ تک پہنچ گئی تو پھر قربانی جائز نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع)
- اگر جانور اندھا، کانا یا لنگڑا ہو اور اس کے عیوب بالکل ظاہر ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں، اسی طرح اگر اس کی بیماری ظاہر ہو، جس کے دونوں کان کٹے ہوئے ہوں یا جس کی چکتی یا دم بالکل کٹی ہوئی ہو یا جس کا پیدائشی کان نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں، جس کا کان چھوٹا ہو اس کی قربانی جائز ہے، جس کا ایک کان پورا کٹا ہوا ہو یا جس کا پیدائشی صرف ایک کان ہو اس کی قربانی جائز نہیں، اگر کان چکتی دم اور آنکھ کا زیادہ حصہ ضائع ہو گیا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں اور کم ضائع ہوا ہو تو پھر جائز ہے، تہائی یا اس سے کم حصہ اگر ضائع ہوا تو جائز ہے اور تہائی سے زیادہ حصہ ضائع ہو گیا تو ناجائز ہے۔ (جامع صغیر و کافی)
- جس جانور کے دانت نہ ہوں تو اگر وہ چارا کھا لیتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (محیط سرخسی)
- جس جانور کے دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اگر اتنے دانت باقی ہیں جن سے وہ چارا کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (قاضی خاں برحاشیہ عالمگیری ج ۳ ص ۳۵۳)
- جو جانور مجنون ہو گیا ہو تو اگر وہ چارا کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں، خارش زدہ جانور اگر فربہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ جس جانور کا کان طول کی جانب سے چیرا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے اسی طرح جس کے کان کا اگلا حصہ یا پچھلا حصہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے یا جس کا کان پھٹا ہوا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ حدیث میں جو ایسے جانوروں کی قربانی کی ممانعت ہے وہ کراہت تنزیہی پر محمول ہے۔ (بدائع الصنائع)۔
- جس جانور کی ناک کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (ظہیریہ)
- جو جانور بھینگا ہو یا جس کا اون کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (قاضی خاں)
- جس کے تھن کاٹ لیے گئے ہوں، یا جس کے تھن خشک ہو گئے ہوں یا جو اپنے بچے کو دودھ نہ پلا سکے اس کی قربانی جائز نہیں (محیط سرخسی)
- اگر بکری کی زبان کٹی ہوئی ہو اور وہ چارہ کھا سکتی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (تتارخانیہ)۔

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

[2] 〃 〃 〃 〃 ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۴

- اگر بکری کی زبان نہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر گائے کی زبان نہ ہو تو پھر جائز نہیں۔ (خلاصہ)
- (جلالہ) جو جانور لید اور گوبر وغیرہ کھاتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں، اگر جلالہ اونٹ ہو تو اس کو چالیس دن بند کرنا ضروری ہے، گائے کو بیس دن، بکری کو دس دن اور مرغی کو تین دن۔ (قاضی خاں)
- جس جانور کی چار ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (خزانہ وتتار خانیہ)
- مشائخ نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ ہر وہ عیب جو کسی منفعت کو بالکل زائل کر دے یا جمال کو بالکل ضائع کر دے اس کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہے اور جو عیب اس سے کم درجہ کا ہو اس کی وجہ سے قربانی ممنوع نہیں ہے۔
- صاحب نصاب نے اس قسم کے عیب والے جانور کو خریدا یا خریدنے کے بعد اس میں ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی ممنوع ہے تو ہر صورت میں صاحب نصاب کا اس جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں اور جو صاحب نصاب نہ ہو وہ ہر صورت میں اس جانور کی قربانی کر سکتا ہے۔ (محیط) [۱]

فقہاء احناف کے نزدیک افضل قربانی کا بیان اور قربانی کے گوشت کے احکام

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

- خصی جانور کی قربانی نر کی بہ نسبت افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ (محیط)
- اس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ اونٹ کا ساتواں حصہ افضل ہے یا بکری؟ تحقیق یہ ہے کہ جس کی قیمت زیادہ ہو وہ افضل ہے۔ (ظہیریہ)
- اگر قیمت برابر ہو تو گائے کے ساتویں حصہ سے بکری افضل ہے کیونکہ بکری کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ (خلاصہ)
- زیادہ فربہ، زیادہ حسین اور زیادہ عظیم جانور کی قربانی مستحب ہے اور بکریوں کی جنس میں سرمئی رنگ کا سینگوں والا خصی مینڈھا افضل ہے نیز یہ مستحب ہے کہ چھری تیز ہو اور گلے پر چھری پھیرنے کے بعد اتنی دیر انتظار کرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اس کے تمام اعضاء ٹھنڈے ہو جائیں اور اس کے تمام جسم سے جان نکل جائے اور اس کے جسم کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا مکروہ ہے۔ (بدائع الصنائع)
- قربانی کے جانور سے خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ تیسرا حصہ صدقہ کرے اور تیسرے حصہ سے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی ضیافت کرے اور باقی تیسرے حصہ کو ذخیرہ کرے اور غنی اور فقیر سب کو کھلائے۔ (بدائع الصنائع)
- قربانی کے گوشت کو جسے چاہے ہبہ کرے، غنی کو، فقیر کو، مسلم کو اور ذمی کو۔ (غیاثیہ)
- اگر قربانی کا سارا گوشت صدقہ کر دیا یا سارا گوشت اپنے لیے رکھ لیا تو جائز ہے، اور اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ بھی گوشت کو ذخیرہ کر کے رکھے لیکن اس کو کھلانا اور صدقہ کرنا افضل ہے البتہ اگر کوئی شخص کثیر العیال ہو تو اس کے لیے افضل اپنے اہل وعیال کو کھلانا ہے۔ (بدائع الصنائع)
- اگر قربانی کے جانور کی نذر مانی تھی تو پھر اس کے گوشت کو خود کھانا جائز ہے اور نہ اس میں سے اغنیاء کو کھلانا جائز ہے عام ازیں

[۱] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۹-۲۹۷ ملخصا، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

کو نذر ماننے والا امیر ہو یا فقیر ہو، کیونکہ اس کا طریقہ اس کو صدقہ کرنا ہے اور صدقہ کرنے والے کے لیے اپنے صدقہ کو خود کھانا جائز ہے نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہے۔ [1]

قربانی کے دیگر مسائل

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

(۱) قربانی کرنے سے چند ایام پہلے قربانی کے جانور کو باندھنا اس کے گلے میں ہار ڈالنا اور اس پر جل ڈالنا مستحب ہے۔ اس کو آہستہ آہستہ قربان گاہ کی طرف لے جایا جائے اس کو سختی سے یا گھسیٹ کر قربان گاہ کی طرف نہ لے جایا جائے۔ (بدائع الصنائع)۔

۲۔ قربانی کے بعد اس کے ہار اور اس کی جل کو صدقہ کر دے۔ (سراجیہ)۔

۳۔ جب کوئی بکری (یا گائے) قربانی کے لیے خریدے تو اس کا دودھ دوھ کر یا اس کے بال کاٹ کر نفع حاصل کرنا مکروہ ہے، بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس کے لیے ہے جو صاحب نصاب نہ ہو اور صاحب نصاب کے لیے قربانی کے جانور کے دودھ یا اون سے نفع حاصل کرنا جائز ہے، (بدائع) اور صحیح یہ ہے کہ اس مسئلہ میں صاحب نصاب اور غیر نصاب دونوں برابر ہیں۔ (غیاثیہ)۔

۴۔ قربانی کی کھال کو صدقہ کر دے یا اس کی مشک یا جراب بنالے (یا مصلے اور موزے بنالے) اور قربانی کی کھال کو فروخت کر کے کسی ایسی چیز کو خریدنا استحساناً جائز ہے جس کو بعینہ کام میں لایا جا سکے (مثلاً کتاب یا پنکھا خرید لے) اور اس سے ایسی چیز خریدنا جائز نہیں ہے جس کو بعینہ کام میں نہ لایا جا سکے بلکہ اس کو خرچ کرنے کے بعد اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے جیسے طعام اور گوشت وغیرہ اور اگر کھال کو پیسوں کے عوض فروخت کر دیا تاکہ صدقہ کیا جا سکے تو یہ جائز ہے، کیونکہ یہ بھی کھال کی طرح صدقہ کرنا ہے۔ (تبیین الحقائق)۔

۵۔ قربانی کے گوشت کے بدلہ میں جراب (چمڑے کا ظرف) خریدنا جائز نہیں ہے البتہ قربانی کے گوشت کے بدلہ میں دانے یا گوشت خریدنا جائز ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)۔

۶۔ قربانی کرنے کے بعد اس کی چربی، اس کی سری پائے اس کا اون، اس کے بال اور دودھ وغیرہ کو ایسی چیز کے عوض فروخت نہ کرے جس سے بعینہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جیسے روپے پیسے اور کھانے پینے کی چیزیں، اسی طرح ان چیزوں کو قصاب کی اجرت میں بھی نہ دے، اور اگر اس نے ان چیزوں کو فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرے۔ (بدائع الصنائع)۔

۷۔ اگر قربانی کے جانور کے بچہ ہو جائے تو اس بچہ کو بھی اس جانور کے ساتھ ذبح کر دیا جائے، اور اگر اس کو فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے، اور اگر ایام نحر گذر گئے تو اس بچہ کو زندہ صدقہ کر دیا جائے اور اگر بچہ کو ماں کے ساتھ ذبح کیا تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اس کا گوشت صدقہ کر دیا جائے۔ (خلاصہ)

۸۔ صاحب نصاب قربانی کے جانور کو فروخت کر کے اس کے بدلہ میں دوسرا جانور خرید سکتا ہے اور اگر کچھ پیسے بچ جائیں تو ان کو صدقہ کر دے۔ [2] (سراجیہ)

---

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۰ - ۲۹۹، ملخصاً مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] " " " ، فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۲ - ۳۰۰، " " "

قربانی کی کھال کو دینی مدارس اور مساجد میں دینے کی تحقیق اور بحث ونظر

اس مسئلہ میں متاخرین علماء کا اختلاف ہے کہ قربانی کی کھال مساجد اور دینی مدارس کو بغیر حیلہ کے دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ہمارے اکثر علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور بعض علماء ناجائز کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے سوال کیا گیا کہ: قیمت جلد قربانی یا عقیقہ براہ راست مسجد یا مدرسہ دینیہ میں صرف کی جاسکتی ہیں، یا تملیک مسکین کی ضرورت واقع ہو گی؟

اعلیٰ حضرت اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ہاں جلد براہ راست صرف کی جاسکتی ہے: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم وا تجروا۔ (امام ابوداؤد حضرت نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے گوشت کے متعلق فرمایا: اس کو کھاؤ، ذخیرہ کرو، اور اس میں اجر طلب کرو، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳، سعیدی غفرلہ) اور اگر مسجد و مدرسہ میں دینے کے لیے داموں کو فروخت کی تو دام بھی براہ راست صرف کیے جاسکتے ہیں، تبیین الحقائق میں ہے: لانہ قربۃ کالتصدق ان صورتوں میں تملیک ضروری جاننا شرع مطہر میں زیادت کرنا، جس پر کوئی دلیل شرعی نہیں، تو اپنی طرف سے ایجاد و ایجاب ہوا، ما انزل اللّٰه بہا من سلطٰن۔ ہاں اپنے خرچ میں لانے کے لیے داموں کو بیچی تو اس کی سبیل تصدق ہے کہ ملک خبیث ہے براہ راست مسجد و مدرسہ میں نہ دے۔ [1]

مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

اور قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لیے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دیدے [2]

یہ جواز اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مسجد کی انتظامیہ مسجد کی وکیل ہوتی ہے اور وہ مسجد کی طرف سے کھال کو وصول کرتی ہے اور چونکہ کھال اغنیاء اور احباء کو ہدیۃً دی جاسکتی ہے اس لیے لوگ مسجد کو کھال ہبہ کرتے ہیں اور انتظامیہ مسجد کی طرف سے یہ کھال ہدیۃً وصول کرتی ہے۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی جو کھالیں مسجد کو دی جاتی ہیں ان کو فروخت کر دیا جاتا ہے سو فروخت کے بعد ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوا، اور صدقہ واجبہ بغیر حیلہ کے مسجد یا مدرسہ پر نہیں لگتا، لیکن یہ دلیل بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا اس وقت واجب ہوتا جب اس کھال کو قربانی کرنے والا خود فروخت کرے لیکن اگر قربانی کرنے والے نے وہ کھال کسی فقیر کو صدقۃً دے دی یا کسی غنی کو ہدیۃً دے دی اور اس فقیر یا اس غنی نے اس کھال کو فروخت کر دیا تو اب ان پر اس کھال کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس جب مسجد یا مدرسہ کو قربانی کی کھال ہدیۃً دے دی گئی اور مسجد کی انتظامیہ نے اس کو مسجد کی طرف سے فروخت کر دیا تو اب انتظامیہ پر اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

فتاویٰ مظہریہ میں لکھا ہے:

(سوال نمبر ۵) قربانی کی کھالوں کو امام مسجد، مؤذن یا مسجد کے خدمت گاروں کو دینا جائز ہے یا نہیں، اگر مسجد کی صفوں وغیرہ کے

---

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، عرفان شریعت ج ۲ ص ۱۶، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی، بار دوم

[2] مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ، بہار شریعت ج ۱۵، ص ۱۴۸، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

لیے ضرورت ہو تو اس کی رقم مسجد کے اخراجات پر لگائی جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قربانی کی کھالیں معاوضہ میں تو کسی خدمت کے نہیں دی جا سکتیں اور بلا معاوضہ جس کو چاہیں دے سکتے ہیں خواہ امام ہو یا مؤذن یا اور کوئی، اور جب ان کو دے دی جاوے تو یہ لوگ اپنی طرف سے مسجد کی ضروریات میں صرف کر سکتے ہیں۔ فقط محمد مظہر اللہ غفرلہ (۱)

مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قربانی کی کھال مسجد پر جائز ہے مگر زکوٰۃ جائز نہیں۔ (۲)

مسجد میں قربانی کی کھال نہ لگنے کے دلائل اور ان کا جائزہ

شیخ عزیز الرحمان دیوبندی لکھتے ہیں:

اگر کھال کو مسجد کے متولیان یا پیش اماموں کو مسجدیں بنانے کے لیے دے دی جائے کہ یہ لوگ اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں صرف کریں وہ بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ یہاں بھی شرط تملیک جو رکن ہے پائی نہیں جاتی، کیونکہ تملیک کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی شخص کو مالک بنا دینا تاکہ وہ بعد مالک ہونے کے جو چاہے کرے، اور بصورت مذکورہ اس قسم کا مالک نہیں بنایا جاتا بلکہ دینے والے اس لیے دیتے ہیں کہ یہ رقم تعمیر مساجد میں صرف کی جاوے اور یہ تملیک نہیں بلکہ سراسر توکیل ہے، قربانی کرنے والے کو ایسا مجاز نہیں کہ کھال کی قیمت تعمیر مسجد میں صرف کرے ویسا ہی ان کو یہ بھی مجاز نہیں کہ کسی دوسرے کو مساجد وغیرہ کی تعمیر میں اسے صرف کرنے کو وکیل بنا دے کیونکہ جس تصرف کے لیے خود مؤکل کو مجاز نہیں ہے اس کے واسطے دوسرے کو وکیل بنانا بھی جائز نہیں ہے ——— ...... خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کی کھال جب فروخت کر دی گئی پھر اس کی قیمت کا مساجد وغیرہ میں تصرف کرنا شرعاً ممنوع ہے اور نہ اسے دوسرے کو اس لیے دینا جائز ہے کہ بعد فروخت اس کی قیمت تعمیر مساجد میں صرف کریں۔ (۳)

شیخ عزیز الرحمان دیوبندی کی یہ دلیل اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مسجد یا مدرسہ کی انتظامیہ قربانی کی کھال دینے والے کی وکیل ہوتی ہے اور جب قربانی کرنے والا خود کھال فروخت کر کے اس کی رقم کو مسجد کی تعمیر پر صرف نہیں کر سکتا تو اس کا وکیل یعنی انتظامیہ بھی کھال فروخت کرنے کے بعد اس کو مسجد پر صرف نہیں کر سکتی!

لیکن یہ مفروضہ صحیح نہیں ہے، مساجد اور مدارس کو جو عطیات اور چندے کی رقوم دی جاتی ہیں ان میں انتظامیہ مساجد اور مدارس کی وکیل ہوتی ہے۔ چندہ دینے والوں کی وکیل نہیں ہوتی، اگر انتظامیہ چندہ دینے والوں کی وکیل ہو تو پھر یہ لازم ہوگا کہ چندہ کی رقوم کو چندہ دینے والوں کے احکام کے مطابق خرچ کیا جائے۔ اور ان رقوم کے خرچ کرنے میں انتظامیہ کی تجاویز اور ان کی صواب دید اور فیصلوں کا کوئی دخل نہ ہو، حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہوتا چندہ کی ان رقوم کو منتظمین، مساجد یا مدارس کی ضروریات اور ان کے تقاضوں کے اعتبار سے خرچ کرتے ہیں، اور اس سلسلہ میں چندہ دینے والوں سے مطلقاً مشورہ یا اجازت نہیں لیتے، نیز مساجد اور مدارس کے منتظمین مساجد اور مدارس کی ضروریات کے اعتبار سے چندہ کرتے ہیں، مثلاً مسجد کے لیے مینار بنانا ہے یا مسجد کے لیے غسلخانے بنانے ہیں یا اس کے صحن کو وسیع کرنا ہے یا اس کی ضروریات کے لیے دکانیں بنانی ہیں یا امام اور خطیب کے لیے مکان بنانا ہے یا طلبہ کے لیے

۱۔ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی متوفی ۱۳۸۶ھ، فتاویٰ مظہری ص ۱۵۸، مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی، ۱۳۹۰ھ

۲۔ مولانا نور اللہ بصیر پوری　　فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۳۸۸، مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور، ۱۹۸۳ء

۳۔ شیخ عزیز الرحمٰن، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۷۲، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

رہائشی کمرے بنائے ہیں یا لائبریری بناتی ہیں یا اور کوئی تعمیر اور توسیع کرتی ہیں یا اساتذہ اور اسٹاف کو تنخواہیں دیتی ہیں، مساجد اور مدارس کی یہ ضروریات اور مسائل مصالح ہیں جن کے لیے منتظمین اہل ثروت حضرات سے تعاون کی اپیل کرتے ہیں اور چندہ کرتے ہیں اور یہ بات بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں منتظمین مساجد اور مدارس کے وکیل ہوتے اور متمول حضرات سے چندہ حاصل کر کے اس کو مساجد اور مدارس کی ضرورت اور مصالح پر خرچ کرتے ہیں۔ سو اسی طرح قربانی کی کھالیں جب مساجد یا مدارس کے منتظمین کو دی جاتی ہیں تو وہ ان کھالوں کو مساجد اور مدارس کے وکیل ہونے کی حیثیت سے وصول کرتے ہیں اور عرف بھی اس پر شاہد ہے کہ جب کھال دینے والے اگر مسجد یا مدرسہ میں انتظامیہ کو کھال دیتے ہیں تو ان کا یہ قصد اور ارادہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے کسی نمائندہ اور وکیل کو کھال دے رہے ہیں جو ان کے احکام کے مطابق اس کھال میں تصرف کرے گا، بلکہ وہ فی الحقیقت مسجد یا مدرسہ کو کھال دے کر جاتے ہیں اور انتظامیہ مسجد یا مدرسہ کی نمائندہ یا وکیل ہونے کی حیثیت سے ان سے کھال وصول کرتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اہل ثروت منتظمین مدرسہ یا مسجد کو چندہ دیتے ہیں اور وہ منتظمین کو اس چندہ میں تصرف کرنے کی عام اجازت دے دیتے ہیں کہ منتظمین اپنی صواب دید کے مطابق اس ادارہ میں جہاں چاہیں اس رقم کو خرچ کریں لہٰذا اس اعتبار سے انتظامیہ چندہ دینے والوں کی وکیل قرار پائی نہ کہ مسجد یا مدرسہ کی وکیل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ جب تک انتظامیہ چندہ کی رقم کو مستحقین پر خرچ نہ کر دے اس وقت تک وہ رقم ادا شدہ نہ سمجھی جائے بعض اوقات چندہ دینے والوں کی رقمیں کئی کئی سال تک متعلقہ اداروں کے اکاؤنٹ میں پڑی رہتی ہیں اور منتظمین کسی مصلحت کی بناء پر ان کو خرچ نہیں کرتے یوں چندہ دینے والوں کی رقمیں چندہ دینے کے بعد بھی معلق رہیں گی اور ان کو ادا نہیں سمجھا جائے گا حالانکہ جب کوئی شخص مدرسہ میں کوئی عطیہ یا زکوٰۃ دے کر آتا ہے تو اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اس نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے یا صدقہ یا عطیہ دے دیا ہے، اور اس مفروضہ پر وہ تاحال ادا نہیں ہوا بلکہ تعلیق اور تعویق میں پڑا ہوا ہے، نیز یہ مفروضہ عرف اور عادت کے بھی خلاف ہے کیونکہ عرف، عادت اور لوگوں کا تعامل یہی ہے کہ مسجد اور مدرسہ کی انتظامیہ مسجد اور مدرسہ ہی کے وکیل ہوتے ہیں چندہ دینے والوں کے وکیل نہیں ہوتے، مسجد اور مدارس کی ضروریات اور مصالح کی بناء پر منتظمین اہل خیر کو چندہ دینے کے لیے بلاتے ہیں، اہل خیر اپنی زکوٰۃ، صدقات اور چرم قربانی کی تقسیم کے لیے ان اداروں کے منتظمین کو اپنا وکیل نہیں بناتے بلکہ اپنی خیرات اور صدقات کا ایک حصہ مساجد اور مدارس کی انتظامیہ کو دیتے ہیں جو مدارس اور مساجد کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں۔ کھال دینے والوں کا وکیل اس شخص کو کہا جا سکتا ہے مثلاً قربانی کرنے والا اپنی قربانی کی کھال کسی شخص کو دے اور اس کو یہ کہے کہ جاؤ فلاں مدرسہ، فلاں مسجد یا فلاں غریب شخص کو یہ کھال جا کر دے آؤ تو اب یہ شخص کھال دینے والے کا وکیل ہے۔ اور جو شخص کسی مسجد یا مدرسہ کے لیے اس کی انتظامیہ کو کھال دے کر آتا ہے وہ انھیں کسی کو کھال دینے کے لیے وکیل نہیں بناتا اور یہ بالکل واضح ہے۔

اس بحث میں ایک اہم اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مؤکل کی شرط یہ ہے کہ وہ عاقل اور جاندار ہو، عالم گیری میں ہے:

وهو ان یکون ممن یملك فعل ما وكل به بنفسه فلا یصح التوكیل من المجنون والصبی الذی لا یعقل اصلاً وكذا من الصبی العاقل بما لا یملكه بنفسه كالطلاق والعتاق والهبة والصدقة ونحوها من التصرفات الضارة المحضة ویصح

مؤکل اس شخص کو ہونا چاہیے جو اس فعل پر قادر ہو جس کا اس نے کسی کو وکیل بنایا ہے اس لیے مجنون اور نا سمجھ بچے کا کسی کو وکیل بنانا صحیح نہیں ہے اسی طرح وہ سمجھ دار بچہ جو کسی فعل پر خود قادر نہ ہو وہ اس فعل کے لیے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا، مثلاً طلاق دینا، آزاد کرنا، ہبہ کرنا، صدقہ کرنا اور اس قسم کے دوسرے

بالتصرفات النافعۃ کقبول الھبۃ والصدقۃ من غیر اذن الولی۔ لہ

تصرفات جو ضرر محض سے عبارت ہیں جن کو سمجھ دار بچہ خود نہیں کر سکتا ان میں وہ کسی کو وکیل بھی نہیں بنا سکتا، اور جو تصرفات فائدہ مند ہوں جیسے ہبہ اور صدقہ کو قبول کرنا جن کو وہ ولی کی اجازت کے بغیر کر سکتا ہے ان میں وہ کسی کو وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

اور جب یہ واضح ہوگیا کہ مؤکل کے لیے جاندار اور عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے تو مسجد یا مدارس کو مؤکل، اور منتظمین کو ان کا وکیل نہیں قرار دیا جاسکتا کیونکہ اگر منتظمین مسجد کے وکیل ہوں گے تو لا محالہ مسجد مؤکل ہوگی اور مؤکل کے لیے جاندار اور عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے، اور مسجد یا مدرسہ ایک بے جان اور جامد چیز ہے، عاقل اور بالغ نہیں ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم مسجد یا مدرسہ کی انتظامیہ کی حیثیت بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں، مسجد اور مدارس کے منتظمین دراصل متولی، قیم یا ناظر ہوتے ہیں اور ان کے فرائض میں سے یہ ہے کہ وہ مدرسہ، مسجد یا کسی بھی وقف کی ضروریات اور مصالح کے حصول کے لیے انتظامات اور اقدامات کریں۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

وللمتولی ان یستاجر من یخدم المسجد بکنسہ و نحو ذلک باجرۃ مثلہ او زیادۃ یتغابن فیہا فان کان اکثر فالاجارۃ لہ وعلیہ الدفع من مال نفسہ ویضمن لو دفع من مال الوقف ولہ ان یشتری من غلۃ المسجد دھنا وحصیرا واٰجرا وجصا لفرش المسجد ان کان الواقف وسع فقال یفعل مایراہ مصلحۃ۔ لہ

متولی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مسجد کی صفائی کے لیے کسی شخص کو معروف یا اس سے کچھ زائد اجرت پر رکھے اور اگر اس نے بہت زیادہ اجرت پر کسی کو رکھا تو اس کو یہ اجرت اپنے پاس سے دینی ہوگی اور اگر اس نے مسجد کے فنڈ سے دیا تو وہ ضامن ہوگا، اور متولی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مسجد کی آمدنی سے تیل، چٹائی، اینٹیں اور چونا خریدے تاکہ مسجد کا فرش بنایا جاسکے بشرطیکہ واقف نے اس کو یہ اجازت دی ہو کہ وہ مسجد کے مصالح کے لیے تصرف کر سکتا ہے۔

یہ واضح کرنے کے بعد کہ مسجد کے منتظمین متولی اور قیم ہوتے ہیں، اور وہ مسجد اور مدرسہ کی ضروریات اور مصالح کے کفیل ہوتے ہیں اور مسجد کی انتظامیہ نمازیوں کی نمائندہ ہوتی ہے اور مدارس کی انتظامیہ طلبہ کی نمائندہ ہوتی ہے، کیونکہ یہ منتظمین نمازیوں اور طلبہ کی ضروریات اور ان کے مسائل اور مصالح کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں اس وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسجد اور مدرسہ کے وکیل ہوتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مسجد کے نمازیوں اور مدرسہ کے طلبہ کے وکیل ہوتے ہیں اور نمازی اور طلبہ چونکہ عاقل اور جاندار ہیں اس لیے یہ اعتراض ساقط ہوگیا کہ اگر انتظامیہ کو مسجد اور مدرسہ کا وکیل قرار دیا گیا تو یہ لازم آئے گا کہ کسی بے جان اور بے عقل چیز نے انتظامیہ کو وکیل بنایا ہے حالانکہ مؤکل کا عاقل اور جاندار ہونا ضروری ہے۔

اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اسلام میں شخصیات معنویہ کا بھی تصور ہے جو حکماً عاقل اور جاندار ہیں اور ان کے حقوق اور فرائض ایسے ہی ہیں جیسے جاندار اور عاقل کے حقوق اور فرائض ہیں مثلاً حکومت، بیت المال، ٹرسٹ کے تحت چلنے والے ادارے مثلاً

لہ۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۵۶۱، مطبوعہ مطبع امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ ھ

لہ۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ ھ، فتح القدیر ج ۵ ص ۴۵۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر

مدارس، مساجد، ہسپتال، قومی ملکیت میں لیے ہوئے ادارے مثلاً بینک، بیمہ کمپنی، ریلوے، ایئر لائنز، اسکول اور کالج وغیرہ اسی طرح مختلف تجارتی کمپنیاں، کسی بھی ایسے ادارے پر وہ تمام احکام لاگو ہوتے ہیں جو کسی زندہ شخص پر عائد ہوتے ہیں، مثلاً بجلی، پانی اور گیس کے بل ان اداروں کے نام آتے ہیں، اسی طرح مختلف قسم کے ٹیکس ان اداروں کے نام آتے ہیں، بعض اوقات ان اداروں پر کوئی مقدمہ کر دیا جاتا ہے، اس قسم کے تمام احکام میں یہ ادارہ مسئول ہوتا ہے اور جو شخص بھی اس ادارہ کا منتظم ہو وہ اس ادارہ کا وکیل ہوتا ہے اور اس کے تمام معاملات اور مقدمات کی پیروی کرتا ہے اسی طرح مسجد اور مدرسہ کے جس قدر حقوق اور فرائض ہیں ان کا تعلق اس کے متولی، قیم یا ناظر کے ساتھ ہوتا ہے اور وہی مسجد یا مدرسہ کے تمام معاملات کی وکالت کرتا ہے اور چونکہ مسجد اور مدرسہ بھی ایک شخص معنوی ہے اس لیے اس کی طرف سے وکالت کی جا سکتی ہے۔

میں نے اس مسئلہ پر بہت غور وخوض کیا بہرحال اس مسئلہ میں مجھ پر یہی واضح ہوا کہ مسجد اور مدرسہ کو کھال دی جا سکتی ہے اور بغیر کسی حیلہ کے اس کھال کو مسجد پر لگایا جا سکتا ہے، اگر یہ رائے صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط ہے تو یہ میرے مطالعہ کی کمی اور فہم کی کوتاہی ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

شخصیت معنویہ کی تفصیل اور تحقیق

چونکہ اس بحث میں شخصیت معنویہ کا ذکر آ گیا ہے، اس لیے ہم اس موضوع پر دلائل کی روشنی میں اسلامی نقطہ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں، شخصیت معنویہ ایک وہمی اور تصوراتی وجود ہے، جس کا تعلق کسی نہ کسی مادی اور محسوس چیز سے ہوتا ہے، یہ مادی چیز کبھی تنظیم یا جمعیت کی شکل میں ہوتی ہے جیسے ہسپتال، یونیورسٹی، یا حکومت کو چلانے والے ادارے اور تنظیمیں اور یا یہ کبھی مال کے ایک مجموعہ کی شکل میں ہوتی ہے جس کو کسی معین اور مخصوص غرض کے لیے جمع کیا جاتا ہے، جیسے مختلف مقاصد کے لیے فنڈز (Funds) جمع کیے جاتے ہیں اور کبھی یہ مادی چیز ایک حقیقی شخص سے عبارت ہوتی ہے خواہ وہ ایک شخص ہو یا چند اشخاص، اس لحاظ سے شخصیت معنویہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ تنظیم اس کو قانون کی اصطلاح میں انسٹی ٹیوشن (Institution) کہا جاتا ہے، مثلاً کسی ہسپتال یا کسی یونیورسٹی کو چلانے والی تنظیم۔

۲۔ نقود، یعنی مال کا مجموعہ جس کو کسی معین مقصد کے لیے جمع کیا گیا ہو خواہ وہ منقول ہو، جیسے فنڈز یا غیر منقول ہو جیسے زمین وغیرہ (Estate) لیکن شخصیت معنویہ کی یہ قسم لوگوں کی ایک جماعت کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی اس جماعت کو اصطلاح میں ٹرسٹ (Trust) کہا جاتا ہے، قانون کی نظر میں نقود کی بجائے لوگوں کی اس جماعت کو شخصیت معنویہ کہنا زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ مؤسسہ (Corporation) اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اس کا بانی صرف ایک شخص ہو، اور ایک کے بعد دوسرا اور پھر اس کے بعد تیسرا شخص آتا ہے، یا اس کی بانی ایک جماعت ہو، اور ایک جماعت کے بعد دوسری اور پھر تیسری آتی رہے، اس کی پھر دو قسمیں ہیں:

(الف)۔ (CORPORATION SOLE.) مثلاً سربراہ حکومت، صدر یا وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ وغیرہ۔

(ب)۔ (CORPORATION IGGREGATE.) اس کی مثال کمپنی ہے۔

ہر چند کہ ان تمام صورتوں میں شخصیت معنوی کو ایک شخص کی احتیاج ہوتی ہے لیکن اس کو کسی معین اور مخصوص شخص کی احتیاج نہیں ہوتی، ممکن ہے کہ ایک شخص ختم ہو جائے اور دوسرا شخص اس کی جگہ لے لے جیسے سربراہ مملکت، یہ ایک شخصیت معنوی ہے،

جو کسی خاص شخص میں متحقق ہوتا ہے اور اس خاص شخص کے مرنے سے سربراہ مملکت نہیں مرتا بلکہ ایک جسد عنصری مرتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا شخص یا دوسرا جسد عنصری سربراہ مملکت ہو جاتا ہے، جیسے انگلستان میں کہتے ہیں کہ ـــ The King never dies "بادشاہ کبھی نہیں مرتا"

جب ہم اس لحاظ سے کمپنی کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ خود اس کا وجود دائمی ہے، اگر حصہ داروں (SHARE HOLDERS) میں سے کوئی اپنا حصہ نکال لے یا اپنے حصہ کو مارکیٹ میں بیچ دے یا وہ حصہ دار مر جائے تو کمپنی پھر بھی باقی رہتی ہے، اور نہ ہی یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے حصہ دار کمپنی کے مالک بن جائیں، کمپنی کی ذمہ داری صرف اتنی ہوتی ہے کہ حصہ دار کا جو مال کمپنی میں جمع ہے وہ اس کو مطالبہ کی صورت میں واپس کر دے، اور جو ذمہ داریاں (LIABILITIES) اور حقوق و فرائض ہوتے ہیں ان کا تعلق صرف کمپنی سے ہوتا ہے الگ الگ حصہ داروں سے نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر عیسیٰ عبدہ لکھتے ہیں:

شخصیت اعتباریہ کی سند کتب اسلامیہ میں موجود نہیں ہے لیکن عرب (جدید) اور عام مسلمانوں کی تصانیف میں اس کا بکثرت ذکر ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شخصیت معنویہ ایک لائق اعتبار چیز ہے۔ (العقود الشرعیہ الحاکمۃ ص ۴۵)

علامہ عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں:

اسلامی شریعت ابتداء ہی سے معنوی شخصیات سے متعارف ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام نے بیت المال کو ایک جہت اور وقف کو دوسری جہت قرار دیا ہے، یعنی اس کو شخص معنوی قرار دیا ہے، یہی حال مدرسہ، ہسپتال اور دارالامان وغیرہ کا ہے، ان اداروں کو مالکانہ حقوق اور تصرف کا اہل قرار دیا گیا ہے لیکن ان پر مسئولیت جنائیہ نہیں ہے، کیونکہ مسئولیت جنائیہ ادراک اور اختیار پر موقوف ہے جو بلاشبہ ان میں موجود نہیں ہے، ہاں اگر کسی ادارہ کا متولی یا قیم کسی جرم کا مرتکب ہو تو اسے اس جرم کی سزا ضرور ملے گی خواہ وہ متولی اس شخص معنوی کی بہتری کے لیے عمل کر رہا ہو۔ [1]

ہر چند کہ ہماری عام فقہی کتابوں میں شخصیت معنویہ سے مستقل طور پر بحث نہیں کی گئی اور اس اصطلاح کو اختیار نہیں کیا گیا، لیکن حکومت، بیت المال، وقف، مدرسہ اور مسجد وغیرہ کے جو احکام اسلام میں بیان کیے گئے ہیں ان سے شخصیت معنویہ کی تعریف اور خصوصیات معلوم ہوتی ہیں، مثلاً حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نماز کا نظام قائم کرے، زکوٰۃ کی وصولیابی کرے، ملک میں امن و امان قائم کرے، عدالتیں مقرر کرے، ملک کے دفاع کے لیے فوج اور اسلحہ کا بندوبست کرے، دیگر ممالک سے تجارت کرے، لوگوں کو شہری سہولتیں پہنچانے کے لیے ٹیکس وصول کرے وغیرہ وغیرہ، یہ حکومت کے فرائض اور حقوق ہیں جن کا تعلق حکومت کے کسی خاص سربراہ سے نہیں ہے بلکہ نفس حکومت سے ہے، مثلاً بیرونی تجارت، زکوٰۃ اور ٹیکسوں سے جو دولت حاصل ہو گی وہ سربراہ حکومت کی جیب میں نہیں جائے گی اور نہ اس کے مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہو گی بلکہ حکومتی ذرائع سے جس قدر مال و دولت حاصل ہوگا وہ سب بیت المال میں جمع ہوگا اور حکومت کی ملکیت قرار پائے گا، اسی طرح حکومت ترقیاتی کاموں کے لیے جو دیگر ممالک سے قرض لیتی ہے اس قرض کی ادائیگی حکومت پر ہے سربراہ مملکت پر نہیں ہے، اگر سربراہ مملکت مر گیا تو قرض دینے والے ممالک اس سربراہ کے وارثوں کی طرف رجوع نہیں کریں گے، علیٰ ہذا القیاس تمام فرائض کی ادائیگی اور

۱ـ علامہ عبدالقادر عودہ مصری، التشریع الجنائی ج ۱ ص ۳۹۳، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت

حقوق کا حاصل کرنا حکومت سے متعلق ہوتا ہے، حکومت کا سربراہ مرجائے یا معزول ہو یا مستعفی ہو اس سے حکومت کے حقوق اور فرائض میں کوئی فرق نہیں پڑتا حکومت بدستور اپنے فرائض کے بارے میں مسئول بھی ہوتی ہے اور اپنے حقوق کی طالب بھی ہوتی ہے۔

یہی حال مسجد اور مدرسہ کا ہے، مسجد کی آمدنی کے لیے مثلاً جو دکانیں وغیرہ بنائی جاتی ہیں ان کا کرایہ مسجد کے فنڈ میں جمع ہوتا ہے اور جو عطیات اور چندے وغیرہ دیے جاتے ہیں وہ بھی مسجد کی آمدنی ہیں، مسجد کے متولی یا قیم کی ذاتی اور نجی ملکیت نہیں ہیں، اگر کوئی دکاندار کرایہ دینے سے انکار کر دے تو اس پر مسجد کی طرف سے مقدمہ قائم کیا جائے گا اور متولی صرف اس کی وکالت کرتا ہے، اس طرح مسجد میں جو بجلی خرچ ہوتی ہے اس کی ادائیگی بھی مسجد کے ذمہ ہے اس سے واضح ہو گیا کہ مسجد اپنے حقوق کی طالب ہے اور اپنے فرائض پر مسئول ہے اور ہر وہ ادارہ جو اپنے حقوق کا طالب ہو اور اپنے فرائض پر جواب دہ ہو اس کو شخصیت معنویہ یا شخصیت اعتباریہ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

تجارتی کمپنیاں بھی شخصیات معنویہ ہیں اور ان کے ساتھ بھی حقوق اور فرائض متعلق ہوتے ہیں ان کے مجموعی اثاثے پر زکوٰۃ وصول کرنی چاہیے اور اگر کسی کمپنی میں غیر مسلم بھی شریک ہو تو اس سے زکوٰۃ کی مقدار کو بطور ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ ٦٩ جَوَازِ الذَّبْحِ بِكُلِّ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَائِرَ الْعِظَامِ!

دانت، ناخن اور ہڈی کے سوا ہر خون بہانے والی چیز سے ذبح کرنے کا جواز

۴۹۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْجِلْ أَوْ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ قَالَ وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کل دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، آپ نے فرمایا جس چیز سے بھی خون بہ جائے جلدی کرنا، جس چیز پر بھی خدا کا نام لیا جائے سو اس کو کھا لو، بشرطیکہ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے، اور میں عنقریب تم کو بتاؤں گا رہے دانت تو وہ ہڈی ہیں اور رہے ناخن تو وہ حبشیوں کی چھری ہے، حضرت رافع کہتے ہیں کہ ہمیں مال غنیمت میں اونٹ اور بکریاں حاصل ہوئیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اس کے تیر مارا اس تیر نے اس کو ٹھہرا لیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی اونٹ تمہاری گرفت میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

۴۹۷۸- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ذوالحلیفہ کے مقام تہامہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ابيه عن عباية بن رفاعة بن رافع بن خديج عن رافع بن خديج قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بذي الحليفة من تهامة فاصبنا غنما وابلا فعجل القوم فاغلوا بها القدور فامر بها فكفئت ثم عدل عشرا من الغنم بجزور وذكر باقي الحديث كنحو حديث يحيى بن سعيد.

کے ہمراہ تھے، ہم کو مال غنیمت میں کچھ بکریاں اور اونٹ حاصل ہوئے، لوگوں نے جلدی سے ہانڈیوں میں ان کا گوشت چڑھا دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دیگچیوں کو الٹنے کا حکم دیا، پھر آپ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے مساوی قرار دیا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۴۹۷۹ - وحدثنا ابن ابي عمر حدثنا سفيان عن اسماعيل بن مسلم عن سعيد بن مسروق عن عباية عن جده رافع ثم حدثنيه عمر بن سعيد بن مسروق عن ابيه عن عباية بن رفاعة بن رافع بن خديج عن جده قال قلنا يا رسول الله انا لاقو العدو غدا وليس معنا مدى فنذكي بالليط وذكر الحديث بقصته وقال فند علينا بعير منها فرميناه بالنبل حتى وهصناه.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، کیا ہم بانس کی کھپچیوں سے ذبح کر سکتے ہیں، اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تو ہم نے اس کو تیر مار مار کر گرا دیا۔

۴۹۸۰ - وحدثنيه القاسم بن زكرياء حدثنا حسين بن علي عن زائدة عن سعيد بن مسروق بهذا الاسناد الحديث الى اخره بتمامه وقال فيه وليست معنا مدى افنذبح بالقصب.

ایک اور سند میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس چھری نہیں ہے کیا ہم بانس سے ذبح کر لیں۔؟

۴۹۸۱ - وحدثنا محمد بن الوليد بن عبد الحميد حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن سعيد بن مسروق عن عباية ابن رفاعة بن رافع عن رافع بن خديج انه قال يا رسول الله انا لاقو العدو غدا وليس معنا مدى وساق الحديث ولم يذكر فعجل القوم فاغلوا بها القدور فامر بها فكفئت وذكر سائر القصة.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوں گی، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے، البتہ اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ قوم نے جلدی سے ہانڈیاں چڑھا دیں اور آپ نے ہانڈیاں گرانے کا حکم دیا۔

آلات ذبح کے بارے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہر وہ چیز جو خون بہا

دے! فقہاء یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ذکاۃ (ذبح) میں وہ چیز کافی ہے جو خون بہا دے، اور کسی ایسی چیز سے چوٹ لگا کر جانور کو مارنا جائز نہیں ہے جو خون نہ بہائے، بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ ذبح میں خون بہانے کی جو شرط لگائی ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ حلال اور حرام گوشت میں تمیز ہو اور یہ تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ جس مردہ جانور میں خون باقی رہ جائے وہ حرام ہے، اور اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ہر کاٹنے والی دھار دار چیز سے ذبح کرنا جائز ہے، البتہ ناخن، دانت اور ہر قسم کی ہڈی سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے تلوار، چھری، نیزے، پتھر، اینٹ، شیشہ، بانس، ٹھیکری، پیتل اور باقی تمام دھار والی اشیاء کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے ناخن سے جو ذبح کرنا منع ہے اس سے مراد عام ہے خواہ انسان کے ناخن ہوں یا حیوان کے اور خواہ انگلیوں میں ہوں یا نہ ہوں۔ پاک ہوں یا ناپاک ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز نہیں ہے، اس طرح دانت میں بھی عموم مراد ہے خواہ انسان کے دانت ہوں یا حیوان کے متصل ہوں یا منفصل اور باقی ہڈیاں بھی اس کے ساتھ لاحق ہیں خواہ متصل ہوں یا منفصل، پاک ہوں یا ناپاک ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز نہیں ہے، امام شافعی، امام احمد، اسحق، ابوثور، داؤد ظاہری اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے البتہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین یہ کہتے ہیں متصل ناخن اور ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ناخن اور ہڈی جسم سے جدا ہوں تو ان کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے، (مبسوط میں لکھا ہے کہ یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے تاہم حدیث کے تقاضے سے یہ ناجائز ہونا چاہیے جیسا کہ جمہور فقہاء اسلام کا نظریہ ہے، سعیدی غفرلہٗ) امام مالک کے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں اور مشہور قول یہ ہے کہ ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے اور دانت کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں ہے، خواہ ہڈی اور دانت کسی قسم کے ہوں، دوسرا قول جمہور کے مطابق ہے، تیسرا قول امام ابوحنیفہ کی طرح ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ ہر چیز کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے حتیٰ کہ دانت، اور ہڈی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز ہے، یہ اور اس سے پہلا قول باطل ہے اور سنت کے خلاف ہے۔ [1]

ذبح کی رگوں کے بارے میں مذاہب فقہاء

امام شافعی اور ان کے موافقین یہ کہتے ہیں کہ جب تک حلقوم (سانس کی نالی) اور مری (طعام کی نالی) کو کاٹ نہ دیا جائے اس وقت تک ذبح کرنا صحیح نہیں ہے اور ودجان (خون کی دو رگیں) کا کاٹنا مستحب ہے، امام احمد کی بھی یہی روایت زیادہ صحیح ہے، علامہ ابن منذر نے یہ کہا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ودجان، حلقوم اور مری کو کاٹ دیا جائے اور خون بہہ جائے تو ذکاۃ حاصل ہو جائے گی، اور اگر حلقوم اور ودجین (یعنی تین رگیں کٹ جائیں اور ایک مری رہ جاتے) تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، لیث، ابوثور اور داؤد بن منذر یہ کہتے ہیں کہ تمام رگوں کا کاٹنا شرط ہے، امام ابوحنیفہ نے یہ کہا کہ اگر چار میں سے تین رگیں کٹ جائیں تو ذبیحہ جائز ہے، امام مالک نے یہ کہا کہ حلقوم اور ودجین کا کاٹنا واجب ہے اور مری کا کاٹنا شرط نہیں ہے، امام مالک سے منقول دوسری روایت یہ ہے کہ صرف ودجین کا کاٹ دینا بھی کافی ہے اور تیسری روایت یہ ہے کہ چاروں رگوں کا کاٹنا شرط ہے، امام ابویوسف کے تین قول ہیں ایک قول امام ابوحنیفہ کی طرح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ حلقوم اور کوئی سی دو رگیں کاٹ دی جائیں تو جائز ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ حلقوم، مری اور ودجین میں سے کسی ایک رگ کا کاٹ دینا واجب ہے، اور امام محمد نے یہ کہا ہے کہ اگر چار میں سے اکثر رگیں کاٹ دیں تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ [2]

ذبح اور نحر کا ایک دوسرے کے قائم مقام ہونا

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے: "ہر وہ چیز جس کا خون بہا دیا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے اس

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، " "

کو کھالو ـــــ اس میں اس پر دلیل ہے کہ جس میں نحر ہے اس کو ذبح کیا جا سکتا ہے اور جس میں ذبح ہے اس کو نحر کیا جا سکتا ہے؛ یہ تمام علماء کے نزدیک جائز ہے، البتہ داؤد ظاہری اس کو ممنوع کہتے ہیں اور امام مالک کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے، اور ایک روایت میں مکروہ تحریمی ہے اور ایک روایت میں مباح ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اونٹ میں نحر کرنا سنت ہے اور گائے اور بکری میں ذبح کرنا سنت ہے۔

ذکاۃ اضطراری کی تفصیل اور مذاہب فقہاء

اس باب کی حدیث نمبر ۴۹۷۰ میں ہے: ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اس کے تیر مارا سو اس تیر نے اس کو ٹھیرا لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی اونٹ تمہاری گرفت میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔"

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جو جانور بھاگ جائے اور اس کو ذبح یا نحر کرنے کی قدرت نہ ہو تو اس کے جسم کے کسی حصہ کو بھی زخمی کر دیا جائے تو یہ جائز ہے (یہ ذکاۃ اضطراری ہے) اور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس کے ذبح پر قدرت ہو اور دوسری قسم وہ ہے جو وحشی جانور ہو پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ جب تک اس کو حلق اور لبہ درمیان سے نہ کاٹا جائے وہ حلال نہیں ہے، خواہ وہ پالتو جانور ہو یا وحشی ہو مثلاً کسی شخص نے شکار یا وحشی جانور کو پکڑ لیا تو اب وہ حلق اور لبہ کے درمیان کاٹے بغیر حلال نہیں ہے، اور جو جانور وحشی ہو مثلاً شکار (جب وہ گرفت میں نہ آئے) تو اس کا پورا جسم مقام ذبح ہے لہٰذا اس کے جسم کے کسی حصہ پر بھی تیر لگ جائے یا اس پر کوئی زخم کرنے والا جانور چھوڑا جائے اور اس سے وہ جانور مر جائے تو اس کا کھانا بالاجماع جائز ہے (بندوق کی گولی کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے باوضاحت بیان کر چکے ہیں ـــــ سعیدی غفرلہٗ)۔

اسی طرح اگر پالتو جانور بھاگ جائے تو وہ شکار کی طرح ہے، یا کوئی پالتو جانور (مثلاً بیل یا اونٹ) کنوئیں میں گر جائے اور اس کو معروف طریقہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے جسم کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر دیا تو وہ حلال ہے، حضرت علی بن ابیطالب، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، طاؤس، عطاء، شعبی، حسن بصری، اسود بن یزید الحکم، حماد، نخعی، ثوری، امام ابوحنیفہ، امام احمد، امام شافعی، مزنی، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے، امام مالک کہتے ہیں کہ ان صورتوں میں بھی حلق اور لبہ کے درمیان ذبح کیے بغیر حلال نہیں ہے اور جمہور فقہاء کی دلیل حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور ہے۔ [1]

بَابُ ۶۹۲ بَيَانِ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ وَبَيَانِ نَسْخِهٖ وَاِبَاحَتِهٖ اِلٰى مَتٰى شَآءَ

ابتداء اسلام میں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت اور پھر اس کے منسوخ ہونے کا بیان

۴۹۸۲ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ شَهِدْتُّ

ابو عبید کہتے ہیں کہ میں عید میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، حضرت علی نے خطبہ سے پہلے نماز

[1] لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْ لُحُومِ نُسُكِنَا بَعْدَ ثَلَاثٍ۔

پڑھائی اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد ہمیں اپنی قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۹۸۳ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فَصَلَّى لَنَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَا تَأْكُلُوا۔

ابن ازہر کہتے ہیں کہ وہ عید کے دن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پھر انھوں نے حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی حضرت علی نے پہلے ہمیں نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو تین راتوں سے زیادہ اپنی قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے، سو تم مت کھاؤ۔

۴۹۸۴ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین مزید سندیں بیان کی ہیں۔

۴۹۸۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْكُلْ أَحَدٌ مِنْ لَحْمِ أُضْحِيَّتِهِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔

۴۹۸۶ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

۴۹۸۷ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْاَضَاحِیْ بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَاْكُلُ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیْ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے، سالم نے کہا حضرت ابن عمر تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور ابن ابی عمر نے تین دن کے بعد کا لفظ کہا۔

۴۹۸۸ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِیُّ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ دَفَّ اَهْلُ اَبْيَاتٍ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى زَمَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادَّخِرُوْا ثَلَاثًا ثُمَّ تَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِیَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ يَتَّخِذُوْنَ الْاَسْقِيَةَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا نَهَيْتَ اَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِّنْ اَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِیْ دَفَّتْ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا۔

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین (دن) کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا، عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ سے اس حدیث کا ذکر کیا، عمرہ نے کہا انھوں نے سچ کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے کچھ لوگ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تین دن تک گوشت کو جمع کرو اس کے بعد جو باقی بچے اس کو صدقہ کر دو، اس کے بعد صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانی (کی کھالوں) سے مشکیں بناتے تھے اور اس (قربانی) کی چربی رکھتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کیا ہوا؟ صحابہ نے کہا آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے، آپ نے فرمایا میں نے تم کو ان محتاجوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آئے تھے، اب قربانیوں کو کھاؤ، جمع کرو اور صدقہ کرو۔

۴۹۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تین (دن) کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا اس کے بعد فرمایا: کھاؤ اور زاد راہ بناؤ اور اکٹھا کرو۔

۴۹۹۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ کِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُولُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَاَرْخَصَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا قُلْتُ لِعَطَاءٍ قَالَ جَابِرٌ حَتّٰی جِئْنَا الْمَدِیْنَةَ قَالَ نَعَمْ.

کہ ہم منیٰ کے تین دنوں سے زیادہ اپنے اونٹوں کی قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت دی اور فرمایا کھاؤ اور زادِ راہ بناؤ، (راوی کہتے ہیں) میں نے عطاءؒ سے کہا حضرت جابرؓ نے یہ کہا تھا کہ حتیٰ کہ ہم مدینہ آگئے؟ انھوں نے کہا ہاں!۔

۴۹۹۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا زَكَرِیَّاءُ بْنُ عَدِیٍّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَیْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَیْسَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا لَا نُمْسِكُ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیْ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَزَوَّدَ مِنْهَا وَنَاْكُلَ مِنْهَا (یَعْنِیْ فَوْقَ ثَلَاثٍ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم تین (دن) سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے، پھر ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ہم اس کو زادِ راہ بنائیں اور اس سے کھاتے رہیں یعنی تین (دن) سے زیادہ۔

۴۹۹۲۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُهَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قربانیوں کا گوشت بطور زادِ راہ مدینہ منورہ لے جاتے تھے۔

۴۹۹۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنِ الْجُرَیْرِیِّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ لَا تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ الْاَضَاحِیْ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ فَشَكَوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ لَهُمْ عِیَالًا وَحَشَمًا وَخَدَمًا فَقَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَاحْبِسُوْا اَوِ ادَّخِرُوْا قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی شَكَّ عَبْدُ الْاَعْلٰی.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اہلِ مدینہ! تین (دن) سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہ کھاؤ، ابن مثنیٰ کی روایت میں تین دن ہے، پھر حضرات صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ ہمارے بال بچے اور نوکر چاکر ہیں، آپ نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ، اور اس کو رکھو یا ذخیرہ کرو، ابن المثنیٰ نے کہا کہ عبد الاعلیٰ کو ان الفاظ میں شک ہے۔

۴۹۹۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ فِيْ بَيْتِهٖ بَعْدَ ثَالِثَةٍ شَيْئًا فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ أَوَّلَ فَقَالَ لَا إِنَّ ذَاكَ عَامٌ كَانَ النَّاسُ فِيْهِ بِجَهْدٍ فَأَرَدْتُّ أَنْ يَفْشُوَ فِيْهِمْ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے قربانی کرے تو تین دن کے بعد اس کے گھر میں (اس میں سے) کوئی چیز نہ رہے، جب اگلا سال آیا تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اسی طرح کریں جس طرح پہلے سال کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس سال لوگوں کو (گوشت کی) زیادہ احتیاج تھی تو میں نے یہ چاہا کہ گوشت ان میں پھیل جائے۔

۴۹۹۵ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِيَّتَهٗ ثُمَّ قَالَ يَا ثَوْبَانُ أَصْلِحْ لَحْمَ هٰذِهٖ فَلَمْ أَزَلْ أُطْعِمُهٗ مِنْهَا حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو ذبح کیا، پھر فرمایا اے ثوبان اس گوشت کو سنبھال کر رکھو! پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو برابر اس گوشت میں سے کھلاتا رہا حتی کہ آپ مدینہ آ گئے

۴۹۹۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۴۹۹۷ - وَحَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَصْلِحْ هٰذَا اللَّحْمَ قَالَ فَأَصْلَحْتُهٗ فَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ مِنْهُ حَتّٰى بَلَغَ الْمَدِيْنَةَ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھ سے یہ فرمایا اس گوشت کو ٹھیک ٹھاک کر کے رکھو! پھر میں نے اس گوشت کو ٹھیک ٹھاک کیا اور آپ مدینہ منورہ پہنچنے تک اس گوشت میں سے کھاتے رہے۔

۴۹۹۸ - وَحَدَّثَنِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَقُلْ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں حجۃ الوداع کے الفاظ نہیں ہیں۔

۴۹۹۹ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ سِنَانٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ أَبُوْ سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ إِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو پہلے زیارت قبور سے منع کیا تھا، لیکن اب تم زیارت کیا کرو، اور میں نے پہلے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اب تمہارا جب تک جی چاہے قربانی کا گوشت رکھ لیا کرو، اور میں نے تم کو مشک کے علاوہ تمام برتنوں میں نبیذ کے استعمال سے منع کیا تھا، اب تم تمام برتنوں میں نبیذ استعمال کرو، البتہ نشہ آور چیز کو نہ پینا۔

۵۰۰۰- وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِيْ سِنَانٍ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو پہلے منع کیا تھا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ ان احادیث سے احکام مستنبط کرنے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس سے کھانا حرام ہے، اور یہ کہ تحریم کا حکم اب بھی باقی ہے، حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی نظریہ ہے، اور جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس کو کھانا جائز ہے، اور بعض احادیث میں جو ممانعت کی گئی ہے وہ دوسری احادیث صریحہ سے منسوخ کر دی گئی ہے خصوصاً حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ممانعت کی واضح تصریح ہے، اور یہ سنت سے ثابت شدہ حکم کی سنت سے منسوخ ہونے کی مثال ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ نسخ نہیں ہے بلکہ پہلے تین دن سے زیادہ گوشت رکھنے کی ممانعت ایک علت کی بنا پر کی گئی تھی اور جب وہ علت زائل ہو گئی تو وہ ممانعت منسوخ ہو گئی جیسا کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے، ایک قول یہ ہے کہ پہلے جو ممانعت کی گئی تھی وہ تنزیہا تھی اور یہ کراہت تنزیہی اب بھی باقی ہے لیکن حرام نہیں ہے، اور اگر وہ علت آج بھی پیدا ہو جائے اور لوگوں میں فقر اور گوشت کی احتیاج زیادہ ہو جائے تو اب بھی گوشت کو جمع کرنا مکروہ ہی ہوگا، انھوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے قول کا بھی یہی محمل ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ ممانعت اب مطلقاً منسوخ ہو گئی ہے اور اب گوشت رکھ لینا حرام ہے نہ مکروہ، لہٰذا اب گوشت رکھ لینا بھی جائز ہے اور تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانا بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ وغیرہ کی احادیث میں اس کی تصریح ہے، اور حضرت

ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت (۴۹۹۵) میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا گوشت کو سنبھال کر رکھو پھر مدینہ منورہ پہنچنے تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس گوشت کو کھاتے رہے ان احادیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کھانے پینے کی چیزوں کو جمع کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ [1]

اس باب کی آخری حدیث میں ہے کہ پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا اور بعد میں اس کی اجازت دے دی، زیارت قبور پر مفصل بحث شرح صحیح مسلم جلد ثانی کی کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے، اسی طرح نسخ پر مفصل بحث بھی شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں گذر چکی ہے۔

بَابُ٩٣ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ

فرع اور عتیرہ کا حکم

٥٠٠١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ زَادَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرع کوئی چیز ہے نہ عتیرہ اور ابن رافع کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ فرع اونٹنی کے پہلے بچہ کو کہتے ہیں جس کو مشرک ذبح کیا کرتے تھے۔

فرع اور عتیرہ کا معنی

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اہل لغت نے کہا ہے کہ فرع اور عتیرہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جس کو رجب کے پہلے عشرہ میں ذبح کیا جاتا تھا اس کو رجبیہ بھی کہتے ہیں، عتیرہ کی اس تفسیر پر علماء کا اتفاق ہے اور فرع کی یہ تفسیر بھی کی ہے کہ یہ اونٹنی کا نومولود بچہ ہے جس کو (اہل جاہلیت) ذبح کرتے تھے، امام شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ وہ جانور کا نومولود بچہ ہے جس کو وہ ذبح کرتے تھے اور اس کی ماں میں برکت اور کثرت نسل کی امید سے اس بچہ کو ملکیت میں نہیں رکھتے تھے، بہ کثرت اہل لغت وغیرہ نے اسی طرح تفسیر کی ہے اور بہ کثرت علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ فرع اس نومولود بچہ کو کہتے ہیں جس کو وہ بتوں اور طواغیت کے لیے ذبح کرتے تھے، صحیح بخاری اور سنن ابوداؤد میں یہی تفسیر ہے، ایک قول یہ ہے کہ جس شخص کے اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ جائے وہ اس کے بعد جس نومولود بچہ کو ذبح کرے اس کو نتاج کہتے ہیں، ابومالک نے بیان کیا ہے کہ جس شخص کے اونٹ سو ہو جاتے تو وہ ایک جوان اونٹ کرے کرتا اور

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ١٥٩ - ١٥٨، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

اپنے بت کے لیے اس کو نحر کرتا، اس کو وہ لوگ فرع کہتے تھے۔

فرع اور عتیرہ کے متعلق دیگر احادیث

فرع اور عتیرہ کے متعلق اس حدیث میں بھی حکم ہے اور اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث میں اس کے بارے میں حکم ہے، حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ندا کی اور کہا ہم زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینہ میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا جس ماہ میں چاہو اللہ کے لیے ذبح کرو اور اللہ کے لیے نیک کام کرو اور کھلاؤ، کہا ہم زمانہ جاہلیت میں فرع کو ذبح کرتے تھے، آپ ہمیں اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر رشتہ قدرتی گھاس چرنے والے جانوروں میں ایک ذبیحہ ہے، تمہارے مویشی چرتے رہیں حتیٰ کہ جب وہ بوجھ اٹھانے (یا حاجیوں کے سفر کے) قابل ہو جائیں تو تم ان کو ذبح کرو اور ان کے گوشت کو صدقہ کر دو۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے، اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پچاس جانوروں میں سے ایک جانور ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ ہر پچاس بکریوں میں سے ایک بکری (کے ذبح) کا حکم دیا ہے، ابن منذر نے کہا کہ حضرت عائشہ کی حدیث صحیح ہے، اور سنن ابو داؤد میں از عمرو بن شعیب از والد از جد روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرع کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا فرع حق ہے اور اگر تم اس کے ذبح کرنے کو ترک کر دو حتیٰ کہ وہ جوان ہو جائے یا ایک یا دو سال کا ہو جائے اور تم وہ کسی بیوہ کو دے دو یا اس کو اللہ کی راہ میں دے دو تو وہ اس کو اس طرح ذبح کرنے سے بہتر ہے، جس ذبح میں اس کا گوشت اس کی کھال سے چپکا ہوا ہوتا ہے (اور تم ایسا کر کے) اپنا برتن اوندھا کر دیتے ہو، اور اونٹنی کو بے چین کر دیتے ہو، ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں یہ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ فرع حق ہے، لیکن وہ اس کو پیدا ہوتے ہی ذبح کر دیتے تھے۔ اور اس میں کوئی فربہی نہیں ہوتی تھی، اسی لیے فرمایا کہ تم اس کو ذبح کرتے ہو درآں حالیکہ اس کا گوشت اس کی کھال سے چپکا ہوا ہوتا ہے، اور اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ بچہ کے چلے جانے سے اس اونٹنی کا دودھ منقطع ہو جاتا ہے، اس طرح تم گویا اپنا دودھ بہا کر اپنے برتن کو اوندھا کر دیتے ہو اور اونٹنی کو بے چین کر دیتے ہو۔ اس طرح آپ نے یہ اشارہ فرمایا کہ فرع (نومولود) بچہ کو ذبح کرنا ترک کر دو، حتیٰ کہ وہ ایک سال کا یا دو سال کا ہو جائے اور اس کو اس وقت ذبح کیا جائے جب اس کا گوشت لذیذ ہو چکا ہو اور اس کی ماں سے دودھ حاصل کیا جا چکا ہو اور اس کی جدائی اس کی ماں کے لیے رنج کا باعث نہ ہو اور وہ اس سے مستغنی ہو چکی ہو۔ امام بیہقی نے حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرفات یا منیٰ میں حاضر ہوا آپ سے ایک شخص نے عتیرہ کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا: "جو شخص چاہے عتیرہ کرے اور جو شخص چاہے نہ کرے اور جو شخص چاہے فرع کرے (یعنی نومولود جانور کو ذبح کرے) اور جو شخص چاہے نہ کرے"

اور حضرت ابن سیرین سے روایت ہے انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں جانور ذبح کرتے تھے اور اس کا گوشت خود کھاتے تھے اور لوگوں کو کھلاتے تھے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور حضرت مخنف بن سلیم سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے، اس وقت میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! ہر گھرانے پر ہر سال میں قربانی اور عتیرہ ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ عتیرہ وہ ہے جس کو رجبیہ کہا جاتا ہے (یعنی جس جانور کو رجب میں ذبح کیا جائے) اس حدیث کو امام ابو داؤد امام ترمذی اور امام نسائی وغیرہم نے روایت کیا ہے، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور علامہ خطابی نے کہا یہ حدیث ضعیف

ہے، کیونکہ اس کی سند میں ابورملہ مجہول ہے

فرع اور عتیرہ کے متعلق احادیث کی وضاحت

فرع اور عتیرہ کے متعلق جو احادیث آئی ہیں یہ ان کا مختصر بیان ہے، امام شافعی نے کہا کہ فرع وہ چیز ہے جس کو ذبح کر کے اہل جاہلیت اپنے اموال میں برکت کو حاصل کرتے تھے، کوئی شخص اپنی جوان اونٹنی یا بکری کو ذبح کرتا اور برکت کی امید سے اس کو خود نہیں کھاتا تھا دوسروں کو کھلاتا تھا، پھر صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو ذبح کر لیا کرو، ان کا سوال اس لیے تھا کہ زمانہ جاہلیت میں جو وہ ذبح کرتے تھے کہیں وہ اسلام میں مکروہ تو نہیں ہے سو آپ نے ان کو یہ خبر دی کہ یہ فعل مکروہ نہیں ہے اور ان سے یہ فرمایا کہ مستحب یہ ہے کہ وہ اس جانور کو کھلا پلا کر بڑا کریں پھر اس کو اللہ کی راہ میں دے دیں، امام شافعی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ فرع حق ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ باطل نہیں ہے کیونکہ سائل کا مقصد یہی تھا کہ یہ کہیں باطل تو نہیں ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ فرع واجب ہے نہ عتیرہ، امام شافعی نے کہا دوسری حدیث اسی معنی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سائل کو ذبح کرنے کی اجازت دی اور اس بات کو ترجیح دی کہ وہ اس جانور کو بڑا کر کے کسی بیوہ کو دے دے یا اللہ کی راہ میں دے دے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عتیرہ کے متعلق فرمایا جس مہینہ میں چاہو اللہ کے لیے ذبح کر دو، یعنی اگر تم چاہو تو کسی بھی مہینہ میں اللہ کے لیے جانور کو ذبح کر دو اور اس کو رجب کے مہینہ میں ذبح کرنے کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

فرع اور عتیرہ کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: کہ ہمارے فقہاء کا صحیح قول یہ ہے کہ فرع اور عتیرہ مستحب ہے، امام شافعی نے بھی اسی کی تصریح کی ہے اور لافرع ولاعتیرۃ۔ "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں وجوب کی نفی ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جو مشرکین اپنے بتوں کے تقرب کے لیے ذبح کرتے تھے اس حدیث میں اس کی نفی ہے، تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کا قربانی کی طرح ثواب نہیں ہے، البتہ مساکین پر گوشت تقسیم کرنا نیکی اور صدقہ ہے، یہ ہمارے مذہب کی تفصیل ہے اور قاضی عیاض مالکی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ فرع اور عتیرہ کا امر منسوخ ہو چکا ہے۔ [1]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

فرع اور عتیرہ دونوں اسلام میں ممنوع ہیں اور ممانعت کی علت بتوں کے لیے ذبح کرنا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا جائے تو پھر ممنوع نہیں ہے کیونکہ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں عتیرہ ذبح کرتے تھے، اب آپ ہمیں اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے لیے ذبح کرو خواہ کسی ماہ میں ذبح کرو، اور اللہ کے لیے نیکی کرو اور لوگوں کو کھلاؤ" یہ حدیث ابتداء اسلام پر محمول ہے بعد میں آپ نے لافرع ولاعتیرۃ۔ "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" فرما کر ان سے بالعموم منع فرما دیا کیونکہ اس میں بہرحال بت پرستوں کے عمل سے مشابہت ہے۔ [2]

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۰-۱۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۱۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

حدیث میں ہے لا فرع ولا عتیرۃ "کوئی فرع ہے نہ کوئی عتیرہ" امام شافعی نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ فرع اور عتیرہ واجب نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ تاویل سنن نسائی کی اس روایت سے مردود ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الفرع و العتیرۃ ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا ہے۔

فرع اور عتیرہ کے سلسلہ میں متعدد متعارض روایات ہیں، امام نسائی نے حارث بن عمرو سے یہ روایت کیا ہے کہ حجۃ الوداع میں ان کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی .... ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ عتائر اور فرائع کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: جو چاہے عتیرہ کو ذبح کرے اور جو چاہے نہ ذبح کرے اور جو چاہے فرع کو ذبح کرے اور جو چاہے نہ کرے نیز امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوذر بن لقیط بن عامر عقیلی نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں ایک جانور ذبح کرتے، خود بھی اس سے کھاتے تھے اور جو شخص ہمارے پاس آتا اس کو بھی کھلاتے تھے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر علامہ عینی نے ان احادیث کا ذکر کیا ہے جن کو ہم علامہ نووی کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں، اس کے بعد علامہ عینی لکھتے ہیں: یہ تمام احادیث فرع اور عتیرہ کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں، علامہ ابن بطال نے لکھا ہے کہ علماء میں سے علامہ ابن سیرین رجب میں عتیرہ کو ذبح کرتے تھے اور امام طحاوی نے آثار میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر عتیرہ ذبح کرتے تھے، فقہاء شافعیہ نے اس کو مستحب لکھا ہے، اور قاضی عیاض اور علامہ حازمی نے لکھا ہے کہ جس حدیث میں آپ نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا ہے وہ جواز کی احادیث کی ناسخ ہے اور جمہور علماء کا اسی پر عمل ہے۔ [۱]

باب ۹۴ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَهُوَ مُرِيدُ التَّضْحِيَةِ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا

قربانی کرنے والے کے لیے قربانی کرنے سے پہلے بال اور ناخن کٹوانے کی ممانعت

۵۰۰۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَا يَرْفَعُهُ قَالَ لٰكِنِّي أَرْفَعُهُ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عشرہ ذوالحج شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے، تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو بالکل نہ کاٹے، سفیان (راوی) سے کہا گیا کہ بعض راوی اس حدیث کو مرفوعاً بیان نہیں کرتے، انھوں نے کہا میں اس کو مرفوعاً بیان کرتا ہوں۔

۵۰۰۳ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عشرہ ذوالحج داخل ہو جائے تو جس شخص کے پاس قربانی ہو اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا

[۱] - علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۸۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ تَرْفَعُهُ، قَالَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَ عِنْدَهُ اُضْحِيَةٌ يُّرِيْدُ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا۔

ہو وہ اپنے بالوں کو کاٹے نہ ناخنوں کو۔

۵۰۰۴- وَحَدَّثَنِیْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ الْعَنْبَرِيُّ اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهٖ وَ اَظْفَارِهٖ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذوالحجہ کا ہلال دیکھو اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کا ارادہ کرے وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو اسی حال پر رہنے دے۔

۵۰۰۵- وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عُمَرَ اَوْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۰۰۶- وَحَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اللَّيْثِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ ذِبْحٌ يَذْبَحُهٗ فَاِذَا اُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ذبح کرنے کے لیے کوئی ذبیحہ ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں کو بالکل نہ کاٹے۔

۵۰۰۷- حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارٍ اللَّيْثِيُّ قَالَ كُنَّا فِي الْحَمَّامِ قُبَيْلَ الْاَضْحٰى فَاطَّلٰى فِيْهِ نَاسٌ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَمَّامِ اِنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ

عمرو بن مسلم بن عمار لیثی بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ سے کچھ پہلے ہم حمام میں تھے، بعض لوگوں نے چونے سے اپنے بال صاف کیے، بعض اہل حمام نے کہا کہ سعید بن مسیب اس فعل کو مکروہ کہتے ہیں یا اس سے منع کرتے ہیں، میری سعید بن مسیب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا، انھوں

بَكْرٌ هٰذَا أَوْ يَنْهٰى عَنْهُ فَلَقِيتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ نُسِيَ وَ تُرِكَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ مُعَاذٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو.

نے کہا اے بھتیجے یہ حدیث بھلا دی گئی اور ترک کر دی گئی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۰۰۸ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَخِي ابْنِ وَهْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْجُنْدَعِيِّ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيثِهِمْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی۔

عشرۂ ذوالحجہ میں قربانی سے پہلے قربانی کرنے والے کے بال اور ناخن کاٹنے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

عشرہ ذوالحج داخل ہونے کے بعد قربانی کرنے والے کے لیے اپنے بال اور ناخن کاٹنے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، سعید بن مسیب، ربیعہ، امام احمد، اسحاق، داؤد (ظاہری) اور بعض اصحاب شافعی نے یہ کہا ہے کہ عشرہ ذوالحج میں قربانی کرنے والے پر قربانی سے پہلے اپنے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنا حرام ہے، اور امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے، اور امام مالک کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نفل قربانی میں یہ حرام ہے اور جو قربانی واجب ہو اس میں حرام نہیں ہے، جو فقہاء اس کو حرام قرار دیتے ہیں ان کا استدلال ان احادیث سے ہے امام شافعی اور دوسرے فقہاء جو حرمت کے قائل نہیں ہیں ان کا استدلال صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدی (قربانی کا جانور) کے لیے ہار بنتی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ ہار اس کے گلے میں ڈال کر اس کو روانہ کر دیتے اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کی تھیں ان میں سے کوئی چیز آپ پر حرام نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ کی ہدی کی قربانی ہو جاتی۔" امام شافعی فرماتے ہیں ہدی کو بھیجنا قربانی کرنے کے ارادہ سے زیادہ قوی ہے اور جب ہدی بھیجنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی تو قربانی کرنے کے ارادہ سے کوئی چیز کیسے حرام ہو جائے گی؟ اس وجہ سے امام شافعی نے اس باب کی احادیث کو کراہت تنزیہیہ پر محمول کیا ہے۔

بال کاٹنے کی ممانعت سے مراد عام ہے خواہ کسی طریقہ سے یا جسم کے کسی حصہ کے بال بھی کاٹے جائیں، ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ بال کاٹنے کی ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اجزاء کے ساتھ مکمل طور پر باقی رہے تاکہ مکمل جہنم سے آزاد

ہو، بعض علماء نے کہا یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ قربانی کرنے والے کی محرم کے ساتھ مشابہت ہو لیکن یہ غلط ہے کیونکہ بال اور ناخن نہ کاٹ کر وہ محرم کے ساتھ مشابہ نہیں ہوتا کیونکہ نہ وہ عورتوں سے پرہیز کرتا ہے نہ خوشبو اور سلے ہوئے کپڑے پہننے کو ترک کرتا ہے حالانکہ محرم ان چیزوں کو ترک کرتا ہے لے (یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ مشابہت صرف بعض اوصاف میں اشتراک سے ہو جاتی ہے مشابہت کے لیے مکمل اشتراک ضروری نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہٗ)

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک عشرہ ذوالحج میں قربانی کرنے والے کے لیے قربانی سے پہلے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنے کی رخصت ہے اور یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی قربانی کے ایام میں بالوں اور ناخنوں کو کاٹنا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے اور یہی مذہب شافعی ہے۔ ؎۲

باب ۶۹۵ تحریم الذبح لغیر الله تعالى ولعن فاعله

غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کرنے کی حرمت اور ذبح کرنے والے پر لعنت کا بیان

۵۰۰۹ - حدثنا زهير بن حرب وسريج بن يونس كلاهما عن مروان قال زهير حدثنا مروان بن معاوية الفزاري حدثنا منصور بن حيان حدثنا أبو الطفيل عامر بن واثلة قال كنت عند علي بن أبي طالب فأتاه رجل فقال ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يسر إليك قال فغضب وقال ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يسر إلي شيئا يكتمه الناس غير أنه قد حدثني بكلمات أربع قال فقال ما هن يا أمير المؤمنين قال قال لعن الله من لعن والده ولعن الله من ذبح لغير الله ولعن الله من آوى محدثا ولعن الله من غير منار الأرض۔

عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے سرگوشیوں میں کیا کہتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی راز نہیں بتایا جس کو اور لوگوں سے چھپایا ہو، البتہ آپ نے مجھے چار باتیں ارشاد فرمائی ہیں، اس نے پوچھا اے امیر المؤمنین وہ کیا باتیں ہیں؟ آپ نے کہا حضور نے فرمایا جو شخص اپنے والد پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص زمین (کی حدبندی) کے نشانات کو مٹائے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

۵۰۱۰ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا

ابو الطفیل کہتے ہیں ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی

؎۱ ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ
؎۲ ۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۰۷، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ ھ

أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْنَا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ أَسَرَّهُ إِلَيْكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا أَسَرَّ إِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ۔

۵۰۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ أَبِيْ بَزَّةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِيٌّ أَخَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ كَافَّةً إِلَّا مَا كَانَ فِيْ قِرَابِ سَيْفِيْ هٰذَا قَالَ فَأَخْرَجَ صَحِيْفَةً مَكْتُوْبٌ فِيْهَا لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا۔

اللہ عنہ سے کہا ہمیں وہ راز بتائیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بتلایا ہے، آپ نے فرمایا حضور نے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں بتائی جس کو لوگوں سے چھپایا ہو لیکن میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے زمین (کی حد بندی) کے نشانات تبدیل کیے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کسی چیز کے ساتھ خاص کر لیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کسی ایسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا جس کی خبر اور لوگوں کو نہیں دی، البتہ میری اس تلوار کی نیام میں کچھ احکام ہیں پھر آپ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں لکھا ہوا تھا جو شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص زمین کی (حد بندی کی) نشانی چرائے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص اپنے والد پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

غیر اللہ کی خاطر یا غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا حکم

والدین کو لعنت کرنا گناہ کبیرہ ہے، کتاب الایمان میں اس کی مکمل وضاحت ہو چکی ہے، اور بدعت کی مکمل بحث شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں گزر چکی ہے، باقی رہا غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا سو اس کے متعلق علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا جائے، مثلاً کوئی شخص بت یا پیغمبر کے نام پر جانور ذبح کرے یا ذبح کے وقت حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ یا کعبہ کا نام لے، اس قسم کے تمام ذبیحے حرام ہیں اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی ہو، امام شافعی نے اس کی تصریح کی ہے اور ہمارے اصحاب شافعیہ کا اس پر اتفاق ہے اور جس کے نام پر ذبح کیا ہے اگر اس کی تعظیم اور عبادت کا قصد کیا تو یہ کفر ہے اگر ذبح کرنے والا پہلے مسلمان تھا تو اس طرح ذبح کرنے کے بعد مرتد ہو جائے گا، شیخ ابراہیم مروزی شافعی نے ذکر کیا ہے کہ بادشاہ کے استقبال کے وقت اس

کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اہل بخارا نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ ما اہل بہ لغیر اللہ کا مصداق ہے اور علامہ رافعی نے کہا کہ وہ لوگ بادشاہ کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں سو یہ ذبیحہ عقیقہ کی طرح ہے اور اس کے حرام ہونے کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے۔ لہ

امراء کی خاطر جانور ذبح کرنے کا حکم

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

امیر یا کسی اور بڑے آدمی کے آنے پر جانور ذبح کرنا حرام ہے کیونکہ یہ اھلال لغیر اللہ - (غیر اللہ کے لیے آواز بلند کرنا) ہے خواہ اس میں ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جاتے یا نہیں، اور اگر اس نے مہمان کی خاطر جانور ذبح کیا تو یہ حرام نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سنت ہے، اور مہمان کی عزت کرنا اللہ کی عزت کرنا ہے وجہ فرق یہ ہے کہ اگر وہ خود کھانے یا مہمان کو کھلانے کے لیے ذبح کرتا ہے تو یہ ذبح کرنا اللہ کے لیے ہوگا اور اس کی منفعت مہمان کے لیے ہوگی یا دعوت کے لیے یا قصاب کو اس کا نفع ہوگا اور اگر کھانے کے لیے ذبیحہ پیش نہیں کیا (یعنی نہ خود کھایا نہ امیر کو کھلایا) بلکہ کسی اور کو دے دیا تو یہ غیر خدا کی تعظیم ہوئی اور یہ ذبیحہ حرام ہوگا۔ اور کیا وہ کافر ہو جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں، (بزازیہ وشرح وھبانیہ) میں کہتا ہوں کہ منیہ کی کتاب الصید میں یہ لکھا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور وہ کافر نہیں ہوگا، کیونکہ ہم کسی مسلمان کے متعلق یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح کے ساتھ کسی انسان کا تقرب حاصل کرے گا۔ ٢ہ

علامہ شامی لکھتے ہیں: کسی انسان کا تقرب بطور عبادت حاصل کرنا کفر ہے اور مسلمان کے حال سے یہ بہت بعید ہے کہ وہ کسی آدمی کا بطور عبادت تقرب حاصل کرے اس لیے جو شخص کسی امیر کے آنے پر جانور ذبح کرتا ہے اس کا اس ذبح سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے یا اس کی محبت کو حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے ایک جانور کا فدیہ دے رہا ہے لیکن چونکہ اس ذبیحہ میں اس امیر کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اس لیے حکماً ذبح کے وقت ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا محض اللہ کے لیے نہیں رہتا اور یہ ایسا ہے جیسے ذبح کے وقت کوئی کہے "اللہ کے نام پر اور فلاں کے نام پر" سو یہ ذبیحہ حرام ہے لیکن حرمت کو کفر لازم نہیں ہے۔ ٣ہ

ایصال ثواب کے لیے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم

مسلمانوں کا معمول ہے کہ وہ بزرگان دین کے ایصال ثواب کے لیے جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرتے ہیں یا گوشت کو پکا کر کھانے کو فقراء پر صدقہ کرتے ہیں اور اس صدقہ کا ثواب کسی اللہ کے ولی کو پہنچاتے ہیں، بعض لوگ اس عمل کو ناجائز کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کا بکرا ہے (یعنی فلاں بزرگ کو ثواب پہنچانے کے لیے یہ بکرا ہے) یہ اھلال لغیر اللہ ہے (غیر اللہ کے نام پر پکارنا ہے) اور اھلال لغیر اللہ - شرک ہے لہٰذا جس شخص نے کسی جانور کو کسی بزرگ کے ساتھ نامزد کیا وہ مشرک ہو گیا اور وہ ذبیحہ حرام ہے۔

اس باب کی حدیث اور فقہاء کی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی تنظیم کی خاطر کسی جانور کو ذبح کرے

لہ - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

٢ہ - علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۰، مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ

٣ہ - علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۰، مطبوعہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا تاہم یہ کفر نہیں ہے، کفر اس وقت ہوگا جب وہ اس بزرگ کی تعظیم بطور عبادت کرے اور یہ مسلمان کے حال سے بہت بعید ہے کہ وہ کسی بزرگ کی بطور عبادت تعظیم کرے، اور اگر جانور کو ذبح کرنے سے اس بزرگ کی تعظیم مقصود نہیں ہے، مقصود تو اس جانور کے گوشت یا اس گوشت سے تیار شدہ کھانے کو صدقہ کرنا ہے اور جانور کو ذبح کرنا صرف اس کے گوشت کے حصول کے لیے ہے تو یہ بلاشبہ جائز ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اس لیے عام مسلمانوں کے متعلق بدگمانی نہیں کرنی چاہیے اور ان کے افعال کو صحیح وجہ پر محمول کرنا چاہیے، ہاں اگر اولیاء اللہ کو ایصال ثواب کرنے والا کوئی شخص راہ اعتدال اور صحیح طریقہ سے ہٹا ہوا ہو تو اس کو اپنی اصلاح کر لینی چاہیے وہ صرف گوشت کے حصول کے لیے ذبح کرے اور اس ذبح سے اللہ کے سوا اور کسی کی تعظیم کا قصد نہ کرے البتہ جب اس گوشت کو صدقہ کرکے اس صدقہ کا ایصال ثواب کرے اور اس میں اولیاء اللہ کی تعظیم کا قصد کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاشربۃ

(نشہ آور مشروبات کا بیان)

خمر کا لغوی معنی

قرآن مجید، احادیث متواترہ اور اجماع فقہاء سے خمر حرام ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک حقیقت میں خمر انگور کے اس کچے شیرہ کو کہتے ہیں جو پڑے پڑے سڑ کر جھاگ چھوڑ دے، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں لغت میں خمر کا یہی معنی ہے اور یہی حقیقت ہے البتہ مجازاً ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہا جاتا ہے، احادیث اور آثار میں جہاں ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہا گیا ہے وہ اطلاق مجازی ہے اس کے برعکس ائمہ ثلاثہ یہ کہتے ہیں کہ خمر کا معنی ڈھانپنا ہے شراب کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور ہر نشہ آور مشروب حقیقۃً خمر ہے۔ اب ہم لغت کے حوالوں سے خمر کا معنی بیان کرتے ہیں اس سے صورت حال کو جاننے میں آسانی ہوگی۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

والخمر ما اسکر من عصیر العنب لانها خامرت العقل وقال ابوحنیفة قد تکون الخمر من الحبوب فجعل الخمر من الحبوب قال ابن سیده واظنه تسمحاً منه لان حقیقة الخمر انما هی العنب دون سائر الاشیاء..... والعرب تسمی العنب خمرا قال واظن ذلك لکونها منه، حکاها ابوحنیفة قال وهی لغة یمانیة وقال فی قوله تعالٰی انی ارانی اعصر خمرا ان الخمر هی العنب وقال ابن عرفة اعصر خمرا ای استخرج الخمر واذا عصر العنب فانما یستخرج به الخمر فلذلك قال اعصر خمرا قال ابوحنیفة: نزعم بعض

خمر انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو کیونکہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتا ہے، ابوحنیفہ دینوری نے یہ کہا کہ دانوں سے جو شراب بنائی جاتی ہے اس کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے گمان میں یہ علامہ دینوری کا تسامح ہے کیونکہ خمر کی حقیقت انگور ہیں نہ کہ دوسری اشیاء، اور عرب انگوروں کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے گمان میں انگوروں کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ خمر انگوروں سے بنائی جاتی ہے ابوحنیفہ دینوری نے اس قول کی حکایت کی ہے اور کہا کہ یہ یمن کی لغت ہے، نیز انہوں نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے: انی ارانی اعصر خمرا۔ "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خمر نچوڑ رہا ہوں" یہاں خمر سے مراد انگور ہیں، ابن عرفہ نے کہا کہ خمر نچوڑنے کا معنی ہے انگور نچوڑ

الرواۃ انه رای یمانیا فقد حمل عنبا فقال له: ما تحمل؟ فقال: خمرا: فسمی العنب خمرا۔ [1]

کر خمر حاصل کرنا اور جب انگور نچوڑ لیے جائیں تو اس سے خمر حاصل ہوتی ہے اس لیے اس نے کہا میں خمر نچوڑ رہا ہوں۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ بعض راویوں نے کہا کہ انھوں نے یمن کے ایک شخص کو دیکھا جو انگور اٹھائے جا رہا تھا اس سے پوچھا تم نے کیا اٹھایا ہوا ہے؟ اس نے کہا خمر! سو اس نے انگوروں پر خمر کا اطلاق کیا۔

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

الخمر ما اسکر من عصیر العنب خاصة وهو مذهب ابی حنیفة رحمه الله تعالٰی و الکوفیین مراعاة لفقه اللغة او عام ای ما اسکر من عصیر کل شیء لان المدار علی السکر و غیبوبة العقل وهو الذی اختاره الجماهیر وقال ابو حنیفة الدینوری وقد تکون الخمر من الحبوب قال ابن سیده واظنه تسمحا منه لان حقیقة الخمر انما هی للعنب دون سائر الاشیاء .... والعرب تسمی العنب خمرا قال ابن سیده واظن ذلك لکونها منه۔ [2]

خمر صرف انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور کوفیین کا یہی مذہب ہے، کیونکہ اس میں لغت کی رعایت ہے۔ یا ہر چیز کے نشہ آور شیرہ کو خمر کہتے ہیں، کیونکہ خمر ہونے کا مدار نشہ پر اور عقل کے غائب ہونے پر ہے، اسی کو جمہور نے اختیار کیا ہے، ابوحنیفہ دینوری نے یہ کہا ہے کہ دانوں سے جو شراب بنائی جاتی ہے اس کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے خیال میں یہ ان کا تسامح ہے، کیونکہ خمر حقیقت میں انگور سے بنتی ہے نہ کہ باقی اشیاء سے عرب انگوروں کو خمر کہتے ہیں ابن سیدہ نے کہا کہ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ انگوروں سے خمر بنائی جاتی ہے۔

علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی لکھتے ہیں:

الخمر ما اسکر من عصیر العنب وفی المصباح الخمر اسم لکل مسکر خامر العقل ای غطاه وفی القرآن انی ارانی اعصر خمرا ای عنبا۔ [3]

خمر انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو، اور مصباح میں ہے خمر ہر اس نشہ آور چیز کا نام ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، قرآن مجید میں ہے "میں نے خواب میں اپنے آپ کو خمر نچوڑتے ہوئے دیکھا" یعنی انگور نچوڑتے ہوئے دیکھا۔

کتب لغت کو بہ طریق انصاف دیکھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خمر انگور کے نشہ آور (کچے) شیرہ کو کہتے ہیں، عرب کا یہی محاورہ تھا اور قرآن مجید میں چونکہ لغت عرب میں نازل ہوا ہے اس لیے قرآن مجید میں بھی انگوروں پر خمر کا اطلاق کیا گیا ہے، اس لیے اس مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ ہی کی رائے صحیح ہے، ائمہ ثلاثہ اور دیگر فقہاء کی رائے میں ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہتے ہیں، اس اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک خمر یعنی انگور کے نشہ آور کچے شیرہ کی حرمت قطعی ہے اور باقی نشہ آور مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور اس کی حرمت قطعی ہے، یہ واضح رہے کہ اس اختلاف کے باوجود

[1] علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۴ ص ۲۵۵، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ ایران، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حسینی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۳ ص ۱۸۷-۱۸۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[3] علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی، اقرب الموارد ج ۱ ص ۳۰۱، مطبوعہ منشورات مکتبۃ آیت اللہ العظمیٰ، ایران، ۱۴۰۳ھ

تمام ائمہ اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے البتہ حرمت کی نوعیت میں اختلاف ہے، امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کی حرمت قطعی ہے اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے، خواہ نشہ ہو یا نہ ہو اور اس کے پینے پر حد مطلقاً واجب ہے خواہ خمر کو بہ قدر نشہ پیا جائے یا اس سے کم اور باقی مشروبات جس مقدار میں نشہ آور ہوں اس مقدار میں پیئے جائیں تو حرام ہیں اور نشہ ہونے پر حد واجب ہے اور اگر نشہ آور مشروبات کو اس سے کم مقدار میں پیا جائے تو حرام ہیں نہ نجس اور نہ ان پر حد واجب ہے۔ اس کے برخلاف باقی ائمہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور اس کو پینا مطلقاً حرام ہے خواہ بہ قدر نشہ پیا جائے یا اس سے کم۔

خمر کے سلسلہ میں لغوی وضاحت کرنے کے بعد پہلے ہم قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے خمر کی حرمت پر دلائل بیان کریں گے، پھر خمر کے بارے میں مذاہب فقہاء بیان کریں گے اور جمہور فقہاء کے دلائل کا ذکر کریں گے اور آخر میں خمر کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کو دلائل سے پیش کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

خمر کی حرمت پر قرآن مجید سے دلائل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ٥ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون ٥

(مائدہ: ۹۱/۵-۹۰)

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو سکو، شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کو یاد کرنے اور نماز پڑھنے سے روک دے، تو کیا تم (ان کاموں سے) باز آنے والے ہو۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شراب جوئے، بت اور فال کے تیروں کو نجس اور شیطانی کام قرار دیا ہے، اور ان کا شیطانی کام ہونا بھی ان کی نجاست کو مؤکد کرتا ہے کیونکہ شیطان نجس اور خبیث ہے کیونکہ وہ کافر ہے اور کفار نجس ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انما المشرکون نجس "مشرکین نجس ہیں" اور جو نجس ہو وہ نجاست کی دعوت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جب ان کاموں سے اجتناب کا حکم دیا تو ان کی دو خرابیاں بیان کیں ایک دنیاوی خرابی اور ایک اخروی خرابی دنیاوی خرابی شراب اور جوئے کی وجہ سے بغض اور عداوت ہے اور اخروی خرابی اللہ کی یاد اور نماز سے محرومی ہے، شراب اور جوئے سے بغض اور عداوت پیدا ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ: جو شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کا مقصد اپنے ساتھیوں کے ساتھ تکلف و محبت کے ساتھ وقت گذارنا ہوتا ہے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ شراب عقل کو زائل کر دیتی ہے اور عقل زائل ہونے کے بعد شہوت اور غضب کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اس بناء پر ساتھیوں سے لڑائی ہو جاتی ہے اور آپس میں عداوت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے، اور جوئے میں جب ایک امیر آدمی اپنے کسی ساتھی سے جوا کھیل کے اپنی تمام پونجی ہار کر مفلس اور قلاش ہو جاتا ہے اور اس کا ساتھی اس کی تمام دولت پر قابض ہو جاتا ہے تو ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کے خلاف بغض اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔

شراب اور جوئے کا اللہ کی یاد اور نماز سے روکنا بھی واضح ہے، کیونکہ شراب پی کر انسان لذات دنیاویہ میں مستغرق ہو

جاتا ہے اور جب انسان دنیاوی لذتوں میں منہمک اور مستغرق ہو جائے تو دل میں خدا کی یاد رہتی ہے نہ نماز پڑھنے کی کوئی تحریک ہوتی ہے اور جو شخص جوئے کا رسیا ہو جائے اسے مخالف سے جیتنے کی دھن کے سوا اور کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا۔ [1]

خمر کی حرمت پر احادیث اور آثار سے دلائل

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس قال حرمت الخمر حین حرمت وما نجد یعنی بالمدینة خمر الاعناب الا قلیلا وعامة خمرنا البسر والتمر۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت شراب حرام کی گئی اس وقت مدینہ منورہ میں انگوروں سے بنی ہوئی شراب بہت کم تھی اور ہماری عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنی ہوئی ہوتی تھیں۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ [3]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الخمر وشاربھا وساقیھا وبائعھا ومبتاعھا وعاصرھا ومعتصرھا وحاملھا والمحمولة الیہ۔ [4]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب پر، شراب پینے والے پر، شراب پلانے والے پر، شراب فروخت کرنے والے پر، شراب خرید نے والے پر، شراب نچوڑ نے والے پر، شراب نچڑ وانے والے پر، شراب اٹھا کر لانے والے پر، اور شراب منگوانے والے پر لعنت کی ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شرب الخمر لم تقبل لہ صلاة اربعین صباحا فان تاب تاب اللہ علیہ فان عاد لم یقبل اللہ صلوٰة اربعین صباحا فان تاب تاب اللہ علیہ فان عاد لم یقبل اللہ صلوٰة اربعین صباحا فان تاب تاب اللہ علیہ فان عاد الرابعة لم یقبل اللہ صلوٰة اربعین صباحا فان تاب لہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شراب پی اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی، اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اگر اس نے دوبارہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کرے گا اور اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا، اور اگر اس نے پھر شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۴۶ - ۴۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[4] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان، لاہور، ۱۴۰۵ ھ

یتب اللہ علیہ وسقاہ من نہر الخبال قیل یا ابا عبد الرحمٰن وما نہر الخبال قال نہر من صدید اھل النار۔[1]

کرے گا اور اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کرے گا، اور اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اس کو نہر خبال سے پلائے گا کہا گیا کہ اے ابو عبد الرحمان! نہر الخبال کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ وہ جہنمیوں کی پیپ کی نہر ہے۔

گذشتہ امتوں میں شراب کے حلال ہونے اور اس امت میں شراب کے حرام ہونے کی وجہ

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

نشہ آور مشروبات کی تحریم کی حرمت بالکل واضح ہے کیونکہ یہ عقل کو زائل کر دیتی ہے جس سے خطاب الٰہی متعلق ہوتا ہے اور جس پر احکام کا مکلف ہونا موقوف ہے، البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر شرائع سابقہ میں شراب کو کیوں حلال قرار دیا گیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ گذشتہ امتوں کی عمریں بہت لمبی تھیں اور ان کے اجسام بہت مضبوط تھے ان کے جسموں میں ایسی قوت مدافعت رکھی گئی تھی جو شراب کی خرابیوں کا توڑ کر لیتی تھی، اس کے برخلاف اس امت کی عمریں کم ہیں اور اجسام کمزور ہیں اس وجہ سے وہ شراب کی فتنہ انگیزیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اس لیے ان کی بھلائی اسی میں تھی کہ ان پر شراب کلیتہً حرام کر دی جائے، اور ابتداء اسلام میں شراب کو حرام نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ شراب کی خرابیوں کا خود مشاہدہ کر لیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ اسلام نے احکام تدریجاً نازل کیے تاکہ لوگوں پر ان کا عمل کرنا دشوار نہ ہو۔[2]

تحریم خمر کی تاریخ اور اس کے تدریجاً نازل ہونے کا بیان

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۹۱-۹۰ نازل ہونے سے پہلے خمر حرام نہیں تھی، اس کی تحریم تین ہجری میں غزوہ احد کے بعد نازل ہوئی اور غزوہ احد تین ہجری، شوال کے مہینہ میں ہوا تھا، خمر کی تحریم تدریجاً کئی حادثات کے بعد نازل ہوئی، کیونکہ عرب کے لوگ شراب پینے کے خوگر اور رسیا تھے، اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی:

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس۔ (بقرہ: ۲۱۹)

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں آپ کہیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کے فائدے سے ان کا گناہ زیادہ بڑا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے شراب کو ترک کر دیا اور کہنے لگے ہمیں اس کام کو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جس میں بڑا گناہ ہو، اور بعض دوسرے لوگوں نے شراب کو ترک نہیں کیا اور کہا ہم اس کے گناہ کو ترک کریں گے اور اس کی منفعت کو حاصل کریں گے تب یہ آیت نازل ہوئی:

لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۷۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۴ ص ۳۲۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ما تقولون۔ (نساء: ۴۳/۴) جاؤ، حتیٰ کہ تم یہ سمجھنے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

پھر بعض لوگوں نے شراب کو ترک کر دیا اور کہا جس چیز کی وجہ سے ہم کو نماز ترک کرنی پڑے ہمیں اس کو پینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور بعض دوسرے لوگ اوقات نماز کے علاوہ شراب پیتے رہے حتیٰ کہ پھر یہ آیت نازل ہو گئی۔

یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (مائدہ: ۹۰) اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو، تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد شراب کلیۃً حرام ہو گئی، ابو میسرہ نے کہا شراب کی تحریم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سبب سے نازل ہوئی ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی خرابیاں بیان کیں، اور یہ بیان کیا کہ شراب پینے سے لوگوں کی کیا حالت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے شراب کی تحریم نازل کرنے کی دعا کی اور کہا: اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شا فیا ؛ "اے اللہ ہمارے لیے شراب کے متعلق واضح حکم نازل فرما، تب یہ آیات نازل ہوئیں [1]

خمر اور دیگر نشہ آور مشروبات کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابی بن کعب، حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم، فقہاء تابعین میں سے عطاء، طاؤس، مجاہد، قاسم، قتادہ، اور عمر بن عبد العزیز، ائمہ میں سے امام احمد، امام مالک اور امام شافعی کا یہ مسلک ہے کہ ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر حرام ہے، اور اس کا حکم وہی ہے جو انگور کے کچے شیرہ (جب کہ وہ سڑ جائے اور جھاگ چھوڑ دے) کا ہے اور اس کے پینے پر حد واجب ہے، اور امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ انگور کا شیرہ جب پکا لیا جائے اور اس کا دو ثلث اڑ جائے اور چھواروں اور منقیٰ کا پکا ہوا پانی خواہ اس کا دو ثلث نہ اڑا ہو، اور گندم، جوار، جو وغیرہ کا نبیذ خواہ کچا ہو یا پکا یہ تمام مشروبات اگر نشہ آور نہ ہوں تو حلال ہیں (یعنی اتنی کم مقدار جو نشہ نہ دے وہ حلال ہے اور جس مقدار میں یہ نشہ آور ہوں وہ حرام ہے اور نشہ پر حد واجب ہے۔ (سعیدی غفر لہ) لیکن انگور کا کچا شیرہ جب گاڑھا ہو جائے اور جھاگ چھوڑ دے یا جوش دینے کے بعد اس کا دو تہائی سے کم اڑ جائے یا چھواروں اور منقیٰ کا کچا پانی جب گاڑھا ہو جائے تو یہ مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حرمت الخمرۃ لعینھا والمسکر من کل شراب۔ [2] خمر کو بعینہ حرام کیا گیا اور باقی مشروبات بشرط نشہ حرام کیے گئے ہیں۔

ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے اور مطلقاً حرام ہونے پر جمہور فقہاء کے دلائل اور ان کے جوابات

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز خمر

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۸۵ ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۲۸۶ - ۲۸۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۹ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

ہے اور ہر خمر حرام ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چیز کثیر (مقدار میں) نشہ آور ہو وہ قلیل (مقدار میں) بھی حرام ہے، ان دونوں حدیثوں کو امام ابوداؤد اور اثرم وغیرہ نے روایت کیا ہے (حضرت ابن عمر کی روایت ہر نشہ آور چیز خمر ہے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، موطا امام مالک اور مسند احمد میں ہے اور حضرت جابر کی روایت: جو چیز کثیر مقدار میں حرام ہو وہ قلیل مقدار میں بھی حرام ہے سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی اور مسند احمد میں ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور آپ نے فرمایا جس چیز کا ایک فرق (بارہ کلو) نشہ آور ہو اس کا ایک چلو بھی حرام ہے اس حدیث کو امام ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خمر کی تحریم نازل ہوئی اور وہ انگور چھواروں، شہد، گندم اور جو سے بنتی تھی اور خمر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ لیتی ہے یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے نیز اس لیے کہ یہ چیزیں بھی نشہ آور ہیں سو یہ انگور کے شیرہ کے مشابہ ہیں (فقہاء احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ انگور کے کچے شیرہ کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات کو احادیث اور آثار میں بر بنار مشابہت مجازاً خمر فرمایا ہے یعنی حقیقت میں انگور کا سڑا ہوا کچا شیرہ خمر ہے اور باقی نشہ آور مشروبات تشبیہاً اور مجازاً خمر ہیں۔ سعیدی غفرلہ) اور فقہاء احناف نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے اور باقی مشروبات بشرط نشہ حرام کیے گئے ہیں) اس کے متعلق امام احمد نے فرمایا نشہ آور چیز کی رخصت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے (نشہ آور چیز کی رخصت کے فقہاء احناف قائل نہیں ہیں البتہ خمر کے علاوہ جو چیز کم مقدار میں نشہ آور نہ ہو اس کی رخصت کے قائل ہیں۔ سعیدی غفرلہ) حضرت ابن عباس کی حدیث کو سعید نے مسعر سے روایت کیا ہے، اور ابو عون نے ابن شداد سے اور انھوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہر مشروب سے نشہ آور حرام ہے اور ابن منذر نے کہا کہ اہل کوفہ نے احادیث معلولہ سے استدلال کیا ہے، ہم نے ان احادیث کو ان علل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اثرم نے بیان کیا کہ فقہاء کوفہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور اس نے ان تمام روایات کا ضعف بیان کیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی روایت موقوف ہے۔[1]

فقہاء احناف نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "خمر بعینہ حرام کی گئی ہے اور باقی مشروبات بقدر نشہ حرام کیے گئے ہیں" اس حدیث کا مرفوعاً ہونا تو صحیح نہیں ہے لیکن اس کا موقوف ہونا صحیح ہے اور یہ حکماً مرفوع ہے اور یہ حدیث اسانید متعددہ سے روایت کی گئی ہے جس کا اظہار علامہ ابن قدامہ نے بھی کیا ہے اور ہم بھی اس کو ان شاء اللہ تفصیل سے بیان کریں گے اور جو حدیث متعدد اسانید سے مروی ہو وہ ضعیف نہیں رہتی بلکہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے اور اس سے استدلال کرنا صحیح ہوتا ہے علاوہ ازیں جمہور فقہاء کا استدلال جس حدیث سے ہے یعنی "جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔" دراصل اس حدیث کی سند ضعیف ہے نیز اس حدیث میں ایک اور احتمال بھی ہے لہٰذا اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، عنقریب ہم اس کو ان شاء اللہ وضاحت سے بیان کریں گے۔

خمر اور دیگر نشہ آور مشروبات کے متعلق امام ابوحنیفہ کا نظریہ

امام ابوحنیفہ کے نزدیک چار شرابیں حرام ہیں (۱) خمر (۲) طلاء یا باذق (۳) سکر (۴) نقیع الزبیب،

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ المغنی ج ۹ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

ان میں خمر حرام قطعی ہے اور باقی تین حرام ظنی ہیں، خمر کا ایک قطرہ پینا بھی حرام اور حد کا موجب ہے اور باقی تین شرابیں اگر بقدر نشہ پی جائیں تو حرام اور حد کی موجب ہیں اور اس سے کم مقدار میں حرام اور نجس نہیں ہیں، ان کی تعریفات حسب ذیل ہیں:

خمر: انگور کا کچا شیرہ جو سڑ کر جھاگ چھوڑ دے۔

طلاء، باذق انگور کا پکا ہوا شیرہ جو پکنے کے بعد دو تہائی سے کم اڑ جائے اور نشہ آور ہو۔

سکر جس کچے پانی میں تازہ کھجوروں کو ڈالا گیا ہو، وہ پانی سڑ کر جھاگ چھوڑ دے، اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔

نقیع الزبیب جس کچے پانی میں کشمش کو ڈالا گیا ہو وہ پانی سڑ کر جھاگ چھوڑ دے اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔

یہ تعریفات علامہ علاؤ الدین حصکفی[1] اور ملا نظام الدین[2] کی عبارات سے ماخوذ ہیں۔

امام محمد لکھتے ہیں:

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفة رضی اللہ عنهم قال الخمر حرام قلیلها وکثیرها والسکر وهو النیء من ماء التمر ونقیع الزبیب اذا اشتد حرام مکروہ والطلاء وهو الذی ذهب اقل من ثلثیه من ماء العنب وماسوی ذلک من الاشربة فلا باس به۔[3]

امام محمد، امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: خمر مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور سکر چھواروں کا کچا پانی ہے اور نقیع الزبیب (یعنی کشمش کا کچا پانی سڑ کر) جب گاڑھا ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہے (اور اسی طرح) طلاء اور یہ وہ ہے کہ انگوروں کا شیرہ پکایا جائے اور اس کا دو تہائی سے کم اڑ جائے، اور اس کے سوا باقی مشروبات حلال ہیں (یعنی جب نشہ آور نہ ہوں)

جامع صغیر کی اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان چار شرابوں کے علاوہ ہر شراب جائز ہے خواہ وہ نشہ آور ہو، صاحب ہدایہ، ہدایہ کے شارحین اور بعض دوسرے فقہاء نے اس عبارت سے یہی مغالطہ کھایا ہے لیکن درحقیقت امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب بہ قدر نشہ حرام ہے اور اس کا پینا حد کا موجب ہے اس کی بادلائل وضاحت ہم نے شرح صحیح مسلم جلد رابع ص ۳۲۲، ۳۲۰، ص ۸۵۱ - ۸۴۸ میں کر دی ہے، اس بحث کو وہاں دیکھ لیا جائے۔

خمر کے احکام کے متعلق دس ابحاث

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

خمر میں دس وجوہ سے بحث ہے:

---

[1] - علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۶ ملخصاً، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] - ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالم گیری ج ۵ ص ۴۱۰ - ۴۰۹، مطبوعہ مطبع امیر یہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[3] - امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۵۴، ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

بحث اول: خمر کی حقیقت کا بیان

انگور کا کچا پانی جب نشہ آور ہوجائے تو اس کو خمر کہتے ہیں، یہ تعریف ہمارے نزدیک ہے اور اہل لغت اور اہل علم کے نزدیک بھی خمر کا یہی معنی معروف ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ ہر نشہ آور چیز کو خمر کہتے ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ہر نشہ آور چیز خمر ہے" اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "خمر ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے" یہ فرما کر آپ نے انگور کی بیل اور کھجور کے درخت کی طرف اشارہ کیا، نیز خمر کا لفظ مخامرۃ العقل (عقل کو ڈھانپ لینا) سے ماخوذ ہے اور یہ وجہ اشتقاق ہر نشہ آور چیز میں پائی جاتی ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ انگور کے نشہ آور شیرہ کو خمر کہتے ہیں اسی بنا پر خمر کا استعمال صرف اسی معنی میں مشہور ہے، نیز خمر کی حرمت قطعی ہے اور باقی نشہ آور مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور ان کی حرمت کے دلائل بھی ظنی ہیں، اور باقی نشہ آور مشروبات کو جو خمر کہا جاتا ہے وہ مخامرۃ العقل کی وجہ سے نہیں کہا جاتا بلکہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کا ذائقہ بھی خمر کی طرح کڑوا ہوتا ہے (یعنی اطلاق بطور مجاز و استعارہ ہے۔) نیز اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ خمر کا لفظ مخامرۃ العقل سے ماخوذ ہے تب بھی یہ وجہ اشتقاق اس بات کے منافی نہیں ہے کہ خمر انگور کے ساتھ مخصوص ہو، کیونکہ نجم کا لفظ نجوم سے ماخوذ ہے جس کا معنی ظہور ہے اس کے باوجود نجم کا لفظ ثریا کے ساتھ مخصوص ہے اور ہر ظاہر چیز کو نجم نہیں کہا جاتا، ائمہ ثلاثہ نے جو پہلی حدیث پیش کی ہے (یعنی ہر نشہ آور چیز خمر ہے) اس کو یحییٰ بن معین نے مطعون قرار دیا ہے۔ (یحییٰ بن معین نے کہا یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اور یحییٰ بن معین امام، حافظ اور ثقہ ہیں حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل نے کہا جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہ پہچانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے۔ عنایہ) اور دوسری حدیث (یعنی خمر ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے) اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشأ کھجور کی شراب کا حکم بیان کرنا تھا اور یہی بیان منصب رسالت کے لائق ہے (یعنی جب کھجور کی شراب کی مقدار کثیر نشہ آور ہو تو وہ بھی خمر کی طرح ہے یعنی حرام ہے اور اس سے حد لازم آتی ہے۔ عنایہ)

بحث ثانی: لفظ خمر کی تعریف کا بیان

خمر کی مذکور الصدر تعریف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ہے، امام ابویوسف اور امام محمد کا قول یہ ہے کہ جب انگور کا شیرہ گاڑھا ہوجائے تو وہ خمر ہے وہ جھاگ چھوڑنے کی شرط نہیں لگاتے کیونکہ خمر کا لفظ فقط اتنی تعریف سے ثابت ہوجاتا ہے، اسی طرح محرم ہونے کا سبب جو فساد میں مؤثر ہے اس کا مفہوم گاڑھا ہونے کی قید سے واضح ہوجاتا ہے، اور امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ شیرہ کا جوش کھانا گاڑھے ہونے کی ابتداء ہے اور اس کی تکمیل جھاگ چھوڑنے سے ہوتی ہے اور جھاگ سے ہی صاف تکدر سے ممتاز ہوتا ہے اور احکام شرعیہ قطعی ہیں لہٰذا ان کی حد متعین ہونی چاہیے اور وہ جھاگ چھوڑنا ہے سو جھاگ چھوڑنے کے بعد کوئی انگور کے کچے شیرہ کو حلال سمجھے تو وہ کافر ہوگا اور اس کو فروخت کرنا حرام ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

بحث ثالث: خمر کے بعینہ حرام ہونے کا بیان

خمر بعینہ حرام ہے اس کا حرام ہونا نشہ پر موقوف نہیں ہے، بعض لوگوں نے خمر کے بعینہ حرام ہونے کا انکار کیا اور یہ کہا کہ جو خمر نشہ آور ہو وہ حرام ہے کیونکہ اسی خمر کے پینے سے فساد ہوتا ہے اور وہی اللہ کی یاد سے روکتی ہے، اور یہ قول کفر ہے، کیونکہ یہ کتاب اللہ کا انکار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو (مطلقاً) رجس (نجس) قرار دیا ہے اور رجس بعینہ حرام ہوتا ہے اور سنت متواترہ سے ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خمر کو حرام قرار دیا اور اس پر اجماع منعقد ہوچکا ہے، نیز خمر کی قلیل مقدار زیادہ پینے پر ابھارتی ہے اور یہ خمر کی خصوصیت ہے، یہی وجہ ہے کہ زیادہ خمر پینے سے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور اس کی زیادہ طلب ہوتی ہے اس کے

برعکس کھانے پینے کی دوسری چیزوں کی یہ خصوصیت نہیں ہے، پھر ہمارے نزدیک خمر کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے (بلکہ خمر فی نفسہ حرام ہے نشہ دے یا نہ دے) اور باقی نشہ آور چیزوں پر اس کا حکم لاگو نہیں ہوتا کہ ان کا بھی ایک قطرہ حرام اور نجس ہو اور معمولی مقدار پینے سے بھی حد واجب ہو اگرچہ ان کا بقدر نشہ پینا حرام ہے جس کا ثبوت دیگر احادیث صحیحہ سے ہے۔ سیدی نفعنا اللہ) اس کے برعکس امام شافعی (علیہ الرحمۃ) باقی نشہ آور مشروبات پر بھی خمر کا حکم عائد کرتے ہیں، اور یہ قول بعید ہے کیونکہ یہ سنت مشہورہ کے خلاف ہے (کیونکہ حضرت ابن عباس نے فرمایا خمر بعینہٖ حرام ہے اور باقی مشروبات بہ قدر نشہ حرام ہیں) امام شافعی مخامرۃ العقل کے اشتراک کی بنا پر اس کا حکم ہر نشہ آور مشروب پر عائد کرتے ہیں حالانکہ کسی اسم کی وجہ اشتقاق کی بناء پر حکم متعدی نہیں کیا جاتا۔

بحث رابع۴: خمر کی نجاست

خمر کی نجاست غلیظہ ہے، جس طرح پیشاب کی نجاست ہے کیونکہ جس طرح ہم بیان کر چکے ہیں اس کا ثبوت دلائل قطعیہ سے ہے۔

بحث خامس۵:

خمر کو حلال سمجھنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ دلیل قطعی کا انکار کرتا ہے۔

بحث سادس۶: مسلمان کے حق میں خمر کا مال متقوم نہ ہونا

اگر مسلمان نے کسی شخص کی خمر تلف کر دی یا غصب کر لی تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا، اور خمر کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو نجس قرار دیا تو اس کو بے وقعت اور بے قیمت قرار دیا، اور کسی چیز کا قیمت والا ہونا اس کی عزت اور کرامت پر دلالت کرتا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جس ذات نے خمر کے پینے کو حرام کیا ہے اسی نے اس کو فروخت کرنے اور اس کی قیمت کھانے کو حرام قرار دیا ہے، خمر کی مالیت کے سقوط میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خمر مال ہے، کیونکہ طبائع خمر کی طرف میلان کرتی ہے سو کسی شخص نے اگر مسلمان کی کوئی رقم دینی ہو تو وہ اس کو خمر نہیں دے سکتا نہ مسلمان کا لینا جائز ہے اور اگر ذمی کو کوئی رقم دینی ہو تو وہ اس کے بدلہ میں خمر دے سکتا ہے کیونکہ ان کے ہاں خمر کی خرید و فروخت جائز ہے۔

بحث سابع۷: خمر سے نفع حاصل کرنے کی حرمت کا بیان

خمر سے نفع حاصل کرنا حرام ہے کیونکہ خمر نجس ہے اور نجس چیز سے نفع حاصل کرنا حرام ہے اور نفع حاصل کرنے میں خمر سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

بحث ثامن۸: خمر کی حد کا بیان

خمر پینے والے پر حد لگائی جائے گی خواہ اس کو نشہ نہ ہو، کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: جو شخص خمر پیئے اس کو کوڑے لگاؤ اگر دوبارہ پیئے تو پھر کوڑے لگاؤ اگر سہ بار پیئے تو پھر کوڑے لگاؤ اور اگر پھر خمر پیئے تو اس کو قتل کر دو، البتہ قتل کرنے کا حکم منسوخ ہو گیا اور کوڑے لگانے کا حکم باقی ہے (کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مسلمان کا خون صرف تین وجوہ سے جائز ہے: قتل کے بدلہ میں قتل کیا جائے یا شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے یا جو شخص مرتد ہو جائے، عنایہ) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے اور اجماع صحابہ سے خمر کی حد اسی کوڑے مقرر کی گئی ہے۔ (اس کا مکمل بیان ہم کتاب الحدود میں کر چکے ہیں)

بحث تاسع۹: خمر کو پکانے کا بیان

خمر کو (آگ پر) پکانا اس میں مؤثر نہیں ہے (یعنی اس کے باوجود خمر حرام رہے گی) البتہ اگر کسی نے خمر کو آگ پر جوش دے کر پیا اور اس کو نشہ نہیں ہوا تو اس پر حد واجب نہیں ہے، کیونکہ قلیل مقدار پینے پر حد، انگور کے کچے شیرہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کو پکایا جا چکا ہے۔

بحث عاشر: خمر کو سرکہ بنانے کا بیان

خمر کو سرکہ بنانے میں امام شافعی کا اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک خمر کو سرکہ بنانا جائز ہے، کتاب البیوع میں ہم اس کو تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔ [۱]

غیر خمر نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار کے جواز پر قرآن مجید سے استدلال

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرًا ورزقا حسنا۔ (نحل: ۶۷)

اور کھجور اور انگور کے کچھ پھل ہیں (کہ پانی میں ڈال کر) تم ان سے نبیذ اور اچھا رزق بناتے ہو۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فقہاء احناف نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ نبیذ کی غیر نشہ آور مقدار کو پینا جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے پیدا کرنے کو اپنے بندوں پر احسان قرار دیا ہے اور احسان اسی چیز کا ہو سکتا ہے جو حلال ہو، لہٰذا یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ جب تک نبیذ نشہ آور نہ ہو اس کا پینا جائز ہے اور جب وہ نشہ کی حد کو پہنچ جائے تو پھر اس کا پینا جائز نہیں ہے اس استدلال کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: امام دار قطنی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب جس سے نشہ آور (مقدار) کو حرام کیا گیا ہے، ابراہیم نخعی، امام ابوجعفر طحاوی اور سفیان ثوری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ نبیذ جب تک نشہ کی حد کو نہ پہنچے اس کا پینا جائز ہے۔ [۲]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۝ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ۝ (مائدہ: ۹۱-۹۰)

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو! تاکہ تم کامیاب ہو سکو، شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کو یاد کرنے اور نماز پڑھنے سے روک دے، تو کیا تم (ان کاموں سے) باز آنے والے ہو!

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نشہ آور چیز کی قلیل مقدار حرام نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کرنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ خمر اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے اور بغض اور عداوت پیدا کرتی ہے اور نشہ آور مشروب کو قلیل مقدار میں پینے سے یہ اوصاف پیدا نہیں ہوتے، اور اگر ہم ظاہر آیت کا لحاظ کریں تو قلیل مقدار میں خمر بھی حرام نہیں ہونی چاہیے، لیکن ہم نے خمر کی قلیل مقدار میں اس قیاس کو چھوڑ دیا، کیونکہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ خمر مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ البتہ خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات میں ظاہر آیت کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ ان کی قلیل مقدار اللہ کے ذکر سے روکتی ہے نہ نماز سے اور نہ بغض و عداوت پیدا کرتی ہے۔ [۳]

---

[۱] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۹۵ - ۴۹۲، مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان

[۲] علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[۳] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۳، مطبوعہ ملک اینڈ سنز فیصل آباد

غیر خمر نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار کی حلت کے متعلق احادیث

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب مطلقاً حرام ہے خواہ اس کی مقدار کثیر ہو یا قلیل، اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر تو مطلقاً حرام ہے اور خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات جس مقدار میں نشہ آور ہوں اس مقدار میں حرام ہیں اور اس سے کم مقدار میں حرام ہیں نہ نجس اور ان کا پینا حلال ہے، امام ابوحنیفہ کا استدلال ان احادیث سے ہے :

امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں :

ابوحنیفة عن ابی عون محمد الثقفی عن عبداللہ بن شداد عن ابن عباس انہ قال حرمت الخمر قلیلها وکثیرها والسکر من کل شراب ۔ [1]

امام ابوحنیفہ، ابوعون اور عبداللہ بن شداد کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ خمر کو (مطلقاً) حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

امام ابویوسف نے بھی اس حدیث کو امام ابوحنیفہ سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [2]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں :

حدثنا ابوبکر قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا مسعر عن ابی عون عن ابن شداد قال : قال ابن عباس : حرمت الخمر بعینها قلیلها وکثیرها والسکر من کل شراب ۔ [3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

حافظ نور الدین الہیثمی ذکر کرتے ہیں :

عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینها القلیل منها والکثیر والسکر من کل شراب ۔ قلت عزاہ صاحب الاطراف الی النسائی ولم ارہ ۔ (رواہ الطبرانی باسانید ورجال بعضها رجال الصحیح) [5]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے، صاحب اطراف نے اس حدیث کی امام نسائیؒ کی طرف نسبت کی ہے لیکن میں نے اس حدیث کو سنن نسائیؒ میں نہیں دیکھا، اس حدیث کو امام طبرانی نے متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے اور بعض اسانید کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

---

[1] ۔ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی متوفی ۱۵۰ ھ، مسند امام اعظم ص ۳۵۴ (مترجم) مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

[2] ۔ امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۳ ھ، کتاب الآثار ص ۲۲۸، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[3] ۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۵ ص ۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ ھ

[4] ۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[5] ۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۵۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ ھ

حافظ الہیثمی نے اس حدیث کو سنن نسائی میں نہیں دیکھا، لیکن یہ حدیث سنن نسائی میں پانچ سندوں کے ساتھ موجود ہے جن کو ہم سطور ذیل میں پیش کر رہے ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ تقاضائے بشری سے حافظ الہیثمی کا تسامح ہے۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابوبکر بن علی قال اخبرنا القواریری قال ثنا عبد الوارث قال سمعت ابن شبرمة یذکرہ عن عبد اللہ بن شداد بن الھاد عن ابن عباس قال حرمت الخمر قلیلھا وکثیرھا والسکر من کل شراب [1]

امام نسائی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے، خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا ابوبکر بن علی قال ثنا سریج بن یونس قال ثنا ھشیم عن ابن شبرمة قال حدثنی الثقة عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینھا قلیلھا وکثیرھا والسکر من کل شراب [2]

امام نسائی دوسری سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن الحکم قال ثنا محمد ح واخبرنا الحسین بن منصور قال ثنا احمد بن حنبل قال ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبة عن مسعر عن ابی عون عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینھا قلیلھا وکثیرھا والمسکر من کل شراب [3]

امام نسائی دو سندوں کے ساتھ (یعنی تیسری اور چوتھی) حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا الحسین بن منصور قال ثنا احمد بن حنبل قال ثنا ابراھیم بن ابی العباس قال ثنا شریک عن عباس بن ذریح عن ابی عون عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر قلیلھا وکثیرھا وما اسکر من کل شراب۔ [4]

امام نسائی پانچویں سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینھا القلیل منھا والکثیر والسکر من کل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب

---

[1] امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] 〃 〃 〃 سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹،

[3] 〃 〃 〃 سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹،

[4] 〃 〃 〃 سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹،

شراب[۱] میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

ہم نے حضرت ابن عباس کی اس روایت کے مستند کتب احادیث سے دس طرق بیان کیے ہیں، لہٰذا اس حدیث کے مشہور ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اس حدیث کی بعض اسانید کے تمام راوی صحیح ہیں، جیسا کہ حافظ الہیثمی نے تصریح کی ہے اور یہ حدیث حکماً مرفوع ہے اس لیے فقہاء احناف کا اس حدیث سے یہ استدلال بالکل صحیح ہے کہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حلال ہے اور اس کا پینا جائز ہے۔

جس مشروب کی تیزی سے نشہ کا خدشہ ہو اس میں پانی ملانے کے بعد اس کو پینے کا جواز

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور

ہو اس کی قلیل مقدار کے جائز ہونے پر فقہاء احناف نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس نبیذ میں شدت اور حدت ہو اور وہ اس شدت کی بناء پر نشہ آور ہو اس نبیذ میں پانی ملا کر اس کی شدت کو کم کر کے اور اس کی حدت کو توڑ کر پینا جائز ہے اور یہ عمل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بکثرت صحابہ اور فقہاء تابعین سے ثابت ہے:

امام محمد روایت کرتے ہیں:

محمد قال: اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم ان عمر رضی اللہ عنہ اتی باعرابی قد سکر فطلب لہ عذرا فلما اعیاہ الا ذھاب عقل قال احبسوہ فاذا صحا فاجلدوہ، ودعا بفضلۃ فضلت فی اداوتہ، فذاقھا فاذا نبیذ شدید ممتنع فدعا بماء فکسرہ (وکان عمر رضی اللہ عنہ یحب الشراب الشدید) فشرب وسقی جلساءہ ثم قال ھکذا اکسروہ بالماء اذا غلبکم شیطانہ قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ[۲]

امام محمد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نشہ میں مدہوش اعرابی کو لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے عذر طلب کیا، جب وہ اپنی مدہوشی کی وجہ سے کچھ نہ بتا سکا تو آپ نے فرمایا اس کو باندھ دو، جب اس کو ہوش آجائے تو اس کو کوڑے لگا دینا، پھر حضرت عمر نے اس اعرابی کے مشکیزہ میں بچے ہوئے مشروب کو منگوایا، پھر آپ نے اس کو چکھا تو وہ بہت تیز اور سخت (تلخ) نبیذ تھا، آپ نے پانی منگوا کر اس کی شدت اور حدت کو توڑا، پھر آپ نے اس کو پیا اور اپنے ساتھیوں کو پلایا، پھر آپ نے فرمایا جب اس کی تیزی اور نشہ تم پر غالب آجائے تو اس کو پانی سے توڑ لیا کرو، امام محمد کہتے ہیں ہمارا اسی پر عمل ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔

اس حدیث کو امام ابو یوسف نے بھی روایت کیا ہے۔[۳]

نیز اس حدیث کو امام عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔[۴]

۱۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۲۹۷، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

۲۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۸۴ - ۱۸۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

۳۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۲۶، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

۴۔ امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن مجاهد قال: عمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی السقایۃ سقایۃ زمزم فشرب من النبیذ فشد وجہہ ثم امر بہ الثانیۃ فکسر بالماء ثم شرب منہ فشد وجہہ ثم امر بہ الثالثۃ فکسر بالماء ثم شرب [1]

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زمزم کی سبیل سے پانی پینے کا ارادہ کیا پھر آپ نے نبیذ پیا اور آپ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوتے، پھر آپ نے اس کو دوبارہ منگوایا اور اس کی شدت کو پانی سے توڑا، پھر آپ نے اس کو پیا اور پھر آپ کو ناگوار ہوا پھر آپ نے تیسری مرتبہ اس کی تیزی کو پانی سے توڑنے کا حکم دیا اور پھر اس کو پی لیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو زیادہ وضاحت سے روایت کیا ہے:

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم السقایۃ فقال اسقونی من ھذا فقال العباس الا نسقیک مما نصنع فی البیوت؟ قال لا ولکن اسقونی مما یشرب الناس قال فاتی بقدح من نبیذ فذاقہ فقطب ثم قال هلموا ماء فصب علیہ ثم قال زد فیہ مرتین او ثلاثا قال: اذا اصابکم ھذا فاصنعوا بہ ھکذا۔ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سبیل پر آتے اور فرمایا مجھے اس سے پانی پلاؤ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم آپ کو وہ چیز نہ پلائیں جس کو ہم اپنے گھر میں تیار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مجھے وہ چیز پلاؤ جس کو لوگ پیتے ہیں، حضرت عباس نبیذ کا ایک پیالہ لے کر آئے، آپ نے اس کو چکھا، پھر ماتھے پر شکن ڈال کر فرمایا پانی لاؤ پھر اس میں پانی ملایا پھر دو یا تین بار فرمایا اور زیادہ ملاؤ، اور فرمایا جب تم کو تیز لگے تو اس کو اس طرح کرو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [3]

نیز امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال: کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی بقدح فیہ شراب فقربہ الی فیہ ثم ردہ فقال لہ بعض جلسائہ احرام ھو یا رسول اللہ! قال: فقال ردوہ فردوہ ثم دعا بماء فصبہ علیہ ثم شرب ثم قال انظروا ھذہ الاشربۃ اذا اغتلمت علیکم فاقطعوا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس ایک پیالے میں ایک مشروب (سخت حدت والا نبیذ) لایا گیا، آپ اس کو منہ کے قریب لے گئے پھر واپس کر دیا، بعض شرکاء مجلس نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو واپس کر دو سو اس کو واپس کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس میں پانی ملا کر اس کو پی لیا، پھر آپ نے فرمایا ان مشروبات کو غور سے دیکھا کرو جب یہ مشروبات

---

[1] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۶، مطبوعہ مکتبہ اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

[2] امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ صنعانی متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۳۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۳۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

متونها بالماء [1]

جوش کھا رہے ہوں تو ان میں پانی ملا کر ان کی قوت کو کم کیا کرو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے تین سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [2]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عطش وھو یطوف بالبیت حول الکعبۃ فاستسقی فاتی بنبیذ من السقایۃ فشمہ فقطب فقال: علی بذنوب زمزم فصب علیہ و شرب فقال رجل: حرام ھو یارسول اللہ؟ قال: لا۔ [3]

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے، آپ کو پیاس لگی اور آپ نے پانی مانگا، آپ کے پاس ایک برتن سے نبیذ لایا گیا، آپ نے اس کو سونگھا اور پھر ماتھے پر شکن ڈال کر فرمایا میرے پاس زمزم کا ڈول لاؤ، پھر آپ نے اس میں پانی ملا کر اس کو پی لیا، ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں!

اس حدیث کو امام بیہقی نے تین سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے [4] نیز اس حدیث کو امام نسائی [5] اور امام دارقطنی [6] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن میمون قال: قال عمر: انا نشرب ھذا الشراب الشدید لنقطع بہ لحوم الابل فی بطوننا ان یؤذینا فمن رابہ شیء فلیمزجہ بالماء۔ [7]

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا ہم یہ تیز مشروب (نبیذ) پیتے ہیں تاکہ اس کی حدت سے ہمارے پیٹوں میں جو اونٹوں کا گوشت ہے وہ گل جائے اور ہمیں اس سے تکلیف نہ ہو جس شخص کو اس نبیذ کی تیزی سے (نشہ کا) خدشہ ہو وہ اس میں پانی ملا لے۔

اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ [8]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۰۔ ۱۳۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۳۰۵۔ ۳۰۴ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان
[3] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۳۰۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان
[5] امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۴۰۶ھ
[6] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان
[7] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۳۔ ۱۴۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان
[8] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۷۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

عن همام قال اتی عمر بنبیذ زبیب من نبیذ الطائف قال فلما ذاقه قطب فقال: ان لنبیذ زبیب الطائف لغراما (لعله لعراما سعیدی غفرله) ثم دعا بماء فصبه علیه فشرب وقال اذا اشتد علیکم فصبوا علیه بالماء واشربوا[1]

عن سعید بن المسیب ان قوما من ثقیف لقوا عمر بن الخطاب وهو قریب من مکة فدعاهم بانبذتهم فاتوه بقدح من نبیذ فقربه من فیه ثم دعا بماء فصبه علیه مرتین او ثلاثا فقال اکسروه بالماء[2]

ہمام کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس طائف کی کشمش کا نبیذ لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چکھ کر تیوری چڑھائی اور فرمایا طائف کی کشمش کے نبیذ میں شدت اور حدت ہوتی ہے، پھر آپ نے پانی منگا کر اس میں ڈال دیا اور فرمایا جب تم کو کوئی نبیذ شدید لگے تو اس میں پانی ڈال کر پی لو۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ مکہ کے قریب ثقیف کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، آپ نے کہا تم لوگ اپنے اپنے نبیذ لے کر آؤ، وہ لوگ ایک پیالہ میں نبیذ لے کر آئے، آپ نے اس کو منہ کے قریب لگایا پھر پانی منگا کر اس پر دو یا تین بار ڈالا پھر فرمایا اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لیا کرو۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے[3] نیز اس حدیث کو امام نسائی[4] اور امام دارقطنی[5] نے بھی روایت کیا ہے۔

ہر چند کہ امام نسائی اور امام دارقطنی نے ان میں سے بعض احادیث کی اسانید کو ضعیف کہا ہے لیکن تعدد طرق اور کثرت اسانید کی وجہ سے یہ احادیث لائق استدلال اور قابل احتجاج ہیں اور ان احادیث اور آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ جو نبیذ یا کوئی اور مشروب اپنی تیزی کی وجہ سے نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار جائز ہے اور اس میں پانی ملا کر اس کو کثیر مقدار میں پینا بھی حلال ہے کیونکہ اگر یہ ناجائز ہوتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان تیز مشروبات کو گرانے کا حکم دیتے لیکن آپ نے اس کے برعکس ان میں پانی ملا کر ان کو استعمال کرنے کی اجازت دی تو اس سے معلوم ہوا کہ جو نبیذ اپنی تیزی کی وجہ سے نشہ آور ہو اس میں پانی ملا کر اور اس کی تیزی توڑ کر اس کو استعمال کرنا جائز ہے۔

اور یہی فقہاء احناف کثرہم اللہ کا نظریہ ہے نیز ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن دواؤں میں قلیل مقدار میں الکوحل شامل ہو (خواہ وہ ایلوپیتھک دوائیں ہوں یا ہومیو پیتھک) ان کا پینا جائز ہے کیونکہ اولاً تو ان میں الکوحل کی مقدار بہت کم ہوتی ہے ثانیاً یہ کہ دوسری دواؤں کی آمیزش کے بعد الکوحل کی شدت یا حدت ختم ہو جاتی ہے صرف اس کا اتنا اثر رہتا ہے جس سے اس دوا کو طویل عرصہ تک محفوظ کیا جاتا ہے

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے حلال ہونے پر فقہاء احناف کے دلائل!

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۴-۱۴۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ ھ

[2] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۴، " " "

[3] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۷-۲۲۶، مطبوعہ مکتب علمیہ بیروت، ۱۳۹۰ ھ

[4] امام ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[5] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

عن عائشۃ قالت اشربوا ولا تسکروا۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بیو اور نشہ نہ کرو۔

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن مسعود قال بینا نحن نزول مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالابطح فذکر الحدیث وقال فیہ انی کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا تذکرکم آخرتکم ونھیتکم عن لحوم الاضاحی ان تاکلوھا فوق ثلاث فکلوا وادخروا ونھیتکم عن الاوعیۃ، وان الاوعیۃ لا تحرم شیئا فاشربوا ولا تسکروا۔[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابطح (ایک وادی) میں گئے، وہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات فرمائے ان میں یہ بھی فرمایا کہ میں نے تم کو (پہلے) قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سو اب ان کی زیارت کیا کرو یہ تم کو آخرت کی یاد دلائیں گی، اور میں نے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت جمع کرنے سے منع کیا تھا سو اب تم کھاؤ اور ذخیرہ کرو، اور میں نے تم کو (چند) برتنوں (کے استعمال) سے منع کیا تھا، حالانکہ برتن کسی چیز کو حلال نہیں کرتے اب تم ان برتنوں میں بیو اور نشہ نہ کرو۔

علامہ ابو بکر رازی لکھتے ہیں:

حضرت ابو بردہ بن نیار بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "برتنوں میں بیو اور نشہ نہ کرو" آپ کا یہ ارشاد کہ برتنوں میں بیو ان مشروبات کے پینے کی طرف راجع ہے جن کا پینا پہلے ممنوع تھا، آپ نے اس حدیث میں ان کے پینے کو مباح کر دیا، اور یہ معلوم اور مقرر تھا کہ اس سے آپ کی مراد ان مشروبات کا پینا تھا جن کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے کیونکہ یہ کہنا تو صحیح نہیں ہے کہ پانی بیو اور نشہ نہ کرو، کیونکہ پانی کسی حال میں نشہ آور نہیں ہے سو اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار پینا جائز ہے۔ بکثرت صحابہ کرام سے نبیذ شدید کو پینا ثابت ہے، بعض آثار یہ ہیں:

علقمہ اور اسود بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انھوں نے ہم کو نبیذ شدید پلایا۔

نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ہم یحییٰ بن سعید قطان کے پاس کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمیں نبیذ کی تحریم کے متعلق حدیث بیان کر رہے تھے اتنے میں ابو بکر بن عیاش آگئے انھوں نے یہ سن کر کہا: اسے لڑکے خاموش ہو! اور کہا اعمش از ابراہیم نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ہم کو سخت تیز نبیذ پلایا جس کا آخر نشہ آور تھا۔

علقمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت عمر کے مشروب سے کچھ پی لیا تو حضرت عمر نے اس کو کوڑے لگائے، اعرابی نے کہا میں نے تو آپ کے مشروب سے پیا ہے، حضرت عمر نے اپنے مشروب کو منگایا اور پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑا پھر اس سے پیا اور فرمایا جس شخص کو اپنے مشروب کی تیزی سے (نشہ دینے) کا خدشہ ہو وہ اس میں پانی ملالے، ابراہیم نخعی نے بھی حضرت عمر سے اس کی مثل روایت کیا ہے اور اس روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے اس اعرابی کو مارنے کے بعد اس مشروب کو پیا۔[3]

---

[1] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] اس واقعہ کے متعلق امام دارقطنی نے یہ روایت بیان کی ہے: ـــــــ (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں) ـــــــ

عطاء بن ابی میمونہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا کہ حضرت ام سلیم اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کشمش اور چھواروں کو ملا کر ان کا نبیذ پیتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابوطلحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، (یعنی کشمش اور چھواروں کے مخلوط نبیذ سے) انھوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ میں تنگی کی بناء پر اس سے منع فرمایا تھا، جس طرح کھجوروں کو ملا کر کھانے سے منع فرمایا تھا۔ [۱]

علامہ جصاص فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بکثرت روایات ہیں جن کو ہم نے کتاب الاشربہ میں بیان کیا ہے اور یہاں دوبارہ اس کی تطویل سے ہم نے اجتناب کیا ہے۔ ہمارے فقہاء احناف نے جن مشروبات کو حلال قرار دیا ہے ہمارے علم میں صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے ان کو حرام نہیں کیا، صحابہ کرام اور فقہاء تابعین سے صرف نقیع الزبیب (کچے پانی میں کشمش کو ڈال دیا جاتے وہ پانی سڑ کر جھاگ چھوڑ دے اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔ سعیدی غفرلہٗ) کو حرام کہا ہے، اور انگور کے پکے ہوئے اس شیرہ کو حرام کہا ہے جو پکنے کے بعد دو ثلث سے کم اڑ جائے اور نشہ آور ہو، (اس کو علماء باذق کہتے ہیں) صحابہ کرام اور فقہاء تابعین کے بعد ایک قوم نے نبیذ (پانی میں انگوروں یا کھجوروں کو ڈال کر معمولی جوش دیا جائے حتیٰ کہ پانی میں ان کی مٹھاس آجائے) کے معاملہ میں تشدد کی اور اس کو حرام قرار دیا، حالانکہ اگر نبیذ حرام ہوتا تو اس کی حرمت تواتر سے منقول ہوتی جیسا کہ خمر کی تحریم منقول ہے کیونکہ اس کے پینے میں عام لوگ مبتلا رہتے کیونکہ عام لوگوں کا مشروب کچی کھجوروں اور چھواروں کا مشروب تھا اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو لوگ نبیذ کو حرام کہتے ہیں ان کا قول باطل ہے۔ [۱]

نبیذ کی تعریف اور اس کا حکم

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

نبیذ چھواروں، کشمش، شہد اور گندم وغیرہ سے بنایا جاتا ہے بایں طور کہ ان کو پانی میں

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

عن عامر ان اعرابیاً شرب من اداوۃ عمر نبیذا فسکر فضربہ عمر الحد۔ (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۱)

عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت عمر کے مشکیزہ سے نبیذ پیا، اس کو نشہ ہوگیا تو حضرت عمر نے اس کو حد لگائی۔

نیز امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

عن الشعبی ان رجلا شرب من اداوۃ علی نبیذا بصفین فسکر فضربہ علی علیہ السلام الحد۔ (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۱)

شعبی بیان کرتے ہیں کہ صفین میں ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کے مشکیزہ سے نبیذ پیا جس سے اس کو نشہ ہوگیا، تو حضرت علی نے اس کو حد لگائی۔

اس سے واضح ہوا کہ حضرت علی اور حضرت عمر ایسا تیز نبیذ پیتے تھے جس کی کثیر مقدار نشہ آور تھی، انھوں نے اعرابی اور اس شخص کو حد اس لیے لگائی کہ اس نے وہ نبیذ زیادہ مقدار میں پیا اگر وہ کم مقدار میں پیتا جس سے نشہ نہ ہوتا تو کوئی حرج نہ تھا۔ امام دارقطنی کا ان روایات کو غیر ثابت کہنا ان کے مسلکی تعصب کی بناء پر ہے، تاہم انھوں نے ان کو باطل یا موضوع نہیں کہا، اور یہ آثار متعدد اسانید سے ثابت ہیں اور ہمارے ائمہ نے ان سے استدلال کیا ہے اس لیے ان کا ضعف جاتا رہا۔ سعیدی غفرلہٗ

[۲] علامہ جصاص نے ان تمام آثار کو مکمل اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے، ہم نے اختصار کی وجہ سے ان اسانید کو حذف کر دیا۔ سعیدی غفرلہٗ

[۱] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۴۶۵-۴۶۴، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

ڈال کر آگ پر معمولی جوش دے لیا جائے، جوش دینے کی قید اس لیے لگائی ہے کہ جس کو آگ پر پکایا نہ جائے، وہ اجماع صحابہ سے حرام ہے، یعنی کشمش یا چھواروں کو پانی میں ڈال دیا جائے اور وہ گاڑھا ہو کر جھاگ چھوڑ دے۔ چھواروں کے نبیذ کی حرمت اور حلت دونوں کے متعلق احادیث آئی ہیں اور جب حرمت کی احادیث کو کچے نبیذ پر اور حلت کی احادیث کو پکائے ہوئے نبیذ پر محمول کیا جائے تو ان میں تطبیق ہو جاتی ہے اور تعارض اٹھ جاتا ہے۔ ۱ے (کچے نبیذ کا حرام ہونا اور پکے ہوئے کا حلال ہونا نوادر کی روایت ہے، ظاہر الروایہ میں دونوں حلال ہیں۔ سعیدی غفرلہٗ)

مثلث اور نبیذ شدید کے حلال ہونے پر فقہاء احناف کے دلائل

مثلث: انگور کے شیرہ کو آگ پر پکایا جائے حتیٰ کہ دو ثلث اڑ جائے اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔ (اس کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے۔)

نبیذ شدید: کشمش یا چھواروں کے پانی کو آگ پر پکا کر گاڑھا کر لیا جائے اور اس کا ذائقہ تلخ اور تیز ہو جائے (اس کی بھی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے۔)

علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

جابر بن حصین اسدی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا جس میں انھوں نے یہ حکم دیا کہ وہ کھانے کو ہضم کرنے کے لیے مشروب مثلث پیا کریں، اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے کہ میں اس کے پینے کو ترک نہیں کروں گا کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی مثلث پیتے تھے اور لوگوں کو بھی پلاتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خمر کی تحریم کا خود سوال کیا تھا، اس لیے ان کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ جس چیز کی تحریم کو نص قرآن شامل ہے (جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں) اس کو حضرت عمر خود بھی پیتے تھے اور لوگوں کو بھی پلاتے تھے! ۱

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عمر میٹھا مثلث پیتے تھے اور ایسا مثلث نہیں پیتے تھے جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو، کیونکہ حضرت عمر یہ کہتے تھے کہ پکانے سے شیطان کا حصہ اور جنون ختم ہو جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر کھانا ہضم کرنے کے لیے مثلث پیتے تھے اور مثلث اس وقت ہاضم ہوتا ہے جب کہ وہ تلخ اور تیز ہو نہ کہ میٹھا ہو، اس کی دلیل وہ آثار ہیں جن کو امام محمد نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

زیاد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا مشروب پلایا کہ قریب تھا مجھے اپنے گھر کا راستہ نہ ملتا، میں نے صبح ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا، انھوں نے کہا ہم نے تمہیں عجوہ (ایک قسم کی عمدہ کھجور) اور کشمش کے نبیذ کے سوا اور کوئی چیز نہیں پلائی (دیکھیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زہد اور تقویٰ معروف اور مسلم ہے، ان کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایسی چیز پیتے یا پلاتے ہوں گے جس کے بارے میں تحریم نازل ہو چکی ہو، حضرت ابن عمر نے زیاد کو تیز نبیذ پلایا تھا جس کا ان کے ذہن پر ایسا اثر ہوا کہ ان کو گھر کا راستہ ملنا مشکل ہو گیا، اس واقعہ کو اس طرح تعبیر کرنا ان کا مبالغہ تھا یہ نشہ نہیں تھا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ کشمش اور کھجور کا معمولی جوش دیا ہوا تیز قسم کا نبیذ پینا جائز ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمش اور کھجور کا مخلوط نبیذ پینا بھی جائز ہے اس کے برخلاف بعض متشدد لوگ یہ کہتے ہیں کہ مخلوط مشروب

۱ے۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

کو پینا جائز نہیں ہے خواہ وہ میٹھا کیوں نہ ہو، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مخلوط مشروب (اس کو خلیطین کہتے ہیں) پینے سے منع فرمایا ہے، ہمارے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ یہ ممانعت تنگی اور قحط کے زمانہ پر محمول ہے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اغنیار کے لیے ان دو نعمتوں کے جمع کرنے کو ناپسند فرمایا تھا۔ اور بعض احادیث میں دو نعمتوں کے ملانے کی ممانعت کی تصریح بھی ہے، اور خوش حالی کے زمانہ میں مخلوط مشروب پینے کے جواز پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے چھواروں کا نبیذ بنایا آپ کو وہ اچھا نہیں لگا تو آپ نے مجھے اس میں کشمش ڈالنے کا حکم دیا، نیز جب ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنانا جائز ہے تو ان کو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہوگا۔ [1]

محمد بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رقیق مشروب کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا، ایک عیسائی نے کہا ہم اپنے گرجے میں ایک مشروب تیار کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں سے کچھ میرے پاس لاؤ! وہ اس کی کچھ مقدار لے کر آیا، حضرت عمر نے پوچھا تم اس کو کس طرح تیار کرتے ہو؟ اس نے کہا ہم انگور کے شیرہ کو پکاتے ہیں حتی کہ اس کا دو تہائی اڑ جاتا ہے اور ایک تہائی رہ جاتا ہے، حضرت عمر نے اس پہ پانی ڈال کر پی لیا، پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو وہ مشروب پینے کے لیے دیا، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے خیال میں آگ کسی چیز کو حلال نہیں کرتی، حضرت عمر نے فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ خمر سرکہ بن جاتی ہے اور پھر ہم اس کو پیتے ہیں! اس حدیث میں مثلث کو پینے کے جواز کی دلیل ہے خواہ وہ تیز کیوں نہ ہو، کیونکہ حضرت عمر نے تلخ مثلث کے متعلق مشورہ کیا تھا نہ کہ شیریں مثلث کے لیے، یہ کھانے کو ہضم کرتا ہے اور رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کی طاقت دیتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی خیر خواہی اور ان کے معاملات میں غور و فکر کرتے رہتے تھے اور دینی معاملات میں مشورہ کرتے رہتے تھے۔ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ اگر مثلث گاڑھا ہو تو اس میں پانی ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پانی مانگا، وہ آپ کے پاس ایک مشروب لے کر آئے، جب آپ اس کو منہ کے پاس لے گئے تو آپ کے چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہوا، پھر آپ نے پانی منگا کر اس میں ڈالا اور اس کو پی لیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب ان (تیز) مشروبات میں سے کسی کے متعلق (نشہ آور ہونے کا) شک ہو تو پانی ملا کر اس کی طاقت کو توڑ دیا کرو۔ [2]

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے حلال ہونے پر امام ابو یوسف اور علامہ سرخسی کے دلائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ محرم کسی مشروب کا وہ آخری گھونٹ ہے جس سے نشہ پیدا ہو، اور خمر بعینہٖ حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، اور مثلث اور کشمش اور چھواروں کے پکے ہوئے پانی (یعنی نبیذ) میں قلیل اور کثیر کا فرق ہے اس کی قلیل مقدار حلال ہے

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۵-۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] ″ ″ ″ ، المبسوط ج ۲۴ ص ۸-۷، ″ ″ ″

اور جس گھونٹ کے بعد نشہ پیدا ہو وہ حرام ہے اور وہ کثیر مقدار کا آخری گھونٹ ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا جو پیالہ نشہ آور ہو صرف وہ حرام ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: اس کی مثال کپڑے میں خون کی طرح ہے اگر کپڑے میں قلیل خون ہو تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے اور اس کی مثال نفقہ کی طرح ہے اگر انسان اپنی کمائی سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے تو جائز ہے اور اگر خرچ میں اسراف کرے (یعنی ناجائز محل پر خرچ کرے) تو یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح نبیذ ہے اگر اس کو کھانے کے بعد پیا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس کو بہ قدر نشہ پیا تو ناجائز ہے کیونکہ یہ اسراف ہے اس لیے نبیذ پیتے ہوئے جب نشہ ہونے لگے تو اس کو چھوڑ دے۔ دیکھیے مثلاً دودھ حلال ہے لیکن اگر کسی شخص کو زیادہ دودھ پینے سے نشہ ہونے لگے تو وہ زیادتی ناجائز ہوگی، نیز غور کیجیے کہ بھنگ سے علاج کرنا جائز ہے لیکن اگر بھنگ سے کسی شخص کی عقل ماؤف ہونے لگے تو وہ ناجائز ہوگی، اور اس تمام تفصیل سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ حرمت کا مدار نشہ لانے والے جز پر ہے البتہ خمر مطلقاً حرام ہے، نیز خمر کو تھوڑی مقدار میں پینا زیادہ پینے کا محرک ہوتا ہے اس لیے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے اس کے برخلاف مثلث کی قلیل مقدار کثیر کی محرک نہیں ہوتی بلکہ اس کی قلیل مقدار کھانے کو ہضم کرتی ہے اور عبادت کرنے کی قوت دیتی ہے اور اس کی کثیر مقدار سر میں درد کر دیتی ہے، کیا یہ مشاہدہ نہیں ہے کہ جو لوگ نشہ آور مشروبات کو پیتے ہیں وہ مثلث میں بالکل رغبت نہیں کرتے۔ [1]

حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار پینے کا جواز

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اعرابی لایا گیا جو نشہ میں تھا، اس کے پاس نبیذ مثلث کا ایک مشکیزہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے چھٹکارے کی کسی سبیل کا ارادہ کیا مگر وہ شخص بالکل مدہوش تھا، آپ نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا، جب اس کے ہوش و حواس درست ہو گئے، تو آپ نے اس کے مشکیزے کو منگایا اس میں نبیذ تھا اس کو چکھا اور کہا اوہ! اس نے یہ کام کیا، پھر اس نبیذ کو ایک برتن میں ڈالا اور اس میں پانی ملا کر خود پیا اور اپنے اصحاب کو پلایا اور کہا جب تم کو کسی نبیذ کے بارے میں (نشہ آور ہونے کا) شک ہو تو اس میں پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑ لو، اس اثر میں یہ دلیل ہے کہ پکے ہوئے نبیذ کو پینے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ وہ تیز ہو کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خود پیا اور اصحاب کو پلایا بلکہ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ نشہ آور مشروب کو قلیل مقدار میں پینا جائز ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ نبیذ نشہ آور تھا اس کو چکھا، اگر خمر کی طرح اس کی قلیل مقدار بھی نجس اور حرام ہوتی تو حضرت عمر اس کو کیسے پیتے جن کے بار بار اصرار کے بعد تحریم خمر نازل ہوئی تھی! (سعیدی غفرلہٗ) نیز روایت ہے کہ اس اعرابی نے پوچھا کیا آپ نے مجھے نبیذ پینے پر حد لگائی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تم کو صرف نشہ کی بناء پر حد لگائی ہے۔

حماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس گیا وہ صبح کے وقت ناشتہ کر رہے تھے، انھوں نے نبیذ منگا کر پیا اور مجھے پلایا، جب انھوں نے میرے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے تو کہا مجھے علقمہ نے یہ حدیث بیان کی کہ وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس جاتے اور ان کے پاس ناشتہ کرتے اور ان کے پاس گھڑے میں رکھا ہوا نبیذ پیتے تھے اور روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبیذ کی عادت تھی حتیٰ کہ ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے کہ انھوں وہ سبز گھڑا دکھایا جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے نبیذ بنایا جاتا تھا اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تیز نبیذ پیتے تھے اور نبیذ پینے کے عادی تھے۔ عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبیذ پلایا اور جب انھوں نے مجھ میں تغیر کے آثار دیکھے تو انھوں نے میری رہنمائی کے لیے میرے ساتھ قنبر کو بھیجا۔ (یعنی جب ان میں نشہ کی ابتدائی کیفیات دیکھیں۔)

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۹-۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک قوم حلال مشروب پر جمع ہوتی ہے اور اس کو اس حد تک پہنچتی ہے کہ وہ ان پر حرام ہو جاتا ہے، یعنی جب وہ نشہ کی حد تک پہنچتی ہے، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ مثلث پیتے تھے اور لوگوں کو مثلث بنانے کا حکم دیتے تھے اور لوگوں کو تیز مثلث پلاتے تھے اور چونکہ مثلث پینے کی اباحت میں بہ کثرت آثار مروی ہیں اسی لیے امام ابو حنیفہ نے مذہب اہل سنت و جماعت کی خصوصیات میں سے یہ شمار کیا ہے کہ گھڑے میں بناتے ہوئے نبیذ کو حرام نہ کہا جائے اور بعض سلف سے مروی ہے کہ اگر آسمان سے گر کر میرے دو ٹکڑے ہو جائیں تو میرے نزدیک یہ نبیذ کو حرام کہنے سے بہتر ہے، کیونکہ نبیذ کو حرام کہنے سے ان آثار مشہورہ کو رد کرنا لازم آتا ہے اور بڑے بڑے اولوالعزم صحابہ کے اقوال کو بُرا کہنا لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے، اور نبیذ کو حلال کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر شخص اس کو پیئے۔ نبیذ پینے کی رخصت تحریم کے بعد دی گئی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیذ کی تحریم کے وقت میں بھی اسی طرح موجود تھا جس طرح تم موجود تھے، پھر میں اس کو حلال قرار دیے جانے کے وقت بھی حاضر تھا اور میں نے اس کی تحلیل کو یاد رکھا اور تم بھول گئے، حضرت ابن مسعود کے اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ نبیذ کی حرمت کے متعلق جس قدر آثار مروی وہ سب اس کی رخصت کے حکم کے بعد منسوخ ہو گئے۔ [1]

تیز نبیذ پینے کی ممانعت کے منسوخ ہونے کا بیان

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، صرف وہ گھونٹ حرام ہے جس سے نشہ ہو، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں گئے، وہاں آپ کا ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو کشتی پر رال لگا رہے تھے، آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا یہ اپنی شراب پینے سے بیمار ہو گئے تو آپ نے ان لوگوں کو کدو کے بنے ہوئے برتن، سبز گھڑوں اور تارکول لگے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع کر دیا۔ (ان برتنوں میں نبیذ بنایا جاتا تھا) جب آپ اس غزوہ سے واپس لوٹے تو ان لوگوں نے بدہضمی کی شکایت کی، آپ نے ان کو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی اور نشہ آور (مقدار) سے منع فرمایا، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبیذ پینے کی ممانعت پہلے تھی اور رخصت بعد میں دی گئی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں نشہ آور نبیذ سے مطلقاً منع فرمایا تھا اور بعد میں اس کی قلیل مقدار پینے کی اجازت دی بہ شرطیکہ اس کو نشہ آور حد تک نہ پیا جائے۔ [2]

کبار صحابہ اور فقہاء تابعین سے نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کے جواز کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم یہ تیز نبیذ اس لیے پیتے ہیں کہ ہمارے پیٹ میں جو اونٹ کا گوشت ہے وہ گل جائے۔ اور ہم کو ایذا نہ دے جس شخص کو اپنے نبیذ کے بارے میں (نشہ آور ہونے کا) شک ہو وہ اس میں پانی ملا لے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ داؤد بن ابی ہند نے سعید ابن المسیب سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کس مشروب کی اجازت دی تھی؟ انھوں نے کہا طلاء کی یعنی انگور کے شیرہ کو پکایا جائے جس کا دو ثلث اڑ جائے اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۲-۱۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] المبسوط ج ۲۴ ص ۱۳-۱۲، " " " "

علی بن مسہر اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہم طلاء پیتے تھے۔

انس بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں کوئی بیماری تھی، انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے طلاء تیار کروں اور وہ کھانے کے بعد طلاء پیتے تھے۔

شریح بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شام میں طلاء پیتے تھے۔

صاحب الاستذکار نے کہا ہے کہ ہمارے علم میں طلاء (جس شیرہ کا پکنے کے بعد ایک ثلث باقی رہ جائے، ان تمام روایات میں طلاء سے مراد مثلث ہے) پینے کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، سو ان آثار سے معلوم ہوا کہ جس حدیث میں یہ ہے کہ جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، اس حدیث میں قلیل سے وہ قلیل مراد ہے جو نشہ آور ہو، تاکہ ان آثار میں تضاد نہ ہو، پس آپ نے ملاحظہ کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ مثلاً حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر اہل بدر سب نبیذ پینے کو جائز کہتے تھے اسی طرح بعد کے کبار تابعین بھی نبیذ کو جائز کہتے تھے مثلاً شعبی اور ان کی شکل، ابراہیم نخعی اور ان کی مثل، علقمہ، اسود، ابن ابی لیلیٰ، عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعود اور سفیان ثوری یہ اپنے زہد و تقویٰ کے باوجود تیز نبیذ پیتے تھے حتیٰ کہ ان کے رخسار سرخ ہو جاتے تھے اور وکیع رمضان کی راتوں میں عبادت پر طاقت حاصل کرنے کے لیے نبیذ پیتے تھے۔ [1]

بعض جاہل لوگ تیز نبیذ کو خمر کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے خمر کو حلال کر دیا، درحقیقت یہ اعتراض امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب پر نہیں ہے بلکہ یہ اعتراض کبار صحابہ اور فقہاء تابعین پر ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے اس مسئلہ میں کسی قول کو ایجاد نہیں کیا، بلکہ انھوں نے وہی کہا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور زہاد تابعین نے کہا ہے، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اور علقمہ، اسود اور ابراہیم نخعی کے بارے میں کیا کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے کہ یہ فقہاء اور زہاد خمر پینے والے تھے اور نشہ کرنے والے تھے؟ یہی وجہ ہے کہ امام زاہد نجم الدین عمر نسفی نے یہ کہا ہے کہ چھواروں اور کشمش کے نبیذ کی حلت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے تاکہ صحابہ اور تابعین کو فاسق قرار دینا لازم نہ آئے اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اہلسنت وجماعت کی علامت یہ ہے کہ چھواروں کے نبیذ کو حرام نہ کہا جائے۔ [2]

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: معراج میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کہا اگر مجھے تمام روئے زمین کی دولت دی جائے تو میں پھر بھی گھڑے میں بناتے ہوئے نبیذ کی حرمت کا فتویٰ نہیں دوں گا کیونکہ اس سے صحابہ کو فاسق کہنا لازم آتا ہے اور اگر مجھے روئے زمین کی تمام دولت دی جائے پھر بھی میں اس کو پیوں گا نہیں کیونکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ [3]

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۴، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[2] " " ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۵-۳۴۴، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۳۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول۔

حدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے) کی تحقیق

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں: یہ حدیث آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

الاول: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے عبید اللہ بن عمرو بن شیب عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، اور امام عبد الرزاق نے بھی اپنی مصنف میں اس روایت کا ذکر کیا ہے۔

الثانی: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ ان کی حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن داؤد بن بکیر عن محمد بن منکدر عن جابر مرفوعا، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، امام ابن حبان نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن موسی بن عقبۃ عن محمد بن منکدر عن جابر۔

الثالث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ امام نسائی نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی عن الولید بن کثیر عن الضحاک بن عثمان عن بکیر بن عبد اللہ بن الاشج عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن سعد۔ نیز اس حدیث کو امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

الرابع: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امام دار قطنی نے ان کی حدیث اس سند کے ساتھ روایت کی ہے: عن عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی حدثنی ابی عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ اس سند میں عیسیٰ بن عبد اللہ متروک راوی ہے۔

الخامس: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے ان کی حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن ابی عثمان عن عمرو بن سالم الانصاری عن القاسم عن محمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کا ایک فرق (آٹھ کلو کا پیمانہ) نشہ آور ہو اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ اس حدیث کی سند میں عمرو بن سالم ضعیف ہے، امام دار قطنی نے اس حدیث کو متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے اور وہ سب ضعیف اسانید ہیں۔

السادس: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام اسحاق بن راہویہ نے ان کی حدیث کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے، اس کی یہ سند ہے: اخبرنا ابوعامر العقدی حدثنا ابومعمر عن موسی بن عقبۃ عن سالم بن عبد اللہ بن محمد عن ابیہ مرفوعا، اس کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔

السابع: خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ	ان کی حدیث کو حاکم نے مستدرک کی کتاب الفضائل میں روایت کیا اور سند کے متعلق سکوت اختیار کیا۔
الثامن: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	ان کی حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ [۱]

ان تمام روایات کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ یہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں، اور امام احمد نے کہا ہے کہ جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہ پہچانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے، ثانیاً یہ حکم منسوخ ہو گیا، ابتداء میں جب شراب کے معاملے میں سختی کی گئی تھی تو نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو بھی حرام کر دیا تھا، بعد میں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبیذ بنانے والے برتنوں میں پینے کی اجازت دی اور فرمایا پیو اور نشہ نہ کرو تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور بکثرت صحابہ سے تیز نبیذ کی قلیل مقدار کا پینا ثابت ہے۔ یہ تمام بحث ہم نے اس سے پہلے باحوالہ بیان کر دی ہے۔ ثالثاً نشہ آور مشروب کا وہ آخری گھونٹ حرام ہے جو نشہ لانے کا موجب ہو اور اس حدیث میں قلیل سے مراد وہی آخری گھونٹ ہے، اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے:

امام دارقطنی علقمہ سے روایت کرتے ہیں:

عن علقمة عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كل مسكر حرام قال عبد الله هي الشربة التي اسكرتك [۲]

علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور (مشروب) حرام ہے، حضرت عبداللہ نے کہا حرام وہ گھونٹ ہے جو تم کو نشہ میں لائے۔

امام دارقطنی، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں:

عن ابراهيم عن ابن مسعود قال، كل مسكر حرام هي الشربة التي تسكرك [۳]

ابراہیم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، کہ ہر نشہ آور (مشروب) حرام ہے، اور حرام وہ گھونٹ ہے جو تم کو نشہ میں لائے

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

خمر قلیل اور کثیر ہر صورت میں حرام ہے کیونکہ خمر کی قلیل مقدار کثیر کی محرک ہوتی ہے، لیکن دوسرے مشروبات (مثلاً نبیذ وغیرہ) باوجود تیز اور گاڑھے ہونے کے ان کی قلیل مقدار کثیر کی محرک نہیں ہوتی، اس لیے ان کی قلیل مقدار مباح ہے البتہ جو مقدار نشہ آور ہو وہ حرام ہے، اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ نشہ آور آخری گھونٹ یا آخری پیالہ ہوتا ہے اور اس کا حکم اس مقدار کے خلاف ہے جو نشہ آور ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے چند پیالے پانی پیا پھر اس نے ایک پیالہ خمر پی، تو اس پر خمر کی وجہ سے حد لازم آئے گی نہ کہ خمر سے پہلے پیئے ہوئے پیالوں کی وجہ سے، سو اس کی بھی یہی شکل ہے، اگر کسی مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی

---

[۱] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۲، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[۲] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۲۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[۳] " " " سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۱،

ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہو جیسا کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ کا حکم ہے، حدیث میں جو ہے کہ ہر نشہ آور حرام ہے یہ ہم کو تسلیم ہے اور اس سے مراد وہ آخری گھونٹ ہے جو نشہ آور ہوتا ہے، امام ابو یوسف نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی مشروب کو نشہ کے ارادہ سے پیئے تو اس مشروب کی قلیل اور کثیر مقدار حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص کھانا ہضم کرنے کے لیے کسی نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو پیتا ہے اس کا یہ حکم نہیں ہے اس کی نظیر چلنا ہے زنا کے قصد سے چلنا حرام ہے اور عبادت کے قصد سے چلنا عبادت ہے، اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو یہ ارشاد ہے: "جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے۔" وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس آخری پیالہ پر محمول ہے جو نشہ کا موجب ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر۔

علاوہ ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ حکم ابتدا میں تھا جب شراب کے معاملہ میں سختی کی گئی تھی، پھر اس کے بعد قلیل مقدار پینے کی رخصت دے دی گئی اور جب احادیث کو جمع کرنا ممکن ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ بعض احادیث پر عمل کیا جائے اور بعض کو ترک کر دیا جائے۔ [1]

کچے نبیذ کے حلال ہونے پر دلائل

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے یا ان میں سے کسی ایک کا نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے بہ شرطیکہ ان کو پکایا جائے، کیونکہ کچی کھجوریں بھی چھواروں کی ایک قسم ہے، اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ چھواروں کا پکا ہوا نبیذ حلال ہے اور اس کی جو مقدار نشہ آور ہو وہ حرام ہے، اسی طرح چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانا یا کچی کھجوروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانا حلال ہے اس نبیذ کو خلیطین کہتے ہیں اور ہم اس کے جواز پر دلائل بیان کر چکے ہیں، اسی طرح شہد، جوار، گندم، جو، کشمش اور چھواروں میں سے ہر ایک کا نبیذ بنانا جائز ہے، ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنانا بھی جائز ہے اور ان کو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہے، چھواروں اور کشمش کے نبیذ کا حکم ہم بیان کر چکے اور باقی چیزوں کے نبیذ کے متعلق ظاہر حکم یہ ہے کہ ان کا نبیذ جائز ہے خواہ کچا ہو یا پکا۔ اور نوادر میں ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے یہ روایت بھی کی ہے کہ گاڑھا ہو جانے کے بعد کچا نبیذ پینا جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خمر پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے کھجور، انگور، گندم، جو اور جوار" اس حدیث سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان چیزوں سے حقیقتاً خمر بنتی ہے، اس سے ان چیزوں کو خمر سے تشبیہ دینا مراد ہے، یعنی ان چیزوں کی شراب کا پینا بھی خمر کی طرح حرام ہے، اور یہ بات دلیل سے ثابت ہو چکی ہے کہ چھواروں اور کشمش کا کچا پانی اگر گاڑھا ہو تو اس کا پینا حلال نہیں ہے، اسی طرح باقی چیزوں کا کچا پانی بھی اگر گاڑھا ہو تو حرام ہے (یہ نوادر کی روایت تھی، اور ظاہر الروایہ کے مطابق کچا پانی ہو یا جوش دیا ہوا ہر صورت میں حلال ہے) ظاہر الروایہ کی دلیل یہ ہے کہ شہد، جوار اور جو حلال ہیں خواہ وہ پک کر متغیر ہوں یا غیر متغیر، سو اگر ان کو پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ پانی بھی حلال ہونا چاہیے، خواہ اس کو پکا کر متغیر کیا جائے یا نہیں، کیونکہ طعام کا تغیر اور گاڑھا ہونا حرمت میں مؤثر نہیں ہے۔ [2]

ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ خمر (انگور کا سڑا ہوا شیرہ جو جھاگ چھوڑ چکا ہو) بعینہٖ حرام ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۷، مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۸-۱۷، مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت، ۱۳۹۸ھ

یا زیادہ اور خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات کو اتنی مقدار میں پینا حرام ہے جتنی مقدار میں وہ نشہ آور ہوں اور اس سے کم مقدار میں (جس میں وہ نشہ آور نہیں ہے) اس کا پینا جائز ہے۔ اس مقدار میں وہ حرام ہیں نہ نجس۔ اس تفصیل سے اس اہم مسئلہ پر بحث کرنا مقصود ہے کہ ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک دوائیں جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے اور انجکشن وغیرہ لگانے کے سلسلہ میں اسپرٹ استعمال ہوتی ہے اور اسی طرح پرفیوم وغیرہ میں بھی الکوحل استعمال ہوتی ہے، آیا ان کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں پہلے ہم دیگر اسلامی مفکرین کی آراء پیش کریں گے اس کے بعد دلائل سے اپنا نقطہ نظر واضح کریں گے۔ لیکن پہلے ہم دیگر مروجہ نشہ آور اشیاء کا حکم بیان کریں گے۔

بھنگ کا لغوی معنی اور اس کی تاثیرات کا بیان

علامہ سید مرتضٰی زبیدی بھنگ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بھنگ ایک مشہور بوٹی ہے جو اعضاء کو بے حس کر دیتی ہے، یہ حشیش کی غیر ہے یہ عقل کو ماؤف کر دیتی ہے، اجزان لاتی ہے، ورم، چھالوں اور دردوں میں سکون مہیا کرتی ہے۔ [۱]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھنگ کے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض حکماء نے بھنگ کے دنیاوی اور دینی نقصانات کی تعداد ایک سو بیس تک گنوائی ہے، یہ تفکرات اور اندیشوں کو جنم دیتی ہے، جسمانی رطوبتوں کو خشک کر دیتی ہے اور جسم کو گرم بیماریوں کی آماجگاہ بنا دیتی ہے، دنیائے اسلام کے مشہور طبیب محمد بن زکریا نے کہا بھنگ کو کھانا درد سر کا باعث ہے، منی کو خشک کر دیتا ہے، تفکرات، خلل دماغ، دق، سل، علت المشائخ (مفعولیت)، استسقاء اور اچانک موت آنے کا سبب ہے، بعض علماء نے کہا کہ شراب کے تمام نقصانات حشیش میں موجود ہیں، بھنگ نشہ آور ہے اور عقل کو برباد کرتی ہے۔ اس سے گفتگو کا توازن بگڑ جاتا ہے اور دل میں پوشیدہ رکھنے والی باتیں زبان پر آجاتی ہے، ابوالعباس بن تیمیہ نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ بھنگ شراب کی طرح نشہ آور ہے کیونکہ اس کے کھانے سے نشہ اور دماغی فتور لاحق ہو جاتا ہے۔ [۲]

بھنگ کے شرعی حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

تاج الشریعہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص لاعلمی میں بھنگ پیئے اور اسی حال میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، لیکن اگر کوئی شخص عمداً بھنگ پیئے اور نشہ میں طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، صاحب المحیط نے کہا یہ تفصیل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے نیز صاحب المحیط نے بیان کیا کہ بھنگ کا نشہ حرام ہے اور بھنگ کے نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی۔ شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ سقمونیا اور بھنگ کو علاج کی غرض سے قلیل مقدار میں کھانا جائز ہے، اور اگر وہ مقدار سے زیادہ اور عقل کو فاسد کرے تو پھر اس کا کھانا حرام ہے۔ [۳]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

البحر الرائق کی کتاب الطلاق میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص لھو ولعب کے قصد سے بھنگ یا افیون کھائے اور اس کی عقل ماؤف ہو جائے تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی، کیونکہ یہ معصیت ہے اور اگر اس نے علاج کی غرض سے بھنگ یا افیون کھائی تھی تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ اب ان کو کھانا معصیت نہیں ہے، فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے، اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ بغیر غرض علاج

۱۔ علامہ سید محمد مرتضٰی حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۲ ص ۱۰، مطبوعہ دارالفکر بیروت

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۹۸، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنو

۳۔ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۳۶، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

کے بھنگ یا افیون کھانا حرام ہے اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ اس علت سے معلوم ہوا کہ علاج کی غرض سے بھنگ اور افیون کا کھانا جائز ہے۔ در البحر الرائق کی عبارت ختم ہوئی۔ النہر الفائق میں بھی اس تفصیل کو لکھنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بھنگ کی کثیر اور نشہ آور مقدار کو استعمال کرنا مطلقاً حرام ہے اور اس کی قلیل مقدار کو بطور لہو و لعب کے استعمال کرنا بھی حرام ہے اور اگر اس سے نشہ ہو گیا اور نشہ میں طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور قلیل مقدار کو بغرض علاج کے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر اس سے نشہ ہو گیا اور نشہ میں طلاق دے دی تو وہ طلاق واقع نہیں ہو گی۔ [1]

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

حشیش، افیون اور بھنگ طاہر ہیں کیونکہ یہ جامد چیزیں ہیں اور ان کو استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ یہ عقل کو معطل کر دیتی ہیں، البتہ ان کا بدن میں خارجی استعمال جائز ہے۔ [2]

علامہ صاوی مالکی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز عقل کو بے کار کر دے وہ مسکر (نشہ آور) ہوتی ہے، اور جو حواس کو سلا دے اور کیف و سرور پیدا کرے اس کو مخدر (مسکن) کہتے ہیں، پہلی چیز نجس اور حرام ہے اور دوسری چیز طاہر اور حرام ہے۔ [3]

ہر چند کہ علامہ دردیر مالکی اور علامہ صاوی مالکی نے بھنگ اور حشیش وغیرہ کے کھانے کو مطلقاً حرام کہا ہے لیکن علامہ دسوقی مالکی نے یہ لکھا ہے کہ ان کو بہ مقدار نشہ کھانا حرام ہے اور اس سے کم مقدار میں کھانا جائز ہے، علامہ دسوقی مالکی لکھتے ہیں:

حشیش، برش (ایک قسم کی گھاس) اور افیون مخدرات (مسکن اشیاء) میں سے ہیں، علامہ قرافی کی یہی تحقیق ہے اور یہی مختار ہے، اس کے برخلاف علامہ منوفی نے ان کو نشہ آور قرار دیا ہے، ان کی جو مقدار عقل کو ماؤف نہ کرے اس کا استعمال جائز ہے۔ [4]، علامہ دسوقی کی یہ عبارت فقہاء احناف کے نظریہ کی موید ہے۔

علامہ شربینی شافعی لکھتے ہیں:

ما مدا شیاء میں سے جو چیز عقل کو زائل کر دے اس کے استعمال پر حد نہیں ہے جیسے بھنگ اور حشیش کیونکہ ان میں کوئی قوت ہے نہ سرور اور ان کو کم مقدار میں پینا زیادہ مقدار میں پینے کا محرک نہیں ہوتا۔ البتہ ان میں تعزیر ہے۔ [5]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

قال الرویانی والنبات الذی یسکر ولیس فیہ شدۃ مطربۃ یحرم اکلہ ولاحد علی اکلہ قال

علامہ رویانی نے کہا ہے کہ جو جڑی بوٹی نشہ آور ہو اور سرور لانے والی نہ ہو، اس کا کھانا حرام ہے اور اس کے کھانے

---

[1] سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۵-۲۰۴، مطبوعہ مطبع عثمانیہ فیصل آباد

[2] علامہ ابو البرکات احمد بن محمد دردیر مالکی، الشرح الصغیر علی اقرب المسالک ج ۱ ص ۴۷، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۸۴ھ

[3] علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ، حاشیۃ الصاوی علی شرح الصغیر ج ۱ ص ۴۷، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۸۴ھ

[4] شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی، ۱۲۱۹ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[5] علامہ محمد شربینی شافعی الخطیب من قرن العاشر مغنی المحتاج ۴ ص ۱۸۷، دار احیاء التراث العربی بیروت

ویجوز استعماله فی الدواء وان افضی الی السکر مالم یکن منه بد قال وما یسکر مع غیره ولا یسکر بنفسه ان لم ینتفع به فی دواء وغیره فهو حرام وان کان ینتفع به فی التداوی حل التداوی به والله اعلم۔ [1]

والے پر حد نہیں ہے اور یہ کہا کہ دوا میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے خواہ اس سے نشہ پیدا ہو، بہ شرطیکہ اس دوا کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو، اور جو جڑی بوٹی بنفسہٖ نشہ نہ دیتی ہو لیکن دوسری چیز کے ساتھ مل کر نشہ دیتی ہو اگر اس سے کسی دوا میں فائدہ حاصل نہ کیا جائے تو وہ اور دوسری چیز حرام ہے اور اگر اس سے کسی دوا میں فائدہ حاصل کیا جائے تو جائز ہے

علامہ نووی نے علامہ رویانی کی یہ عبارت روضۃ الطالبین میں بھی نقل کی ہے۔ [2]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

آیا حرام است قلیل کہ سکر نیارد، تصریح کردہ است نووی در شرح مہذب کہ حرام نیست اکل قلیل از حشیش (الی قولہ) پوشیدہ نماند کہ این مشکل شود بر مذہب شافعیہ بر قول کسے کہ گوید از ایشاں کہ وے مسکر است وحالانکہ نزد ایشاں ہر چہ کثیر وے مسکر باشد قلیل وے حرام است [3]

بھنگ کی قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ علامہ نووی نے شرح المہذب میں تصریح کی ہے کہ حشیش کی قلیل مقدار کھانا حرام نہیں ہے، اور یہ بات مخفی نہ ہے کہ مذہب شافعی کا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے تو جن شافعی علماء کے نزدیک بھنگ نشہ آور ہے، ان کے نزدیک اس کی قلیل مقدار کیسے جائز ہو گی؟

غالباً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے خود شرح المہذب کو نہیں دیکھا اور کسی کا حوالہ دیکھ کر علامہ نووی کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ وہ بھنگ کی قلیل مقدار کو شرح المہذب میں جائز لکھتے ہیں، حالانکہ علامہ نووی شافعی نے شرح المہذب اور روضۃ الطالبین دونوں کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ نشہ آور جڑی بوٹی کو کھانا حرام ہے البتہ اضطرار کی صورت میں بطور دوا اس کا استعمال جائز ہے اور یہ ایک الگ بات ہے۔

ہم نے حضرت شیخ کی اس عبارت کی اس لیے وضاحت کی ہے کہ کوئی شخص اس عبارت کو پڑھ کر فقہاء شافعیہ کے مسلک کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔

شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

جو حشیش نشہ آور ہو اس کے پینے پر حد واجب ہے، اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ نجس ہے، کیونکہ جس طرح انگور کی کچی شراب نشہ دیتی ہے (یعنی خمر) اسی طرح یہ بھی نشہ دیتی ہے، برخلاف اس چیز کے جو نشہ نہ دے بلکہ صرف عقل کو ماؤف کر دے جیسے بھنگ؛ اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حشیش نشہ نہیں دیتی بلکہ بغیر لذت کے صرف عقل کو ماؤف کرتی ہے اس

[1]۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۹ ص ۳۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2]۔ " " روضۃ الطالبین ج ۳ ص ۲۸۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ

[3]۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۹۹، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

نے حشیش کی حقیقت کو نہیں جانا، کیونکہ اگر حشیش میں لذت نہ ہوتی تو لوگ اس کو کیوں کھاتے؟ البتہ بھنگ اس کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں کوئی لذت نہیں ہے اور شارع نے لذت دینے والی حرام چیزوں اور لذت نہ دینے والی حرام چیزوں میں فرق کیا ہے اول میں حد لازم کی ہے اور ثانی میں تعزیر اور حشیش پہلی قسم سے ہے اور بھنگ دوسری قسم سے ہے۔ [1]

نیز شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ چیز جو عقل کو زائل کر دے وہ حرام ہے خواہ اس سے لذت اور سرور حاصل نہ ہو، کیونکہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عقل کو ماؤف کرنا حرام ہے، البتہ بھنگ کی اتنی مقدار جو نشہ دے نہ عقل کو غائب کرے، اس میں تعزیر ہے۔ [2]

حشیش کی تحقیق

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی حشیش کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حشیش ایک قسم کی سوکھی ہوئی گھاس ہے، بعض لوگوں نے کہا سبز گھاس کو حشیش کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ [3]

علامہ بدر الدین عینی حنفی حشیش کے متعلق لکھتے ہیں:

حشیش، بھنگ کے علاوہ ایک قسم کی گھاس ہے، یہ ہلاک نہیں کرتی لیکن اعضاء کو بے حس کر دیتی ہے، اور سستی اور کاہلی پیدا کرتی ہے اور اس کی تاثیرات مذموم ہیں، اس لیے اس کے کھانے کے حرام ہونے پر متاخرین کا اجماع ہے۔ [4]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

اگر نشہ آور چیز مشروبات کی جنس سے نہ ہو (یعنی جامد چیز ہو) جیسے حشیش تو اس کے کھانے والے کو تادیباً سزا دی جائے گی، لیکن اس میں حد نہیں ہے، اس کی طہارت میں تین اقوال ہیں جن کو قرافی نے ذکر کیا ہے، کیونکہ نشہ سے مراد وہ کیفیت ہے جس سے عقل فاسد ہو جائے اور اس سے بھی عقل فاسد ہو جاتی ہے، اسی طرح بھنگ بھی حرام ہے خواہ اس میں لذت نہ ہو۔ [5]

شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

حشیش حرام ہے خواہ وہ نشہ دے یا نہ دے، حشیش کی جو مقدار نشہ آور ہو اس کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، اور جو شخص اس کو حلال کہے اس سے توبہ طلب کرنی چاہیے اگر وہ توبہ کرے تو فبہا ورنہ اس کو بطور مرتد قتل کرنا لازم ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر کوئی شخص اس کو عبادت سمجھے اور کہے کہ یہ ذکر وفکر میں معاون ہے (جیسا کہ آج کل کے بناوٹی درویش جو مزارات پر بیٹھ کر بھنگ پیتے ہیں چرس کے دم لگاتے ہیں اور حق ہو کے نعرے بلند کرتے ہیں) تو یہ اللہ کے دین پر بڑی جرأت ہے، یہ امر نصاریٰ کے دین میں ہے وہ لوگ شراب کو عبادت سمجھ کر پیتے ہیں (یہ فواحش کو عبادت بنا دینا ہے، قرآن مجید میں ہے:

واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیھا اٰباءنا   جب یہ لوگ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے

[1] شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی متوفی ۷۲۸ھ، مجموع الفتاوی ج ۳۴ ص ۱۹۸، مطبوعہ سعودی عربیہ

[2] 〃 〃 〃 ، مجموع الفتاوی ج ۳۴، ص ۲۱۱،

[3] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی حنفی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۴ ص ۲۹۸، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ، ۱۳۰۶ھ

[4] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۳۷-۳۳۶، مطبوعہ ملک اینڈ سنز فیصل آباد

[5] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

واللہ امرنا بھا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون (اعراف: ۲۸)

ہیں یہ ہمارے باپ دادا سے ہوتا آیا ہے، اور اللہ نے ہم کو اس کا حکم دیا ہے، آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ پر ایسی باتیں لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

اور جس شخص نے یہ جان لیا کہ یہ حرام ہے اور پھر اس کی حرمت کا اقرار نہیں کیا وہ کافر اور مرتد ہے۔ [1]

افیون کی تعریف اور تحقیق

افیون (افیم) یہ لفظ یونانی زبان سے ماخوذ ہے، افیون اس خشک شدہ لیس دار عرق کا نام ہے جو پوست (خشخاش) کے کچے ڈوڈے سے نکالا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں افیون طبی ضروریات کے لیے اور بطور مخدر استعمال کی جاتی تھی، زبالائی مصر میں پوست کی کاشت بہت قدیم زمانہ سے ہوتی تھی ساتویں صدی ہجری (تیرھویں صدی عیسوی) میں بہترین افیون ابو تیج میں تیار کی جاتی تھی جو اسیوط کے جنوب میں ہے، پوست کی کاشت اور افیون کی تیاری کا کام مصر میں انیسویں صدی میلادی کے اوائل تک فروغ پر رہا، ایشیائے کوچک میں پوست کی کاشت کا رواج صلیبی جنگوں کے بعد عام ہوا اور ترکوں کے عہد میں اس پودے کو قرہ حصار کے قریب مرجار کی آب و ہوا خصوصیت سے بہت راس آئی چنانچہ اس شہر کا عرف ہی افیون قرہ حصار ہو گیا، یہ شہر انیسویں صدی میلادی تک پوست کی کاشت اور افیون کی تیاری اور برآمد کا مرکز بنا رہا۔

ایران اور ترکی میں افیون کو تریاق (دافع زہر) بھی کہتے ہیں، یزد اور اصفہان سے افیون ہندوستان اور ترکی کو برآمد کی جاتی تھی، افیون نے ہندوستان میں خاصا اہم کردار ادا کیا، یہاں ان ڈوڈوں کو جن سے افیون نکالی جاتی ہے پوست کہتے ہیں، اور انھیں جوش دے کر عرق نکال لیا جاتا ہے، افیون تیار کرنے کا علم اہل چین کو ازمنہ وسطی کے ہندوستان سے حاصل ہوا۔ [2]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

افیون خشخاش کا عرق ہے اگر کوئی شخص مسلسل چار دن افیون کھائے تو اس کا عادی ہو جاتا ہے، اور اس کو چھوڑنے سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، یہ جسم میں ایک سوراخ کر دیتی ہے جو افیون کے سوا اور کسی چیز سے نہیں بھرتا۔ [3]

افیون کا شرعی حکم

افیون نشہ آور ہے اور اعضاء کو سست اور اعصاب کو ڈھیلا کر دیتی ہے، اور ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو اور اعضاء کو سست اور ڈھیلا کر دے اس کو کھانا یا پینا حرام ہے۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ام سلمۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر۔ [4]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ دینے والی اور اعضاء کو ڈھیلا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ، مجموع الفتاوی، ج ۳۴ ص ۲۱۱-۲۱۰، مطبوعہ سعودی عربیہ

[2] اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ ج ۳ ص ۲۰۳، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۷ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[4] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

اس حدیث کو امام احمد نے بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ [۱]

علامہ علاؤ الدین الحصکفی حنفی لکھتے ہیں:

افیون کھانا حرام ہے کیونکہ یہ عقل کو فاسد کرتی ہے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے، لیکن اس کی حرمت خمر سے کم ہے، سو اگر کسی نے افیون کھائی تو اس پر حد نہیں ہوگی خواہ اس کو افیون سے نشہ ہوگیا ہو، بلکہ اس کو حد سے کم تعزیر لگائی جائے گی [۲]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

بھنگ اور سقمونیا کو علاج کی غرض سے کھانا جائز ہے اور اس سے زیادہ حرام ہے، اسی طرح دیگر جامد اشیاء جو عقل کو فاسد کرتی ہیں ان کو علاج کی غرض سے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس سے نفع ہو اور اس سے زیادہ مقدار میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے جو نقصان کا باعث ہو۔ [۳]

سکون آور دواؤں کا شرعی حکم

سکون آور ادویہ مثلاً اے۔ ٹی۔ وان، ڈائزو پام، والیم، لبریم اور تفرانیل وغیرہ کو بھی مرض کی حالت میں ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق استعمال کرنا جائز ہے، بے خوابی اعصابی چینی، مالیخولیا اور دیگر دماغی امراض میں ان ادویہ کا استعمال صحیح ہے، لیکن ان دواؤں کو بطور عادت یا نشہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح راکٹ اور مینڈرکس کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ یہ تمام دوائیں وقتی طور پر اعصابی ہیجان کو دور کرتی ہے لیکن ان کے مابعد اثرات زندگی اور صحت کے لیے بہت مضر ہیں سکون آور ادویہ استعمال کرنے والے شخص کے پٹھے کمزور ہوجاتے ہیں اور انجیر عمر میں اس پر رعشہ طاری ہوجاتا ہے۔

تمباکو نوشی کی تاریخ

کولمبس نے صرف امریکہ ہی نہیں دریافت کیا اس نے تمباکو بھی دریافت کی۔ انڈین لوگ اسے چباتے بھی تھے۔ نسوار کی طرح پھانکتے بھی تھے۔ انہیں اس کی کاشت کا طریقہ بھی آتا تھا۔ یہ طریقہ نوواردوں نے بھی سیکھ لیا۔ مشکل سے چالیس سال بعد ہی اس کی کاشت ویسٹ انڈیز میں ہونے لگی۔ ۱۵۶۰ء میں یہ یورپ میں بھی اگائی جانے لگی ۱۶۰۰ء میں یہ پودا برازیل میں بھی پہنچ گیا۔

۱۶۰۰ء میں ہی والٹر ریلے نے تمباکو نوشی کو انگلینڈ میں عام کر دیا۔ یہاں سے یہ پیرس میں بھی آگایا جانے لگا۔ اور پھر یہ اتنا مقبول ہوگیا کہ مقبولیت کاشت سے بھی بڑھ گئی۔ اٹھارویں صدی تک اس کی بڑی تعداد ورجینیا اور میری لینڈ سے برآمد ہو رہی تھی۔ سگریٹ سترھویں صدی میں متعارف ہوا۔ ۱۹۰۰ء تک یہ زیادہ مقبول نہ تھا۔ تاہم پہلی جنگ عظیم میں اس کی مقبولیت تیزی سے بڑھی حتیٰ کہ عورتوں نے بھی سگریٹ پینا شروع کر دیا۔

چونکہ اس کے اثرات پر کوئی تحقیق نہیں ہوئی تھی، لہٰذا اس کا استعمال عام ہوتا چلا گیا اور کسی جانب سے کوئی اعتراض نہ اٹھا۔ اس وقت تقریباً ......، کاشت کار صرف امریکہ میں اس پودے کی کاشت کرتے ہیں۔ آمدنی کا حساب بلین ڈالروں میں کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں تمباکو کی صنعت ایک بڑی صنعت ہے۔ اگر صرف ان سگریٹوں کو جو امریکہ میں سال بھر استعمال ہوتی ہیں۔ ایک

---

[۱] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

[۲] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۵۰۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[۳] علامہ سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۴۰۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

ساتھ رکھ کر جوڑا جائے تو یہ نیو یارک سے لندن تک کے فاصلے کو گیارہ ہزار چھ سواسی مرتبہ گھیر سکتی ہیں۔

تمباکو نوشی کے نقصانات

تمباکو نوشی بمقابلہ وزن:۔ بھاری بھرکم تمباکو نوشوں کی تعداد ان لوگوں سے کم ہے جو تمباکو نوشی نہیں کرتے مگر موٹے ہیں۔ تمباکو نوشی وزن بڑھنے سے روکتی ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ تمباکو نوشی چھوڑ کر موٹا ہوا جا سکے۔

زکام: ایک سگریٹ پینے سے بدن میں تقریباً ۵ ڈگری حرارت کم ہو جاتی ہے۔ خون کی نالیاں سکڑتی ہیں۔ آکسیجن کی سپلائی کم ہو جاتی ہے جس سے زکام ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور آگے چل کر لقوہ وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

تمباکو نوشی بمقابلہ زندگی

جو تمباکو نوشی نہیں کرتے ان کے مقابلہ میں تمباکو پینے والوں میں موت زیادہ پائی گئی ہے۔ یہ شرح اموات ۷۰٪ زائد ہیں۔

جب نکوٹین خون میں مل جاتی ہے تو دل کی دھڑکنیں تقریباً ۴۰٪ بڑھ جاتی ہیں۔

نکوٹین کے نشہ آور اثرات کو ختم کرنے کے لیے بدن کو شکر زیادہ جلانی پڑتی ہیں۔ ڈاکٹر لائنس نے جنھیں دوبار نوبل پرائز مل چکا ہے تحقیق سے بتایا ہے کہ اگر آپ دن میں بیس سگریٹیں پیتے ہیں اور آپ کی عمر پچاس سال ہو تو آپ جان لیں کہ آپ کی حالت ۶۵ سالہ بوڑھے جیسی ہو گی جو سگریٹ نہیں پیتا۔ گویا ہر سگریٹ آپ کی زندگی میں سے ۱۲، ۱۴ منٹ کی کمی کرتی چلی جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ سگریٹ نوشی سے جو نکوٹین ہمارے اندر جاتی ہے۔ وہ ہمارے بدن میں کولیسٹرول کی بڑی مقدار پیدا کرتی ہے سگریٹ نوشی سے بدن کے اندر پیدا ہونے والے نشہ آور عناصر ہمارے مثانے میں جمع ہوتے رہتے ہیں اس سے تمباکو نوشوں کے ہاں مثانے کے کینسر کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

اگر آپ کی عمر تیس سے پچاس سال کے درمیان ہے۔ اور آپ سگریٹ بھی بہت پیتے ہیں تو ان کے مقابلے میں جو سگریٹ نہیں پیتے آپ کی زندگی کو ۹۸٪ موت کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

امریکہ کے سرجن جنرل کا دعویٰ ہے کہ سگریٹ پینے والوں کی بڑی تعداد (سگریٹ نہ پینے والوں کے مقابلے میں) خون کی شریانیں سکڑنے، پھیپھڑوں کے کینسر، کھانسی، دمے، اور امراض قلب سے مرتی ہے۔

آپ کی ہر معیاری سگریٹ کے کش میں کاربن مونو آکسائیڈ اور ہائیڈروجن سائینائڈ ہوتا ہے۔ یہ دونوں گیسیں زہریلی ہیں۔ یاد رکھیں کہ نکوٹین ایسا زہر ہے جو کیڑے مکوڑے مارنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

نکوٹین ایک قسم کی تحریک دیتی ہے اور بعد میں یہی ڈپریشن کا باعث بنتی ہے۔ اس کے باعث جو شکر بدن میں بنتی ہے اور اثرات اعصاب پر مرتب ہوتے ہیں وہ بھوک کو ختم کر دیتے ہیں تاہم اس کو چھوڑنے کے بعد بھوک پھر چمک اٹھتی ہے، (سگریٹ نوشی چھوڑیئے، ص ۱۲-۹، مطبوعہ کراچی)۔

تمباکو نوشی کے نقصانات کے متعلق جدید تحقیق

اگر یہ کہا جائے سگریٹ نوشی ایک خوبصورت اور میٹھا زہر ہے تو بے جا نہ ہو گا! آج کل زیادہ تر اموات براہ راست تمباکو نوشی سے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ کے سائنس داں برسہا برس تمباکو نوشی پر تحقیقات کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ:

۹۰ فیصد اموات پھیپھڑوں کے سرطان سے۔

۶۵ فی صد دل کے امراض سے۔

۵۰ فی صد دمے اور نظام تنفس کی خرابیوں سے واقع ہوتی ہیں۔

وطن عزیز میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال پانچ سے دس لاکھ افراد سگریٹ نوشی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں برطانیہ میں ہر سال چالیس ہزار افراد جو ساٹھ برس سے کم عمر رکھتے ہیں، سگریٹ نوشی سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اور جو زندہ بچتے ہیں وہ درد سر، حافظے کی کمزوری، سکتہ، فالج، بے خوابی، دیوانگی، کھانسی، دمہ اور یرقان جیسی مہلک بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔

آج کل ساری دنیا میں تمباکو نوشی کے خلاف شور و غوغا بلند ہو رہا ہے۔ سگریٹ نوشی کے مضر اثرات پر جو تحقیقات ہو رہی ہیں، ان میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق سگریٹ نوشی سے جگر بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ سگریٹ کے تمباکو کے دھوئیں میں ہائیڈروسائنک ایسڈ، کاربن مونو آکسائڈ اور دو سے پانچ فی صد نکوٹین کی زیادہ مقدار استعمال کرنے سے دانت فرسودہ اور پیلے ہونے کے ساتھ ساتھ قوت ذائقہ متاثر ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ اس سے سینے میں گرمی اور جلن کا احساس پیدا ہو جاتا ہے جو بعض اوقات معدے تک پھیل جاتا ہے جس کی وجہ سے قے اور السر (زخم معدہ) کی شکایات پیدا ہو سکتی ہیں، تمباکو کا سب سے پہلا اثر آنکھوں پر ہوتا ہے، پکے اور عادی سگریٹ نوشوں کی بصارت شاذ و نادر ہی درست رہتی ہے۔ بعض اوقات آدمی بالکل ہی اندھا ہو جاتا ہے۔ تمباکو نوشی کے اثرات جہاں تمام جسم انسانی پر مرتب ہوتے ہیں وہاں خون بھی اس کے عتاب سے محفوظ نہیں رہتا۔ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تمباکو نوشی سے جسم پیلا، سست اور رنگت زردی مائل پڑ جاتی ہے۔ زبان پر مسلسل سنسناہٹ اور میٹھی میٹھی کھجلی کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ نکوٹین کا زہر اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ اس کیفیت کے جاری رہنے کی صورت میں زبان کا سرطان پیدا ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اتنے مہلک اثرات کا پتا لگ جانے کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ نوع انسانی کو ایٹم و ہائیڈروجن بموں سے اتنا خطرہ نہیں جس قدر سگریٹ نوشی سے ہے تو غلط نہ ہوگا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سگریٹ نوشی فیشن کے طور پر اپنائی جا رہی ہے۔ چاہے نماز ہو کہ کتب خانہ، اسٹیشن ہو کہ کالج، یونیورسٹی کا احاطہ اسپورٹس کمپلیکس حتیٰ کہ قبرستان، ریل، بس، گاڑی اور اب تو ہوائی جہاز میں بھی آپ کو تمباکو نوشی کے دلدادہ نظر آئیں گے۔

ایک سروے رپورٹ کے مطابق تیس سے چالیس فی صد طلبہ و طالبات اور ساٹھ سے ستر فی صد مزدور طبقہ اس بری لت یعنی تمباکو نوشی میں مبتلا ہے۔ (سائنس میگزین کراچی جولائی ۱۹۹۱ء)۔

۱۹۶۴ء میں پہلی بار محکمہ صحت کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ سگریٹ نوشی پھیپھڑوں کے سرطان کا سبب ہے، نیز سگریٹ نوشی سے اعصاب اور اعضاء بہت کمزور ہو جاتے ہیں اور اس سے دل کے دورے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں، سگریٹ نوشی سے دو مہلک چیزیں پیدا ہوتی ہیں، کاربن مونو آکسائڈ اور نکوٹین۔

سگریٹ نوشی کے اثرات فی الفور رونما نہیں ہوتے، بلکہ اس کے اثرات بہ تدریج رگ و ریشے میں سرایت کر جاتے ہیں کیونکہ کاربن مونو آکسائڈ تین سے پانچ فی صد تک صرف دھوئیں سے اخذ ہوتا ہے یہ سب سے پہلے آکسیجن کو تباہ و برباد کرتا ہوا خون کے سرخ خلیوں پر حاوی ہو کر ان کو ختم کر دیتا ہے اس کے بعد تباہ شدہ آکسیجن کا دل کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

نکوٹین ایک زہر ہلاہل ہے جو دھوئیں کی شکل میں سانس میں مل جاتی ہے اور دل کو جوشیلا کرتے ہوئے دل کی دھڑکن کو تیز سے تیز

کرتا ہے اور یہی چیز بلڈ پریشر کی ابتداء ہے۔

تحقیق اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ زیادہ اموات کا سبب سگریٹ نوشی ہے۔ امریکہ میں سگریٹ نوشی کرنے والوں کی سالانہ اموات کی تعداد تین لاکھ ۹۰ ہزار ہے، جن میں سے ایک تہائی لوگ دل کی بیماریوں سے مرتے ہیں، دھوئیں کے اثرات سے رگ وریشے اس حد تک ناکارہ ہو جاتے ہیں کہ بائی پاس آپریشن کرانا پڑتا ہے، فی الحال امریکہ میں سالانہ تمباکو نوشی کرنے والے دو لاکھ پینتیس ہزار افراد کا بائی پاس آپریشن کیا جاتا ہے۔ (دی نیوز انٹرنیشنل ۲۴ مئی ۱۹۹۱ء)

خواتین میں تمباکو نوشی کے مضر اثرات

۱۹۸۵ء میں پھیپھڑوں کا سرطان، پستانوں کے سرطان سے ہلاکت خیزی میں نمبر لے گیا اور یہ رجحان برقرار رہے گا۔ مردوں میں پھیپھڑوں کا سرطان سب سے زیادہ مہلک ہے۔ سرطان کی انجمن کے مطابق اس سے ۱۹۸۷ء میں ۸۰ ہزار اموات اور ۱۹۸۶ء میں ۸۹ ہزار اموات ہیں۔

سگریٹ نوشی پھیپھڑوں کے سرطان کے علاوہ سب سے بڑے امراض سے وابستہ ہے ان میں دل کے بیماریاں حمل اور بچہ کی پیدائش سے متعلق مسائل شامل ہیں۔

عورتوں کی طبی انجمن کی سابق صدر ڈاکٹر کانسٹینس بٹیل نے کہا کہ ہم نے عورتوں کی صحت کے مسائل کے بارے میں آواز اٹھائی ہے۔

سگریٹ نوشی عورتوں کی بہبود کے بہت سے پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے اور ان کی اور ان کے بچوں کی زندگیوں کے لیے خطرہ ہے، اہم کے یہ سگریٹ نوشی کا انتخاب اس خطرہ کے پیش نظر کیا گیا کہ اس سال پھیپھڑوں کے سرطان سے ۴۱ ہزار عورتیں ہلاک ہو جائیں گی۔ واشنگٹن میں بیمار بچوں کے ہسپتال کی ڈائریکٹر ڈاکٹر بیل نے کہا ہے کہ اگر آج سے ہر عورت سگریٹ نوشی ترک بھی کر دے تب بھی ۲۰۱۶ء میں ۴۱ ہزار اموات سالانہ ہوں گی۔

برطانیہ میں مختلف پیشوں سے منسلک ۱۵ فی صد خواتین اور ۴۷ فی صد غیر ہنرمند خواتین سگریٹ نوشی کرتی ہیں۔ بے روزگار، بیوہ اور مطلقہ خواتین شوہروں سے علیحدگی کے بعد زیادہ سگریٹ نوشی کرتی ہیں۔ سگریٹ نوشی سے عورتوں کو نہ صرف ان خطرات کا سامنا کرنا ہوتا ہے جو مردوں کو لاحق ہوتے ہیں بلکہ کچھ دوسرے خطرات سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جو ان کی جنس کے باعث ان کے لیے مخصوص ہیں۔ جو عورتیں سگریٹ نوشی کرتی ہیں ان میں شرح اموات عام عورتوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔ عالمی ادارہ صحت نے اندازہ لگایا ہے کہ ان ممالک میں جن کے سرطان کے اعداد و شمار قابل اعتماد ہیں، عورتوں میں ہر سال ۲۷ ہزار پھیپھڑوں کے سرطان کے کیس ہوتے ہیں۔ انگلستان اور ویلز میں ۶۵ سال سے کم عمر کے مردوں میں پھیپھڑوں کے سرطان میں کمی ہو رہی ہے لیکن عورتوں میں اس مرض سے اضافہ ہو رہا ہے۔ پھیپھڑے کے سرطان سے مردوں میں ہونے والی اموات سر فہرست ہیں جبکہ عورتوں میں سینہ کے سرطان کے بعد پھیپھڑے کے سرطان سے سب سے زیادہ اموات ہوتی ہیں۔

عورتیں سگریٹ نوشی سے پیدا شدہ سرطان کی دوسری قسموں سے بھی محفوظ نہیں ہیں جن کا شکار مرد ہوا کرتے ہیں۔ لیکن حالیہ ریسرچ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سگریٹ نوشی کا اہم اور آزاد اثر رحم کے سرطان کی پیچیدہ وجوہات پر بھی پڑتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ کے سرجن جنرل نے کہا ہے کہ سگریٹ نوشی پھیپھڑے کی بیماری کی بڑی وجہ ہے جو امریکہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کو ہوا کرتی ہے۔

زیادہ تر ممالک میں پرانے دمہ اور پھیپھڑے کی بیماریوں کے بعد دل کی بیماری مردوں میں عام ہو رہی ہے لیکن نیپال میں

یہ بیماری مردوں اور عورتوں دونوں ہی کو ہوا کرتی ہے۔ نیپالی عورتیں نہ صرف یہ کہ سگریٹ نوشی کرتی ہیں بلکہ وہ کھانا پکانے کی آگ کے دھوئیں کی کثافت سے بھی متاثر ہوتی ہیں۔ سگریٹ کا دھواں اور کھانا پکانے والی آگ کا دھواں مل کر خاص مضر صحت ہو جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۵۵ سال سے کم عمر کی عورتوں میں سگریٹ نوشی سے دل کی بیماری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مانع حمل ادویات اور سگریٹ نوشی سے سانس کی بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ عورتوں میں فالج کا تعلق بھی سگریٹ نوشی سے ہے۔ سگریٹ نوشی کرنے والی خواتین کی دوگنی تعداد پانچ سال تک حاملہ ہونے سے محروم رہتی ہے سگریٹ نوشی کرنے والی عورتوں کی ماہواری بھی جلد بند ہو جاتی ہے۔ اگر حاملہ عورت سگریٹ نوشی کرتی ہے تو اس کے غیر کامیاب حمل کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ہونے والا بچہ کا وزن کم ہو جاتا ہے اور اس کے اثرات خاص طور پر مضر ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش کے ایک جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ سگریٹ نوشی کرنے والی ماؤں کے پیدا ہونے والے بچوں کی اموات کی تعداد بہ مقابلہ ان ماؤں کے بچوں کی اموات کے جو سگریٹ نوشی نہیں کرتی تھیں، دوگنا تھیں۔ اگر والدین سگریٹ نوشی کرتے ہیں تو شیر خوار اور کم عمر بچوں کو سینہ کی بیماریوں کے ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے پھر اس بات کا امکان بڑھ جاتا ہے کہ وہ خود بھی سگریٹ نوشی کرنے لگیں۔ ماں کی مثال خصوصاً لڑکیوں کے لیے خاص طور پر اہم ہوتی ہے۔

جن اسباب کی بناء پر لڑکے اور لڑکیاں سگریٹ نوشی کرتی ہیں ہو سکتا ہے وہ مختلف نہ ہوں لیکن ایک برطانوی جائزہ سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکیاں یہ یقین کرتی ہیں کہ سگریٹ نوشی کرنے سے ان کا وزن کم ہو جائے گا۔ نوجوان مرد اور عورتیں دونوں ہی موڈ کو کنٹرول کرنے کے لیے سگریٹ نوشی کرتے ہیں اور ان کا موقف یہ ہوتا ہے کہ اس سے انھیں سکون ملتا ہے۔

بہر حال سگریٹ نوشی خواہ خواتین میں ہو یا مردوں میں دونوں کے لیے مضر اثرات مرتب کرتی ہے اور سگریٹ نوشی کی وبا کو پھیلانے میں ذرائع ابلاغ کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔ ایک طرف تو یہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ سگریٹ نوشی صحت کے لیے مضر ہے، دوسری جانب پرکشش اشتہاروں سے لوگوں کو اس جانب مائل کرتے ہیں۔

(سائنس ڈائجسٹ کراچی، مئی، جون ۱۹۹۱ء)

موسوعۃ الفقہ الاسلامی میں تمباکو نوشی کا شرعی حکم بیان کے متعلق بہت تفصیل سے لکھا گیا ہے، ہم یہاں اس بحث کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

دخان (دھواں کشید کرنا) کو عربی میں تبغ اور تنباک کہتے ہیں، بعض فقہاء اس کو نتن (بدبودار چیز) سے بھی تعبیر کرتے ہیں، یہ سنہ ۱۰۰۰ھ کے بعد پیدا ہوا، اس لیے اس کے سلسلہ میں آراء محدود ہیں۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء احناف کا مذہب

علامہ حصکفی لکھتے ہیں: تمباکو نوشی ۱۰۱۵ھ میں دمشق میں شروع ہوئی، اس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس سے نشہ نہیں ہوتا، اگر یہ مان لیا جائے تب بھی یہ سستی اور کمزوری پیدا کرتی ہے، اس لیے حرام ہے، کیونکہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور سستی پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا، تاہم ایک یا دو بار دھواں کشید کرنا گناہ کبیرہ نہیں ہے۔ (در مختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۵)

علامہ ابن عابدین نے اس کے حاشیہ میں لکھا: بعض فقہاء نے تمباکو نوشی کو مکروہ کہا، بعض نے کہا حرام ہے اور بعض نے اس کو مباح لکھا ہے، علامہ شرنبلالی نے شرح الوھبانیہ میں لکھا ہے تمباکو نوشی کرنے اور اس کو فروخت

کرنے سے منع کیا جائے گا اور اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور علامہ نابلسی نے لکھا ہے کہ شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو لہسن، پیاز اور ہر بدبودار چیز کے کھانے سے منع کرے، اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ وہ اس کو تمباکو نوشی سے بھی منع کرے کیونکہ اس سے منہ سے بدبو آتی ہے، خصوصاً جبکہ خاوند تمباکو نوشی نہ کرتا ہو۔ علامہ شیخ اجھوری مالکی اور علامہ عبدالغنی نابلسی نے تمباکو نوشی کی اباحت پر رسالے لکھے ہیں (یہ علماء اس لیے معذور ہیں کہ ان کے زمانہ میں تمباکو نوشی کے مضر اثرات کے متعلق اتنی تحقیق نہیں ہوئی تھی۔ سعیدی غفرلہٗ)

علامہ عمادی کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمباکو نوشی مکروہ تحریمی ہے اور تمباکو نوشی کرنے والا فاسق ہے، کیونکہ انھوں نے جماعت کی فصل میں لکھا ہے: جو شخص سود خوری میں معروف ہو، یا کسی اور حرام کام میں مشہور ہو، یا کسی بدعت مکروہہ پر اصرار کرتا ہو جیسے اس زمانے میں تمباکو نوشی کرنا، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور انصاف یہ ہے کہ اس کو کچی پیاز اور کچا لہسن کھانے کے ساتھ لاحق کرنا چاہیے۔

علامہ ابوسعود نے کہا تمباکو نوشی مکروہ تنزیہی ہے اور یہ اباحت کے ساتھ جمع ہوتا ہے، اور بعض فقہاء نے کہا تمباکو نوشی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ مسجد میں کچا لہسن، کچی پیاز کھا کر آنے سے منع فرمایا ہے اور یہ ان کے ساتھ لاحق ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت تمباکو نوشی مکروہ ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی تعظیم میں خلل آتا ہے۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۶)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء مالکیہ کا مذہب

شیخ علیش اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں، ہمارے شیخ علامہ سالم سنہوری سے تمباکو نوشی کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا۔ اور تاحیات اس فتویٰ پر قائم رہے، اور ان کے معاصرین علماء میں سے کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی اور فقہاء احناف وغیرہ نے بھی ان کی موافقت کی۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تمباکو نوشی ہر بیماری کی دوا ہے، یہ محض شیطان کا وسوسہ ہے کیونکہ دھوئیں کی کثافت سے پیٹ کی کئی بیماری اور امراض پیدا ہوتے ہیں اور اس سے کئی مزمن اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تقتلوا انفسکم "اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو"

بعض علماء روم نے تمباکو نوشی کی تحریم کا فتویٰ دیا اور اس پر ایک رسالہ لکھا اور یہ کہا کہ اس میں قطعاً کوئی شفا نہیں ہے اور اکثر تمباکو پینے والوں میں اس کے نقصانات کا مشاہدہ ہو چکا ہے۔

تمباکو نوشی کا حکم معلوم کرنے کے لیے یہ لازم ہے کہ کسی ماہر طبیب سے دریافت کیا جائے اگر تمباکو نوشی کرنا انسان کے بدن میں فوراً یا کچھ عرصہ بعد کسی ضرر یا نقصان کا موجب ہو تو پھر تمباکو نوشی حرام ہے کیوں کہ انسان پر اپنے بدن کی حفاظت کرنا واجب ہے۔

اگر تمباکو نوشی سے صاف کپڑے اور بدن سیاہ ہوں، اور اس سے ناگوار بدبو آئے تب بھی تمباکو نوشی سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جب آدمی کسی محفل میں جائے یا جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی۔ اور آپ نے فرمایا جس چیز میں شک ہو اس کو ترک کر کے اس

چیز کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو، اور تمباکو نوشی بہر حال حرمت کے شک اور اضطراب سے خالی نہیں ہے۔ (فتاوی الشیخ علیش ج ۱ ص ۱۱۸)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء شافعیہ کا مذہب

فقہاء شافعیہ نے تمباکو نوشی کو بھنگ اور حشیش کے ساتھ لاحق کیا ہے، انھوں نے کہا یہ جسم کے مسامات کو کھول کر ان میں مضر صحت اثرات کو قبول کرنے کی استعداد پیدا کرتی ہے، اس سے نظر کمزور ہوتی ہے، سر میں چکر آتے ہیں اور یہ اتنا بڑا ضرر ہے جس کی وجہ سے اس کو حرام قرار دینا ضروری ہے۔ (قلیوبی وعمیرہ علی شرح العلامۃ جلال الدین المحلی علی منہاج الطالبین للنووی ج ۱ ص ۶۹، مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ وشربینی علی شرح البہجۃ ج ۱ ص ۳۹، مطبوعہ المطبعۃ المیمنۃ مصر)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا مذہب

بعض علماء حنبلیہ نے اس مسئلہ میں سکوت کیا، بعض نے اس کو مباح کہا اور بعض نے اس کو مکروہ کہا، اور حق یہ ہے کہ اس کے مکروہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، کیوں کہ یہ صحت کے لیے مضر ہے، اس سے مال ضائع ہوتا ہے، اس کے پینے سے منہ سے بدبو آتی ہے اور یہ انسان کے وقار کے خلاف ہے۔ (مطالب اولی النہی فی شرح دار احیاء غایۃ المنتہی ج ۶ ص ۲۲۰۔ ۲۱۷، مطبوعہ ۱۳۸۱ھ)۔ لے

تمباکو نوشی کے متعلق علامہ شامی اور مصری علماء کی رائے

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: تمباکو نوشی میں علماء کی آراء مختلف ہیں، بعض علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے، بعض علماء نے اس کو حرام کہا ہے اور بعض علماء نے اس کو مباح کہا ہے۔ سیدی عبدالغنی نابلسی نے تمباکو نوشی کے جواز پر "الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے اور جو لوگ تمباکو نوشی کو حرام یا مکروہ کہتے ہیں، ان پر سخت تنقید کی ہے، کیونکہ حرمت اور کراہت دونوں حکم شرعی ہیں اور بغیر دلیل کے کسی چیز کی حرمت یا کراہت ثابت نہیں ہو سکتی، اور تمباکو نوشی کی حرمت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ نہ اس کا نشہ آور ہونا ثابت ہے نہ اس کا اعضاء کو سست کرنا ثابت ہے نہ اس کا نقصان دینا ثابت ہے (علامہ نابلسی کے زمانہ میں تمباکو نوشی کا نقصان دینا ثابت نہ ہوگا لیکن اب جدید میڈیکل سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ تمباکو نوشی سے کھانسی، ہائی بلڈ پریشر اور کینسر ایسے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں، حفظنا اللہ تعالیٰ عنہا) بلکہ اس کے منافع ثابت ہیں (حقیقت یہ ہے کہ تمباکو نوشی میں کوئی نفع نہیں ہے چند عطائی قسم کے حکیم البتہ کہتے ہیں کہ تبخیر معدہ کے لیے تمباکو نوشی مفید ہے، لیکن یہ علم سے خالی اور محض بے سند بات ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور چونکہ قاعدہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اس لیے تمباکو نوشی بھی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، اور اگر فرض کر لیا جائے کہ بعض لوگوں کو تمباکو نوشی سے نقصان ہوا ہے تو اس سے یہ

لے۔ موسوعۃ الفقہ الاسلامی ج ۱۲ ص ۷۰۔ ۶۵، ملخصاً، مطبوعہ القاہرہ، ۱۴۱۰ھ

لازم نہیں آتا کہ ہر شخص پر تمباکو پینا حرام کر دیا جائے، کیونکہ صفراوی مزاج والوں کو شہد نقصان دیتا ہے اور بسا اوقات ان کو بیمار کر دیتا ہے، حالانکہ اس کا شفاء ہونا نص صریح سے ثابت ہے اور کسی چیز کو بلا دلیل حرام یا مکروہ کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے میں کوئی احتیاط نہیں ہے البتہ اس کے مباح ہونے پر دلیل ہے کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، دیکھئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم شارع ہیں، اس کے باوجود آپ نے خمر کو حرام قرار دینے میں توقف کیا، حالانکہ خمر ام الخبائث ہے اور جب تک قرآن مجید میں اس کی صریح ممانعت نازل نہیں ہوئی آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اس لیے انسان کو میری طرح یہ کہنا چاہیے کہ تمباکو نوشی مباح ہے، البتہ اس کی بدبو طبیعت کو ناپسندہ ہے اس لیے یہ طبعاً مکروہ ہے شرعاً مکروہ نہیں ہے۔ [1]

مصری علماء لکھتے ہیں:

علامہ طحطاوی نے کہا ہے کہ ہر چند کہ تمباکو نوشی فی نفسہ مباح ہے لیکن کسی عارضہ کی بناء پر مکروہ تحریمی ہو جاتا ہے مثلاً مسجد میں تمباکو پینا کیونکہ تمباکو سے بدبو آتی ہے اور بدبو کی وجہ سے مسجد میں لہسن اور پیاز کھا کر جانا ممنوع ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خیبر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اس درخت یعنی لہسن سے کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے" اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے لہسن یا پیاز کھائی وہ ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھے"، اس ممانعت کی علت لہسن اور پیاز کی بدبو ہے اور مسلمانوں کو اس بدبو سے ایذا پہنچانا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمباکو کی بہت کریہہ بدبو ہوتی ہے۔ اس وجہ سے مسجد میں تمباکو پینا ممنوع ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے پڑھنے اور سننے کے درمیان بھی تمباکو نوشی ممنوع ہے اور علامہ غزی شافعی نے تمباکو نوشی کو مکروہ تحریمی کہا ہے، لیکن فقہاء شافعیہ نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے، ان کے نزدیک تمباکو نوشی مکروہ تنزیہی ہے، البتہ کسی عارضہ کی وجہ سے اس کی کراہت تحریمی ہو گی، اس بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمباکو نوشی کا کاروبار اور تجارت جائز ہے اور اس کا نفع حلال اور طیب ہے۔ [2]

تمباکو نوشی کے سلسلہ میں مصنّف کا موقف

مصنف کی رائے یہ ہے کہ اگر انسان کبھی کبھی تمباکو پی لے تو یہ مباح ہے لیکن تمباکو نوشی کو عادت بنا لینا اور مستقل تمباکو پینا جائز نہیں ہے،

---

[1] ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] ۔ الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ، ج ۴ ص ۱۳۰۹، ۱۳۰۸، مطبوعہ قاہرہ، ۱۴۰۰ھ

....

کیونکہ اب جدید میڈیکل سائنس کی اس تحقیق کو تمام دنیا میں تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تمباکو نوشی انسانی صحت کے لیے مضر ہے، تمباکو سے بالعموم لوگوں کو کھانسی ہو جاتی ہے یہ ایک عام مشاہدہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، تمباکو سے پھیپھڑوں کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے، اور کینسر ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بہت امراض ہوتے ہیں جن کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔! ہمارے پاس یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، ہمیں اس جسم کو نقصان پہنچانے کا کوئی حق نہیں ہے اور ہر وہ چیز جس سے اس جسم کو نقصان پہنچے اس سے احتراز لازم ہے اور اس کا ارتکاب کرنا ممنوع ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

فما يضره لا يحل اكله كالسم والزجاج والتراب والحجر والدليل عليه قوله تعالى ولا تقتلوا انفسكم وقوله تعالى ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة واكل هذه الاشياء تهلكة فوجب ان لا يحل [1]

جو چیزیں نقصان دہ ہوں ان کا کھانا جائز نہیں ہے مثلاً زہر، شیشہ، مٹی اور پتھر، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: (ترجمہ) "اپنے آپ کو قتل نہ کرو" اور یہ ارشاد ہے: "اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" اور ان چیزوں کا کھانا ہلاکت ہے، اس لیے ان کا حلال نہ ہونا واجب ہے۔

علامہ عبد الغنی نابلسی نے کہا ہے کہ تمباکو نوشی بعض لوگوں کو نقصان ہوتا ہے۔ اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ تمباکو نوشی سب پر حرام ہو جائے، جیسا کہ جس شخص پر صفراء کا غلبہ ہو اس کو شہد نقصان دیتا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب لوگوں پر شہد کھانا حرام ہو جائے، اس اعتراض کے دو جواب ہیں:

پہلا جواب: مٹی کھانا بالاتفاق ممنوع ہے، حالانکہ بعض عورتیں ایام حمل میں مٹی کھاتی ہیں اور انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی، ہو سکتا ہے کہ بعض کو مٹی کھانے سے ضرر ہوا ہو تو سب کے لیے مٹی کھانا کیسے حرام ہو گیا؟

دوسرا جواب: تمباکو نوشی کا شہد پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، شہد فی نفسہٖ سب کے لیے شفاء ہے جس انسان پر صفراء کا غلبہ ہو اس کے لیے شہد کا نقصان دہ ہونا ایک عارضہ کی بناء پر ہے اگر اس کی صفراء اعتدال پر آجائے تو شہد اس کے لیے بھی شفاء بخش ہے اس کے برعکس تمباکو نوشی فی نفسہٖ نقصان دہ ہے، تمباکو نوشی کا نقصان پہنچانا کسی عارضہ کی بناء پر نہیں ہے کہ کسی شخص کے مزاج میں فلاں خرابی ہو تو اس کو تمباکو نقصان دے گا، اگر ایک صحیح اور صحت مند شخص عادتاً تمباکو پینا شروع کر دے تو وہ گلے کی خرابی، کھانسی، دمہ یا پھیپھڑوں کی دیگر بیماریوں کا شکار ہو جائے گا اس کا فشار خون بلند ہو جائے گا اور اس کو کینسر کا خطرہ لاحق رہے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ شہد فی نفسہٖ شفاء کا سبب ہے اور تمباکو نوشی فی نفسہٖ بیماری کا سبب ہے اور یہ سمجھنا کہ تمباکو نوشی میں انسانی صحت کے لیے کوئی فائدہ ہے محض خود فریبی اور جہالت ہے۔ علامہ نابلسی کو ہم معذور سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے زمانہ میں تمباکو نوشی پر اس قدر تحقیقات نہیں ہوئی تھیں۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

نقصان پہنچانے والی چیزوں میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ حرام اور ممنوع ہوں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "لاضرر ولا ضرار فی الاسلام" "اسلام میں کسی کو تکلیف دینا اور نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔" نیز فقہاء نے بیان کیا ہے کہ تحریم کا مدار یا تو کسی چیز کے نشہ آور ہونے پر ہے جیسے بھنگ، یا بدن انسانی کو نقصان پہنچانے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۹ ص ۳۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

دہ ہے جیسے مٹی اور تریاق، یا کسی چیز کے گھناؤنے ہونے پر ہے جیسے ناک اور تھوک اور یہ تمام اسباب حلال چیزوں میں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اگر تمباکو نوشی میں ضرر محض ہو اور نفع بالکل نہ ہو تو اس کی تحریم کا فتویٰ دینا جائز ہے اور اگر اس کا نفع دینا ثابت نہ ہو (جب کہ وہ نقصان دہ نہ ہو) تو پھر اس کا حلال ہونا اصل ہوگا، ہاں اگر کسی شخص کی طبیعت کے لیے یہ مضر ہو تو پھر اس کے حق میں یہ حرام ہوگا۔ [1]

الکوحل اور اسپرٹ کی تحقیق

میتھے نول کو وسیع پیمانے پر محلل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس سے فارم ایلڈی ہائیڈ (FORMALDEHYDE) تیار کی جاتی ہے یہ بہت زہریلا مرکب ہے اس سے اندھاپن بلکہ بعض اوقات موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اس لیے میتھے نول (METHANOL) کو ایتھے نول (ETHANOL) میں شامل کر دینے سے ایتھے نول (ETHANOL) پینے کے قابل نہیں رہتا۔ یعنی ڈینیچر (DENATARED) ہو جاتا ہے۔

ایتھے نول (ETHANOL): زمانہ قدیم سے ایتھے نول (ETHANOL) چینی کے محلول یا غلے کے نشاستے کی تخمیر سے تیار کیا جاتا رہا ہے۔ تخمیر (FERMENTATION) ایک حیاتی کیمیائی (BIOCHEMICAL) عمل ہے جو خمیر (yeast) یا دیگر باریک جراثیموں (MICRO ORGANISMS) میں پائے جانے والے اینزائمز (ENZYMES) کی موجودگی میں واقع ہوتا ہے۔ یہ اینزائمز (ENZYMES) پیچیدہ نامیاتی عمل انگیز ہیں جن کا عمل مخصوص ہوتا ہے۔

عمل تخمیر سے محلول میں ۱۲ فی صد ایتھے نول (ETHANOL) پیدا ہوتا ہے۔ تخمیر شدہ محلول کی کسری کشید ... (FRANCTIONAL DISTILLATION) سے ۹۵ فی صد ایتھے نول حاصل ہوتی ہے جسے ریکٹی فائیڈ اسپرٹ (RECTIFIED SPIRITE) بھی کہتے ہیں۔ مکمل طور پر غیر آبیدہ الکحل (سو فی صد خالص) حاصل کرنے کے لیے ۹۵ فی صد ایتھے نول میں CaO ملا کر آمیزے کو کشید کر لیتے ہیں۔ ڈسٹیلیٹ یعنی حاصل کشید کو خالص یا مطلق الکحل ... (ABSOLTUTE ALCOHOL) کہتے ہیں۔ ایتھے نول کو ناقابل استعمال مشروب بنا دینے کے لیے اس میں میتھے نول ... (METHANOL) جیسی زہریلی اشیاء ملا دی جاتی ہیں۔ یہ الکحل کو ڈینیچر کرنا (DENATARING OF ALCOHOL) کہلاتا ہے۔ جب ایتھائل الکحل میں میتھائل الکحل ملا کر اسے ڈینیچر کر دیا جاتا ہے تو اسے میتھیلیٹڈ سپرٹ ..... (METHYLATED SPIRIT) کہتے ہیں۔ [2]

شہد، شیرہ، مختلف دانوں، جو، انناس، گندم، ادرک کی جڑ اور دیگر نشاستہ دار اجزاء سے الکوحل کو تیار کیا جاتا ہے، اس نشاستہ میں پانی شامل کر کے اسے جوش دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ رقیق کرتے ہیں، پھر اس میں مختلف کیمیکلز شامل کرتے ہیں جس کے بعد یہ مرکب ایک مرتبہ میں الکحل بن جاتا ہے اور اس کی ایک خاص مقدار نشہ آور ہوتی ہے اسی طرح اسپرٹ بھی ایک خاص مقدار میں نشہ دیتی ہے، اور قلیل مقدار میں الکوحل نشہ دیتی ہے نہ اسپرٹ۔

ہم اس بحث کے شروع میں قرآن مجید، احادیث صحیحہ، آثار صحابہ، اقوال تابعین اور ائمہ احناف کی تصریحات سے بیان کر چکے ہیں کہ خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات قلیل مقدار میں جائز ہیں اس لیے ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک دوائیں جائز ہیں

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ ج ۲ ص ۳۶۶، دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ

[2] کیمیا ص ۳۵۳ - ۳۵۲، مطبوعہ کراچی

جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے۔ اسی طرح قلیل مقدار میں طبی ضروریات کی بناء پر اسپرٹ کا استعمال بھی جائز ہے اور سینٹ اور پرفیوم وغیرہ جن میں الکوحل ملی ہوتی ہے ان کا استعمال بھی جائز ہے۔

الکوحل کی قلیل مقدار کے جواز کا محل اور ایلوپیتھک دواؤں اور پرفیوم وغیرہ کے جواز کا بیان

یہ امر ملحوظ رہے کہ الکوحل اور اسپرٹ کا قلیل مقدار میں استعمال اس وقت جائز ہے جب ان کو طبی ضروریات کے لیے استعمال کیا جائے یا قوت حاصل کرنے کے لیے بطور ٹانک استعمال کیا جائے اور اگر ان کا استعمال بطور لہو ولعب یا عیش و طرب ہو تو پھر یہ استعمال ناجائز ہے، اگر کوئی شخص ناجائز نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے ان کو بطور ٹانک استعمال کرتا ہے تو یہ بھی ناجائز ہے البتہ نیکی اور جائز کاموں کے لیے ان دواؤں کو بطور ٹانک استعمال کرنا جائز ہے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

وعصير العنب اذا طبخ حتى ذهب ثلثاه وبقى ثلثه حلال و ان اشتد وهذا عند ابى حنيفة وابى يوسف وقال محمد ومالك والشافعى حرام وهذا الخلاف فيما اذا قصد به التقوى اما اذا قصد به التلهى لا يحل بالاتفاق وعن محمد مثل قولهما وعنه انه كره ذلك وعنه انه توقف فيه لهم فى اثبات الحرمة قوله عليه السلام كل مسكر خمر و قوله عليه السلام ما اسكر كثيره فقليله حرام ويروى عنه عليه السلام ما اسكر الجرة منه فالجرعة منه حرام ولان المسكر يفسد العقل فيكون حراما قليله وكثيره كالخمر ولهما قوله عليه السلام حرمت الخمر لعينها ويروى بعينها قليلها وكثيرها و السكر من كل شراب خص السكر بالتحريم فى غير الخمر اذا لعطف للمغايرة لان المفسد هو القدح المسكر وهو

انگور کے شیرہ کو جب پکا لیا جائے اور اس کا دو تہائی اڑ جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو وہ حلال ہے خواہ وہ گاڑھا اور تیز ہو، یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا نظریہ ہے، اور امام محمد، امام مالک اور امام شافعی نے کہا یہ حرام ہے، یہ اختلاف اس وقت ہے جب اس تیز شیرہ سے قوت حاصل کرنے کا قصد کیا جائے اور اگر اس شیرہ کو لہو و لعب کے قصد سے پیا جائے تو پھر یہ بالاتفاق حرام ہے، امام محمد کا ایک قول شیخین کے قول کی مثل ہے اور ایک قول کراہت کا ہے اور ایک قول توقف کا ہے۔ امام محمد اور باقی ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور فرمایا جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے جس کا ایک مٹکا نشہ دے اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے، اور اس لیے کہ نشہ آور چیز عقل کو فاسد کرتی ہے، اس لیے خمر کی طرح اس کی قلیل اور کثیر مقدار حرام ہوگی، اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خمر بعینہٖ حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور (مقدار) حرام ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غیر

حَرَامٌ عندنا وانما يحرم القليل منه لانه يدعو لرقته ولطافته الى الكثير فاعطى حكمه والمثلث لغلظه لا يدعو وهو فى نفسه غذاء فبقى على الاباحة و الحديث الاول غير ثابت لما بيناه ثم هو محمول على القدح الاخير اذ هو المسكر حقيقة . له

خمر مشروبات میں سے بالخصوص نشہ آور مقدار کو حرام کیا ہے کیونکہ عطف تغائر کو چاہتا ہے نیز فساد عقل کا سبب وہ آخری پیالہ ہے جو نشہ دیتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک حرام ہے، اور خمر کی قلیل مقدار اس لیے حرام کی ہے کہ وہ اپنی رقت اور لطافت کی وجہ سے زیادہ مقدار میں پینے کی محرک ہوتی ہے اس لیے قلیل خمر کو بھی کثیر خمر کا حکم دیا گیا ہے، اور مثلث اپنے گاڑھے ہونے اور حدت کی وجہ سے زیادہ پینے کا محرک نہیں ہوتا، نیز وہ فی نفسہ غذا ہے اس لیے وہ اپنی اباحت پر باقی ہے، ائمہ ثلاثہ کی پیش کردہ پہلی حدیث (جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے) ثابت نہیں ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں نیز ہمارے نزدیک وہ آخری پیالہ پر محمول ہے کیونکہ وہی حقیقۃً نشہ آور ہے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی کی اس عبارت میں تصریح ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک طاقت حاصل کرنے کے لیے خمر کے علاوہ نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو پینا جائز ہے البتہ لہو ولعب کے لیے پینا جائز نہیں ہے اور امام محمد کے اس مسئلہ میں چار قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس صورت میں بھی حرام ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مباح ہے اور چوتھا قول توقف کا ہے۔ علامہ ابوالحسن مرغینانی کا مختار امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا قول ہے اور وہ اصحاب ترجیح میں سے ہیں اسی لیے انہی کی ترجیح کا اعتبار ہوگا۔

ہر چند کہ بعد کے مشائخ نے امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ بعد کے مشائخ کے مقابلہ میں علامہ ابوالحسن مرغینانی صاحب ہدایہ کی ترجیح کا اعتبار کرنا ہی صحیح ہے، کیونکہ ان مشائخ کے برخلاف علامہ مرغینانی صاحب ترجیح ہیں جبکہ امام محمد کا ایک قول بھی امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے مطابق ہے، اور قرآن مجید، احادیث، آثار صحابہ اور اقوال تابعین کا بھی یہی منشاء ہے کہ خمر کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروبات کی صرف وہ مقدار حرام ہے جو نشہ آور ہو اور وہ قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو وہ حلال ہے، البتہ ان مشروبات کو بطور لہو ولعب استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور وہ دوائیں جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے اور وہ خوشبویات جن میں الکوحل یا اسپرٹ استعمال ہوتی ہے ان دلائل کی روشنی میں ان کا استعمال جائز ہے، کیونکہ ان مرکبات میں الکوحل یا اسپرٹ بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہے۔

میں نے اس مسئلہ میں کافی تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس سے میرا مقصد شریعت کی دی ہوئی گنجائش کی روشنی میں مسلمانوں کے لیے یُسر اور آسانی فراہم کرنا ہے، کیونکہ اب علاج کے عام ذرائع میں الکوحل اور اسپرٹ استعمال کی جاتی ہے، بعض علماء نے

له۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۹۸ - ۴۹۷، مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان

ٮ۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: انگریزی رقیق دوائیں جو ٹنکچر کہلاتی ہیں ان میں عموماً اسپرٹ پڑتی ہے اور اسپرٹ یقیناً شراب بلکہ شراب کی نہایت بدتر قسموں میں سے ہے وہ نجس ہے، ان کا کھانا حرام، بدن یا کپڑے یا دونوں کی مجموع پر (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

الکوحل اور اسپرٹ آمیز دواؤں کو حرام لکھا ہے اور ان کے اس فتویٰ سے شاید ہی کوئی مسلمان حرام خوری کے مصداق سے بچ سکا ہو، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: یسروا ولا تعسروا - "آسانی فراہم کرو اور مسلمانوں کو مشکل میں نہ ڈالو" سو جہاں احکام شرعیہ میں مسلمانوں کے لیے وسعت اور گنجائش ہو، میں دلائل شرعیہ کے ساتھ آسان احکام بیان کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے، میری مغفرت فرمائے اور مجھ پر دارین میں رحمتوں کے دروازے کھول دے! واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین سید المرسلین قائد الغر المحجلین وعلی الہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین -

بَابُ ۶۹۶ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَبَيَانِ أَنَّهَا تَكُونُ مِنْ عَصِيرِ الْعِنَبِ

شراب کی حرمت اور اس بات کا بیان کہ شراب انگور کے شیرہ سے بنتی ہے

۵۰۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرَى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے مال غنیمت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھے ایک اونٹنی ملی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اونٹنی اور عطا فرمائی۔ ایک دن میں نے ان دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری کے دروازہ پر بٹھایا، میں یہ ارادہ رکھتا تھا کہ میں ان پر اذخر (ایک قسم کی گھاس) لاد کر لاؤں اور اس کو فروخت کروں، اس وقت میرے ساتھ بنو قینقاع کا ایک سنار بھی تھا، میں اس (گھاس کی آمدنی سے) حضرت فاطمہ کے ولیمہ کی تیاری کرنا چاہتا تھا، اس گھر میں حضرت حمزہ بن

---

۵ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) ھ کہ اگر ایک روپیہ بھر جگہ سے زیادہ میں ایسی شے لگی ہو نماز نہ ہوگی، (الی قولہ) انگریزی عطروں کا حال فقیر کو معلوم نہیں سوا اس کے کہ بہت بدبودار کریہ الرائحہ ہوتی ہیں۔ رقیق اشیاء میں ان کی قوت رکھنے کے لیے ڈاکٹری نسخوں میں اسپرٹ ہی کا مطلق استعمال ہے لہٰذا ان سے احتراز ہی چاہیے اور اگر ثابت ہو جائے کہ ان میں اسپرٹ ہے تو ان کا نہ صرف لگانا بلکہ سونگھنا بھی ناجائز ہے کہ شراب کے مول لینے والے، اٹھانے والے پر بھی لعنت فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۰۵، مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی)"

اعلیٰ حضرت نے اس فتویٰ میں اسپرٹ پر خمر کا حکم لاگو کیا ہے اور یہ امام شافعی وغیرہ کا مذہب ہے، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذاہب کے لحاظ سے اسپرٹ کی قلیل مقدار جائز ہے اور علاج کے معاملہ میں امام محمد کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ ہدایہ کے حوالہ سے ہم نے ابھی بیان کیا ہے، علاوہ ازیں صاحب ہدایہ نے امام اعظم اور امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح دی ہے اور وہ اصحاب ترجیح سے ہیں لہٰذا بعد کے مشائخ کے مقابلہ میں انہی کا قول واجب الاعتبار ہے۔ منہ

مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ تُغَنِّيهِ فَقَالَتْ أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي فَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْهُمْ۔

عبد المطلب شراب پی رہے تھے اور ان کے پاس ایک باندی گا رہی تھی، اس نے کہا: "اے حمزہ ان فربہ اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے لیے اٹھو، حضرت حمزہ تلوار لے کر ان اونٹنیوں پر جھپٹے، اور ان کے کوہانوں اور کوکھوں کو کاٹ ڈالا اور پھر ان کی کلیجیاں نکال لیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب سے پوچھا: کیا کوہان سے بھی کچھ لے گئے؟ انھوں نے کہا وہ ان کے کوہانوں کو کاٹ کر لے گئے، ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے یہ اندوہناک منظر دیکھا تو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اس وقت آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، آپ حضرت زید کے ساتھ چلے، اور میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان پر غضب ناک ہوئے، حضرت حمزہ نے اپنی نظر اٹھا کر حضور کی طرف دیکھا اور کہا: "تم لوگ میرے اجداد کے غلام ہی تو ہو" یہ سن کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الٹے پیر لوٹ گئے اور واپس چلے آئے۔

۵۰۱۳- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۰۱۴- وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ أَبُو عُثْمَانَ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بدر کے مال غنیمت کے حصہ میں سے ایک اونٹنی ملی تھی، اور ایک اونٹنی اس دن مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے عطا فرمائی، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب زفاف گزارنے کا ارادہ کیا، تو میں نے بنو قینقاع کے ایک سنار سے یہ وعدہ لیا کہ وہ میرے ساتھ چلے گا اور ہم اذخر (ایک قسم کی گھاس) لے کر آئیں گے، میرا ارادہ تھا کہ میں وہ گھاس سناروں کو فروخت کر دوں گا، اور اس کی آمدنی سے شادی کے ولیمہ کی تیاری کروں گا سو جس وقت میں اپنی اونٹنیوں

قینقاع یرتحل معی فنأتی بإذخر أردت أن أبیعه من الصواغین فأستعین به فی ولیمة عرسی فبینا أنا أجمع لشارفی متاعا من الأقتاب والغرائر والحبال وشارفای مناختان إلی جنب حجرة رجل من الأنصار وجمعت حین جمعت ما جمعت فإذا شارفای قد اجتبت أسنمتهما وبقرت خواصرهما وأخذ من أکبادهما فلم أملک عینی حین رأیت ذلک المنظر منهما قلت من فعل هذا قالوا فعله حمزة بن عبد المطلب وهو فی هذا البیت فی شرب من الأنصار غنته قینة وأصحابه فقالت فی غنائها ألا یا حمز للشرف النواء فقام حمزة بالسیف فاجتب أسنمتهما وبقر خواصرهما فأخذ من أکبادهما فقال علی فانطلقت حتی أدخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعنده زید بن حارثة قال فعرف رسول الله صلی الله علیه وسلم فی وجهی الذی لقیت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما لک قلت یا رسول الله والله ما رأیت کالیوم قط عدا حمزة علی ناقتی فاجتب أسنمتهما وبقر خواصرهما وها هو ذا فی بیت معه شرب قال فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم بردائه فارتداه ثم انطلق یمشی واتبعته أنا وزید بن حارثة حتی جاء الباب الذی فیه حمزة فاستأذن فأذنوا له فإذا هم شرب فطفق رسول الله صلی الله علیه وسلم یلوم حمزة فیما فعل فإذا حمزة محمرة عیناه فنظر حمزة إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم

کے سامان یعنی پالان کے تختے، بوریاں اور رسیاں جمع کرنے لگا اور میری دونوں اونٹنیاں اس وقت ایک انصاری کے حجرہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، جب میں وہ سامان جمع کر چکا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں اور ان کی کوکھیں کٹی ہوئی ہیں اور ان کی کلیجیاں نکلی ہوئی ہیں، یہ منظر دیکھ کر میں اپنی آنکھوں پہ قابو نہ رکھ سکا، میں نے پوچھا یہ کام کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے اور وہ اس گھر میں چند شراب خور انصار کے ساتھ ہیں، انھیں اور ان کے ساتھیوں کو ایک گانے والی نے ایک شعر سنایا تھا: سنو اے حمزہ! ان فربہ اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے لیے اٹھو، سو حضرت حمزہ تلوار لے کر گئے اور ان اونٹنیوں کے کوہانوں کو کاٹ ڈالا اور ان کی کوکھوں کو بھی کاٹ دیا، اور ان کی کلیجیاں نکال لیں، حضرت علی نے کہا پھر میں وہاں سے لوٹا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے کو دیکھ کر میرے دل کی کیفیت کو جان لیا، سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج سے پہلے اتنا اندوہناک منظر نہیں دیکھا۔ حضرت حمزہ نے میری اونٹنیوں پر حملہ کر کے ان کے کوہانوں کو کاٹ ڈالا اور ان کی کوکھیں چیر دیں اور وہ اس گھر میں چند شراب پینے والوں کے ساتھ بیٹھے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اپنی چادر منگوائی اور چادر اوڑھ کر پیدل ہی چل دیے اور میں اور حضرت زید بن حارثہ آپ کے پیچھے چل پڑے اور اس دروازہ پر جا پہنچے جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، آپ نے اجازت مانگی انھوں نے آپ کو اجازت دے دی درآں حالیکہ وہ لوگ شراب پیے ہوئے تھے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو ان کی کارستانی پر ملامت کرنی شروع کی، حضرت حمزہ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ فَقَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ثَمِلٌ فَنَكَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

پر نظر ڈالی پھر حضور کے گھٹنوں کی طرف دیکھا، پھر حضور کی ناف کی طرف دیکھا، پھر اوپر نظر اٹھائی اور حضور کے چہرے کی طرف دیکھا، پھر حضرت حمزہ نے کہا: تم لوگ میرے باپ کے غلام ہی تو ہو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا کہ اس وقت حضرت حمزہ نشہ میں ہیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم الٹے پاؤں لوٹ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے آئے۔

۵۰۱۵ - وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۰۱۶ - حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِي بَيْتِ أَبِي طَلْحَةَ وَمَا شَرَابُهُمْ إِلَّا الْفَضِيخُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي فَقَالَ اخْرُجْ فَانْظُرْ فَخَرَجْتُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَاهْرِقْهَا فَهَرَقْتُهَا فَقَالُوا أَوْ قَالَ بَعْضُهُمْ قُتِلَ فُلَانٌ قُتِلَ فُلَانٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن شراب حرام کی گئی اس دن میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، وہ شراب صرف کشمش اور چھواروں سے بنی ہوئی تھی، اتنے میں کسی منادی کی آواز سنائی دی، حضرت ابوطلحہ نے کہا جاؤ دیکھو، میں نے جا کر دیکھا تو ایک منادی یہ ندا کر رہا تھا سنو! خمر (انگوری شراب) حرام کر دی گئی ہے، اور مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ رہی تھی، حضرت ابوطلحہ نے مجھ سے کہا اٹھو اور تمام شراب بہا دو، سو میں نے شراب کو بہا دیا، اس وقت کسی نے کہا فلاں اور فلاں شہید ہوئے تھے اور ان کے پیٹوں میں شراب تھی، (راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ یہ حضرت انس کی حدیث کا حصہ ہے یا نہیں) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، (ترجمہ:) جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالحہ کیے ان سے ان کی کھائی ہوئی چیزوں پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، جب کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تھے اور وہ ایمان لا چکے تھے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے تھے۔

۵۰۱۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَأَلُوا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْفَضِيخِ فَقَالَ مَا كَانَتْ لَنَا خَمْرٌ غَيْرَ

عبدالعزیز بن صہیب کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فضیخ (کھجوروں کا کچا شیرہ جو پڑے پڑے جوش کھا کر جھاگ چھوڑ دے) کے متعلق سوال کیا،

فَضِيخِكُمْ هٰذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ إِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِيهَا أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا أَيُّوبَ وَرِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِنَا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ يَا أَنَسُ أَرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ قَالَ فَمَا رَاجَعُوهَا وَلَا سَأَلُوا عَنْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ۔

انھوں نے فرمایا تمہارے اس فضیخ کے علاوہ ہماری کوئی خمر (شراب) تھی ہی نہیں، یہ وہی شراب ہے جس کو تم فضیخ کہتے ہو، میں حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو ایوب اور دیگر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں کھڑے ہو کر یہی شراب پلا رہا تھا، اچانک ایک شخص نے آکر کہا: کیا تم کو خبر معلوم ہوئی؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا خمر حرام کر دی گئی، حضرت ابو طلحہ نے کہا: اے انس! ان مٹکوں کو بہا دو، اس خبر کے بعد انھوں نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ انھوں نے اس کے بعد پھر اس خبر کے متعلق کوئی سوال کیا۔

۵۰۱۸۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنِّي لَقَائِمٌ عَلَى الْحَيِّ عَلَى عُمُومَتِي أَسْقِيهِمْ مِنْ فَضِيخٍ لَهُمْ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ سِنًّا فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوا اكْفِئْهَا يَا أَنَسُ فَكَفَأْتُهَا قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا هُوَ قَالَ بُسْرٌ وَرُطَبٌ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ سُلَيْمَانُ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے عم زاد قبیلہ والوں کو فضیخ پلا رہا تھا، اور میں ان میں سب سے کم سن تھا، اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا "خمر حرام کر دی گئی"، صحابہ نے کہا اے انس اس کو بہا دو، سو میں نے بہا دیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس سے پوچھا وہ کس چیز کی شراب تھی انھوں نے کہا وہ کچی اور پکی ہوئی کھجوروں کی شراب تھی، ابو بکر بن انس نے کہا ان دنوں ان کی یہی خمر (شراب) تھی ایک روایت یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک نے بھی یہی فرمایا تھا۔

۵۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَنَسٌ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ كَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ وَأَنَسٌ شَاهِدٌ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ ذَاكَ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اپنے قبیلہ کو شراب پلا رہا تھا اس کے بعد ابن علیہ کی روایت کی مثل ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ ابو بکر بن انس نے کہا ان دنوں ان کی شراب یہی تھی، اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ موجود تھے اور انھوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور بعض روایات میں یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ان دنوں ان کی خمر (شراب) یہی تھی۔

۵۰۲۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو دجانہ، حضرت معاذ بن جبل اور انصار کی ایک جماعت کو شراب پلا رہا تھا، اسی وقت ایک آنے والے

أَبَا دُجَانَةَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَاخِلٌ فَقَالَ حَدَثَ خَبَرٌ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَكْفَأْنَاهَا يَوْمَئِذٍ وَإِنَّهَا لَخَلِيطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ قَالَ قَتَادَةُ وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَكَانَتْ عَامَّةُ خُمُورِهِمْ يَوْمَئِذٍ خَلِيطَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ۔

نے آکر کہا ایک نئی خبر آئی ہے، خمر کی تحریم نازل ہو گئی ہے، یہ سنتے ہی ہم نے اسی دن شراب کو بہا دیا، وہ کچی کھجوروں اور چھواروں کی شراب تھی، قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے کہا کہ خمر حرام کر دی گئی اور ان دنوں ان کی عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنائی جاتی تھی۔

۵۰۲۱- وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنِّي لَأَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ مِنْ مَزَادَةٍ فِيهَا خَلِيطُ بُسْرٍ وَتَمْرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ سَعِيدٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو دجانہ اور حضرت سہیل بن بیضاء کو ایک مشک سے شراب پلا رہا تھا، جس میں گدری کھجوروں اور چھواروں کی شراب تھی۔

۵۰۲۲- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّهْوُ ثُمَّ يُشْرَبَ وَإِنَّ ذَلِكَ كَانَ عَامَّةَ خُمُورِهِمْ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گدری کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر بھگونے اور پھر اس کو پینے سے منع فرمایا ہے اور جس دن خمر (شراب) حرام ہوئی اس دن ان کی عام شراب یہی ہوتی تھی۔

۵۰۲۳- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَقَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَتَمْرٍ فَأَتَاهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجَرَّةِ فَاكْسِرْهَا فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى تَكَسَّرَتْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت ابو طلحہ، اور حضرت ابی بن کعب کو فضیخ اور چھواروں کی شراب پلا رہا تھا، اس وقت ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ اب خمر حرام کر دی گئی ہے، حضرت ابو طلحہ نے کہا اے انس! اس گھڑے کو توڑ دو، میں نے پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اس گھڑے کو نیچے سے مارا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گیا۔

۵۰۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الْحَنَفِيَّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جس میں خمر (شراب)

جَعْفَرٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ لَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ الْاٰیَۃَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ فِیْھَا الْخَمْرَ وَمَا بِالْمَدِیْنَۃِ شَرَابٌ یُشْرَبُ اِلَّا مِنْ تَمْرٍ۔

کو حرام کیا تھا اس وقت مدینہ میں کھجور کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پی جاتی تھی۔

اہل کتاب کے اشتراک سے کسب معاش کا جواز

حدیث نمبر ۵۰۱۲ میں ہے: حضرت علی بنو قینقاع کے ایک شخص کو لے کر اذخر لینے گئے "تاکہ اس کی آمدنی سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کر سکیں، علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: بنو قینقاع یہود مدینہ کا ایک قبیلہ تھا، اس حدیث میں یہودیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے اور کسب معاش کی دلیل ہے، (دوسرے اہل کتاب اور ذمی بھی اسی حکم میں ہیں، البتہ کفار اور مشرکین سے محبت کے ساتھ میل جول ناجائز اور حرام ہے۔ سعیدی غفرلہ) اس حدیث میں جنگل سے لکڑیاں چننے اور ان کو فروخت کرنے کا جواز ہے اور یہ کہ یہ کام وقار اور رکھ رکھاؤ کے خلاف نہیں ہے، نیز اس میں ولیمہ کرنے کا بھی ثبوت ہے خواہ اس شخص کے پاس مال ہو یا نہ ہو، اس کی تفصیل کتاب النکاح میں گذر چکی ہے۔ [1]

کیا حضرت حمزہ کا نشہ میں حضرت علی کی اونٹنیوں کو کاٹنا لائق مواخذہ تھا؟

اس حدیث میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شراب کے نشہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اونٹنیوں کے کوہان اور کوکھیں کاٹ ڈالیں، اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر ملامت کی تو انھوں نے کہا تم لوگ میرے باپ دادا کے غلام ہی تو ہو! علامہ نووی لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے جو یہ افعال صادر ہوئے اس میں ان کا کوئی گناہ ہے نہ ان سے ان افعال پر مواخذہ ہوا، کیونکہ شراب پینا اور نشہ حاصل کرنا اس وقت تک مباح تھا، کیونکہ اس وقت تک خمر کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی' بعض علماء نے یہ کہا کہ نشہ ہمیشہ حرام رہا ہے، یہ قول بالکل باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے جس حال میں یہ افعال سرزد ہوئے اس حال میں وہ غیر مکلف تھے، جیسے کوئی شخص ضرورت کی بنا پر کوئی دوا پیئے اور اس سے اس کی عقل زائل ہو جائے، یا کوئی شخص خمر (شراب) کو سرکہ سمجھ کر پی لے یا کسی شخص کو زبردستی شراب پلائی اور اس کو نشہ ہو گیا تو وہ اس نشہ میں غیر مکلف ہے اور اس نشہ میں جو افعال صادر ہوں ان پر اس سے بالاتفاق کوئی مواخذہ نہیں ہو گا، البتہ وہ نشہ میں جو کسی کا نقصان کرے گا اس کا تاوان ادا کرنا اس کو لازم ہو گا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کی جو اونٹنیاں تلف کر دی تھیں، ان کا تاوان ان کے مال سے ادا کرنا لازم تھا، لیکن یا تو حضرت علی نے اس تاوان کو معاف کر دیا تھا یا بعد میں حضرت حمزہ نے ان اونٹنیوں کی قیمت ادا کر دی تھی، یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی طرف سے وہ تاوان ادا کر دیا تھا، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہ سے بہت محبت تھی اور آپ کے دل میں ان کا بہت احترام تھا، اور کتاب عمر بن ابی شیبہ میں ابو بکر بن عیاش سے یہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی طرف سے تاوان میں دو اونٹنیاں ادا کیں اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص نشہ میں کسی کا مال ضائع کر دے تو اس پر بھی مجنون کی طرح تاوان لازم آتا ہے، کیونکہ تاوان کے لیے مکلف ہونا لازم نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قتل خطاء پر دیت اور کفارہ کو لازم کیا ہے، باقی زندہ جانور سے جو گوشت کاٹ لیا جائے اس کا کھانا حلال نہیں ہے، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو زندہ اونٹنیوں کی کلیجیاں کاٹ لی تھیں ان کا کھانا بھی حلال نہ تھا لیکن چونکہ وہ نشہ میں تھے اس لیے ان کا گناہ نہیں ہے۔ [2]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۱، " "

نشہ میں دی ہوئی طلاق کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ ابوعبداللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے نشہ میں جو افعال سرزد ہوئے اور اس پر ان سے مواخذہ نہیں ہوا، اس سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص نشہ میں طلاق دے دے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی، حضرت عثمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور بعض سلف صالحین کا یہی مسلک ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، امام احمد نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے، جمہور فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ جس شخص نے نشہ کیا اس نے اپنے آپ کو اللہ کی معصیت میں داخل کیا اس لیے اس کی طلاق واقع ہو جائے گی اس کے برخلاف جو شخص کسی اکراہ یا کسی اور عارضہ سے نشہ میں سو گیا اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہو گی، جس طرح مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص نشہ میں کسی چیز کو فاسد کر دے وہ اس کا ضامن ہوتا ہے اور نشہ میں ہونے سے تاوان کا مکلف ہونا ساقط نہیں ہوتا، اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت حمزہ کو اونٹنیوں کے نقصان کا ضامن کیا گیا اور نہ یہ ہے کہ ان سے تاوان ساقط کیا گیا اور کتب حدیث میں سے کسی کتاب میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے البتہ عمر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں ابوبکر بن عیاش کی یہ روایت ذکر کی ہے، حضور نے حضرت حمزہ کو اس نقصان کا ضامن کیا تھا، اور وہ اس پر محمول ہے کہ حضرت علی نے حضرت حمزہ سے اس ضمانت کو طلب نہیں کیا یا حضور نے اس ضمانت کو حضرت حمزہ کی طرف سے ادا کر دیا تھا۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ نشہ کرنا ہر شریعت میں حرام ہے کیونکہ نشہ سے عقل زائل ہو جاتی ہے اور تمام نیکیوں کی اصل عقل ہے اور حضرت حمزہ نے نشہ کے لیے شراب نہیں پی تھی بلکہ ان کو اتفاقاً نشہ ہو گیا، اور علامہ قرطبی نے یہ جواب دیا ہے کہ جس نشہ کی تحریم پر تمام اہل ملل متفق ہیں یہ وہ نشہ ہے جس میں انسان کو زمین اور آسمان کی تمیز نہ رہے اور حضرت حمزہ کو ایسا نشہ نہیں ہوا تھا البتہ ان کو بعض چیزوں کی تمیز نہیں رہی تھی اور کلیۃً تمیز ختم نہیں ہوئی تھی، اس لیے صحیح یہی ہے کہ نشہ کرنا ہر شریعت میں حرام ہے تمام اصولیین کا اس پر اتفاق ہے اور علامہ نووی کا اس کو باطل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔[1]

مصنف کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ اگر نشہ ہر شریعت میں حرام ہے، تب بھی حضرت حمزہ کے شراب پینے اور نشہ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ اس وقت تک نشہ کی حرمت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، اور خطابی اور علامہ قرطبی نے جو توجیہات کی ہیں وہ انتہائی ضعیف ہیں۔

ہر نشہ آور چیز کے خمر ہونے پر ائمہ ثلاثہ کی دلیل اور اس کے جوابات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: ابراہیم حربی نے فضیخ کی یہ تعریف کی ہے کہ کچی پکی کھجوروں کو پانی میں ڈال کر چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ اس میں جوش آ جائے، اور اس پانی کو آگ پر نہ رکھا جائے اور اگر اس پانی میں چھوارے بھی ڈال دیے جائیں تو اس کو خلیط کہتے ہیں، صحیح مسلم کی ان تمام احادیث میں یہ تصریح ہے کہ تمام نشہ آور نبیذ حرام ہے اور ان سب کو خمر کہا جاتا ہے اس میں فضیخ، چھواروں، تازہ پکی ہوئی کھجوروں، منقیٰ، جو، جوار اور شہد کا نبیذ سب برابر ہیں (نبیذ کی تعریف یہ ہے کہ کھجور وغیرہ کو پانی میں ڈال دیا جس سے پانی میں اس کا ذائقہ آ جائے عام ازیں کہ اس کو پانی میں جوش دیا جائے یا نہیں (درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۱۰۴، مطبوعہ استنبول) اور ان تمام اقسام کو خمر کہا جاتا ہے، یہ ہمارا مذہب

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۱۱ - ۳۱۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

ہے، امام مالک، امام احمد اور جمہور متقدمین اور متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے، اور بصرہ کے بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ انگور کا شیرہ اور منقی کا کچا پانی (جب پڑے پڑے جوش کھا کر جھاگ چھوڑ دے) حرام ہے اور اگر ان کو پکا لیا جائے یا دوسری چیزوں کا کچا پانی یا پکا ہوا شیرہ حلال ہے بشرطیکہ وہ نشہ نہ دے، اور امام ابوحنیفہ نے یہ فرمایا ہے کہ کھجوروں اور انگوروں کا شیرہ حرام ہے، انگور کا رس خواہ قلیل ہو یا کثیر حرام ہے البتہ اگر انگور کے رس کو پکا لیا جائے اور اس کا دو تہائی اُڑ جائے (اس کو مثلث کہتے ہیں) تو یہ حلال ہے اور چھواروں اور منقی کا پکا ہوا شیرہ حلال ہے خواہ اس کو معمولی سا پکایا ہو اور ان کا کچا پانی حرام ہے لیکن ان کے پینے والے کو حد نہیں لگائی جائے گی یہ تمام احکام اس وقت ہیں جب یہ مشروب نشہ آور نہ ہوں اور اگر یہ مشروب نشہ آور ہوں تو پھر ان کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

جمہور فقہاء اسلام کا یہ موقف ہے کہ ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور انھوں نے اس پر قرآن اور سنت سے استدلال کیا ہے قرآن مجید سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تنبیہ کی ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت یہ ہے کہ وہ اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے اور یہ علت تمام نشہ آور مشروبات میں پائی جاتی ہے، لہٰذا تمام نشہ آور مشروبات خمر قرار پائیں گے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ علت اسکار (نشہ دینے) کی ہے اور نشہ آور چیزیں بالاجماع حرام ہیں تو ہم کہیں گے کہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ انگور کا شیرہ (بشرطیکہ وہ پڑے پڑے جھاگ چھوڑ دے) اگر نشہ نہ دے پھر بھی حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے خمر کے حرام ہونے کی علت نماز اور ذکر اللہ سے روکنا بیان کی ہے اور جب خمر کا ماسوا بھی ذکر سے روکنے کا سبب ہو تو اس کا حکم اُن سب کو شامل ہوگا[۱] (یا للعجب! علامہ نووی کی اس دلیل سے تو تمام مسکرات کا حرام ہونا لازم آرہا ہے نہ کہ خمر ہونا، سعیدی غفرلہٗ) اور یہ تحریم جنس مسکر کے لیے ہوگی، اور اللہ تعالیٰ نے جنس کے اس فرد کی (یعنی خمر کی) علت بیان کی ہے جس کو عادۃً استعمال کیا جاتا ہے علامہ مازری نے کہا کہ اس مسئلہ میں یہ استدلال سب سے قوی ہے۔

علامہ مازری نے کہا اس مسئلہ پر ہماری ایک اور دلیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص انگور نچوڑ کر اس کا رس پیئے درآں حالیکہ وہ میٹھا ہو اور نشہ آور نہ ہو تو وہ بالاجماع حلال ہے اور اگر وہ گاڑھا ہو کر نشہ آور ہو جائے تو بالاجماع حرام ہے اور اگر پھر وہ بغیر کسی انسانی عمل کے سرکہ بن جائے تو حلال ہے اور جب ہم نے ان مختلف احکام پر غور کیا تو ہم کو معلوم ہوا کہ ان احکام کا اختلاف اس مشروب کی صفات کے اختلاف کی وجہ سے ہے، اور اس سے معلوم ہو گیا کہ تحریم کا مدار اسکار (نشہ آور ہونے) پر ہے لہٰذا ہر نشہ آور چیز حرام ہوگی۔ (حالانکہ علامہ نووی اور علامہ مازری کا مدعا ہر نشہ آور چیز کو خمر ثابت کرنا ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کا اختلاف اسی میں ہے رہا ہر نشہ آور چیز کا حرام ہونا تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) یہ جمہور کے مذہب پر استدلال کا پہلا طریقہ ہے یعنی قرآن مجید سے استدلال، اور دوسرا طریقہ سنت سے استدلال ہے۔

سنت سے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ امام مسلم نے بکثرت اسانید کے ساتھ یہ احادیث ذکر کی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل مسکر حرام "ہر نشہ آور حرام ہے" اور فرمایا: کل مسکر خمر و کل خمر حرام۔

---

[۱]ـ علامہ عینی نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکنا ہے اور قلیل مقدار میں نشہ آور مشروبات نماز اور ذکر سے نہیں روکتے اس لیے وہ حرام نہیں ہوں گے، البتہ خمر کا معاملہ جدا ہے وہ بعینہٖ حرام ہے، اور ہمارا مقصود صرف اتنا ہے کہ دواؤں اور پرفیوم میں جو قلیل مقدار میں الکوحل شامل ہوتی ہے، وہ حرام نہیں ہے، اور ان دواؤں اور پرفیوم کا استعمال کرنا جائز ہے۔

"ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے"، اس حدیث سے بصراحت ثابت ہو گیا کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔ [1]

فقہاء احناف اس حدیث کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہر نشہ آور چیز کو مجازاً اور تشبیہاً خمر فرمایا ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز اور استعارہ ہے، لہٰذا اس حدیث سے ائمہ ثلاثہ کا مدعا ثابت نہیں ہوا، اسی طرح اس باب کی احادیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جس میں خمر کو حرام کیا تھا اس وقت مدینہ میں کھجور کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پی جاتی تھی، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ مبالغۃً فرمایا ہے کیونکہ دوسری احادیث میں اس وقت انگوری شراب کے بنانے کا بھی ذکر ہے:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس قال حرمت علینا الخمر حین حرمت وما نجد یعنی بالمدینۃ خمر الاعناب الا قلیلا وعامۃ خمرنا البسر والتمر۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت خمر کو حرام کیا گیا اس وقت مدینہ میں انگور سے بنی ہوئی شراب بہت کم ہوتی تھی اور ہماری عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنائی جاتی تھیں۔

ائمہ ثلاثہ کی طرف سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خمر صرف انگور کی شراب ہوتی تو صحابہ کرام اہل لسان تھے وہ صرف انگور کی شراب کو بہاتے، حالانکہ احادیث میں ہے انھوں نے شراب کے تمام مٹکوں کو توڑ دیا اور ہر قسم کی شراب بہادی خواہ وہ انگور کی ہو یا کچی کھجوروں اور چھواروں کی، اس کا جواب یہ ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت اس کا نشہ آور ہونا تھا اور چونکہ اس وقت مدینہ میں موجود جتنی شرابیں تھیں وہ سب نشہ آور تھیں اس سے صحابہ کرام نے ان سب شرابوں کو بہا دیا۔

۶۹۷ بَابُ تَحْرِيمِ تَخْلِيلِ الْخَمْرِ !

خمر کو سرکہ بنانے کی ممانعت

۵۰۲۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کو سرکہ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: نہیں!

خمر کو سرکہ بنانے کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: اس حدیث میں امام شافعی اور جمہور فقہاء کی دلیل ہے کہ خمر کو سرکہ بنانا جائز نہیں ہے، یہ حکم اس صورت میں ہے جب روٹی، پیاز اور خمیرہ وغیرہ کو خمر میں ڈال کر سرکہ بنایا جائے، اس صورت میں خمر حسب سابق نجس رہتی ہے، اور جو چیز اس میں ڈال دی جائے وہ بھی نجس ہو جاتی ہے اور یہ سرکہ بعد میں کبھی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

بھی پاک نہیں ہوتا، دھونے سے نہ کسی اور طریقہ سے، ہاں اگر خمر کو دھوپ سے سائے میں یا سائے سے دھوپ میں منتقل کر دیا جائے تو پھر اس کی طہارت کے متعلق دو قول ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ پاک ہے۔

ہم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ خمر میں کوئی چیز ڈال دی جائے تو وہ طاہر نہیں ہوتی، یہ امام شافعی، امام احمد اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔ امام اوزاعی، لیث اور امام ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح خمر پاک ہو جاتی ہے، امام مالک سے اس سلسلہ میں تین روایات ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خمر کو سرکہ بنانا حرام ہے اگر سرکہ بنائے گا تو گنہ گار ہو گا، لیکن خمر طاہر ہو جائے گی دوسرا قول یہ ہے کہ اس صورت میں خمر حرام اور غیر طاہر ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ سرکہ بننے کے بعد خمر حلال اور طاہر ہے اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر خمر خود بخود سرکہ بن جائے تو وہ طاہر ہے، اور سحنون مالکی سے یہ روایت ہے کہ اس طرح بھی خمر طاہر نہیں ہوتی لیکن یہ قول اجماع کے خلاف ہے۔ لے

خمر کو سرکہ بنانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ اور ان کی دلیل

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب خمر سرکہ بن جائے تو حلال ہے، خواہ خمر خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کسی چیز کو ڈال کر اسے سرکہ بنا لیا جائے، خمر کو سرکہ بنانا مکروہ نہیں ہے، اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یہ مکروہ (تحریمی) ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم الادام الخل۔ سرکہ کیا خوب سالن ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۸۲، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷۹، جامع ترمذی ۲۷۶، سنن ابن ماجہ ۲۳۸، مستدرک ج ۴ ص ۵۴)

نیز سرکہ بن جانے کے بعد خمر کا وصف مفسد زائل ہو جاتا ہے اور اس میں اصلاح کی صفت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ وہ صفراء کو سکون دیتا ہے اور شہوت کو توڑتا ہے اور سرکہ سے غذا حاصل کرنا اور اصلاح کرنا مباح ہے، اور جو چیزان مصالح اور فوائد کی صلاحیت رکھتی ہو وہ بھی مباح ہونی چاہیے جس طرح فی نفسہ سرکہ مباح ہے۔ ٢ے

خمر کو سرکہ بنانے کی ممانعت کا محمل

اس باب کی حدیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر کو سرکہ بنانے سے منع فرمایا، یہ ممانعت ابتداء پر محمول ہے، کیونکہ ابتداء میں شراب کے معاملہ میں شدت کی گئی تھی، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب کے ساتھ سرکہ کا معاملہ نہ کیا جائے بایں طور کہ شراب کو سرکہ کی طرح دستر خوان پر رکھا جائے۔

باب ۶۹۸ تَحْرِيْمِ التَّدَاوِيْ بِالْخَمْرِ!

خمر سے علاج کرنے کی حرمت

۵۰۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ

حضرت طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خمر کے متعلق سوال کیا، آپ نے اس سے منع فرمایا یا اس کے بنانے کو ناپسند

لے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

٢ے۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان۔

عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا فَقَالَ إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ۔

فرمایا، انھوں نے کہا میں اس کو دوا کے لیے بناتا ہوں آپ نے فرمایا یہ دوا نہیں ہے، البتہ یہ بیماری ہے۔

خمر سے علاج کرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:
اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ خمر دوا نہیں ہے، لہٰذا خمر کے ساتھ علاج کرنا حرام ہے، ہمارے فقہاء شافعیہ کے نزدیک یہی صحیح ہے کہ خمر سے علاج کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر کسی شخص کے گلے میں لقمہ پھنس جائے اور اس کو نیچے اتارنے کے لیے اور کوئی مشروب دستیاب نہ ہو تو خمر کے ذریعہ اس کو نیچے اتارنا جائز ہے، کیونکہ اس وقت خمر سے شفاء کا حصول یقینی ہے اور علاج ظنی ہے۔ [1]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:
اگر کسی شخص نے پیاس کی وجہ سے خمر کو پیا تو اگر اس نے خمر میں کسی ایسی چیز کو ملایا تھا جس سے پیاس بجھ جاتی ہے، تو ضرورت کی بناء پر اس کے لیے خمر پینا مباح ہے، جس طرح کوئی شخص حالت اضطرار میں ہو یا کسی کے گلے میں لقمہ اٹک جائے تو اس کے لیے خمر پینا مباح ہے، حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی بیان کرتے ہیں کہ ان کو رومیوں نے گرفتار کر لیا، جس گھر میں ان کو بند کیا تھا اس میں خمر میں ملا ہوا پانی اور بھنا ہوا خنزیر کا گوشت تھا انھوں نے حضرت عبداللہ کو تین دن تک اس گھر میں بند رکھا، لیکن انھوں نے خمر اور خنزیر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ جب رومیوں کو ان کی موت کا خدشہ ہوا تو انھوں نے حضرت عبداللہ کو اس مکان سے نکالا، حضرت عبداللہ نے کہا، میں چونکہ مضطر ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شراب اور خنزیر کو حلال کر دیا، لیکن میں اسلام کی اس رخصت پر عمل کر کے دشمنان اسلام کو یہ موقع نہیں دونگا کہ وہ اپنے منصوبہ کی کامیابی پر خوشی سے بغلیں بجائیں۔

اگر کسی شخص نے پیاس کی بناء پر محض خمر کو یا پانی میں ملی ہوئی خمر کو پیا یا علاج کے لیے خمر کو پیا تو یہ مباح نہیں ہے اور اس پر حد لازم ہوگی، امام ابوحنیفہ نے کہا پیاس اور علاج دونوں میں ضرورت کی بناء پر خمر پینا مباح ہے، اور امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں، ایک جواز کا اور ایک عدم جواز کا، تیسرا قول یہ ہے کہ دوا کے لیے جائز ہے اور پیاس کی بناء پر ناجائز ہے، اور لقمہ حلق سے نیچے اتارنے کے لیے خمر پینا جائز ہے جیسا کہ باقی ضروریات میں جائز ہے۔

(علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:) ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت طارق بن سوید نے دوا کے لیے خمر تیار کرنے کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: یہ دوا نہیں ہے، البتہ یہ بیماری ہے، (مسند احمد) نیز امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مخارق سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے درآں حالیکہ انھوں نے ایک گھڑے میں نبیذ بنایا ہوا تھا، وہ نبیذ گھڑے میں جوش کھا رہا تھا، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، انھوں نے کہا فلاں

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عورت کے پیٹ میں تکلیف تھی تو اس نے یہ نبیذ بنایا تھا، آپ نے پیر کی ٹھوکر سے اس گھڑے کو توڑ دیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں شفاء نہیں رکھی جو تم پر حرام کی ہے"! نیز خمر حرام بعینہ ہے اس لیے اس کو بھی خنزیر کی طرح دوا میں استعمال نہیں کیا جاسکتا، نیز اس سے ضرورت اٹھ نہیں سکتی اس لیے وہ مباح نہیں ہے۔ [1]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں:

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ علاج کے قبیل سے ہے اور غذا کی جنس سے نہیں ہے، اسی وجہ سے انہوں نے کہا اگر کسی شخص کو سخت پیاس لگی ہو تو وہ شراب پی سکتا ہے، یا اگر کسی کے گلے میں نوالہ پھنس جائے تو وہ اس کو حلق سے نیچے اتارنے کے لیے شراب پی سکتا ہے۔ [2]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

بچوں کو بطور دوا کے خمر پلانا جائز نہیں ہے اور اس کا گناہ پلانے والے پر ہوگا، کیونکہ وہی در اصل مخاطب ہے اس کی اصل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے، انہوں نے کہا: "تمہاری اولاد فطرت پر پیدا کی گئی ہے، سو خمر سے ان کا علاج نہ کرو اور نہ خمر کو ان کی غذا بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نجس چیز میں شفاء نہیں رکھی" اسی طرح کسی شخص کا خمر کے ساتھ اپنے بدن کے زخم کا علاج کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ خمر کے ساتھ اپنی سواری کا علاج کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے خمر سے فائدہ حاصل کرنا ہے اور خمر سے فائدہ حاصل کرنا شریعت میں بالکلیہ ممنوع ہے اور اس صورت میں ضرورت متحقق نہیں ہوئی اس پر لازم ہے کہ وہ علاج کے لیے دوسری حلال چیزوں کو حاصل کرے۔ [3]

متقدمین فقہاء احناف نے خمر کے ساتھ علاج کرنے سے منع کیا ہے اور اس کو ناجائز کہا ہے لیکن متاخرین فقہاء احناف نے ضرورت کی بناء پر خمر کے ساتھ علاج کرنے کو جائز کہا ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

جب شفاء کے حصول کا یقین ہو تو حرام چیزوں سے شفاء حاصل کرنا جائز ہے، جیسے شدید بھوک کے وقت مردار کھانا، شدید پیاس کے وقت اور حلق سے لقمہ نیچے اتارنے کے لیے خمر کو پینا جائز ہے۔ [4]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں اختلاف ہے جیسا کہ بحر الرائق کی کتاب الرضاع میں ہے، لیکن مصنف نے وہاں اور یہاں حاوی سے نقل کیا ہے کہ جب حرام چیز میں شفاء کا یقین ہو اور اس کے علاوہ اور کسی دوا پر یقین نہ ہو تو پھر رخصت ہے جس طرح پیاسے کے لیے خمر کی رخصت ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ [5]

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۱۳۸۔۱۳۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] قاضی ابو الولید محمد بن احمد ابن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۳۴۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

[4] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۵۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[5] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۸۸ھ

علامہ ابن عابدین شامی حنفی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اطباء کے قول سے یقین حاصل نہیں ہوتا، اور ظاہر یہ ہے کہ تجربہ سے یقین کے بجائے غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے ہاں! علماء کی عبارات میں یقین کے لفظ سے بالعموم غلبہ ظن مراد ہوتا ہے۔ [۱] (یعنی جس چیز میں شفاء کے حصول کا ظن غالب ہے اس کو کھانا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) یہ تمام بحث خمر کے متعلق ہے۔ آج کل مروجہ انگریزی دواؤں میں قلیل الکوحل شامل ہوتی ہے اور ائمہ احناف کے نزدیک نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار جائز ہے لہٰذا انگریزی دوائیں جائز ہیں۔

اس حدیث کی تحقیق کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

وقال ابن مسعود فی السکر ان الله لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم۔ [۲]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کھجور کے تیز نبیذ کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی جو تم پر حرام کر دی ہیں۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق [۳] اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [۴]

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے جریر سے شیخین کی شرط پر روایت کیا ہے، امام احمد نے اس کو کتاب الاشربہ میں اور امام طبرانی نے اپنی کبیر میں اس کو ابووائل سے روایت کیا ہے، نیز امام ابویعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میری لڑکی بیمار ہو گئی، میں نے اس کے لیے ایک کوزہ میں نبیذ تیار کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت وہ نبیذ جوش کھا رہا تھا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے آپ کو بتایا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں تمہاری شفاء نہیں رکھی جس کو تم پر حرام کر دیا ہے، امام ابن حبان نے اس حدیث کو سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

ابن التین نے داؤدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول حق ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کا ذکر کیا اور ضرورت کی بناء پر اس کا استثناء نہیں کیا، اس کے برخلاف مردار اور خون وغیرہ سے علاج کا ضرورت کی بناء پر استثناء کا ذکر کیا ہے، کیونکہ خمر کے ساتھ علاج کرنے پر انسان مجبور نہیں ہے اور بہت سی دوائیں موجود ہیں، البتہ اضطرار کی حالت میں مردار کھا کر رمق حیات کو برقرار رکھا جا سکتا ہے اور خمر سے شفاء کا حصول قطعی نہیں ہے، ہاں اگر نوالہ گلے میں پھنس جائے اور خمر کے سوا اور کوئی چیز نوالہ نیچے اتارنے کے لیے نہ ہو تو پھر پی کر نوالہ نیچے اتارنا جائز ہے، کیونکہ خمر کے گھونٹ سے نوالہ کا نیچے اترنا یقینی ہے اور اس سے علاج یقینی نہیں ہے۔ [۵]

---

[۱] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۲] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۳] امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۵۰، مطبوعہ مکتبہ علمیہ بیروت، ۱۳۹۰ھ

[۴] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۳۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[۵] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۷۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

یہ خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بالخصوص خمر کے متعلق ہے، خمر کے علاوہ دوسرے نشہ آور مشروبات قلیل مقدار میں جائز ہیں اور آج کل کی مروجہ انگریزی ادویات میں الکوحل قلیل مقدار میں شامل ہوتی ہے اور وہ خمر نہیں ہے۔ نیز شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں ہم نے بہ کثرت حوالہ جات سے اس حدیث کا محمل بیان کر دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث خمر سے متعلق ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے سند صحیح کے ساتھ مسروق سے روایت کیا ہے کہ:

قال عبداللہ بن مسعود لا تسقوا اولادکم الخمر فانهم ولدوا علی الفطرة، وان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے بچوں کو خمر نہ پلاؤ کیونکہ وہ فطرت (اسلام) پر پیدا کیے گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں تمہاری شفا نہیں رکھی جو تم پر حرام کر دی ہے۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

بَابُ ۹۹ بَيَانِ اَنَّ جَمِيعَ مَا يُنْبَذُ مِمَّا يَتَّخِذُ مِنَ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ يُسَمّٰى خَمْرًا

کھجور اور انگور سے بنی ہوئی شراب کا خمر ہونا

۵۰۲۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا كَثِيرٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور اور انگور ان دو درختوں سے خمر بنتی ہے۔

۵۰۲۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور اور انگور ان دو درختوں سے خمر تیار ہوتی ہے۔

۵۰۲۹ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ وَعِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انگور اور کھجور ان دو درختوں

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۷۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۵۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

وَعُقْبَةَ بْنِ التَّوْأَمِ عَنْ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ الْكَرْمَةِ وَالنَّخْلَةِ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ كُرَیْبٍ الْكَرْمِ وَالنَّخْلِ۔

سے خمر بنائی جاتی ہے۔

"کھجور اور انگور سے خمر بنائی جاتی ہے" اس حدیث کی تشریح میں ائمہ اربعہ کے نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ چھواروں اور منقّٰی وغیرہ سے جو نبیذ بنایا جاتا ہے اس کو بھی خمر کہتے ہیں، اور جب وہ نشہ آور ہو تو حرام ہے اور یہی جمہور فقہاء کا نظریہ ہے۔ [1]

بہ ظاہر یہ حدیث فقہاء احناف کے خلاف ہے، کیونکہ فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ خمر صرف انگور سے بنائی جاتی ہے، علامہ ابوبکر جصاص حنفی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک سے خمر بنائی جاتی ہے۔

اس کی نظیر قرآن مجید کی یہ آیات ہیں:

یامعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم۔ (انعام ۶/ ۱۳۰)

اے جن اور انس کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے؟

حالانکہ جنات میں سے کوئی رسول نہیں آیا، تمام رسول انسانوں میں سے مبعوث ہوئے اس لیے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے ایک جماعت سے رسول نہیں آئے؟۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان۔ (الرحمٰن: ۵۵/ ۲۲)

ان دونوں (سمندروں) سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں

حالانکہ موتی اور مونگے صرف ایک سے نکلتے ہیں، یہاں بھی ان دونوں سے مراد ان میں سے ایک ہے، سو اس طرح اس حدیث میں بھی انگور اور کھجور ان دونوں سے مراد ان میں سے ایک ہے اور وہ انگور ہے۔ اور صرف انگور کے کچے شیرہ کے خمر ہونے اور دوسری اجناس کے نشہ آور مرکبات کے خمر نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص بغیر اضطرار کے انگور کے نشہ آور مشروب کو حلال کہے اس کے کفر پر اتفاق ہے اور جو شخص باقی اجناس کے نشہ آور مشروبات کو حلال کہے اس کے کفر پر اتفاق نہیں ہے اگر یہ مشروبات بھی خمر ہوتے تو ان کو حلال کہنے والے کے کفر پر بھی اتفاق ہوتا۔ [2]

علامہ بدرالدین عینی نے اس حدیث کے جواب میں ایک جواب تو یہ لکھا ہے کہ دونوں سے مراد ایک ہے یعنی انگور، اور دوسرا جواب یہ لکھا ہے کہ اگر کھجور اور انگور دونوں درخت مراد ہوں، یعنی دونوں سے خمر بنتی ہے تو انگور سے بنائی ہوئی شراب پر خمر کا اطلاق حقیقی ہے اور کھجور سے بنائی ہوئی شراب پر خمر کا اطلاق مجازی ہے۔ [3]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۴۶۳، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[3] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۶۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

تاہم اس جواب پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ ایک لفظ سے حقیقت اور مجاز دونوں کا ارادہ کرنا فقہاء احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ انْتِبَاذِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ مَخْلُوطَيْنِ

چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے کا حکم

۵۰۳۰ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُخْلَطَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ وَالْبُسْرُ وَالتَّمْرُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش، اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الرُّطَبُ وَالْبُسْرُ جَمِيعًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور تازہ کھجوروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ) قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ الرُّطَبِ وَالْبُسْرِ وَبَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ نَبِيذًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تازہ کھجوروں اور کچی کھجوروں کو، اور کشمش اور چھواروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔

۵۰۳۳ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ مَوْلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کشمش اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

٥٠٣٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَعَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملانے سے منع فرمایا، اور چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا۔

٥٠٣٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَخْلِطَ بَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَأَنْ نَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کشمش اور چھواروں کے ملانے سے اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملانے سے منع فرمادیا ہے۔

٥٠٣٦ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے اس کی مثل روایت ہے۔

٥٠٣٧ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ النَّبِيذَ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْهُ زَبِيبًا فَرْدًا أَوْ تَمْرًا فَرْدًا أَوْ بُسْرًا فَرْدًا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے نبیذ پیئے وہ صرف کشمش کا نبیذ پیئے یا صرف چھواروں کا نبیذ پیئے یا صرف کچی کھجور کا نبیذ پیئے۔

٥٠٣٨ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَخْلِطَ بُسْرًا بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبًا بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبًا بِبُسْرٍ وَقَالَ مَنْ شَرِبَهُ مِنْكُمْ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچی کھجوروں کو چھواروں کے ساتھ ملانے سے، یا کشمش کو چھواروں یا کشمش کو کچی کھجوروں کے ساتھ ملانے سے منع فرمادیا ہے اور فرمایا تم میں سے جو شخص نبیذ پیئے . . . اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

٥٠٣٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملاکر نبیذ نہ بناؤ اور کشمش اور چھواروں کو ملاکر نبیذ نہ بناؤ اور ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ۔

وَسَلَّمَ لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ جَمِيعًا وَانْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَتِهِ۔

۵۰۴۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے اس کی مثل روایت ہے۔

۵۰۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ (وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ) عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا وَلَكِنِ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَتِهِ وَزَعَمَ يَحْيَى أَنَّهُ لَقِيَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ فَحَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ، اور تازہ کھجوروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ، البتہ ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ، یحیی کہتے ہیں کہ ان کی حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنے والد سے اور ان کے والد نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی۔

۵۰۴۲ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَيْنِ الْإِسْنَادَيْنِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ الرُّطَبَ وَالزَّهْوَ وَالتَّمْرَ وَالزَّبِيبَ۔

ایک اور سند سے بھی اس حدیث کی مثل روایت ہے، البتہ اس میں تازہ کھجور اور گدری کھجور اور چھواروں اور کشمش کا ذکر ہے۔

۵۰۴۳ - وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ وَقَالَ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَتِهِ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا، اور کشمش اور چھواروں کو ملانے سے، اور گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا اور فرمایا ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ۔

۵۰۴۴ - وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ۔

ایک اور سند سے اس حدیث کی مثل روایت ہے۔

۵۰۴۵ - حدثنا زهير بن حرب وابو كريب (واللفظ لزهير) قالا حدثنا وكيع عن عكرمة بن عمار عن ابي كثير الحنفي عن ابي هريرة قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الزبيب والتمر والبسر والتمر وقال ينبذ كل واحد منهما على حدته.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کشمش اور چھواروں اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو (ملانے سے) منع فرمایا اور فرمایا ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنایا جائے۔

۵۰۴۶ - وحدثنيه زهير بن حرب حدثنا هاشم بن القاسم حدثنا عكرمة بن عمار حدثنا يزيد بن عبد الرحمن بن اذينة (وهو ابو كثير الغبري) حدثني ابو هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله.

ایک اور سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مثل روایت کی۔

۵۰۴۷ - وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا علي بن مسهر عن الشيباني عن حبيب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان يخلط التمر والزبيب جميعا وان يخلط البسر والتمر جميعا وكتب الى اهل جرش ينهاهم عن خليط التمر والزبيب.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملا کر اور کچی کھجوروں اور پکی کھجوروں کو ملا کر (نبیذ بنانے سے) منع فرمایا، اور آپ نے اہل جرش کی طرف لکھا کہ چھواروں اور کشمش کو ملا کر (نبیذ) نہ بنائیں۔

۵۰۴۸ - وحدثنيه وهب بن بقية اخبرنا خالد (يعني الطحان) عن الشيباني بهذا الاسناد في التمر والزبيب ولم يذكر البسر والتمر.

اسی سند کے ساتھ چھواروں اور کشمش کے متعلق ایک اور روایت ہے، اور اس میں کچی کھجوروں اور چھواروں کا ذکر نہیں ہے۔

۵۰۴۹ - حدثني محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق اخبرنا ابن جريج اخبرني موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر انه كان يقول قد نهي ان ينبذ البسر والرطب جميعا والتمر والزبيب جميعا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچی کھجوروں اور تازہ کھجوروں چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

۵۰۵۰ - وحدثني ابو بكر بن اسحق حدثنا روح حدثنا ابن جريج اخبرني موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر انه قال قد نهي ان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچی کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے اور چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا۔

دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کے متعلق جمہور فقہاء کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث میں یہ تصریح ہے کہ چھوارں اور کشمش، تازہ کھجوروں اور چھواروں یا چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانا ممنوع ہے۔ ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور جب تک یہ مشروب نشہ آور نہ ہو حرام نہیں ہے، اور بعض مالکیہ نے اس کو حرام کہا ہے، اور امام ابوحنیفہ اور ایک روایت میں امام ابویوسف کا قول یہ ہے کہ دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جب ان کا الگ الگ نبیذ بنانا جائز ہے تو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہونا چاہیے، لیکن جمہور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اس قول سے احادیث صحیحہ کو ترک کرنا لازم آتا ہے اور چونکہ احادیث میں مخلوط چیزوں کے نبیذ سے منع کیا گیا ہے تو اس ممانعت کو کم از کم مکروہ تنزیہی پر محمول کرنا چاہیے۔[1]

دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ پر احادیث صحیحہ کے ترک کرنے کا الزام غلط ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ نے جو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کو جائز کہا ہے تو یہ محض اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ امام ابوحنیفہ نے احادیث کی بناء پر اس کو جائز کہا ہے، وہ احادیث حسب ذیل ہیں:

(۱)۔ امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کشمش اور چھواروں کو پانی میں ڈال کر نبیذ تیار کیا جاتا تھا۔

(۲)۔ امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت عطیہ قبیلہ عبدالقیس کی عورتوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے چھواروں اور کشمش کے متعلق سوال کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں ایک مٹھی میں چھوارے لیتی اور ایک مٹھی میں کشمش لیتی اور ان کو پانی میں ڈال کر نبیذ بناتی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پلاتی۔

(۳)۔ امام محمد بن حسن اپنی سند کے ساتھ کتاب الآثار میں روایت کرتے ہیں: کہ ایک دن ابن زیاد نے حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس روزہ افطار کیا، حضرت ابن عمر نے ان کو ایک مشروب پلایا، دوسرے دن ابن زیاد نے کہا آپ نے مجھے کیا پلایا تھا؟ لگتا تھا کہ مجھے اپنے گھر کا رستہ بھی نہیں ملے گا! حضرت ابن عمر نے فرمایا ہم نے تم کو صرف عجوہ (سب سے عمدہ کھجور) اور کشمش کا نبیذ پلایا تھا۔

شیخ ابن حزم نے ان احادیث کی اسانید پر جرح کی ہے، لیکن تعدد اسانید کی وجہ سے یہ احادیث ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اس کی حکمت میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ جب شروع شروع میں تنگی تھی اس وقت آپ نے دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

منع فرمایا، اور ایک قول یہ ہے کہ جب ایک چیز سے نبیذ بن سکتا ہے تو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا اسراف ہے اور آپ کا منع فرمانا اسراف کی جہت سے ہے۔[1]

میں کہتا ہوں کہ دوسری وجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ خود جناب رسالت مآب کے لیے دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنایا جاتا تھا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَبَيَانِ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ

روغن قیر اور کھوکھلے کدو کے برتنوں، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اور اس کے منسوخ ہونے کا بیان

۵۰۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ اَنْ يُّنْبَذَ فِيْهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۵۲- وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ اَنْ يُّنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَ وَاَخْبَرَهٗ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاجْتَنِبُوا الْحَنَاتِمَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، اور ابو سلمہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھوکھلے کدو میں نبیذ نہ بناؤ اور نہ روغن قیر ملے ہوئے برتن میں، پھر حضرت ابو ہریرہ یہ کہتے تھے کہ سبز گھڑوں سے اجتناب کرو۔

۵۰۵۳- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ قَالَ قِيْلَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا الْحَنْتَمُ قَالَ الْجِرَارُ الْخُضْرُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روغن قیر ملے ہوئے برتنوں، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی کے برتنوں سے منع فرمایا، حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا گیا کہ حنتم کا کیا معنی ہے انھوں نے بتایا کہ سبز گھڑے۔

۵۰۵۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے وفد سے فرمایا: میں تم کو کھوکھلے

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۸۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ أَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمُ الْمَزَادَةُ الْمَجْبُوبَةُ وَلَكِنِ اشْرَبْ فِي سِقَائِكَ وَأَوْكِهِ۔

کدو کے برتن، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی کے برتنوں، روغن کیے ہوئے برتنوں اور جن مشکوں کے منہ کٹے ہوئے ہوں، سے منع کرتا ہوں، صرف اپنے مشکیزوں سے پیا کرو اور ان کا منہ باندھ دیا کرو۔

۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ هَذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَفِي حَدِيثِ عَبْثَرٍ وَشُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، شعبہ کی روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۵۶۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبِرِينِي عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ قَالَتْ نَهَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَمَا ذَكَرَتِ الْحَنْتَمَ وَالْجَرَّ قَالَ إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ بِمَا سَمِعْتُ أُحَدِّثُكَ مَا لَمْ أَسْمَعْ۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اسود سے کہا کیا تم نے ام المومنین سے پوچھا تھا کہ کن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! میں نے عرض کیا: اے ام المومنین! مجھے بتائیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے ہم اہل بیت کو کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، میں نے پوچھا کیا آپ نے حنتم اور گھڑے کا ذکر نہیں کیا تھا؟ راوی نے کہا..... میں تم کو وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی ہے کیا میں وہ بات بیان کروں جو میں نے نہیں سنی؟

۵۰۵۷۔ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۵۸ - **وَحَدَّثَنِي** مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۰۵۹ - **حَدَّثَنَا** شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ (يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ) حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَحَدَّثَتْنِي أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيذِ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ.

قشیری بیان کرتے ہیں کہ میری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، میں نے حضرت عائشہ سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عبد القیس کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، آپ نے ان کو کھوکھلے کدو، کھوکھلی لکڑی، روغن کیے ہوئے برتنوں اور سبز گھڑوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۶۰ - **وَحَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔

۵۰۶۱ - **وَحَدَّثَنَاهُ** إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سُوَيْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ جَعَلَ مَكَانَ الْمُزَفَّتِ الْمُقَيَّرِ.

ایک اور سند سے یہ روایت ہے البتہ اس میں مزفت کی جگہ مقیر کا لفظ ہے۔

۵۰۶۲ - **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد القیس کا وفد حاضر ہوا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع کرتا ہوں، حماد کی روایت میں مقیر کی بجائے مزفت کا لفظ ہے۔

المقير وفي حديث حماد جعل مكان المقير المزفت.

۵۰۶۳ - حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا علي بن مسهر عن الشيباني عن حبيب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدباء والحنتم والمزفت والنقير.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی سے منع فرمایا۔

۵۰۶۴ - حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا محمد بن فضيل عن حبيب بن ابي عمرة عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدباء والحنتم والمزفت والنقير وان يخلط البلح بالزهو.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، روغن کیے ہوئے برتنوں سے، اور کچی اور گدری کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا۔

۵۰۶۵ - حدثنا محمد بن المثنى حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن شعبة عن يحيى البهراني قال سمعت ابن عباس ح وحدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن يحيى بن ابي عمر عن ابن عباس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدباء والنقير والمزفت.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۶۶ - حدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا يزيد بن زريع عن التيمي ح وحدثنا يحيى بن ايوب حدثنا ابن علية اخبرنا سليمان التيمي عن ابي نضرة عن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الجر ان ينبذ فيه.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۶۷ - حدثنا يحيى بن ايوب حدثنا ابن علية اخبرنا سعيد بن ابي عروبة عن قتادة عن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الدباء والحنتم والنقير والمزفت.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۶۸ - وحدثناه محمد بن المثنى حدثنا

قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُنْتَبَذَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

نبیذ بنانے سے منع فرمایا.... اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۰۶۹- وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى (يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ) عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھوکھلے کدو اور کھوکھلی لکڑی میں پینے سے منع فرمایا۔

۵۰۷۰- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے متعلق شہادت دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق شہادت دی کہ آپ نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، روغن کیے برتنوں اور کھوکھلی لکڑی (کے استعمال) سے منع فرمایا۔

۵۰۷۱- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ وَمَا يَقُولُ قُلْتُ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَقَالَ صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَقُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ نَبِيذُ الْجَرِّ فَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنَ الْمَدَرِ۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے گھڑے میں نبیذ بنانے کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں بنائے ہوئے نبیذ کو حرام فرمایا ہے، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت ابن عمر کیا فرماتے ہیں؟ انھوں نے کہا وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے کو حرام کر دیا ہے! حضرت ابن عباس نے کہا حضرت ابن عمر نے سچ فرمایا! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے کو حرام کر دیا ہے، میں نے پوچھا کہ گھڑے کا نبیذ کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا ہر وہ برتن جو مٹی سے بنایا جائے۔

۵۰۷۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ میں لوگوں کو خطبہ دیا، حضرت ابن عمر نے کہا میں بھی اس کی طرف چل دیا لیکن میرے پہنچنے سے پہلے آپ کا خطبہ ختم ہو گیا، میں نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا تھا؟ لوگوں

فَانْصَرَفَ قَبْلَ اَنْ اَبْلُغَهٗ فَسَأَلْتُ مَاذَا قَالَ قَالُوْا نَهٰى اَنْ يُّنْتَبَذَ فِي الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

نے کہا آپ نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۷۳۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ وَاَبُوْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ جَمِيْعًا عَنْ اَيُّوْبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ عَنِ الثَّقَفِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) ح وَحَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ الْاَيْلِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ كُلُّ هٰؤُلَآءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ اِلَّا مَالِكٌ وَاُسَامَةُ۔

امام مسلم نے سات سندیں ذکر کرنے کے بعد کہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مثل سابق مروی ہے اور سوائے مالک اور اسامہ کے اور کسی نے کسی غزوہ کا ذکر نہیں کیا۔

۵۰۷۴۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ قَالَ فَقَالَ قَدْ زَعَمُوْا ذَاكَ قُلْتُ اَنَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ زَعَمُوْا ذَاكَ۔

ثابت کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے کے نبیذ سے منع فرما دیا تھا؟ حضرت ابن عمر نے کہا لوگوں کا یہی کہنا ہے میں نے پھر پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا تھا حضرت ابن عمر نے کہا لوگوں کا یہی کہنا ہے۔

۵۰۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ اَنَهٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ طَاوُسٌ وَاللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ۔

طاؤس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں، طاؤس نے کہا: ہاں بخدا میں نے حضرت ابن عمر سے اسی طرح سنا ہے۔

۵۰۷۶۔ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَآءَهٗ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے آ کر پوچھا: کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے اور کھوکھلے کدو میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں!

فَقَالَ أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ قَالَ نَعَمْ۔

۵۰۷۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے اور کھو کھلے کدو میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۷۸ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ نَعَمْ۔

طاؤس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر آپ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے، کھو کھلے کدو اور روغن ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمادیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہاں!

۵۰۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ سَمِعْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھو کھلے کدو، روغن ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور کہا میں نے آپ سے یہ بارہا سنا ہے۔

۵۰۸۰ - وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ وَأُرَاهُ قَالَ وَالنَّقِيرِ۔

محارب کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اور میرا گمان ہے کہ کھو کھلی لکڑی کا بھی ذکر کیا۔

۵۰۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ انْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے، کھو کھلے کدو اور روغن ملے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا اور فرمایا مشکیزوں میں نبیذ بناؤ۔

۵۰۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں سے منع فرمایا، راوی کہتے ہیں

ابن عمر يحدث قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحنتمة فقلت ما الحنتمة قال الجرة۔

میں نے پوچھا حنتمہ کیا ہیں؟ فرمایا سبز گھڑے۔

۵۰۸۳ - حدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا ابي حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة حدثني زاذان قال قلت لابن عمر حدثني بما نهى عنه النبي صلى الله عليه وسلم من الاشربة بلغتك وفسره لي بلغتنا فان لكم لغة سوى لغتنا فقال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحنتم وهي الجرة وعن الدباء وهي القرعة وعن المزفت وهو المقير وعن النقير وهي النخلة تنسح نسحا وتنقر نقرا وامر ان ينتبذ في الاسقية۔

زاذان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے کہا کہ شراب کے برتنوں کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کیجیے، پہلے اپنی زبان میں بیان کریں پھر میری زبان میں اس کا مطلب بیان کریں کیونکہ آپ کی اور ہماری زبان الگ الگ ہے، حضرت ابن عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھو کھلے کدو، روغن کیے ہوئے برتنوں اور کھوکھلی لکڑی سے منع فرمایا یعنی کھجور کی لکڑی کو اندر سے چھیل کر ایک برتن بنا لیا ہو، اور آپ نے مشک میں نبیذ بنانے کا حکم دیا۔

۵۰۸۴ - وحدثناه محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا ابو داود حدثنا شعبة في هذا الاسناد۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۰۸۵ - وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا يزيد بن هارون اخبرنا عبد الخالق بن سلمة قال سمعت سعيد بن المسيب يقول سمعت عبد الله بن عمر يقول عند هذا المنبر واشار الى منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم وفد عبد القيس على رسول الله صلى الله عليه وسلم فسالوه عن الاشربة فنهاهم عن الدباء والنقير والحنتم فقلت له يا ابا محمد والمزفت وظننا انه نسيه فقال لم اسمعه يومئذ من عبد الله بن عمر وقد كان يكرهه۔

سعید بن مسیب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کی طرف اشارہ کر کے کہا میں نے اس منبر کے پاس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد القیس کا وفد حاضر ہوا اور انھوں نے آپ سے مشروبات (کے برتنوں) کے متعلق سوال کیا، آپ نے ان کو کھو کھلے کدو، کھوکھلی لکڑی اور سبز گھڑوں سے منع فرمایا، میں نے کہا اے ابو محمد! اور روغن ملے ہوئے برتنوں سے بھی؟ ہمارا خیال تھا کہ شاید آپ ان کو بیان کرنا بھول گئے! سعید بن مسیب نے کہا میں نے یہ لفظ حضرت عبد اللہ بن عمر سے نہیں سنا اور وہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۵۰۸۶ - وحدثنا احمد بن يونس حدثنا زهير حدثنا ابو الزبير ح وحدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا ابو خيثمة عن ابي الزبير عن جابر و

حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلی لکڑی، روغن کیے ہوئے برتنوں اور کھو کھلے کدو سے منع فرمایا۔

ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّآءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا، ابوالزبیر نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے، روغن کیے ہوئے برتن اور کھوکھلی لکڑی سے منع فرمایا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نبیذ بنانے کے لیے کوئی برتن نہ ملتا تو پتھر کے برتن میں آپ کے لیے نبیذ بنایا جاتا۔

۵۰۸۷ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُنْتَبَذُ لَهٗ فِيْهِ نُبِذَ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے پتھر کے ایک برتن میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔

۵۰۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْتَبَذُ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور جب مشک نہ ملتی تو پتھر کے ایک برتن میں نبیذ بنایا جاتا تھا، کسی شخص نے کہا میں نے ابوالزبیر سے سنا ہے وہ برام یعنی پتھر کا ایک برتن تھا۔

۵۰۸۹ - وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ يُنْتَبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَآءٍ فَاِذَا لَمْ يَجِدُوْا سِقَآءً نُبِذَ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ وَاَنَا اَسْمَعُ لِاَبِي الزُّبَيْرِ مِنْ بِرَامٍ قَالَ مِنْ بِرَامٍ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو مشک کے سوا باقی برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا، اب سب برتنوں میں پیو اور نشہ آور چیز نہ پیو۔

۵۰۹۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ سِنَانٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ اَبُوْ سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِىْ سِقَآءٍ فَاشْرَبُوْا فِى الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

۵۰۹۱ - وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا ضَحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ وَاِنَّ الظُّرُوْفَ اَوْ ظَرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَّلَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو کچھ برتنوں سے منع فرمایا تھا، حالانکہ برتن کسی چیز کو حلال کرتے ہیں نہ حرام کرتے ہیں۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۵۰۹۲ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فِىْ ظُرُوْفِ الْاَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِىْ كُلِّ وِعَآءٍ غَيْرَ اَنْ لَّا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو چمڑے کے برتنوں سے منع کیا تھا، اب ہر برتن میں پیو، البتہ نشہ آور چیز نہ پیو۔

۵۰۹۳ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ عُمَرَ) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِىْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيْذِ فِى الْاَوْعِيَةِ قَالُوْا لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ فَاَرْخَصَ لَهُمْ فِى الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے برتنوں میں نبیذ سے منع فرمایا تو صحابہ نے کہا ہر شخص کے پاس تو مشک نہیں ہے تب آپ نے مٹی کے اس گھڑے میں پینے کی اجازت دی جس پر روغن کیا ہوا نہ ہو۔

ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت کی حکمت اور اس حکم کے منسوخ ہونے کی وجوہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ان برتنوں میں نبیذ بنانا ابتدائے اسلام میں ممنوع تھا، تاکہ نبیذ نشہ آور حد کو نہ پہنچ جائے، کیونکہ بسا اوقات انسان یہ سمجھ کر نبیذ پیتا ہے کہ وہ نشہ آور نہیں ہوگا، حالانکہ وہ نبیذ نشہ آور ہوتا ہے اور چونکہ نشہ آور مشروب کی اباحت کا زمانہ قریب تھا۔ اس لیے ان برتنوں میں نبیذ بنانا منسوخ کر دیا گیا اور جب کافی عرصہ گذر گیا تو نشہ آور مشروبات کی تحریم مشہور ہو گئی اور ان کے دلوں میں نشہ آور مشروبات کی حرمت راسخ ہو گئی تو پھر ان کے لیے ہر برتن میں نبیذ بنانے کی رخصت دے دی گئی بشرطیکہ وہ نشہ آور مشروب کو نہ پئیں، جیسا کہ حضرت بریدہ کی روایت (حدیث نمبر ۵۰۹۰) میں اس کا صراحتًہ بیان ہے۔[۱] (حاشیہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اس وقت تھی جب لوگوں کو ان برتنوں کی ضرورت نہ تھی، اور جب یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کو ان برتنوں کے استعمال کی ضرورت ہے تو آپ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی، یا سابق حکم وحی سے منسوخ ہو گیا، یا سابق حکم آپ کی رائے کی طرف مفوض تھا۔ علامہ ابن بطال نے کہا ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت شراب کا بالکلیہ سد باب کرنے کے لیے تھی، تاکہ شراب پینے کا ہر ذریعہ اور وسیلہ ختم ہو جائے، لیکن جب صحابہ نے کہا ہمیں ان برتنوں کے استعمال کی ضرورت ہے تو آپ نے اس کی اجازت دے دی، اور ہر وہ چیز جس کی ممانعت لذاتہ نہ ہو بلکہ کسی اور وجہ سے اس کی ممانعت ہو اس کی حیثیت اسی طرح ہوتی ہے، مثلاً آپ نے راستہ میں بیٹھنے سے منع فرمایا اور جب صحابہ نے کہا کہ بعض اوقات ان کا راستہ پر بیٹھنا ضروری ہوتا ہے تو آپ نے اس شرط کے ساتھ اجازت دے دی کہ راستہ کا حق ادا کرنا۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا مباح ہے اور ممانعت کی احادیث، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی ہیں۔ [۱]

علامہ ابوبکر جصاص حنفی اور علامہ سرخسی حنفی نے حضرت جابر اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما کی احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کا پینا جائز ہے اور اس مشروب کو نشہ کی حد تک پینا منع ہے، کتاب الاشربہ کے مقدمہ میں ہم نے اس کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَّاَنَّ كُلَّ خَمْرٍ حَرَامٌ

ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے اور ہر خمر کے حرام ہونے کا بیان

۵۰۹۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا جو مشروب بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

۵۰۹۵ - وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا جو مشروب بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

---

[۱] (حاشیہ صفحہ سابقہ) علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۵-۱۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[۱] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۸۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

۵۰۹۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَصَالِحٍ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ شَرَابٍ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

۵۰۹۷ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ) قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ شَرَابًا يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ مِنَ الشَّعِيرِ وَشَرَابٌ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ہاں جَو سے ایک مشروب بنایا جاتا ہے اس کو مِزر کہتے ہیں اور ایک مشروب شہد سے بنایا جاتا ہے اس کو بتع کہتے ہیں، آپ نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

۵۰۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُمَا بَشِّرَا وَيَسِّرَا وَعَلِّمَا وَلَا تُنَفِّرَا وَأُرَاهُ قَالَ وَتَطَاوَعَا قَالَ فَلَمَّا وَلَّى رَجَعَ أَبُو مُوسَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَهُمْ شَرَابًا مِنَ الْعَسَلِ يُطْبَخُ حَتَّى يَعْقِدَ وَالْمِزْرُ يُصْنَعُ مِنَ الشَّعِيرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَا أَسْكَرَ عَنِ الصَّلَاةِ فَهُوَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت معاذ کو یمن بھیجا اور فرمایا لوگوں کو بشارت دینا اور آسان احکام بیان کرنا، ان کو علم دین سکھانا اور متنفر نہ کرنا اور میرا گمان ہے آپ نے فرمایا دونوں اتفاق سے رہنا جب حضرت موسیٰ واپس آئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہاں شہد کو جوش دے کر ایک مشروب تیار کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ بندھ جاتا ہے، اور ایک مشروب جَو سے تیار کیا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ مشروب جو نماز سے مدہوش کر دے وہ حرام ہے۔

حَرَامٌ۔

۵۰۹۹۔ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ خَلَفٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِيْ خَلَفٍ) قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ (وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُوَا النَّاسَ وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَيَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْتِنَا فِيْ شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ الْبِتْعُ وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ وَالْمِزْرُ وَهُوَ مِنَ الذُّرَةِ وَالشَّعِيْرِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ بِخَوَاتِمِهٖ فَقَالَ اَنْهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ اَسْكَرَ عَنِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ کو یمن بھیجا، آپ نے فرمایا لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا، ان کو خوشخبری دینا اور متنفر نہ کرنا، آسان احکام بیان کرنا اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالنا، میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم کو دو مشروبوں کے متعلق بتلایئے جن کو ہم یمن میں تیار کرتے ہیں، ایک بتع ہے جو شہد سے تیار کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گاڑھا ہو جاتا ہے، اور ایک مزر ہے جو جَو اور جوار سے تیار کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گاڑھا ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انتہائی جامع مانع کلام کا ملکہ عطا کیا گیا تھا، آپ نے فرمایا میں ہر اس نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں جو نماز سے مدہوش کر دے۔

۵۱۰۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ فَسَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُوْنَهٗ بِاَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَسْقِيَهٗ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جیشان سے آیا، جیشان یمن کا ایک شہر ہے اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے علاقہ کے ایک مشروب کے متعلق سوال کیا جس کو جوار سے بنایا جاتا تھا، اس کا نام مزر تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا، کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے کہا جی! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ عہد کر لیا ہے کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیئے گا اس کو طینۃ الخبال پلائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ یا فرمایا جہنمیوں کا نچوڑ۔

۵۱۰۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اور جس شخص نے دنیا میں خمر پی اور مر گیا درآں حالیکہ وہ شراب کا عادی تھا اور اس نے توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں شراب نہیں پیئے گا۔

۵۱۰۲۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۵۱۰۳۔ وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

۵۱۰۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس بات کا مجھ کو صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے علم ہے کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

۵۱۰۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

۵۱۰۶۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ فَلَمْ يُسْقَهَا قِيلَ لِمَالِكٍ رَفَعَهُ قَالَ نَعَمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں شراب پی اور اس سے توبہ نہیں کی وہ اس سے آخرت میں محروم رہے گا، اس کو نہیں پی سکے گا، مالک سے پوچھا گیا کیا یہ حدیث مرفوع ہے؟ انھوں نے کہا ہاں!

۵۱۰۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں خمر کو پیا وہ آخرت میں اس کو نہیں پیئے گا الا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوْبَ.

۵۱۰۸ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ (يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُوْمِيَّ) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

فقہاء شافعیہ اس باب کی احادیث سے ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے پر استدلال کرتے ہیں ہم نے کتاب الاشربہ کا جو مفصل مقدمہ لکھا ہے اس میں ان احادیث کی وضاحت کر دی ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ النَّبِيْذِ الَّذِي لَمْ يَشْتَدَّ وَلَمْ يَصِرْ مُسْكِرًا

جو نبیذ تیز اور نشہ آور نہ ہو اس کی اباحت کا بیان

۵۱۰۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ أَبِي عُمَرَ الْبَهْرَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبَذُ لَهُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي تَجِيءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْأُخْرٰى وَالْغَدَ إِلَى الْعَصْرِ فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَصُبَّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ابتدائی شب میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور آپ اس کو صبح پیتے تھے، پھر اس کے بعد والی شب میں اور صبح پیتے تھے اور پھر رات کو پیتے تھے پھر اگلے روز عصر تک پیتے تھے، پھر اگر کچھ بچ جاتا تو خادم کو پلا دیتے یا اس کو بہانے کا حکم دیتے۔

۵۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى الْبَهْرَانِيِّ قَالَ ذَكَرُوا النَّبِيْذَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ قَالَ شُعْبَةُ مِنْ لَيْلَةِ الْاِثْنَيْنِ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ إِلَى الْعَصْرِ فَإِنْ فَضَلَ مِنْهُ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ أَوْ صَبَّهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے (بروایت شعبہ) پیر کی رات کو نبیذ بنایا جاتا، آپ اس کو پیر کے دن پیتے اور منگل کو عصر تک پیتے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو خادم کو پلا دیتے یا اس کو بہا دیتے۔

۵۱۱۱ - وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ وَأَبِي كُرَيْبٍ) قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلَى مَسَاءِ الثَّالِثَةِ ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيُسْقَى أَوْ يُهَرَاقُ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کشمش کو پانی میں ڈال دیا جاتا، آپ اس نبیذ کو اس دن پیتے اور اس کے دوسرے دن اور تیسرے دن شام تک آپ خود پیتے یا کسی کو پلا دیتے پھر اگر کچھ بچ جاتا تو اس کو بہانے کا حکم دیتے۔

۵۱۱۲۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ الزَّبِيبُ فِي السِّقَاءِ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ فَإِذَا كَانَ مَسَاءُ الثَّالِثَةِ شَرِبَهُ وَسَقَاهُ فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ أَهْرَاقَهُ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مشک میں کشمش کو ڈال دیا جاتا، آپ اس کو اس دن پیتے اور اس کے بعد دو دن تک پیتے، اور جب تیسرے دن کی شام ہوتی تو آپ اس کو خود پیتے اور کسی کو پلا دیتے پھر اگر کچھ بچ جاتا تو اس کو بہا دیتے۔

۵۱۱۳۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى أَبِي عُمَرَ النَّخَعِيِّ قَالَ سَأَلَ قَوْمٌ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ وَشِرَائِهَا وَالتِّجَارَةِ فِيهَا فَقَالَ أَمُسْلِمُونَ أَنْتُمْ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ بَيْعُهَا وَلَا شِرَاؤُهَا وَلَا التِّجَارَةُ فِيهَا قَالَ فَسَأَلُوهُ عَنِ النَّبِيذِ فَقَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ ثُمَّ رَجَعَ وَقَدْ نَبَذَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فِي حَنَاتِمَ وَنَقِيرٍ وَدُبَّاءٍ فَأَمَرَ بِهِ فَأُهْرِيقَ ثُمَّ أَمَرَ بِسِقَاءٍ فَجُعِلَ فِيهِ زَبِيبٌ وَمَاءٌ فَجُعِلَ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَلَيْلَتَهُ الْمُسْتَقْبِلَةَ وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى أَمْسٰى فَشَرِبَ وَسَقٰى فَلَمَّا أَصْبَحَ أَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْهُ فَأُهْرِيقَ۔

ابو عمر نخعی کہتے ہیں کہ ایک قوم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خمر کے بیچنے، خریدنے اور اس کی تجارت کے متعلق سوال کیا، حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم لوگ مسلمان ہو، انھوں نے کہا ہاں! حضرت ابن عباس نے فرمایا: شراب کا بیچنا، خریدنا اور اس کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے، پھر انھوں نے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں گئے اور پھر واپس آ گئے، اس وقت لوگوں نے سبز گھڑوں میں، کھجور کھلی لکڑیوں میں اور کھوکھلے کدو میں نبیذ تیار کیا ہوا تھا، آپ نے اس نبیذ کو بہانے کا حکم دیا، پھر آپ نے ایک مشک میں کشمش اور پانی ڈالنے کا حکم دیا، رات میں وہ پانی ڈالا گیا، آپ نے اس مشک سے صبح کو نبیذ پیا اور اس دن نبیذ پیا، آنے والی رات کو نبیذ پیا پھر دوسرے روز شام تک نبیذ پیا اور پلایا، اور جب صبح ہوئی تو آپ نے باقی ماندہ کو پھینکنے کا حکم دیا۔

۵۱۱۴۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ (يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيَّ) حَدَّثَنَا

ثمامہ کہتے ہیں کہ میری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت

ثُمَامَةَ (يَعْنِي ابْنَ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيَّ) قَالَ لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَدَعَتْ عَائِشَةُ جَارِيَةً حَبَشِيَّةً فَقَالَتْ سَلْ هٰذِهٖ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ الْحَبَشِيَّةُ كُنْتُ أَنْبِذُ لَهٗ فِي سِقَاءٍ مِنَ اللَّيْلِ وَأُوكِيهِ وَأُعَلِّقُهٗ فَإِذَا أَصْبَحَ شَرِبَ مِنْهُ۔

عائشہ نے ایک حبشی باندی کو بلایا اور فرمایا: اس سے پوچھو کیونکہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نبیذ بناتی تھی، اس حبشی عورت نے کہا میں حضور کے لیے رات کو مشک میں نبیذ بنا کر اس مشک کا منہ باندھ کر اس کو لٹکا دیا کرتی تھی، جب صبح ہوتی تو آپ اس سے نبیذ پی لیتے تھے۔

٥١١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ يُوكٰى أَعْلَاهُ وَلَهٗ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهٗ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهٗ عِشَاءً وَنَنْبِذُهٗ عِشَاءً فَيَشْرَبُهٗ غُدْوَةً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ بناتے، اس کے اوپر والے حصے کو باندھ دیتے، اس مشک میں سوراخ تھے، ہم صبح نبیذ تیار کرتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسے شام کو پیتے تھے، اور شام کو نبیذ بناتے تو آپ اس کو صبح پیتے تھے۔

٥١١٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنی شادی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، اس دن ان کی بیوی کام کاج کر رہی تھیں حالانکہ وہ خود دلہن تھیں، سہل نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا، اس نے رات کو ایک برتن میں پانی کے اندر کچھ چھوارے ڈال دیئے تھے اور جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے آپ کو وہی پلایا تھا۔

٥١١٧ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُولُ أَتٰى أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَقُلْ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ۔

سہل بیان کرتے ہیں کہ ابو اسید ساعدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ جب آپ نے کھانا کھا لیا تو اس نے آپ کو نبیذ پلایا۔

٥١١٨ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي أَبَا غَسَّانَ) حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حضرت سہل بن سعد سے یہی روایت ہے اور اس میں پتھر کے برتن کا ذکر ہے، اور یہ ذکر ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے خصوصیت

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالَ فِيْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ فَلَمَّا
فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ
الطَّعَامِ اَمَاثَتْهُ فَسَقَتْهُ تَخُصُّهُ بِذٰلِكَ ـ

۵۱۱۹ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ التَّمِيْمِيُّ
وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا وَقَالَ
ابْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ
(وَهُوَ ابْنُ مُطَرِّفٍ اَبُوْ غَسَّانَ) اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ مِنَ الْعَرَبِ فَاَمَرَ اَبَا
اُسَيْدٍ اَنْ يُرْسِلَ اِلَيْهَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَقَدِمَتْ
فَنَزَلَتْ فِيْ اُجُمِ بَنِيْ سَاعِدَةَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَاءَهَا فَدَخَلَ
عَلَيْهَا فَاِذَا امْرَاَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَاْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنْكَ قَالَ قَدْ اَعَذْتُكِ مِنِّيْ فَقَالُوْا لَهَا
اَتَدْرِيْنَ مَنْ هٰذَا فَقَالَتْ لَا فَقَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَكِ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ
اَنَا كُنْتُ اَشْقٰى مِنْ ذٰلِكَ قَالَ سَهْلٌ فَاَقْبَلَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى
جَلَسَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ثُمَّ
قَالَ اسْقِنَا لِسَهْلٍ قَالَ فَاَخْرَجْتُ لَهُمْ هٰذَا
الْقَدَحَ فَاَسْقَيْتُهُمْ فِيْهِ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَاَخْرَجَ
لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا فِيْهِ قَالَ ثُمَّ
اسْتَوْهَبَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ
فَوَهَبَهُ لَهُ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اِسْحٰقَ قَالَ
اسْقِنَا يَا سَهْلُ ـ

۵۱۲۰ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ
زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ

کے ساتھ صرف آپ کو نبیذ پلایا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے ابو اُسید کو پیغام دینے کا حکم دیا، حضرت ابو اُسید نے اس کو پیغام دیا، وہ عورت آکر بنو ساعدہ کے قلعوں میں ٹھہری، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، جب آپ اس کے پاس گئے تو وہ عورت سر جھکائے بیٹھی تھی، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی تو وہ عورت کہنے لگی میں آپ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ کر لیا، لوگوں نے اس سے کہا کیا تم جانتی ہو یہ کون ہیں! اس نے کہا نہیں، لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تمہیں نکاح کا پیغام دینے تمہارے پاس آئے تھے، اس نے کہا تب تو میں بہت بدنصیب رہی، سہل کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لے آئے، حتیٰ کہ آپ اور آپ کے صحابہ بنو ساعدہ کے چبوترہ میں بیٹھ گئے، پھر آپ نے حضرت سہل سے کہا مجھے پلاؤ! پھر میں نے آپ کے لیے یہ پیالہ نکالا پھر میں نے ان کو اس میں پلایا۔

ابو حازم نے کہا سہل نے ہمارے لیے وہ پیالہ نکالا اور ہم نے بھی اس میں سے پی لیا، پھر عمر بن عبد العزیز نے حضرت سہل سے وہ پیالہ مانگ لیا، حضرت سہل نے وہ پیالہ ان کو دے دیا، ابو بکر بن اسحاق کی روایت میں یہ ہے کہ اے سہل ہم کو پلاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے اس پیالہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مشروبات پلائے ہیں، شہد، نبیذ، پانی اور دودھ۔

سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِيْ هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيْذَ وَالْمَآءَ وَاللَّبَنَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح دینے کے بعد رجوع کر لینا

حدیث نمبر ۵۱۱۹ میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، جب آپ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے آپ کو مجھ سے اللہ کی پناہ میں کرلیا۔ اس حدیث میں ہے کہ وہ عورت آپ کو پہچانتی نہیں تھی اور جب اس کو علم ہوا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو اس کو اس پر بہت ندامت اور افسوس ہوا۔

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا معنی یہ ہے میں نے تم کو ترک کر دیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لیے نکاح کا ارادہ ترک کیا کہ وہ عورت آپ کو پسند نہیں آئی، یا اس کی صورت پسند نہیں آئی یا اس کے اخلاق پسند نہیں آئے، یا کسی اور وجہ سے، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ منگنی کرنے والا شخص عورت کو دیکھ سکتا ہے، نیز حدیث مشہور میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم سے اللہ کی پناہ مانگے اس کو پناہ دو، لہٰذا اس عورت نے جب آپ سے اللہ کی پناہ مانگی تو آپ کے پاس اس کو پناہ دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا، پھر جب آپ نے اللہ کے لیے ایک چیز کو ترک کر دیا تو دوبارہ اس میں رجوع نہیں کیا۔ [۱]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک کا ثبوت

اسی حدیث میں ہے کہ حضرت سہل بن سعد نے جس پیالے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پلایا تھا انھوں نے اس پیالہ کو سنبھال کر رکھا، حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز نے حضرت سہل بن سعد سے وہ پیالہ بطور تبرک مانگ لیا۔

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے، جس چیز کو آپ نے چھوا ہو، جس کپڑے کو پہنا ہو یا جس برتن سے کچھ پیا ہو، یا اس قسم کی اور کوئی چیز ہو، اس پر سب کا اجماع ہے اور تمام متقدمین اور متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر نماز پڑھنا اور روضہ کریمہ اور جس غار میں آپ داخل ہوئے تھے اس غار میں داخل ہونا آپ کے تبرکات کے حصول کی انواع ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوطلحہ کو تقسیم کے لیے اپنے بال عطا فرمانا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی کے لیے اپنا تہبند عطا فرمانا تاکہ اس میں ان کو کفن دیا جائے اور دو قبروں پر درخت کی دو شاخیں رکھنا اور حضرت بنت ملحان کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کو جمع کرنا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو صحابہ کا ہاتھ میں لے کر اسے اپنے بدن پر ملنا اور اس قسم کی دوسری چیزیں احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ان سب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے۔ [۲]

۱۔ علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۹، " " " "

کچے نبیذ کو پینے کے دلائل

اس باب کی تمام احادیث میں کچے نبیذ کو پینے کا ثبوت ہے، یعنی کشمش یا چھواروں کو کچے پانی میں ڈال دیا جائے حتیٰ کہ ان کی مٹھاس پانی میں منتقل ہو جائے، باقی ان احادیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ یہ نبیذ تیز تھا یا ہلکا، فقہاء احناف تیز نبیذ کو بھی قلیل مقدار میں پینے کے قائل ہیں اور اس کے ثبوت میں بکثرت احادیث موجود ہیں جن کو ہم نے کتاب الاشربہ کے مقدمہ میں لکھ دیا ہے اور علامہ شامی کا یہ لکھنا صحیح نہیں ہے کہ کچا نبیذ حرام ہے اور پکا ہوا حلال ہے[1]، کیونکہ ان تمام احادیث میں کچے نبیذ ہی کے پینے کا ذکر ہے۔

بَابُ جَوَازِ شُرْبِ اللَّبَنِ !

دودھ پینے کا جواز

۵۱۲۱ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَمَّا خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَلَبْتُ لَهُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف گئے تو ہمارا ایک چرواہے پر گذر ہوا، اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی ہوئی تھی، حضرت ابوبکر نے کہا میں نے حضور کے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا، پھر میں آپ کے پاس وہ دودھ لایا، آپ نے اس کو پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔

۵۱۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ لَمَّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَتْبَعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ فَرَسُهُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ قَالَ فَعَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرُّوا بِرَاعِي غَنَمٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف گئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف دعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا سو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، حضرت براء کہتے ہیں: پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی اور آپ کا اور حضرت ابوبکر کا بکریوں کے ایک چرواہے پر گذر ہوا، حضرت ابوبکر صدیق نے کہا میں نے ایک پیالہ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا اور اس کو آپ کے پاس لے کر آیا، آپ نے اس کو (اس قدر) پیا کہ میں راضی ہو گیا۔

۵۱۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شب

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

(واللفظ لابن عباد) قالا حدثنا ابو صفوان اخبرنا یونس عن الزھری قال قال ابن المسیب قال ابو ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی لیلۃ اسری بہ بایلیاء بقدحین من خمر ولبن فنظر الیھما فاخذ اللبن فقال لہ جبریل علیہ السلام الحمد للہ الذی ھداک للفطرۃ لو اخذت الخمر غوت امتک۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی سیر کرائی گئی، اس شب بیت المقدس میں آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے ایک پیالہ خمر کا تھا اور ایک دودھ کا، آپ نے ان کی طرف دیکھا اور آپ نے دودھ لے لیا، جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ کی حمد ہے جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت دی، اگر آپ خمر (شراب) کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

۵۱۲۴- وحدثنی سلمۃ بن شبیب حدثنا الحسن بن اعین حدثنا معقل عن الزھری عن سعید بن المسیب انہ سمع ابا ھریرۃ یقول اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ولم یذکر بایلیاء۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (دو پیالے) لائے گئے، یہ حدیث مثل سابق ہے اور اس میں ایلیا (بیت المقدس) کا ذکر نہیں ہے۔

بلا اجازت مشرکوں کی بکری کا دودھ پینے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۱۲۱ میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سفر ہجرت میں ایک چرواہے پر گزر ہوا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بکری کا دودھ دوہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔ اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس بکری کا مالک موجود نہیں تھا اس کی اجازت کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بکری کا دودھ کیسے پی لیا؟ علامہ نووی نے اس اشکال کے متعدد جواب دیئے ہیں:

۱- اس بکری کا مالک حربی کافر تھا، اور حربی کے مال کی کوئی امان اور حفاظت نہیں ہے، اس لیے ان کا مال چھین کر کھانا جائز ہے۔ (یہ جواب صحیح نہیں ہے، کیونکہ اسلام مکارم اخلاق کا داعی ہے اور کسی کا مال چھین کر کھانا مکارم اخلاق کے خلاف ہے، البتہ جب کفار کو دعوت اسلام دی جائے اور اس کے قبول نہ کرنے پر ان کے خلاف جنگ کی جائے اور اس جنگ میں کفار کے مغلوب ہونے کے بعد جو مال غنیمت ہاتھ آئے، وہ جائز ہے اور ظاہر ہے کہ اس چرواہے کے ساتھ اس قسم کا معاملہ نہیں ہوا تھا۔ سعیدی غفرلہ)

۲- ہو سکتا ہے کہ مسافروں کے لیے دودھ پینا ان بکریوں کے مالکوں نے مباح کر دیا ہو اور یہ چیز ان کے ہاں مشہور اور معروف ہو۔

۳- ہر چند کہ بلا اجازت پرائی بکری کا دودھ پینا جائز نہیں ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیاس کی شدت کی وجہ سے حالت اضطرار میں تھے۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور خلق عظیم

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بیان ہے آپ کی دعا سے

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین سے فرمایا: اسے زمین! اس کو پکڑ لے، سو زمین نے اس کو پکڑ لیا۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ زمین کو آپ کی معرفت تھی اور وہ آپ کے تابع فرمان تھی، اور جب سراقہ نے زمین کی گرفت سے نکلنے کے لیے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے اس کے لیے نجات کی دعا کی، اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم خلق کا بیان ہے کہ جو شخص سو اونٹوں کے انعام کے لالچ میں آپ کا (العیاذ باللہ) سر اتارنے آیا تھا اور آپ کو قتل کرنے کے لیے وار کر رہا تھا، جب وہ ایک مصیبت میں پھنس گیا اور آپ سے دعا کا طالب ہوا تو آپ نے اس کے لیے دعا کر دی اور وہ زمین کی گرفت سے آزاد ہو گیا، سو غور کرنا چاہیے اگر جانی دشمن بھی مصیبت میں آپ سے دعا اور امداد کا طالب ہو تو آپ اسے مایوس نہیں کرتے تو اگر آپ کو ماننے والا آپ کا غلام اور امتی آپ سے کسی مصیبت میں دعا اور امداد کا طالب ہو تو آپ اس کو کب محروم کریں گے ؎ دوستاں را کجا کنی محروم۔ تو کہ با دشمناں نظر داری۔ پھر کرم بالائے کرم یہ ہے کہ سراقہ نے کہا آپ مجھے امان لکھ کر دے دیجئے، آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سراقہ کو امان لکھ کر دے دی [2]، اللہ اکبر یہ امان اس شخص کو لکھ کر دی ہے جو آپ کا سر اتارنے آیا تھا، اللہ تعالٰی نے یونہی تو نہیں فرمایا: انک لعلی خلق عظیم "بلاشبہ آپ کا خلق عظیم ہے۔"

باب ۵۰۷ اِسْتِحْبَابِ تَخْمِيْرِ الْاِنَاءِ وَاِيْكَاءِ السِّقَاءِ وَاِغْلَاقِ الْاَبْوَابِ وَاِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ النَّوْمِ!

سوتے وقت برتنوں کے ڈھکنے، مشکوں کا منہ باندھنے، دروازے بند کرنے، چراغ گل کرنے اور آگ بجھانے کا استحباب

۵۱۳۵۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ اَبِيْ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيْعِ لَيْسَ مُخَمَّرًا فَقَالَ اَلَا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُوْدًا قَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اِنَّمَا اُمِرَ بِالْاَسْقِيَةِ اَنْ تُوْكَاَ لَيْلًا وَ بِالْاَبْوَابِ اَنْ تُغْلَقَ لَيْلًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو حمید ساعدی نے بیان کیا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ لے کر حاضر ہوا جو ڈھکا ہوا نہیں تھا، آپ نے فرمایا تم نے اس کو ڈھانکا کیوں نہیں، تم اس پر ایک لکڑی ہی رکھ دیتے، حضرت ابو حمید نے کہا رات کو صرف مشکوں کا منہ باندھنے اور دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

---

[1] علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان،

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

٥١٢٦ - وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَزَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ بِمِثْلِهِ قَالَ وَلَمْ يَذْكُرْ زَكَرِيَّاءُ قَوْلَ أَبِي حُمَيْدٍ بِاللَّيْلِ۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا ایک پیالہ لائے، یہ حسب سابق روایت ہے، راوی زکریا نے حضرت ابوحمید کی حدیث میں رات کا ذکر نہیں کیا۔

٥١٢٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا فَقَالَ بَلَى قَالَ فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَسْعَى فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا قَالَ فَشَرِبَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے پانی مانگا ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کو نبیذ نہ پلائیں؟ آپ نے فرمایا، کیوں نہیں! پھر وہ شخص دوڑتا ہوا گیا اور ایک پیالے میں نبیذ لے کر آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اسے ڈھانکا کیوں نہیں! تم اس کے اوپر ایک لکڑی ہی رکھ دیتے! راوی نے کہا پھر آپ نے پی لیا۔

٥١٢٨ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبِي صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوحمید نام کا ایک شخص مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ لے کر آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم نے اس کو ڈھانکا کیوں نہیں، تم اس کے عرض پر ایک لکڑی رکھ دیتے!

٥١٢٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ وَأَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلَى إِنَائِهِ عُودًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ وَأَغْلِقُوا الْبَابَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانکو، مشکوں کا منہ بند کرو، دروازہ بند کرو، اور چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان مشک کو نہیں کھولتا، دروازہ نہیں کھولتا، اور برتن نہیں کھولتا، اگر تم میں سے کسی کو برتن ڈھکنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو وہ برتن کے عرض پر ایک لکڑی رکھ دے اور بسم اللہ پڑھ لے، کیونکہ چوہا لوگوں کے گھر جلا دیتا ہے، قتیبہ نے اپنی حدیث میں دروازہ بند کرنے کا ذکر نہیں کیا

۵۱۳۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَاكْفَئُوا الْإِنَاءَ أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ تَعْرِيضَ الْعُودِ عَلَى الْإِنَاءِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، البتہ انھوں نے اکفؤا الاناء کہا یا خمروا الاناء کہا اور اس حدیث میں برتن پر لکڑی رکھنے کا ذکر نہیں ہے۔

۵۱۳۱ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلِقُوا الْبَابَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَخَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَقَالَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ ثِيَابَهُمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ بند کرو، اس کے بعد لیث کی حدیث کی طرح ہے البتہ اس میں ہے برتن ڈھانک دو اور فرمایا چوہا گھر والوں کے کپڑے جلا دیتا ہے۔

۵۱۳۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَ وَالْفُوَيْسِقَةُ تُضْرِمُ الْبَيْتَ عَلَى أَهْلِهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کی مثل حدیث روایت کی ہے، اور فرمایا: چوہا مکینوں سمیت گھر جلا دیتا ہے۔

۵۱۳۳ - وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کی تاریکی پھیل جائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو باہر نہ نکلنے دو، کیونکہ اس وقت شیطان باہر نکلتے ہیں، اور جب رات کی ایک ساعت گذر جائے تو پھر ان کو چھوڑ سکتے ہو، اور دروازے بند کر دو اور اللہ کو یاد کرو، کیونکہ شیطان کوئی بند دروازہ نہیں کھولتا اور اپنی مشکوں کا منہ بند کرو اور اللہ کو یاد کرو اور اپنے برتنوں کو ڈھک دو اور اللہ کو یاد کرو ورنہ برتنوں کے عرض پر کچھ رکھ دو اور اپنے چراغوں کو بجھا دو۔

۵۱۳۴ - وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَحْوًا مِمَّا أَخْبَرَ عَطَاءٌ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَقُولُ اذْكُرُوا اسْمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حسب سابق حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ اللہ عزوجل کا نام لو۔

اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۵۱۳۵ - وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ عَطَاءٍ وَعَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ کَرِوَایَةِ رَوْحٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۱۳۶ - وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَیْثَمَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُرْسِلُوْا فَوَاشِیَکُمْ وَصِبْیَانَکُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰی تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ فَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تَنْبَعِثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰی تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج غروب ہونے کے بعد اپنے جانوروں اور بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو، حتیٰ کہ شام کا اندھیرا چھٹ جائے، کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد شیاطین پھیل جاتے ہیں حتیٰ کہ عشاء کی سیاہی ختم ہو جائے۔

۵۱۳۷ - وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِیْثِ زُهَیْرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۱۳۸ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ ابْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّیْثِیُّ عَنْ یَحْیَی ابْنِ سَعِیْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَکَمِ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْکُوا السِّقَاءَ فَاِنَّ فِی السَّنَةِ لَیْلَةً یَنْزِلُ فِیْهَا وَبَاءٌ لَا یَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَیْسَ عَلَیْهِ غِطَاءٌ اَوْ سِقَاءٍ لَیْسَ عَلَیْهِ وِکَاءٌ اِلَّا نَزَلَ فِیْهِ مِنْ ذٰلِکَ الْوَبَاءِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے برتنوں کو ڈھکو اور مشکوں کا منہ باندھ دو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے اور وہ اس برتن اور مشک میں سرایت کر جاتی ہے جو ڈھکا ہوا نہ ہو یا جس کا منہ کھلا ہوا ہو۔

۵۱۳۹ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا لَیْثُ بْنُ سَعْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَاِنَّ فِی السَّنَةِ یَوْمًا یَنْزِلُ فِیْهِ وَبَاءٌ وَزَادَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ قَالَ اللَّیْثُ فَالْاَعَاجِمُ عِنْدَنَا یَتَّقُوْنَ ذٰلِکَ فِیْ کَانُوْنَ الْاَوَّلِ۔

ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت ہے اس میں ہے سال میں ایک ایسا دن ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے، لیث نے کہا ہمارے ہاں کے عجمی لوگ اس وبا سے کانون اول (یعنی دسمبر) میں بچتے ہیں۔

۵۱۳۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوتے وقت اپنے گھروں میں (جلتی ہوئی) آگ نہ چھوڑا کرو۔

۵۱۳۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ عَامِرٍ) قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ عَلٰى اَهْلِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاْنِهِمْ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک گھر کے لوگ رات کو جل گئے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سوؤ تو اس کو بجھا دیا کرو۔

برتن ڈھانکنے کے فوائد

علامہ یحییٰ بن شرف نووی نے برتن ڈھانکنے کے حسب ذیل فوائد لکھے ہیں:

(۱)۔ جو برتن ڈھکا ہوا ہو وہ شیطان کی شر انگیزی سے محفوظ رہتا ہے، کیونکہ شیطان کسی ڈھکے ہوئے برتن کو نہیں کھولتا۔

(۲)۔ جو برتن ڈھکا ہوا ہو وہ اس بلا کے سرایت کرنے سے محفوظ رہتا ہے جو سال میں ایک بار نازل ہوتی ہے۔

(۳)۔ ڈھکا ہوا برتن نجاست اور گندگی کے گرنے سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴)۔ ڈھکا ہوا برتن حشرات الارض (مثلاً مکھی، مچھر، چھپکلی، لال بیگ وغیرہ) کے گرنے سے محفوظ رہتا ہے، بسا اوقات ان میں سے کوئی جانور برتن میں گر جاتا ہے انسان اس کو بے خبری یا اندھیرے میں پی لیتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سلامتی کے اسباب میں سے یہ بھی بیان فرمایا کہ برتن پر اللہ کا نام لو، اللہ کا نام لینے سے انسان شیطان کی ایذاء سے محفوظ رہتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جب انسان گھر داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان کہتا ہے اس گھر میں ہمارا کوئی ٹھکانا ہے یعنی اس گھر پر ہمارا کوئی تسلط نہیں ہے، اسی طرح جب کوئی شخص جماع کے وقت یہ کہے:

اللّٰهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتنا "اے اللہ! ہم کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ اور ہم کو جو اولاد عطا فرمائے گا اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھنا، تو پھر اس کی اولاد شیطان کے ضرر سے محفوظ رہتی ہے۔ [۱]

بَابُ اٰدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاَحْكَامِهَا

کھانے پینے کے آداب اور احکام

[۱]۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۱۴۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهُ وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تو جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شروع نہ کرتے ہم کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے، ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک لڑکی اس طرح بھاگتی ہوئی آئی جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو، اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھانا چاہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی بھی اسی طرح دوڑتا ہوا آیا اور اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھانا چاہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے شیطان اس کھانے کو حلال کر لیتا ہے، سو وہ اس لڑکی کو کھانا حلال کرنے کے لیے لایا، تو میں نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر کھانا حلال کرنے کے لیے وہ اس اعرابی کو لایا، تو میں نے اس اعرابی کا ہاتھ پکڑ لیا، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے شیطان کا ہاتھ اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں تھا۔

۵۱۴۳ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ الْأَرْحَبِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كُنَّا إِذَا دُعِينَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَقَالَ كَأَنَّمَا يُطْرَدُ وَفِي الْجَارِيَةِ كَأَنَّمَا تُطْرَدُ وَقَدَّمَ مَجِيءَ الْأَعْرَابِيِّ فِي حَدِيثِهِ قَبْلَ مَجِيءِ الْجَارِيَةِ وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ وَأَكَلَ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت دی جاتی، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس حدیث میں لڑکی کے آنے سے پہلے اعرابی کے آنے کا تذکرہ ہے اور وہ دونوں اس طرح آئے جیسے کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہو، اور اس حدیث کے آخر میں ہے پھر ہم نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا۔

۵۱۴۴ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَدَّمَ مَجِيءَ الْجَارِيَةِ قَبْلَ مَجِيءِ الْأَعْرَابِيِّ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے اس میں اعرابی کے آنے سے پہلے لڑکی کا آنا بیان کیا ہے۔

۵۱۴۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں جائے اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا شروع کرتے

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ۔

وقت اللہ کا نام لے تو شیطان کہتا ہے یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے نہ کھانے کی، اور جب کوئی شخص گھر جائے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے اپنا ٹھکانا پا لیا، اور جب وہ کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے ٹھکانا اور کھانا دونوں پا لیے۔

۵۱۴۶ - وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَاصِمٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ طَعَامِهِ وَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ دُخُولِهِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث بھی حسب سابق ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ اگر اس نے کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لیا اور اگر اس نے داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا۔

۵۱۴۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔

۵۱۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب تم میں سے کوئی شخص پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

۵۱۴۹ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں۔

(وَهُوَ الْقَطَّانُ) كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ سُفْيَانَ.

٥١٥٠- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا قَالَ وَكَانَ نَافِعٌ يَزِيدُ فِيهَا وَلَا يَأْخُذُ بِهَا وَلَا يُعْطِي بِهَا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي الطَّاهِرِ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے نہ پیئے، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے، اور نافع کی روایت میں یہ اضافہ ہے، بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہ لے نہ دے، اور ابو الطاہر کی روایت میں ہے: تم میں سے کوئی شخص (بائیں ہاتھ سے) ہرگز نہ کھائے۔

٥١٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ ابْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا تم دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، آپ نے فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکے گا، اس کو دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے تکبر کے سوا اور کسی چیز نے نہیں منع کیا تھا، راوی کہتے ہیں پھر وہ اپنا ہاتھ منہ تک نہیں لے جا سکا۔

٥١٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ سَمِعَهُ مِنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي يَا غُلَامُ سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ.

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھا، اور میرا ہاتھ پیالہ کی تمام اطراف میں گھوم رہا تھا: آپ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

٥١٥٣- وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا، میرا ہاتھ تمام پیالہ میں گھوم رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ آخُذُ مِنْ لَحْمٍ حَوْلَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيكَ۔

نے فرمایا: اپنے آگے سے کھاؤ۔

٥١٥٤۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کو منہ لگا کر پانی سے منع فرمایا۔

٥١٥٥۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کو الٹ کر ان کے منہ سے پانی پینے کو منع فرمایا ہے۔

٥١٥٦۔ وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَاخْتِنَاثُهَا أَنْ يُقْلَبَ رَأْسُهَا ثُمَّ يُشْرَبَ مِنْهُ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے البتہ اس میں یہ کہا ہے کہ اختناث کا معنی یہ ہے کہ مشک کا منہ الٹ کر اس سے پانی پیا جائے۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

حدیث نمبر ۵۱۵۲ میں کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا ذکر ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، اسی طرح کھانے کے بعد بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اسی طرح کسی مشروب کو پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، بلکہ ہر اہم اور ذی حیثیت کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، علماء کہتے ہیں بہ آواز بلند بسم اللہ پڑھے تاکہ دوسرے شخص کو بھی بسم اللہ پڑھنے پر تنبیہ ہو، اگر کسی شخص نے کھانے سے پہلے عمداً یا نسیاناً یا جہالت سے یا عجز سے یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے بسم اللہ پڑھنے کو ترک کر دیا پھر کھانے کے درمیان میں اس کو بسم اللہ پڑھنے کا خیال آیا تو بسم اللہ اولہ واٰخرہ کہنا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے، اور اگر وہ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ کہے بسم اللہ اولہ واٰخرہ' اس حدیث کو امام ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور پانی، دودھ، شہد، شوربہ، دوا اور تمام مشروبات پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، بسم اللہ پڑھنے سے بھی یہ حکم ادا ہو جاتا ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مستحسن ہے اس حکم میں جنبی اور حائض سب برابر ہیں اور بسم اللہ پڑھنا سب کے لیے مستحب ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ اگر کھانا کھانے والا بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے کھانے میں شامل ہو جاتا ہے اور جمہور

متقدمین اور متاخرین علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور شیطان حقیقۃً کھاتا ہے کیونکہ عقل کے نزدیک یہ محال نہیں ہے اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے کھانے کا ذکر کیا ہے تو اس کا اعتبار کرنا واجب ہے۔

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی تفصیل حدیث نمبر ۵۱۴۸ میں دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم ہے اور فرمایا بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے، علماء نے کہا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا مستحب ہے البتہ اگر کسی شخص کے دائیں ہاتھ میں کوئی عذر ہو، کوئی مرض یا زخم ہو تو پھر بائیں ہاتھ سے کھانے میں کوئی کراہت نہیں ہے، اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کے دو ہاتھ ہیں اور شیطانی کاموں سے جو کام مشابہ ہوں ان سے بچنا مستحب ہے۔

جس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے پر یہ کہا کہ میں (دائیں ہاتھ سے کھانے کی) طاقت نہیں رکھتا اس کا نام بسر بن راعی العیر تھا۔ اس کا ذکر متعدد علماء نے صحابہ کرام میں کیا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس کا حضور کا کہنا نہ ماننا اس کے نفاق پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ محض تکبر اور مخالفت نفاق کی دلیل نہیں ہے، البتہ یہ معصیت ہے، اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ جو شخص بلا عذر حکم شرعی کی مخالفت کرے اس کے خلاف دعا کرنا جائز ہے، نیز اس حدیث میں ہر حال میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی دلیل ہے حتیٰ کہ کھانا کھاتے وقت بھی نیکی کا حکم دینے کی دلیل ہے۔

مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کی تفصیل حدیث نمبر ۵۱۵۴ میں مشک سے منہ لگا کر پانی پینے سے ممانعت ہے، لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے، اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مشک میں کوئی موذی یا مضر چیز ہو اور وہ لاعلمی میں اس کے پیٹ میں چلی جائے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص مشک سے منہ لگا کر پانی پیئے گا تو دوسرے شخص کو اس مشک سے پانی پینے میں گھن آئے گی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے منہ میں بدبو ہو (یا اس کو کوئی متعدی بیماری لاحق ہو) امام ترمذی نے سند حسن صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھڑے ہو کر لٹکی ہوئی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا۔ مشک میں جس جگہ حضور کا منہ لگا تھا اس جگہ کو حضرت کبشہ نے کاٹ کر رکھ لیا۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل بیان جواز کے لیے تھا، باقی رہا حضرت کبشہ کا مشک کی اس جگہ کو کاٹ لینا جس جگہ حضور کا منہ لگا تھا سو اس کی دو وجہیں ہیں (۱) جس جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک لگا تھا وہ جگہ ہر شخص کے منہ لگنے سے محفوظ رہے۔ (۲) حضرت کبشہ نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر برکت، اور اس سے شفاء حاصل کرنے کے لیے رکھ لیا۔ [۱]

کھانے پینے کے شرعی احکام اور آداب کھانا کھانے کے تین شرعی حکم ہیں، فرض، مباح اور حرام۔

فرض:- رمق حیات کو قائم رکھنے کے لیے کھانا فرض ہے، اگر کسی شخص نے کھانے پینے کو بالکل ترک کر دیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا تو وہ گنہ گار ہو گا، اور اتنی مقدار میں کھانا جس سے وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور آسانی سے روزے رکھ سکے باعث اجر ہے۔

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۳-۱۷۱، ملخصاً، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

مباح: بقدر ضرورت سے زیادہ سیر ہو کر کھانا تاکہ بدن کی قوت زیادہ ہو اس میں کوئی اجر ہے نہ گناہ، اس پر معمولی حساب لیا جائیگا بشرطیکہ رزق حلال کھایا ہو۔

حرام: سیر ہونے سے زیادہ کھانا حرام ہے، ہاں اگر اس سے اگلے دن کے روزہ کا قصد ہو یا اس لیے زیادہ کھائے کہ مہمان شرم نہ کرے تو پھر سیر ہونے کے بعد بھی کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت سیر ہونے سے زیادہ کھانے کو مکروہ کہا جائے اور رزق حرام کھانے کو حرام کہا جائے۔ سعیدی غفرلہ)

کھانے کے مزید احکام یہ ہیں:

- کھانے کو کم کرنے کی ریاضت کرنا جس کی وجہ سے فرض کی ادائیگی میں ضعف لاحق ہو جائز نہیں ہے۔
- دستر خوان پر ضرورت سے زیادہ طرح طرح کے کھانے رکھنا اسراف ہے، ہاں اگر مہمان زیادہ ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔
- روٹی کا درمیانی حصہ کھانا اور کناروں کو چھوڑ دینا یا روٹی کا پھولا ہوا حصہ کھانا اور باقی چھوڑ دینا بھی اسراف ہے، ہاں اگر کوئی دوسرا شخص اس کو کھالے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔
- اگر لقمہ ہاتھ سے گر جائے اور اس کو نہ کھائے تو یہ بھی اسراف ہے۔ (الا یہ کہ اس میں مٹی یا نجاست لگ گئی ہو۔ سعیدی غفرلہ)
- روٹی آنے کے بعد کھانے کا انتظار نہ کیا جائے۔
- کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے۔
- کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر ہاتھوں کو تولیہ سے نہ پونچھے تاکہ کھانے کے وقت دھونے کا اثر باقی رہے اور کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کو تولیہ سے پونچھ لے تاکہ کھانے کا اثر بالکلیہ ختم ہو جائے۔ (خزانۃ المفتین)
- عورت یا مرد اگر جنبی ہو تو اس کا ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے پہلے کسی چیز کو کھانا اور پینا مکروہ ہے، البتہ حائض کے لیے مکروہ نہیں ہے۔
- کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد خود پانی ڈال کر ہاتھ دھوئے اور کسی سے نہ دھلوائے۔
- کھانے کی سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہے، (بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں: الحمد للہ الذی رزقنیہ عن غیر حول منی ولا قوۃ "اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے مجھے یہ رزق دیا حالانکہ اس کے حصول میں میری کوئی قوت اور کوئی دخل نہ تھا۔") اگر ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو جب یاد آئے یوں کہے:

بسم اللہ علی اولہ و آخرہ۔

- اگر کھانا حلال ہو تو اس کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے، (یعنی اگر خدانخواستہ وہ حرام کھا رہا ہے تو پھر بسم اللہ اور الحمد للہ نہ کہے)
- جب تک تمام ساتھی کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں بآواز بلند الحمد للہ نہ کہے۔
- ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیاں چاٹنا سنت ہے۔
- جو چیز دستر خوان سے گر جائے اس کو اٹھا کر کھانا سنت ہے۔
- راستہ میں کھانا مکروہ ہے، ننگے سر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (خلاصہ)
- اگر تکبر نہ ہو تو تکیہ لگا کر (یعنی ٹیک لگا کر) کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ظہیریہ، جواہر الاخلاطی)۔

ٹیک لگا کر یا بایاں ہاتھ زمین پر ٹکا کر یا کسی چیز کے سہارے سے ٹیک کر کھانا پینا مکروہ ہے (یعنی اگر بطور تکبر ہو اور اگر کسی عذر کی بنا پر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ـــــ سعیدی غفرلہ (فتاوی غیاثیہ) لہ

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق احادیث اور آثار

آج کل شادی بیاہ کی دعوتوں میں کھڑے ہو کر کھانے کا عام رواج ہو گیا ہے، بعض لوگ اس کو مطلقاً جائز کہتے ہیں اور بعض اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں، ہم احادیث اور اقوال فقہاء کی روشنی میں کھڑے ہو کر کھانے کا شرعی حکم بیان کریں گے، ہماری تحقیق کے مطابق کھڑے ہو کر کھانا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور یہ کراہت تنزیہی ہے، یہی حکم پینے کا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے منع بھی فرمایا ہے اور بعض اوقات کھڑے ہو کر کھایا پیا بھی ہے اس لیے آپ کا منع فرمانا تنزیہ پر محمول ہے اور عمل بیان جواز کے لیے ہے۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الشرب قائما وعن الاكل قائما وعن المجثمة والجلالة والشرب من فى السقاء۔

رواه البزار وابو يعلى باختصار ورجاله ثقات رجال الصحيح خلا المغيرة بن مسلم وهو ثقة۔ لہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے اور کھڑے ہو کر کھانے سے منع فرمایا، اور کسی جانور کو نصب کر کے قتل کرنے سے اور اس جانور کو کھانے سے منع فرمایا جو گندگی اور گوبر کھاتا ہو اور مشک کے منہ سے پینے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کو بزار اور ابو یعلیٰ نے اختصار سے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں اور حدیث صحیح کے راوی ہیں، ماسوا مغیرہ بن مسلم کے لیکن وہ بھی ثقہ ہیں۔

عن ابن عباس قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم حائطا لبعض الانصار فجعل يتناول من الرطب فيأكل وهو يمشي وانا معه فالتفت الى فقال يا ابن عباس لا تأكل باصبعين فانها اكلة الشيطان وكل بثلاث اصابع۔

رواه الطبراني وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وبقية رجاله رجال الصحيح۔ سہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں گئے اور تازہ کھجوریں کھانے لگے، در آں حالیکہ آپ چل رہے تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابن عباس! دو انگلیوں کے ساتھ نہ کھاؤ کیونکہ یہ شیطان کے کھانے کا طریقہ ہے، اور تین انگلیوں کے ساتھ کھایا کرو، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے، اس کی حدیث حسن ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

لہ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۳۳۷ - ۳۳۶، مطبوعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

لہ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۵، مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

سہ " " " " " " " " " " مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۵، " " " "

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال کنا نأکل علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نمشی ونشرب ونحن قیام۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کھاتے اور پیتے تھے، درآں حالیکہ ہم چلتے تھے اور کھڑے ہوئے ہوتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ھذا حدیث صحیح غریب[1]

اس حدیث کو امام ابن ماجہ[2]، امام دارمی[3] اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[4]
شیخ تبریزی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔[5]

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق فقہاء کے نظریات

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے شمائل ترمذی میں روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے، اس حدیث کی سند حسن ہے اور امام نسائی نے اپنی سند کے ساتھ مسروق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے، اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے ایک مشک لٹکی ہوئی تھی، آپ نے کھڑے ہو کر مشک کے منہ سے پانی پیا، اسی طرح شیخ زین الدین نے فوائد ابوبکر میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا، امام طبرانی نے معجم صغیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی کھڑا ہو کر پیتے ہوئے دیکھا ہے، امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے گھر میں مشک لٹکی ہوئی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اس مشک کے منہ سے پانی پیا، اور امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے اور ایک لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا، امام عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا اور محمد بن ابی حاتم رازی سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن سائب نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کر کے کہا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو ایک گھڑے سے پانی پیا۔

بعض احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت بھی ہے، امام مسلم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۲۴۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] امام عبد اللہ بن احمد دارمی متوفی ۲۵۵ھ، مسند دارمی ج ۲ ص ۴۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[4] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۸، ۲۹، ۲۴، ۱۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[5] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۱، مطبوعہ اصح المطابع دہلی

سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے اور جس شخص نے بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لیا وہ قے کر دے، اور حضرت انس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے سختی کے ساتھ منع کیا، اور امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا۔

اہل ظاہر (یعنی غیر مقلدین) نے ممانعت کی ان احادیث کے ظاہری معنی کو دیکھ کر کھڑے ہو کر پانی پینے کو حرام قرار دیا۔ اور چونکہ کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق جواز اور ممانعت دونوں قسم کی احادیث ہیں اس لیے ان میں تطبیق دینے کے متعلق علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱)۔ علامہ خطابی مالکی، علامہ ابو محمد بغوی، علامہ محمد مازری مالکی، قاضی عیاض مالکی، علامہ ابو العباس قرطبی مالکی اور علامہ ابو ذکریا نووی شافعی رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ ممانعت تنزیہہ پر محمول ہے اور حضور کا عمل بیان جواز کے لیے ہے۔

(۲)۔ علامہ ابن التین نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت سے چلتے ہوئے پانی پینے کی ممانعت مراد ہے (اس توجیہ پر یہ اعتراض ہے کہ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم عہد رسالت میں کھڑے ہو کر اور چلتے ہوئے کھاتے اور پیتے تھے۔ ——— سعیدی)

(۳)۔ علامہ ابو الولید باجی مالکی اور علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث اس صورت پر محمول ہیں کہ کوئی شخص اپنے اصحاب کے پاس کوئی مشروب لے کر آئے اور ان کے پینے سے پہلے کھڑے ہو کر پی لے۔

(۴)۔ علامہ ابو عمرو ابن عبد البر اور دیگر مالکی علماء نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث ضعیف ہیں۔ (اس توجیہ پر بھی اعتراض ہے۔)

(۵)۔ علامہ ابو حفص شاہین اور علامہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں۔

(۶)۔ شیخ ابن حزم نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی ناسخ ہیں۔

(۷)۔ علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ ممانعت کی احادیث کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پانی پینا بیان جواز کے لیے ہے۔ سو اب کوئی اشکال اور تعارض نہیں ہے، اور جس شخص نے یہ کہا کہ ان میں سے ایک حدیث دوسرے کی ناسخ ہے، اس نے سخت غلطی کی، کیونکہ جب ان احادیث کو جمع کیا جا سکتا ہے تو پھر نسخ کی کیا ضرورت ہے؟ اور تاریخ کے علم کے بغیر نسخ کا قول کرنا کس طرح صحیح ہے؟ (علامہ عینی فرماتے ہیں:) یہاں علامہ نووی نے کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ (تنزیہی) لکھا ہے اور روضۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ (تحریمی) ہے۔

علامہ رافعی کا بھی یہی مختار ہے۔ [1]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چلتے پھرتے کھاتے تھے اور کھڑے ہو کر پیتے تھے، یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا اور پینا بلا کراہت جائز ہے، لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا ہو اور آپ نے اس کو مقرر رکھا ہو، ورنہ ائمہ کا مختار یہ ہے کہ سوار ہو کر، چلتے ہوئے اور کھڑے ہو کر نہ کھائے۔

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۹۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

جیسا کہ ابن ملک نے تصریح کی ہے۔ [1]

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق مصنّف کا موقف

ان تمام احادیث، آثار اور اقوال علماء کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا، پینا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور مستحب یہی ہے کہ بیٹھ کر کھانا پینا چاہیے، کیونکہ کسی حدیث میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر کھانے پینے کا حکم نہیں دیا، کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق جس قدر احادیث ہیں سب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہو کر کھانے پینے کے فعل کا ذکر ہے اور جب آپ کے قول اور فعل میں تعارض ہو تو ترجیح قول کو دی جاتی ہے اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت کی احادیث کو ہم نے کراہت تنزیہی پر اس لیے محمول کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ممانعت پر کوئی وعید نہیں بیان کی نیز ممانعت کی احادیث معلول ہیں جیسا کہ ہم انشاء اللہ اگلے باب میں علامہ وشتانی کے حوالے سے بیان کریں گے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ قَائِمًا !

کھڑے ہو کر پانی پینے کی کراہت

۵۱۵۷۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹا۔

۵۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْنَا فَالْأَكْلُ فَقَالَ ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا، قتادہ کہتے ہیں ہم نے پوچھا اور (کھڑے ہو کر) کھانا؟ تو کہا یہ زیادہ برا اور خراب ہے۔

۵۱۵۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ قَتَادَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کی ہے۔

۵۱۶۰۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹا۔

۵۱۶۱۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

[1] علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۲۲۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ وَابْنِ الْمُثَنَّى) قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

۵۱۶۲- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ (يَعْنِي الْفَزَارِيَّ) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو غَطَفَانَ الْمُرِّيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر نہ پیئے، اور جس نے بھول کر کھڑے ہو کر پی لیا وہ قے کر دے۔

۵۱۶۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا تو آپ نے کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۴- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ مِنْ دَلْوٍ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زمزم کے ایک ڈول سے پانی لے کر کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۵- وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ ح وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۶- وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ قَائِمًا وَاسْتَسْقَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زمزم سے پلایا سو آپ نے کھڑے ہو کر پیا، آپ نے بیت اللہ کے پاس پانی مانگا۔

وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْتِ۔

۵۱۶۷ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا فَأَتَيْتُهُ بِدَلْوٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، دونوں حدیثوں میں ہے میں ڈول لے کر آیا۔

بھول کر کھڑے ہو کر پینے والے کے لیے قے کرنے کے حکم کی وضاحت

اس باب کی حدیث نمبر ۵۱۶۲ میں ہے: تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے اور اگر کسی نے بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لیا تو وہ قے کر دے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث استحباب اور ندب پر محمول ہے، لہٰذا جو شخص کھڑے ہو کر پانی پیئے اس کے لیے قے کرنا مستحب ہے، کیونکہ اس حدیث صحیح میں اس کا صراحۃً حکم دیا گیا ہے، اور جب امر کو وجوب پر محمول کرنا متعذر ہو تو اس کو استحباب پر محمول کیا جاتا ہے، قاضی عیاض وغیرہ نے اس حدیث کو اس وجہ سے ضعیف کہا ہے کہ اس میں قے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے اور قے کرنے کے مستحب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جو شخص کھڑا ہو کر پانی پیئے اس کے لیے قے کرنا مستحب ہے خواہ اس نے عمداً کھڑے ہو کر پانی پیا ہو یا بھولے سے، بلکہ عمداً کھڑے ہو کر پانی پینے والا اس حکم کا بہ طریق اولیٰ مخاطب ہے۔ [1]

کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت والی احادیث کی فنی حیثیت

علامہ ابو عبداللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کی احادیث کو امام بخاری اور امام مالک نے روایت نہیں کیا، کیونکہ ان کے نزدیک یہ احادیث صحیح نہیں ہیں، البتہ انھوں نے کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی احادیث روایت کی ہیں، امام مسلم نے ممانعت کی تین احادیث روایت کی ہیں اور یہ تینوں معلول ہیں، پہلی حدیث قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور شعبہ قتادہ کی روایت سے اس وقت تک اجتناب کرتے تھے جب تک وہ حدثنا نہ کہتے، دوسری حدیث قتادہ کی ابوعیسیٰ اسواری سے مروی ہے، اور یہ ابوعیسیٰ غیر مشہور ہے، اور قتادہ کا اس سند میں اضطراب ہی اس سند کے معلول ہونے کے لیے کافی ہے، علاوہ ازیں اس کی احادیث اباحت کے خلاف ہیں جس پر سلف اور خلف کا اتفاق ہے، تیسری حدیث عمر بن حمزہ از ابی غطفان از ابوہریرہ ہے (جس میں قے کرنے کا ذکر ہے) اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ موقوف ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ [2])

جوتے پہن کر اور میز کرسی پر کھانے پینے کا حکم

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: کھانا کھاتے وقت جوتا اتار لینا سنت ہے، دارمی، طبرانی و ابویعلیٰ و حاکم بافادہ تصحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب کھانا کھانے بیٹھو

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۷۔۳۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت

تو جوتے اتار لو کہ اس میں تمہارے پاؤں کے لیے زیادہ راحت ہے، اور یہ اچھی سنت ہے، شرعۃ الاسلام میں ہے کھاتے وقت جوتے اتارے، جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھا رہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے، اس کے لیے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتارے، اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد کرے من تشبہ بقوم فھو منھم وہ انہیں میں سے ہے،

رواہ احمد وابو داؤد وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر عن عمرو فی الاوسط عن خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن [1]

تاہم اس پر یہ اشکال ہے کہ اس حدیث میں مشابہت سے وہ مشابہت مراد ہے جو کفار اور مشرکین کے دینی شعائر میں ہو اور ان کی کسی بد عقیدگی پر مبنی ہو جیسے گلے میں صلیب ڈالنا، مطلقاً مشابہت مراد نہیں ہے ورنہ کھانا پینا، بدن ڈھانپنا حتیٰ کہ زندہ رہنے میں بھی ان کی مشابہت ہے۔

اس حدیث کی تخریج، تحقیق اور تفصیل ان شاء اللہ ہم کتاب اللباس میں بیان کریں گے، فانتظروہ

بَابُ كَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ

پانی کے برتن میں سانس لینے کی کراہت، اور برتن کے باہر تین مرتبہ سانس لینے کا استحباب۔

۵۱۶۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۶۹- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔

۵۱۷۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَيَقُولُ إِنَّهُ أَرْوَى وَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پینے میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے، اور فرماتے تھے، اس سے خوب سیری ہوتی ہے، پیاس بجھتی ہے اور کھانا ہضم ہوتا ہے، حضرت انس نے کہا میں پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

[1] - اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ افریقہ ص ۵۳ - ۵۲، مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی

أَبْرَأُ وَأَمْرَأُ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا.

۵۱۷۱ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ فِي الْإِنَاءِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مثل سابق روایت ہے اور اس میں برتن کا ذکر ہے۔

ف : حدیث نمبر ۵۱۶۹ میں، برتن میں سانس لینے کا ذکر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ آپ پینے کے درمیان تین بار سانس لیتے تھے۔

بَابٌ ۷۰۹ اِسْتِحْبَابِ إِدَارَةِ الْمَاءِ وَاللَّبَنِ وَنَحْوِهِمَا عَنْ يَمِينِ الْمُبْتَدِئِ

دودھ یا پانی وغیرہ کو دائیں طرف سے پلانے کا استحباب

۵۱۷۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا، اور آپ کی دائیں جانب ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب حضرت ابوبکر تھے، آپ نے دودھ پی کر اعرابی کو دے دیا، اور فرمایا دائیں طرف سے (ابتداء کرو) دائیں طرف سے!

۵۱۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ وَمَاتَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ وَكُنَّ أُمَّهَاتِي يُحَثِّثْنَنِي عَلَى خِدْمَتِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَارَنَا فَحَلَبْنَا لَهُ مِنْ شَاةٍ دَاجِنٍ وَشِيبَ لَهُ مِنْ بِئْرٍ فِي الدَّارِ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ شِمَالِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ أَعْرَابِيًّا عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت میری عمر دس سال تھی، اور جس وقت آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اس وقت میری عمر بیس سال تھی، میری مائیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے پر برانگیختہ کرتی رہتی تھیں، ایک مرتبہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے، ہم نے آپ کے لیے اپنی پالتو بکری کا دودھ دوہا اور اس میں اپنے گھر کے کنوئیں سے پانی ملایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پیا، اس وقت حضرت ابوبکر آپ کی بائیں جانب تھے، حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر کو دے دیجیے، آپ نے اپنے دائیں جانب اعرابی کو دے دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے۔

۵۱۷۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرِ بْنِ حَزْمٍ أَبِي طُوَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَارِنَا فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً ثُمَّ شُبْتُهُ مِنْ مَاءِ بِئْرِي هَذِهِ قَالَ فَأَعْطَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ وِجَاهَهُ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شُرْبِهِ قَالَ عُمَرُ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُرِيهِ إِيَّاهُ فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْرَابِيَّ وَتَرَكَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْمَنُونَ الْأَيْمَنُونَ الْأَيْمَنُونَ قَالَ أَنَسٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے، آپ نے پانی مانگا، ہم نے آپ کے لیے بکری کا دودھ دوہا، پھر میں نے اس میں اپنے اس کنوئیں سے پانی ملایا، پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پی لیا، اس وقت حضرت ابوبکر آپ کی بائیں جانب، حضرت عمر آپ کے سامنے اور ایک اعرابی آپ کی دائیں جانب تھا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دودھ پی کر فارغ ہوئے تو حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! ابوبکر یہاں ہیں، اور آپ کو دکھایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس اعرابی کو دے دیا، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو نہ دیا ـــ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دائیں طرف والے، دائیں طرف والے، دائیں طرف والے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہی سنت ہے، یہی سنت ہے، یہی سنت ہے۔

۵۱۷۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللَّهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی لایا گیا، آپ نے اس پانی کو پیا، آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب بڑے لوگ، آپ نے لڑکے سے کہا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں ان لوگوں کو دے دوں، اس لڑکے نے کہا: نہیں خدا کی قسم! آپ کا تبرک جو مجھے ملے گا میں اس پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ پر پیالہ رکھ دیا۔

۵۱۷۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے

يَعْقُوْبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ) كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُوْلَا فَتَلَّهُ وَلٰكِنْ فِي رِوَايَةِ يَعْقُوْبَ قَالَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

اس کے ہاتھ پر پیالہ رکھ دیا، البتہ یعقوب کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے اس کو پیالہ عطا کر دیا۔

تبرکات اور عبادات میں دوسروں کے لیے ایثار نہیں کیا جاتا

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں یہ بیان ہے کہ اس حدیث میں جس لڑکے کا ذکر ہے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے، اور بڑے لوگوں میں سے جو تھے وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، اس جگہ یہ اشکال ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس سے تو بائیں طرف بیٹھے ہوئے بڑی عمر کے لوگوں کو اپنا تبرک دینے کی اجازت طلب کی اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے حضرت ابوبکر کے لیے اعرابی سے اجازت طلب نہیں کی، اس کی وجہ یہ تھی کہ اعرابی عموماً سخت دل ہوتے تھے اور وہ نو مسلم تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کے حال کی رعایت کی کہ کہیں وہ آپ کی اجازت طلب کرنے سے اپنے دل میں حضور کے خلاف کوئی بدگمانی نہ لائے، نیز اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا، کہ دائیں طرف سے ابتداء کرنا اصل ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے حصہ کا تبرک حضرت خالد بن ولید کے لیے ایثار نہیں کیا اور حضور نے اس پر کوئی ملامت نہیں کی، اس میں یہ دلیل ہے کہ ایثار کا تعلق دنیاوی چیزوں میں ہے قربت اور عبادت میں ایثار نہیں ہوتا۔ [1]

بَابُ اسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالْقَصْعَةِ

انگلیاں اور برتن چاٹنے کا استحباب

۵۱۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُوْنَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اس وقت تک ہاتھوں کو صاف نہ کرے، جب تک اپنی انگلیوں کو خود چاٹ نہ لے یا کسی سے چٹوا نہ لے۔

۵۱۷۸ - حَدَّثَنِي هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي أَبُوْ عَاصِمٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ اس وقت تک اپنے ہاتھ صاف نہ کرے، جب تک ان کو خود نہ چاٹ لے یا کسی سے چٹوا نہ لے۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ مِّنَ الطَّعَامِ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا۔

۵۱۷۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَقُ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ مِنَ الطَّعَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ حَاتِمٍ الثَّلَاثَ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد اپنی تین انگلیاں چاٹ رہے تھے، ابن ابی حاتم نے تین کا ذکر نہیں کیا، اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں عبد الرحمان بن کعب عن ابیہ کے الفاظ ہیں۔

۵۱۸۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّمْسَحَهَا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور ان کو صاف کرنے سے پہلے چاٹ لیتے تھے۔

۵۱۸۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَوْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْهِ كَعْبٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ فَاِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ان تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ان کو چاٹتے تھے۔

۵۱۸۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ حَدَّثَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا عَنْ اَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

۵۱۸۳۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم دیا، اور فرمایا تم کو معلوم نہیں ان میں سے کس میں برکت ہے۔

وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِىْ اَيِّهِ الْبَرَكَةُ۔

۵۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ فِىْ اَىِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اٹھا لے اور اس پر جو مٹی وغیرہ لگی ہے اس کو صاف کر لے اور اس لقمہ کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب تک اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے اس وقت تک اپنے ہاتھ کو تولیہ سے صاف نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

۵۱۸۵۔ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِىُّ ح وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَفِىْ حَدِيْثِهِمَا وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا وَمَا بَعْدَهٗ۔

امام مسلم نے کہا دو سندوں سے اس حدیث کی مثل روایت ہے اور ان دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ اس وقت تک اپنے ہاتھ تولیہ سے صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو خود نہ چاٹے یا کسی سے نہ چٹوائے۔

۵۱۸۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَىْءٍ مِنْ شَاْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ فِىْ اَىِّ طَعَامِهٖ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر کام کے وقت تمہارے پاس شیطان آجاتا ہے، حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی آجاتا ہے جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس پر لگی ہوئی مٹی وغیرہ کو صاف کر لے، پھر وہ لقمہ کھا لے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

۵۱۸۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ الْحَدِيْثِ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے اس میں یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر پڑے، اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے پاس شیطان حاضر ہوتا ہے۔

۵۱۸۸۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ وَاَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِىِّ

یہ حدیث دو سندوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور اس میں لقمہ کا ذکر ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ذِکْرِ اللَّعْقِ وَعَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَکَرَ اللُّقْمَۃَ نَحْوَ حَدِیْثِہِمَا۔

٥١٨٩- وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَالَ وَقَالَ اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِکُمْ فَلْیُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰی وَلْیَاْکُلْهَا وَلَا یَدَعْهَا لِلشَّیْطَانِ وَاَمَرَنَا اَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ قَالَ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَةُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت کھانا کھاتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹتے، اور فرماتے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے مٹی دور کر کے کھالے، اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے، اور آپ نے ہمیں پیالہ صاف کرنے کا حکم دیا اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

٥١٩٠- وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ حَدَّثَنَا سُهَیْلٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَلْعَقْ اَصَابِعَهُ فَاِنَّهُ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیَّتِهِنَّ الْبَرَکَةُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کس میں برکت ہے۔

٥١٩١- وَحَدَّثَنِیْهِ اَبُوْبَکْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (یَعْنِی ابْنَ مَهْدِیٍّ) قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَلْیَسْلُتْ اَحَدُکُمُ الصَّحْفَةَ وَقَالَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَةُ اَوْ یُبَارَکُ لَکُمْ۔

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے اس میں ہے، تم میں سے ہر شخص پیالہ کو صاف کرے، اور فرمایا تمہارے کس کھانے میں برکت ہے، یا فرمایا کس کھانے میں تمہارے لیے برکت ہوتی ہے۔

بَابُ مَا یَفْعَلُ الضَّیْفُ اِذَا تَبِعَهٗ غَیْرُ مَنْ دَعَاهُ صَاحِبُ الطَّعَامِ

اگر مہمان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی مل جائیں تو وہ کیا کرے؟

٥١٩٢- حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَتَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شُعَیْبٍ وَکَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَرَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انصار میں ابوشعیب نام کا ایک شخص تھا، اس کا ایک لڑکا تھا جو گوشت فروخت کرتا تھا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ کے چہرے سے بھوک کا اندازہ کیا، اس نے اپنے لڑکے سے کہا، جاؤ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو، میرا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ فَقَالَ لِغُلَامِهِ وَيْحَكَ اصْنَعْ لَنَا طَعَامًا لِخَمْسَةِ نَفَرٍ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ قَالَ فَصَنَعَ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا اتَّبَعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ رَجَعَ قَالَ لَا بَلْ آذَنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ۔

ارادہ ہے کہ میں پانچ آدمیوں سمیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دوں، اس نے کھانا تیار کر لیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو بہ شمول پانچ آدمیوں کے دعوت دی، آپ کے ساتھ ایک اور شخص بھی چل پڑا، جب وہ شخص دروازہ پر پہنچا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص ہمارے ساتھ چل پڑا، اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دے دو اور اگر تم چاہو تو یہ شخص لوٹ جائے، اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ! بلکہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

۵۱۹۳ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ فِي رِوَايَتِهِ لِهٰذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں ذکر کیں، اس میں ابو وائل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت ہے۔

۵۱۹۴ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ (وَهُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ) عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ان میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مثل سابق روایت ہے۔

جَابِرٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

۵۱۹ - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ جَارًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارِسِيًّا كَانَ طَيِّبَ الْمَرَقِ فَصَنَعَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ وَهٰذِهٖ لِعَائِشَةَ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَعَادَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذِهٖ قَالَ لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ثُمَّ عَادَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذِهٖ قَالَ نَعَمْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتّٰى أَتَيَا مَنْزِلَهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں ایک فارسی رہتا تھا، وہ شوربا بہت اچھا بناتا تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شوربا بنایا، پھر آکر آپ کو دعوت دی، آپ نے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ان کی بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا: پھر نہیں، وہ دوبارہ دعوت دینے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں بھی نہیں آتا، وہ سہ بارہ دعوت دینے کے لیے آیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی دعوت بھی ہے؟ سو تیسری بار اس نے کہا ہاں پھر آپ دونوں اٹھ کر اس کے مکان میں گئے۔

ف: اس باب کی پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس شخص کو دعوت نہ دی گئی ہو اس کو میزبان کے ہاں بغیر اجازت کے نہیں جانا چاہیے اور اگر اس شخص کو دعوت دینے میں کوئی خرابی نہ ہو تو میزبان کو چاہیے کہ اس کو بھی اجازت دے دے، اور اگر اس شخص کو اجازت دینے میں کوئی خرابی ہو مثلاً وہ حاضرین کو ایذا دے یا وہ شخص فسق و فجور میں معروف ہو اور لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں تو پھر اس کو اجازت نہ دے۔

دوسری حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کی دعوت قبول کرنے سے کوئی عذر مانع ہو تو پھر اس کی دعوت قبول نہ کرے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی دعوت اس لیے قبول نہیں کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھوکی تھیں اور آپ نے اس کو محبت اور حسن معاشرت کے خلاف جانا کہ حضرت عائشہ کے بغیر کھانا کھائیں۔

بَابُ جَوَازِ اسْتِتْبَاعِهٖ غَيْرَهٗ إِلٰى دَارِ مَنْ يَثِقُ بِرِضَاهُ بِذٰلِكَ [۱۲]

اگر میزبان کی رضامندی معلوم ہو تو اس کے ہاں بن بلائے شخص کو لے جانے میں حرج نہیں

۵۱۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، اچانک آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ملے، آپ نے فرمایا اس وقت تمہارے اپنے گھروں سے نکلنے کا کیا سبب ہے؟ ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ بھوک لگی ہے! آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے

هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَا الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِي الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّيْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَآءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ۔

۵۱۹۷ - وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ هِشَامٍ يَعْنِي الْمُغِيْرَةَ بْنَ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَبُوْ بَكْرٍ قَاعِدٌ وَّعُمَرُ مَعَهٗ اِذْ اَتَاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اَقْعَدَكُمَا هٰهُنَا قَالَا اَخْرَجَنَا الْجُوْعُ مِنْ بُيُوْتِنَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ خَلَفِ بْنِ خَلِيْفَةَ۔

۵۱۹۸ - حَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ مِّنْ رُّقْعَةٍ عَارَضَ لِيْ بِهَا ثُمَّ

قبضہ و قدرت میں میری جان ہے میرے نکلنے کا بھی وہی سبب ہے جو تمہارے نکلنے کا سبب ہے اٹھو! سو وہ دونوں آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، پھر آپ ایک انصاری کے گھر گئے وہ اس وقت گھر میں نہیں تھے، جب اس کی بیوی نے دیکھا تو کہا مرحبا اور خوش آمدید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: فلاں شخص کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں، اتنے میں وہ انصاری آگیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں کو دیکھا، اس نے کہا: الحمد للہ آج میرے مہمانوں سے بڑھ کر کسی کے معزز مہمان نہیں ہیں، پھر وہ چلے گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے اس میں ادھ پکی کھجوریں، چھوارے اور تازہ کھجوریں تھیں، اس نے کہا ان کو کھایئے اور اس نے چھری پکڑ لی آپ نے فرمایا دودھ دینے والی (بکری) سے اجتناب کرنا، اس نے ایک بکری ذبح کی، اور سب نے اس بکری کا گوشت اور کھجوریں کھائیں اور پانی پیا، جب وہ سب کھا پی کر سیر ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا، تم کو گھروں سے بھوک باہر لے آئی حتیٰ کہ تم کو یہ نعمتیں مل گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا تم یہاں کس سبب سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم بھوک کی بناء پر اپنے گھروں سے نکلے ہیں، اس کے بعد یہ حدیث مثل سابق ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب خندق کھودی گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھوک

قَرَأَهُ عَلَيَّ قَالَ أَخْبَرَنَاهُ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ لَهَا هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَأَخْرَجَتْ لِي جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ قَالَ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتْ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي فَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَعَهُ قَالَ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَدْ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ فِي نَفَرٍ مَعَكَ فَصَاحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَكُمْ سُورًا فَحَيَّهَلًا بِكُمْ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَتَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ لِي فَأَخْرَجْتُ لَهُ عَجِينَتَنَا فَبَصَقَ فِيهَا وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيهَا وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعِي خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَأَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَتَنَا أَوْ كَمَا قَالَ الضَّحَّاكُ لَتُخْبَزُ كَمَا هُوَ۔

۵۱۹۹۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ

کے آثار دیکھے، میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں شدید بھوک کے آثار دیکھے ہیں! اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں چار کلو جَو تھے اور ہمارے پاس ایک پالتو بکری تھی، میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا پیسا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ فارغ ہو گئی، میں نے بکری کا گوشت کاٹ کر دیگچی میں ڈالا، پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے لگا، میری بیوی نے کہا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا، میں آپ کے پاس پہنچا اور آپ سے سرگوشی میں کہا: یا رسول اللہ ہم نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع (چار کلو گرام) جَو پیسے ہیں، جو ہمارے پاس تھے، آپ چند ساتھیوں کو لے کر ہمارے ہاں چلیے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہ آواز بلند فرمایا: اے اہل خندق جابر نے تمہاری دعوت کی ہے! سو تم لوگ چلو، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میں نہ آؤں تم ہنڈی اتارنا نہ روٹی پکانا، پھر میں آیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس گیا، اس نے کہا تمہاری ہی رسوائی اور فضیحت ہو گی، میں نے کہا میں نے وہی کیا ہے جو تم نے مجھ سے کہا تھا، پھر اس نے اپنا گندھا ہوا آٹا نکالا، آپ نے اس میں لعاب دہن ڈال دیا اور برکت کی دعا کی، پھر آپ نے ہماری دیگچی کا قصد کیا اور اس میں لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا کی، پھر فرمایا ایک اور روٹی پکانے والی کو بلا لو جو تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے، دیگچی میں سے سالن نکالنا لیکن اس کو (چولھے سے) نیچے نہ اتارنا، اس موقع پر ایک ہزار صحابہ تھے، اللہ کی قسم! ان سب نے کھانا کھایا اور بچا دیا اور جس وقت وہ واپس آگئے تو ہماری دیگچی اسی طرح جوش کھا رہی تھی اور ہمارا گندھا ہوا آٹا اتنا ہی تھا اور اس کی اسی طرح روٹیاں پک رہی تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اَلِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ

حضرت ابو طلحہ نے حضرت ام سلیم سے کہا: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز میں نقاہت محسوس کی، لگتا ہے آپ کو بھوک لگی ہے، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے، انھوں نے کہا ہاں! پھر انھوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکال کر ان کو اپنے دوپٹہ میں لپیٹا، اور ان کو میرے کپڑوں کے نیچے چھپا دیا، اور کپڑے کا کچھ حصہ مجھ پر ڈال دیا، پھر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا، حضرت انس کہتے ہیں میں ان روٹیوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی تھے، میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کیا کھانے کے لیے؟ میں نے کہا ہاں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے کہا، چلو، حضرت انس کہتے ہیں حضور روانہ ہوئے اور میں ان کے آگے آگے چل پڑا، حتیٰ کہ میں نے حضرت ابو طلحہ کے پاس جا کر ان کو یہ خبر دی، حضرت ابو طلحہ نے کہا: اے ام سلیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو سب لوگوں کو لے کر آ گئے ہیں، اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ان کو کھلا سکیں، انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابو طلحہ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ آئے حتیٰ کہ وہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ! وہ جا کر ان روٹیوں کو لے آئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا، سو ان کو توڑا گیا (یعنی ان کے ٹکڑے کیے گئے) حضرت ام سلیم کے پاس گھی کا ایک کپہ تھا وہ انھوں نے ان روٹیوں پر نچوڑ دیا وہ سالن کے قائم مقام ہو گیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دعائیہ کلمات کہے، اور جو اللہ نے چاہا وہ پڑھتے رہے، پھر آپ نے فرمایا، دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو، سو انھوں نے دس آدمیوں کو اجازت

لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ۔

وہ انھوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہوگئے اور پھر چلے گئے، پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو، پھر انھوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے، آپ نے پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو (یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا) حتیٰ کہ پوری قوم کھا کر سیر ہوگئی، اور ان کی کل تعداد ستر یا اسی تھی۔

۵۲۰۰- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَدْعُوَهُ وَقَدْ جَعَلَ طَعَامًا قَالَ فَاَقْبَلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ فَنَظَرَ اِلَيَّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقُلْتُ اَجِبْ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ لِلنَّاسِ قُوْمُوْا فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا صَنَعْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ فَمَسَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا فِيْهَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ اَدْخِلْ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِيْ عَشَرَةً وَقَالَ كُلُوْا وَاَخْرَجَ لَهُمْ شَيْئًا مِّنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجُوْا فَقَالَ اَدْخِلْ عَشَرَةً فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَمَا زَالَ يُدْخِلُ عَشَرَةً وَيُخْرِجُ عَشَرَةً حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ فَاَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ ثُمَّ هَيَّاَهَا فَاِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِيْنَ اَكَلُوْا مِنْهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لیے مجھے آپ کے پاس بھیجا، درآں حالیکہ انھوں نے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ حضرت انس کہتے ہیں میں گیا اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے، آپ نے جب میری جانب دیکھا تو مجھے شرم آئی، میں نے کہا حضرت ابوطلحہ کی دعوت قبول کیجئے، آپ نے لوگوں سے کہا اٹھو چلو، حضرت ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے تو آپ کے لیے تھوڑا سا کھانا تیار کیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کو چھوا اور اس پر برکت کی دعا کی، پھر فرمایا میرے اصحاب میں سے دس صحابہ کو بلاؤ، اور فرمایا: کھاؤ، اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے کچھ نکالا، سو انھوں نے کھایا اور سیر ہوگئے، پھر وہ چلے گئے، آپ نے فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ، پھر انھوں نے کھایا اور سیر ہوگئے اور چلے گئے، پھر اسی طرح دس دس آتے اور جاتے رہے، حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا اور سب نے کھا لیا اور سیر ہوگئے، پھر آپ نے کھانا منگوایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا ان کے کھانے کے وقت تھا۔

۵۲۰۱- وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ اٰخِرِهٖ ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ قَالَ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس کے بعد جو کھانا بچا آپ نے اس کو جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی، وہ کھانا پھر پہلے جتنا ہو گیا، آپ نے فرمایا لو یہ کھانا لے لو۔

هٰذَا۔

۵۲۰۲ - وَحَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّیُّ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَمَرَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُمَّ سُلَیْمٍ اَنْ تَصْنَعَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لِنَفْسِهٖ خَاصَّةً ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْهِ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ وَقَالَ فِیْهِ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ وَسَمَّی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَاَكَلُوْا حَتّٰی فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِیْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَهْلُ الْبَیْتِ وَتَرَكُوْا سُؤْرًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے یہ کہا کہ تم بالخصوص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرو، پھر مجھے حضور کی طرف بھیجا، اس کے بعد وہی بیان ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (کھانے پر) اپنا ہاتھ رکھا اور بسم اللہ پڑھی، پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو، انھوں نے دس آدمیوں کو اجازت دی، وہ آئے آپ نے فرمایا بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ سو انھوں نے کھایا حتیٰ کہ اسّی آدمیوں نے کھایا، اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا اور (پھر بھی) کھانا بچا دیا۔

۵۲۰۳ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ فِیْ طَعَامِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِیْهِ فَقَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ عَلَی الْبَابِ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ شَیْءٌ یَسِیْرٌ قَالَ هَلُمَّهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ سَیَجْعَلُ فِیْهِ الْبَرَكَةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرنے کا قصہ بیان کیا، اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت ابوطلحہ نے حضور سے کہا یا رسول اللہ صرف تھوڑا سا کھانا ہے، آپ نے فرمایا لے آؤ، عنقریب اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا۔

۵۲۰۴ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَجَلِیُّ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَقَالَ فِیْهِ ثُمَّ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلَ اَهْلُ الْبَیْتِ وَاَفْضَلُوْا مَا اَبْلَغُوْا جِیْرَانَهُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی قصہ روایت کیا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور اہل بیت نے کھایا، اور باقی ماندہ پڑوسیوں کو دے دیا۔

۵۲۰۵ - وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَى أَبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ فَأَتَى أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ وَأَظُنُّهُ جَائِعًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ ثُمَّ أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَأَهْدَيْنَاهُ لِجِيرَانِنَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تھا، پھر وہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا ہے، آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگ رہا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ حضور بھوکے ہیں، اس کے بعد حدیث بیان کی، اور اس میں یہ کہا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوطلحہ، اور حضرت ام سلیم اور انس بن مالک نے کھانا کھایا اور کچھ کھانا بچ گیا جو ہم نے اپنے پڑوسیوں کو دے دیا۔

۵۲۰۶ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ ابْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ أَنَّ يَعْقُوبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ أَصْحَابِهِ يُحَدِّثُهُمْ وَقَدْ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ قَالَ أُسَامَةُ وَأَنَا أَشُكُّ عَلَى حَجَرٍ فَقُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ لِمَ عَصَّبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهُ فَقَالُوا مِنَ الْجُوعِ فَذَهَبْتُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ زَوْجُ أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَقُلْتُ يَا أَبَتَاهُ قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ فَقَالُوا مِنَ الْجُوعِ فَدَخَلَ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى أُمِّي فَقَالَ هَلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ عِنْدِي كِسَرٌ مِنْ خُبْزٍ وَتَمَرَاتٌ فَإِنْ جَاءَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپ مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، دراں حالیکہ آپ کے پیٹ پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی میں نے آپ کے بعض اصحاب سے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ صحابہ نے کہا یہ بھوک کی وجہ سے ہے، پھر میں ابوطلحہ کے پاس گیا، وہ حضرت ام سلیم بنت ملحان کے خاوند تھے، میں نے ان سے کہا: اے ابا جان! میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے پیٹ پر پٹی بندھی ہوئی ہے، میں نے آپ کے بعض اصحاب سے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ انھوں نے کہا بھوک! پھر حضرت ابوطلحہ میری ماں کے پاس گئے اور پوچھا، کیا کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں، اگر صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکیلے ہمارے پاس آئے تو ہم آپ کو سیر کر دیں گے، اور اگر آپ کے ساتھ کوئی اور بھی آیا تو یہ کھانا کم ہوگا اس کے بعد باقی حدیث ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ أَشْبَعْنَاهُ وَإِنْ جَاءَ آخَرُ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ذَكَرَ سَائِرَ الْحَدِيثِ بِقِصَّتِهِ۔

۵۲۰۷۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَعَامِ أَبِي طَلْحَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت انس بن مالک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوطلحہ کی دعوت کا واقعہ روایت کیا ہے۔

کثرت فتوحات اور مال غنیمت کی بہتات کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کی زاہدانہ زندگی

حدیث نمبر ۵۱۹۲ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے، باہر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بھی ملاقات ہوئی، انھوں نے بتایا کہ وہ بھوک کی شدت کی بناء پر گھر سے نکلے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا میں بھی اسی وجہ سے باہر آیا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور کبار صحابہ اپنے پاس دنیاوی مال بہت کم رکھتے تھے، اور اکثر اوقات تنگ دستی اور بھوک میں مبتلا رہتے تھے، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ واقعہ فتوحات کی کثرت اور مال غنیمت وغیرہ کے حصول سے پہلے کا ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور وہ فتح خیبر کے بعد اسلام لائے تھے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہو، یعنی یہ واقعہ حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا کسی اور صحابی سے سنا ہو اور اس کو بطور خود روایت کر دیا ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احتمال ظاہر کے خلاف ہے اور بلا ضرورت خلاف ظاہر پر محمول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور صحیح امر واقعہ اس کے خلاف ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقت وصال تک تنگ دستی اور کشادہ حالی میں منقلب ہوتے رہتے تھے، کبھی آپ کے پاس مال زیادہ ہوتا اور کبھی آپ کے پاس مال ختم ہو جاتا، جیسا کہ حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سے ہم مدینہ میں آئے کبھی لگاتار تین راتیں ایسی نہیں آئیں کہ آل محمد نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ کی زرہ گھر والوں کی ضروریات کے لیے جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی، اس قسم کی بکثرت روایات ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی وقت کشادہ دست ہوتے پھر چند دنوں میں آپ کا مال ختم ہو جاتا تھا، کیونکہ آپ مال و دولت کو اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرتے تھے اور ضرورت مندوں، مہمانوں اور مسافروں کے لیے بہت ایثار کرتے تھے، اور جہاد کے لیے لشکر روانہ کرتے رہتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور آپ کے اکثر اصحاب کا بھی یہی طریقہ تھا اور مہاجرین اور انصار صحابہ میں سے جو خوش حال اصحاب تھے ان کو بعض اوقات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کا علم نہیں ہوتا تھا، کیونکہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور مہمان نوازی کرتے ہوئے اور نیکی اور بھلائی کے راستوں میں مال خرچ کرتے ہوئے بکثرت دیکھتے تھے، اس لیے بعض اوقات نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور عمر پر سخت تنگی کا حال آجاتا

اور صحابہ کو خبر نہ ہوتی، اگر کسی صحابی کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی ضرورت کا پتا چل جاتا تو وہ فوراً اس ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتا، لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تنگ دستی کو برداشت کرنے اور مصائب پر صبر کرنے کو ترجیح دیتے اور کسی شخص پر اپنے حال کا اظہار نہیں کرتے تھے، لیکن اگر کسی صحابی کو آپ کی ضرورت کا پتہ چل جاتا تو وہ اس کو فوراً پورا کرتا تھا جس طرح حدیث نمبر ۵۱۹۸ میں ہے کہ حضرت جابر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کرکے حضور کو بلایا، اور حدیث نمبر ۵۱۹۹ میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے آپ میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کرکے آپ کو بلایا، اسی طرح اس سے پہلے باب کی حدیث نمبر ۵۱۹۲ میں ہے کہ حضرت ابوشیب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کرا کے آپ کو کھانے کی دعوت دی، اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن کا احادیث صحیحہ میں ذکر ہے صحابہ کرام ایک دوسرے کے ساتھ ایثار کرتے رہتے تھے، اور جس صحابی کو بھی دوسرے کی کسی حاجت کا علم ہوتا تو وہ اس کو پورا کرنے کی فوراً کوشش کرتا تھا۔ یونہی تو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ (حشر: ۹/۵۹) "اور وہ (دوسروں کو) اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود شدید حاجت ہو" نیز فرمایا: رحماء بینھم (فتح: ۴۸/ ۲۹) وہ آپس میں بڑے نرم دل ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جو بھوک کی شدت سے باہر نکلے اس کی وجہ یہ تھی کہ شدید بھوک کی بناء پر بشری تقاضے سے انسان کامل یکسوئی اور طمانیت قلب کے ساتھ عبادت نہیں کر سکتا، اس لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو استغراق اور انہماک کے ساتھ ادا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جسم کو کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہو جس کی بناء پر عبادت سے توجہ ہٹ جائے، یہی وجہ ہے کہ جب انسان کو بول و براز (پیشاب وغیرہ) کی سخت حاجت ہو تو آپ نے اس کی فراغت سے پہلے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح جب کھانا حاضر ہو اور اس کو سخت بھوک لگی ہو تو کھانے سے پہلے نماز پڑھنے سے آپ نے منع فرمایا، اسی طرح نقش و نگار والے لباس پہن کر اور جو لوگ باتیں کر رہے ہوں ان کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، تاکہ نمازی کی توجہ نماز کی طرف سے نہ ہٹے، قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ جب انسان شدید غصہ میں ہو، یا اس کو سخت بھوک لگی ہو یا بہت خوشی ہو تو وہ اس حالت میں مقدمات کا فیصلہ نہ کرے۔

مہمان نوازی اس حدیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر گئے وہ گھر میں نہیں تھے ان کی بیوی نے آپ کو خوش آمدید کہا اور آپ کے پوچھنے پر بتایا کہ وہ پانی لینے گئے ہیں، اس انصاری نے آکر کھجوروں سے آپ کی ضیافت کی اور آپ کو کھلانے کے لیے بکری ذبح کی۔

اس حدیث میں مہمان کی عزت کرنے کا بیان ہے اور یہ کہ مہمان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور خوش آمدید ایسے کلمات کہہ کر عزت سے اس کا استقبال کرنا چاہیے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو مہمان کی عزت کرنی چاہیے، اس حدیث میں اجنبی عورت کی گفتگو سننے کا جواز ہے اور ضرورت کی بناء پر اس سے بات چیت کرنے اور سوال کرنے کا بھی جواز ہے، اور یہ کہ اگر یہ معلوم ہو کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے گھر جانا اس کو ناپسندیدہ نہ ہوگا تو وہ اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے گھر جا سکتا ہے۔

اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ پھل وغیرہ کھانے سے پہلے کھانے چاہئیں یا ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ فوری طور پر مہمان نوازی کے لیے وہ پھل موجود تھے سو ان کو پیش کر دیا، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب سب نے سیر ہو کر کھا لیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا: اس میں یہ دلیل ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اور جن روایات میں پیٹ بھر کر کھانے کی کراہت کا ذکر ہے وہ اس شخص کے بارے

میں ہیں جو ہمیشہ پیٹ بھر کر کھائے کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے، اور انسان ضرورت مندوں کی تکالیف کو بھول جاتا ہے، باقی ان نعمتوں کے متعلق جو قیامت میں سوال ہوگا اس کا مطلب قاضی عیاض نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے ان نعمتوں کا کیا شکر ادا کیا؟ اور علامہ نووی نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں اور احسانات کو گنوانے کے لیے فرمائے گا کہ بتاؤ ہم نے تم کو کیا نعمتیں دی ہیں اور ان نعمتوں پر محاسبہ کا سوال نہیں ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تکثیرِ طعام کے معجزات

حدیث نمبر ۵۱۹۸ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھوڑے سے جَو تھے اور ایک بکری کا بچہ تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے آئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام اہل خندق کو لے کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر آگئے، اور گندھے ہوئے آٹے اور سالن میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ معمولی سا کھانا تمام اہل خندق کے لیے کافی ہوگیا بلکہ بچ رہا، اور حدیث نمبر ۵۱۹۹ میں ہے حضرت ابو طلحہ نے کچھ جَو کی روٹیاں پکوائیں اور حضرت انس کو بھیج کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلوایا آپ نے برکت کی دعا کی اور وہ قلیل کھانا سب کے لیے کافی ہو گیا، کم کھانے کا زیادہ لوگوں کے لیے پورا ہو جانا اور اس قسم کے دوسرے معجزات حد تواتر کے ساتھ مروی ہیں، امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ان سب معجزات کو جمع کر دیا ہے، ان احادیث میں علم نبوت کا بھی بیان ہے، کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان کے گھر کھانا کم ہے اور آپ کو یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی دعا سے وہ کھانا سب کو کافی ہو جائے گا بلکہ بچ رہے گا۔

۷۱۳ بَابُ جَوَازِ اَكْلِ الْمَرَقِ وَ اِسْتِحْبَابِ اَكْلِ الْيَقْطِيْنِ

شوربہ کھانے کا جواز اور کدو (لوکی) کھانے کا استحباب

۵۲۰۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالَي الصَّحْفَةِ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ مُنْذُ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کچھ کھانا تیار کیا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دعوت میں گیا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو کی روٹی اور شوربہ رکھا، اس میں کدو اور گوشت تھا، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیالہ میں سے کدو تلاش کر رہے تھے، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں اسی دن سے کدو سے محبت رکھتا ہوں۔

۵۲۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، آپ کے لیے شوربے والا کدو لایا گیا، رسول اللہ صلے اللہ

اللہ علیہ وسلم رجل فانطلقت معہ فجیء بمرقۃ فیہا دباء فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل من ذلک الدباء ویعجبہ قال فلما رایت ذلک جعلت القیہ الیہ ولا اطعمہ قال فقال انس فما زلت بعد یعجبنی الدباء۔

علیہ وسلم اس میں سے کدو کھا رہے تھے، کدو آپ کو پسند تھا، جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے خود کدو نہیں کھائے اور حضور کے سامنے رکھنے لگا، حضرت انس کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے مجھے کدو بہت پسند ہے۔

۵۲۱۰۔ وحدثنی حجاج بن الشاعر وعبد بن حمید جمیعا عن عبد الرزاق اخبرنا معمر عن ثابت البنانی وعاصم الاحول عن انس بن مالک ان رجلا خیاطا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزاد قال ثابت فسمعت انسا یقول فما صنع لی طعام بعد اقدر علی ان یصنع فیہ دباء الا صنع۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص درزی تھا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، ..... ثابت کہتے ہیں کہ حضرت انس نے کہا اس دعوت کے بعد جب میں سالن پکواتا تو اگر ممکن ہوتا تو اس میں کدو ضرور ڈلواتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنا

ف: اس حدیث میں متعدد فوائد ہیں:

۱۔ دعوت قبول کرنا۔ ۲۔ درزی کے پیشہ کا جواز۔ (۳) شوربہ کھانے کا جواز (۴) کدو کھانے کی فضیلت۔ ۵۔ کدو سے محبت رکھنے کا استحباب۔ ۶۔ اسی طرح ہر وہ چیز جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہوں، اس سے محبت رکھنے کا استحباب اور اس کو حاصل کرنے کی حرص کرنا۔ ۷۔ اور یہ کہ دستر خوان پر رکھے ہوئے کھانے میں سے شیخ اور استاذ کی پسند کو اپنی پسند پر ترجیح دینا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے قریب سے کھاؤ اور اس موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے ارد گرد سے کدو کے قتلے تلاش کیے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس لیے منع فرمایا ہے کہ جب انسان پیالہ میں ہر طرف ہاتھ ڈالے گا تو اس کے ساتھ کھانے والے کو گھن آئے گی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے سے کوئی گھن نہیں کرتا بلکہ حضور کے جھوٹے کو تبرک سمجھا جاتا ہے، صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اور آب بینی کو تبرک سمجھ کر لیتے تھے اور اپنے چہرے پر ملتے تھے، بعض صحابہ نے فصد کے بعد آپ کا خون پی لیا، بعض نے آپ کا پیشاب پی لیا، اس کے علاوہ حضور کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کے اور بہت سے واقعات ہیں (مثلاً حضور کے وضو کے بچے ہوئے پانی کے حصول کے لیے صحابہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے تھے، جس کو وہ پانی نہیں ملتا تھا وہ دوسرے شخص کے جسم پر لگی ہوئی اس پانی کی تری کو اپنے جسم پر لگا لیتا تھا، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۹)

لہ۔ علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بَابُ اِسْتِحْبَابِ وَضْعِ النَّوٰى خَارِجَ التَّمْرِ وَاسْتِحْبَابِ دُعَاءِ الضَّيْفِ لِاَهْلِ الطَّعَامِ وَطَلَبِ الدُّعَاءِ مِنَ الضَّيْفِ الصَّالِحِ

٥٢ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ قَالَ فَقَرَّبْنَا اِلَيْهِ طَعَامًا وَّوَطْبَةً فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَاْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوٰى بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ وَيَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى قَالَ شُعْبَةُ هُوَ ظَنِّيْ وَهُوَ فِيْهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اِلْقَآءُ النَّوٰى بَيْنَ الْاِصْبَعَيْنِ ثُمَّ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ قَالَ فَقَالَ اَبِيْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَآبَّتِهِ اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

٥٢١٢ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَشُكَّا فِيْ اِلْقَآءِ النَّوٰى بَيْنَ الْاِصْبَعَيْنِ۔

کھجور کھاتے وقت گٹھلیاں الگ رکھنے کا جواز، مہمان کا گھر والوں کے لیے دعا کرنے کا استحباب اور نیک مہمان سے دعا کرانے کا بیان

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے والد کے پاس تشریف لائے، ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا، پنیر اور برنی کھجور کا حلوہ پیش کیا، آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا، پھر آپ کے پاس کھجوریں لائی گئیں، آپ کھجوریں کھاتے اور دو انگلیوں کے درمیان گٹھلیاں ڈال لیتے، اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو جمع کرتے، شعبہ کہتے ہیں کہ میرا یہی گمان ہے اور اس حدیث میں ہے ان شاء اللہ گٹھلیوں کو دو انگلیوں کے درمیان ڈالنا، پھر آپ کے پاس ایک مشروب لایا گیا، آپ نے اس کو پی کر دائیں جانب والے کو دے دیا، پھر میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا: ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجئے، آپ نے فرمایا: اے اللہ! جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں برکت فرما، ان کی بخشش فرما اور ان پر رحم فرما۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں گٹھلیوں کو دو انگلیوں کے درمیان ڈالنے کے متعلق شعبہ کے شک کا ذکر نہیں ہے۔

ف: اس حدیث میں مہمان کی ضیافت اور مہمان سے دعا طلب کرنے اور مہمان کے دعا کرنے کا بیان ہے۔

بَابُ اَكْلِ الْقِثَّآءِ بِالرُّطَبِ

٥٢١٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ

کھجور کے ساتھ ککڑی کھانے کا بیان

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ۔

ف: اس میں یہ مصلحت ہے کہ کھجور گرم ہوتی ہے اور ککڑی ٹھنڈی اور دونوں کے امتزاج سے اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَوَاضُعِ الْاٰكِلِ وَصِفَةِ قُعُوْدِهٖ ! [۱۶]

کھاتے وقت تواضع کا استحباب اور کھانے کے لیے بیٹھنے کا طریقہ

۵۲۱۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ كِلَاهُمَا عَنْ حَفْصٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بطریق اقعاء بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے تھے۔ (اقعاء کا مطلب ہے انسان دونوں گھٹنے کھڑے کر کے پیروں کے بل بیٹھ جائے اور دونوں گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھ لے۔)

۵۲۱۵۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهٗ وَهُوَ مُحْتَفِزٌ يَاْكُلُ مِنْهُ اَكْلًا ذَرِيْعًا وَفِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ اَكْلًا حَثِيْثًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کو تقسیم کرنے لگے، آپ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے کوئی شخص جلدی میں بیٹھتا ہے اور جلدی جلدی کھا رہے تھے۔

ف: نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جلدی اس لیے تھی کہ آپ نے کھانے کے بعد کوئی اہم کام کرنا تھا، اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے لیے بطریق اقعاء بیٹھنا سنت ہے، بعض احادیث میں ٹیک لگا کر بیٹھ کے کھانے سے منع فرمایا ہے بعض علماء نے اس حدیث کو چار زانو یعنی آلتی پالتی بیٹھ کر کھانے کی ممانعت پر محمول کیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ دو زانو بیٹھ کر یا اکڑوں بیٹھ کر کھانا صحیح طریقہ ہے۔

بَابُ نَهْيِ الْاٰكِلِ مَعَ جَمَاعَةٍ عَنْ قِرَانِ تَمْرَتَيْنِ ! [۱۷]

جماعت کے ساتھ دو دو کھجوریں کھانے کی ممانعت

۵۲۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ جَبَلَةَ بْنَ سُحَيْمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا

جبلہ بن سحیم بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے، حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ہمیں کھجوریں کھلاتے تھے، جس وقت ہم کھجوریں کھا رہے تھے، اس وقت

التَّمْرَ قَالَ وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جُهْدٌ وَكُنَّا نَأْكُلُ فَيَمُرُّ عَلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فَيَقُولُ لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ لَا أُرَى هَذِهِ الْكَلِمَةَ إِلَّا مِنْ كَلِمَةِ ابْنِ عُمَرَ يَعْنِي الْإِسْتِئْذَانَ۔

حضرت ابن عمر تشریف لے آئے، حضرت ابن عمر نے فرمایا: دو، دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ملا کر کھجوریں کھانے سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر کوئی شخص اپنے بھائی سے اجازت لے لے تو پھر کوئی حرج نہیں، شعبہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں اجازت لینے کا قول حضرت ابن عمر کا ہے۔

۵۲۱۷ - وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا قَوْلُ شُعْبَةَ وَلَا قَوْلُهُ وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جُهْدٌ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں، ان دونوں حدیثوں میں شعبہ کا قول نہیں ہے اور نہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا تھے۔

۵۲۱۸ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے ساتھیوں سے اجازت لیے بغیر دو، دو کھجوروں کو ملا کر کھائے۔

دو، دو کھجوریں ملا کر کھانے کا شرعی حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ساتھ کھانے والوں کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا ممنوع ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ اہل ظاہر (غیر مقلدین) کے نزدیک یہ ممانعت تحریمی ہے، اور دوسرے علماء کے نزدیک تنزیہی ہے، لیکن اس مسئلہ کے صحیح حکم میں تفصیل ہے، اگر کھانے والوں کی مشترک کھجوریں ہوں تو پھر ان کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا حرام ہے (کھانے کی چیز کھجور ہو یا کوئی اور چیز مثلاً انگور وغیرہ سب کا یہی حکم ہے) اور اگر دوسرے کھانے والوں کی اجازت اور رضامندی معلوم ہو جائے خواہ صراحۃً یا کنایۃً اور اس بات کا علم یقینی یا ظن قوی حاصل ہو جائے کہ وہ ایک شخص کے دو، دو کھجوریں ملا کر کھانے پر راضی ہیں تو پھر صحیح ہے اور اگر اس میں شک ہو تو پھر یہ حرام ہے، اور اگر کھجوریں کسی اور شخص کی ہوں یا کھانے والوں میں سے کسی ایک کی ہوں تو پھر مالک کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا جائز نہیں ہے اور اس وقت مستحب یہ ہے کہ باقی کھانے والوں سے اجازت طلب کر لی جائے، اور اگر کھجوریں اس کی اپنی ملکیت ہوں اور کھانے والے اس کے مہمان ہوں تو پھر اگر وہ ملا کر کھائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

اگر کھانا (یا کھجوریں) کم ہوں تو دو دو چیزوں کو ملا کر نہ کھانا مستحب ہے اور اگر کھانا ضرورت سے زیادہ ہو تو پھر ملا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر بھی ادب کا تقاضا یہ ہے کہ انسان حرص کو ترک کر دے اور ایک ایک کھجور کھائے ہاں اگر اس کو کسی کام

کی جلدی ہو تو پھر معاملہ جدا ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت تھا کہ جب کھانے کی چیزوں کی تنگی تھی لیکن اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے وسعت اور فراخی عطا کر دی ہے تو اب اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح وہی تفصیل ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، کیونکہ حدیث میں مذکور الفاظ کے عموم کا اعتبار ہے، خصوصیت سبب معتبر نہیں ہے، اور یہ بھی اس وقت ہے جب کہ یہ ثابت ہو کہ آپ نے تنگی کے زمانہ میں یہ حکم دیا تھا اور یہ ثابت نہیں ہے۔ ؎

بَابُ ۷۱۸ فِي إِدِّخَارِ التَّمْرِ وَنَحْوِهِ مِنَ الْأَقْوَاتِ لِلْعِيَالِ!

کھجور اور دیگر طعام وغیرہ کو اپنے اہل وعیال کے لیے ذخیرہ کرنے کا بیان

۵۲۱۹ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجُوعُ أَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کھجوریں ہوں وہ لوگ بھوکے نہیں ہوتے۔

۵۲۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ أَوْ جَاعَ أَهْلُهُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں، اے عائشہ! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں۔ آپ نے یہ کلمات دو یا تین بار فرمائے۔

ف: اس حدیث میں کھجور کی فضیلت ہے اور گھر میں طعام کو جمع کر کے رکھنے کا جواز ہے اور ان لوگوں کا رد ہے جو مال جمع کرنے کو توکل کے خلاف کہتے ہیں۔

بَابُ ۷۱۹ فَضْلِ تَمْرِ الْمَدِينَةِ!

مدینہ منورہ کی کھجوروں کی فضیلت کا بیان

۵۲۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مدینہ کے دو پتھریلے کناروں کے درمیان صبح کے وقت سات کھجوریں کھائیں

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وقاص عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اكل سبع تمرات مما بين لابتيها حين يصبح لم يضره سم حتى يمسي۔

اس کو شام تک کوئی زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۵۲۲۲- حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا ابو اسامة عن هاشم بن هاشم قال سمعت عامر بن سعد بن ابي وقاص يقول سمعت سعدا يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تصبح بسبع تمرات عجوة لم يضره ذلك اليوم سم ولا سحر۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صبح کو مدینہ منورہ کی سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس کو اس دن زہر نقصان پہنچا سکے گا نہ جادو۔

۵۲۲۳- وحدثناه ابن ابي عمر حدثنا مروان بن معاوية الفزاري ح وحدثناه اسحق بن ابراهيم اخبرنا ابو بدر شجاع بن الوليد كلاهما عن هاشم بن هاشم بهذا الاسناد عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله ولا يقولان سمعت النبي صلى الله عليه وسلم۔

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔

۵۲۲۴- وحدثنا يحيى بن يحيى ويحيى بن ايوب وابن حجر قال يحيى بن يحيى اخبرنا وقال الاخران حدثنا اسمعيل (وهو ابن جعفر) عن شريك (وهو ابن ابي نمر) عن عبد الله بن ابي عتيق عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان في عجوة العالية شفاء او انها ترياق اول البكرة۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مدینہ کے) بالائی حصہ کی عجوہ کھجوروں میں شفاء ہے یا صبح کے وقت ان کا استعمال شفاء کا سبب ہے۔

عجوہ کھجوروں کے شفاء بخش ہونے پر اشکال کا جواب

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:
ان احادیث میں مدینہ منورہ کی کھجوروں کی فضیلت کا ذکر ہے اور خصوصاً عجوہ کھجور کی فضیلت کا بیان ہے، باقی اس حدیث میں مدینہ منورہ کی کھجوروں کی اور سات عدد کھجوروں کی جو تخصیص ہے، یہ ان امور میں سے ہے جن کی حکمت کا صرف شارع علیہ السلام کو علم ہے، ہمیں اس کی حکمت کا علم نہیں لیکن ہمیں اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کی فضیلت کا اعتقاد رکھنا لازم ہے، جس طرح ہمیں نمازوں کی رکعات کی تعداد اور زکوٰۃ کی مقدار کی حکمت کا علم نہیں ہے لیکن اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ لہ

لہ۔ علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

علامہ وشتنانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ طبی نقطہ نظر سے مدینہ منورہ اور عجوہ کھجوروں کی تخصیص کی وجہ نہیں معلوم ہوسکی، ہوسکتا ہے کہ عجوہ کھجوروں کی یہ تاثیر عہد رسالت کے ساتھ خاص ہو، کیونکہ ہمارے زمانہ میں عجوہ کھجوروں سے شفاء کا حصول دوام و استمرار کے ساتھ ثابت نہیں ہوسکا، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ عجوہ کھجوروں کی یہ تاثیر مدینہ منورہ کے ساتھ خاص ہو کیونکہ بعض جڑی بوٹیوں کی تاثیرات کسی خاص علاقے کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں۔ [1]

۲۰- بَابُ فَضْلِ الْكَمْأَةِ وَمُدَاوَاةِ الْعَيْنِ بِهَا

کھنبی کی فضیلت اور اس سے آنکھ کا علاج

۵۲۲۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۶- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۷ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ ابْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ..... شعبہ بیان کرتے ہیں کہ جب مجھے حکم نے یہ روایت بیان کی تو میں نے عبدالملک کی روایت کی وجہ سے اس کا انکار نہ کیا۔

۵۲۲۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ

حضرت عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتنانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۵۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت،

أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی اس من سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۹- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی اس من سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۳۰- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی اس من سے ہے جس کو اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۳۱- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ فَلَقِيتُ عَبْدَ الْمَلِكِ فَحَدَّثَنِي عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

صحیح بات یہ ہے کہ کھنبی کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے، میں نے اور بہت سے لوگوں نے اپنے زمانہ میں دیکھا ہے کہ جن لوگوں کی بصارت حقیقۃً چلی گئی تھی انھوں نے کھنبی نچوڑ کر اس کا پانی آنکھ میں ڈالا تو ان کو شفاء ہو گئی اور ان کی بینائی لوٹ

آئی، ان شفاء پانے والوں میں سے شیخ کمال بن عبداللہ محدث دمشقی بھی ہیں۔ [۱]

بَابُ[۲۱] فَضِيْلَةِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْكَبَاثِ

پیلو کے سیاہ پھل کی فضیلت

۵۲۳۲ - حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَنَحْنُ نَجْنِی الْكَبَاثَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّكَ رَعَيْتَ الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا اَوْ نَحْوَ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم مرالظہران (ایک مقام) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اور ہم پیلو چن رہے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ پیلو، تلاش کرو، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ یوں لگتا ہے جیسے آپ نے بکریاں چرائی ہوں، آپ نے فرمایا: ہاں! ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

ف: انبیاء علیہم السلام سے بکریاں چروانے میں یہ حکمت تھی تاکہ ان میں تواضع پیدا ہو، اور خلوت گزینی سے ان کے دلوں کی صفائی برقرار رہے اور بکریوں کی حفاظت اور ان پر شفقت کرنے سے انہیں امت کو ہدایت دینے اور ان کے مسائل حل کرنے کا تجربہ ہو۔

بَابُ[۲۲] فَضِيْلَةِ الْخَلِّ وَالتَّاَدُّمِ بِهٖ۔

سرکہ کی فضیلت اور اس کو سالن کی جگہ استعمال کرنا

۵۲۳۳ - حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ حَسَّانَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْاُدُمُ اَوِ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔

۵۲۳۴ - وَحَدَّثَنَاهُ مُوْسَى بْنُ قُرَيْشِ بْنِ نَافِعٍ التَّمِيْمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ نِعْمَ الْاُدُمُ وَلَمْ يَشُكَّ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں الادم کا لفظ بغیر شک کے مذکور ہے۔

---

[۱] علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۲۳۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَهْلَهُ الْأُدُمَ فَقَالُوا مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ بِهِ وَيَقُولُ نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھروالوں سے سالن مانگا انھوں نے کہا: ہمارے پاس توصرف سرکہ ہے، آپ نے سرکہ منگاکر روٹی کھانا شروع کر دی، اور آپ فرماتے جاتے تھے: سرکہ بہترین سالن ہے، سرکہ بہترین سالن ہے۔

۵۲۳۶ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى مَنْزِلِهِ فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ فِلَقًا مِنْ خُبْزٍ فَقَالَ وَمَا مِنْ أُدُمٍ فَقَالُوا لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ قَالَ فَإِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْأُدُمُ قَالَ جَابِرٌ فَمَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ طَلْحَةُ مَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ جَابِرٍ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے، آپ کے سامنے روٹی کے ٹکڑے لائے گئے، آپ نے پوچھا کوئی سالن ہے؟ انھوں نے کہا تھوڑا سا سرکہ ہے! آپ نے فرمایا سرکہ تو بہترین سالن ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس دن سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے میں سرکہ سے محبت کرتا ہوں، اور حضرت طلحہ کہتے ہیں جس دن سے میں نے حضرت جابر سے یہ حدیث سنی ہے میں بھی سرکہ کو پسند کرتا ہوں۔

۵۲۳۷ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ إِلَى مَنْزِلِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ إِلَى قَوْلِهِ فَنِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے، یہ بھی حسب سابق ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ سرکہ بہترین سالن ہے اور اس کے بعد کا حصہ نہیں ہے۔

۵۲۳۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي زَيْنَبَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي دَارِي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْنَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا، آپ نے میری طرف اشارہ کیا، میں اٹھ کر آپ کے پاس آیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے، حتیٰ کہ آپ ازواج مطہرات کے حجروں میں سے کسی کے حجرے پر آئے آپ وہاں داخل ہو گئے اور مجھے بھی آنے کی اجازت دی ازواج مطہرات

حَتّٰی اَتٰی بَعْضَ حُجَرِ نِسَآئِہٖ فَدَخَلَ ثُمَّ اَذِنَ لِیْ فَدَخَلْتُ الْحِجَابَ عَلَیْہَا فَقَالَ ہَلْ مِنْ غَدَآءٍ فَقَالُوْا نَعَمْ فَاُتِیَ بِثَلَاثَۃِ اَقْرِصَۃٍ فَوُضِعْنَ عَلٰی نَبِیٍّ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُرْصًا فَوَضَعَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ وَاَخَذَ قُرْصًا اٰخَرَ فَوَضَعَہٗ بَیْنَ یَدَیَّ ثُمَّ اَخَذَ الثَّالِثَ فَکَسَرَہٗ بِاثْنَیْنِ فَجَعَلَ نِصْفَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ وَنِصْفَہٗ بَیْنَ یَدَیَّ ثُمَّ قَالَ ہَلْ مِنْ اُدُمٍ قَالُوْا لَا اِلَّا شَیْءٌ مِّنْ خَلٍّ قَالَ ہَاتُوْہُ فَنِعْمَ الْاُدُمُ ہُوَ۔

نے پردہ کرلیا، آپ نے فرمایا کچھ کھانے کو ہے، گھر والوں نے کہا، ہے! اور تین روٹیاں لائی گئیں، اور ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی اپنے سامنے رکھی اور ایک روٹی میرے سامنے رکھی، پھر آپ نے تیسری روٹی کے دو ٹکڑے کیے، آدھی میرے سامنے رکھی اور آدھی اپنے سامنے رکھ لی، پھر آپ نے پوچھا؛ کچھ سالن بھی ہے؟ گھر والوں نے کہا سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے، آپ نے فرمایا لے آؤ، سرکہ کیا خوب چیز ہے۔

ف: اس باب کی احادیث میں سرکہ کی فضیلت کا بیان ہے اور کھانے کے درمیان بات چیت کرنے کا ثبوت ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے دوران فرمایا، سرکہ بہترین سالن ہے۔ اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زہد کا بیان ہے اور آپ کی سادگی اور انکساری کا ذکر ہے کہ آپ صرف سرکہ سے روٹی کھا لیتے تھے۔

بَابُ اِبَاحَۃِ اَکْلِ الثُّوْمِ [23]

لہسن کھانے کے جواز کا بیان

۵۲۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ اَکَلَ مِنْہُ وَبَعَثَ بِفَضْلِہٖ اِلَیَّ وَاِنَّہٗ بَعَثَ اِلَیَّ یَوْمًا بِفَضْلَۃٍ لَّمْ یَاْکُلْ مِنْہَا لِاَنَّ فِیْہَا ثُوْمًا فَسَاَلْتُہٗ اَحَرَامٌ ہُوَ قَالَ لَا وَلٰکِنِّیْ اَکْرَہُہٗ مِنْ اَجْلِ رِیْحِہٖ قَالَ فَاِنِّیْ اَکْرَہُ مَا کَرِہْتَ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی کھانا لایا جاتا تو آپ اس میں سے تناول فرماتے اور جو بچ جاتا اس کو میرے پاس بھیج دیتے، ایک دن آپ نے میرے پاس کھانا بھیجا جس میں سے آپ نے بالکل نہیں کھایا تھا، کیونکہ اس میں (کچا) لہسن تھا، میں نے آپ سے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں اس کو اس کی بدبو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں، میں نے عرض کیا جو آپ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔

۵۲۴۰ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَۃَ فِیْ ہٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۲۴۱ - وَحَدَّثَنِیْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَاَحْمَدُ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ (وَاللَّفْظُ مِنْهُمَا قَرِيبٌ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ فِي رِوَايَةِ حَجَّاجٍ بْنِ يَزِيدَ أَبُو زَيْدٍ الْأَحْوَلُ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَفْلَحَ مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّفْلِ وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الْعُلْوِ قَالَ فَانْتَبَهَ أَبُو أَيُّوبَ لَيْلَةً فَقَالَ نَمْشِي فَوْقَ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوا فِي جَانِبٍ ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّفْلُ أَرْفَقُ فَقَالَ لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلْوِ وَأَبُو أَيُّوبَ فِي السُّفْلِ فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيءَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فِيهِ ثُومٌ فَلَمَّا رُدَّ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ لَمْ يَأْكُلْ فَفَزِعَ وَصَعِدَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَحَرَامٌ هُوَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ قَالَ فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ أَوْ مَا كَرِهْتَ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى۔

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے اور نچلی منزل میں رہے اور حضرت ابوایوب اوپر والی منزل میں تھے، ایک رات حضرت ابوایوب بیدار ہوئے تو خیال کیا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چل رہے ہیں، سو وہ آپ کی جانب سے ایک طرف ہٹ گئے اور دوسری جانب سو گئے، پھر صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نچلی منزل میں زیادہ سہولت ہے، حضرت ابوایوب نے کہا میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ تشریف فرما ہوں، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کی منزل میں تشریف لے آئے اور حضرت ابوایوب نچلی منزل میں آگئے، حضرت ابوایوب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرتے تھے (حسب سرکار کا بس خوردہ) ان کے پاس لایا جاتا تو وہ پوچھتے کہ حضور نے کسی جانب سے کھایا تھا اور کس جگہ آپ کی انگلیاں لگی تھیں؛ پھر وہ آپ کی انگلیوں کے لگنے کی جگہ سے کھاتے، ایک دن انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا جس میں کچا لہسن تھا، جب وہ کھانا ان کے پاس لوٹایا گیا تو انھوں نے دریافت کیا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں کہاں لگی تھیں، حضرت ابوایوب کو بتایا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نہیں کھایا، حضرت ابوایوب گھبرا گئے اور اوپر جاکر عرض کیا: کیا یہ حرام ہے؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں، حضرت ابوایوب نے کہا جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں اس کو میں بھی ناپسند کرتا ہوں، حضرت ابوایوب بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائی جاتی تھی۔

ف: اس باب کی آخری حدیث میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائی جاتی تھی، یعنی آپ کے پاس فرشتے آتے تھے، ایک اور حدیث میں ہے میں ان سے مناجات کرتا ہوں جن سے تم مناجات نہیں کرتے، اور یہ کہ جن چیزوں سے بنو آدم کو ایذاء پہنچتی ہے ان سے ملائکہ کو بھی ایذاء پہنچتی ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کچے لہسن کو ہمیشہ ترک فرماتے تھے کیونکہ آپ کو ہر وقت فرشتوں کے آنے کی اور نزول وحی کی امید رہتی تھی۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں ہمارے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے لہسن کھانے کا شرعی حکم کیا تھا، بعض علماء نے کہا ہے کچا لہسن اور کچی پیاز کھانا آپ پر حرام تھا، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ حرام نہیں مکروہ تنزیہی تھا کیونکہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ حرام ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں!

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری کے پاس جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ لایا جاتا تو وہ پوچھتے کہ حضور کی انگلیاں کس جگہ لگی تھیں، اس سے حضرت ابوایوب کی کمال محبت ظاہر ہوتی ہے اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا بھی ثبوت ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوایوب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ادب سے نچلی منزل میں آگئے اور حضور سے درخواست کی کہ آپ اوپر کی منزل میں آجائیں، اس سے حضرت ابوایوب کا کمال ادب ظاہر ہوتا ہے، اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مشائخ اور بزرگان دین کو اوپر کی منزل میں ٹھہرا کر خود نچلی منزل میں رہنا ادب کا تقاضا ہے۔

بَابُ [۷۲۴] إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَفَضْلِ إِيْثَارِهٖ۔

۵۲۴۲۔ حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ مَجْهُوْدٌ فَأَرْسَلَ إِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ إِلَّا مَاءٌ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى أُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ إِلَّا مَاءٌ فَقَالَ مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ إِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَأَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ فَإِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَأَطْفِئِ السِّرَاجَ وَأَرِيْهِ أَنَّا نَأْكُلُ فَإِذَا أَهْوٰى لِيَأْكُلَ فَقُوْمِيْ إِلَى السِّرَاجِ حَتّٰى تُطْفِئِيْهِ قَالَ فَقَعَدُوْا وَأَكَلَ الضَّيْفُ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ۔

مہمان کی تعظیم وتکریم اور اس کے لیے ایثار کرنے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا میں فاقہ سے ہوں، آپ نے اپنی کسی زوجہ کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں ہے، پھر آپ نے دوسری زوجہ کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی اسی طرح کہا، حتی کہ سب نے یہی کہا! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں، بالآخر آپ نے فرمایا: جو شخص اس کو آج رات مہمان بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! اس کو میں مہمان بناؤں گا، وہ شخص اس مہمان کو اپنے گھر لے گیا، اور بیوی سے پوچھا: تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ بیوی نے کہا صرف بچوں کا کھانا ہے! اس نے کہا بچوں کو کسی چیز سے بہلا دو، جب ہمارا مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا، اور اس پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں، جب وہ کھانا کھانے لگے تو تم چراغ کے پاس جاکر اس کو بجھا دینا، پھر وہ سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھا لیا، جب صبح کو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مہمان کے ساتھ جو (حسن) سلوک کیا، اللہ تعالیٰ اس پر بہت خوش ہوا۔

٥٢٤٣ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوتُهُ وَقُوتُ صِبْيَانِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ نَوِّمِي الصِّبْيَةَ وَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کے پاس ایک مہمان نے رات گذاری، اس انصاری کے پاس صرف اپنا اور اپنے بچوں کا کھانا تھا، اس نے اپنی بیوی سے کہا بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو، اور تمہارے پاس جو کھانا ہے وہ مہمان کے آگے رکھ دو، تب یہ آیت نازل ہوئی "جو لوگ محتاج ہونے کے باوجود اپنی ضروریات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں"۔

٥٢٤٤ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُضِيفَهُ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يُضِيفُهُ فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُ هَذَا رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَذَكَرَ فِيهِ نُزُولَ الْآيَةِ كَمَا ذَكَرَهُ وَكِيعٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور مہمان آیا اور آپ کے پاس اس کی مہمانی کے لیے کچھ نہ تھا آپ نے فرمایا کیا کوئی شخص اس کو مہمان نہیں بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، انصار میں سے ابوطلحہ نام کے ایک شخص اٹھے، اور وہ اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٥٢٤٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا قَالَ فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبَهُ قَالَ فَيَجِيءُ مِنَ

حضرت مقداد بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو نوں ساتھی آئے اس وقت (مسلسل) مشقت کرنے سے ہماری سماعت اور بصارت جاتی رہی تھی، ہم خود کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر پیش کرتے لیکن ہم کو کوئی قبول نہیں کرتا تھا، پھر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے، وہاں پر تین بکریاں تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے سامنے ان کا دودھ نکالو، ہم ان کا دودھ نکالتے اور ہر شخص اپنا حصہ پی لیتا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ کا دودھ اٹھا کر رکھ دیتے، آپ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے جس سے کوئی سونے والا بیدار نہ ہو، اور جاگنے والا سن لے، پھر آپ مسجد میں جا کر نماز پڑھتے، پھر اپنے حصہ کا دودھ پیتے، ایک رات کو شیطان میرے پاس آیا، اس وقت میں اپنے حصہ کا دودھ پی چکا تھا، اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انصار

اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَقَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي فَقَالَ مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هٰذِهِ الْجُرْعَةِ فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ قَالَ نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ فَقَالَ وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ أَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ فَيَجِيءُ فَلَا يَجِدُهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي وَإِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ وَجَعَلَ لَا يَجِيئُنِي النَّوْمُ وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ قَالَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي قَالَ فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ أَيُّهَا أَسْمَنُ فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ قَالَ فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتّٰى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کو ان کی ضروریات کے مطابق ہدیے اور تحفے دیتے ہیں اور یہ جو دو چار گھونٹ دودھ پڑا ہے اس کی آپ کو کیا حاجت ہوگی، سو میں نے جا کر اس دودھ کو پی لیا، اور جب وہ دودھ میرے پیٹ میں سما گیا اور میں نے جان لیا کہ اب اس کی کوئی سبیل نہیں ہے تو شیطان نے مجھے نادم کرنا شروع کر دیا اور کہا تم پر افسوس ہے! یہ تم نے کیا کیا؟ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حصے کا دودھ پی لیا، اب جب وہ آئیں گے اور ان کو دودھ نہیں ملے گا تو وہ تم پر دعاء ضرر کریں گے، پھر تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہاری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی میرے پاس ایک چادر تھی اگر اس کو پیروں پر ڈالتا تو سر کھل جاتا اور اگر سر پر ڈالتا تو پیر کھل جاتے، مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اور میرے دونوں ساتھی سو رہے تھے، انھوں نے وہ کام نہیں کیا جو میں نے کیا تھا، آخر کار نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور آپ نے حسب معمول سلام کیا، پھر آپ نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی، پھر آپ دودھ کے پاس آئے برتن کھولا تو اس میں کچھ بھی نہ تھا، پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، میں نے دل میں سوچا اب آپ میرے لیے دعاء ضرر کریں گے، اور میں ہلاک ہو جاؤں گا. آپ نے فرمایا اے اللہ! جو مجھے کھلائے اس کو کھلا اور جو مجھے پلائے اس کو پلا، یہ سن کر میں نے چادر کو مضبوط باندھا اور چھری لے کر چلا کہ جو موٹی سی بکری ہو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کر دوں، میں نے دیکھا اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں بلکہ سب بکریوں کے تھن بھرے ہوئے ہیں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے برتنوں میں سے وہ برتن لیا جس میں وہ دودھ دوہتے تھے، پھر میں نے اس میں دودھ دوہا حتیٰ کہ وہ جھاگ سے بھر گیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ نے فرمایا تم نے رات کو اپنے حصہ کا دودھ پی لیا تھا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پی لیجئے، آپ نے دودھ پی لیا پھر مجھے دیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پی لیجئے، آپ نے پی

وسلم فقد روی وأصبت دعوته ضحكت حتى ألقيت إلى الأرض قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم إحدى سوآتك يا مقداد فقلت يا رسول الله كان من أمري كذا وكذا وفعلت كذا فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما هذه إلا رحمة من الله أفلا كنت آذنتني فنوقظ صاحبينا فيصيبان منها قال فقلت والذي بعثك بالحق ما أبالي إذا أصبتها وأصبتها معك من أصابها من الناس۔

کہ پھر مجھے دیا، جب میں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سیر ہو گئے ہیں اور میں نے آپ کی دعا کو پا لیا ہے تو میں کھلکھلا کر ہنس پڑا اور ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مقداد! یہ تمہاری ایک بری خصلت ہے! میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ساتھ یہ معاملہ ہوا اور میں نے ایسے ایسے کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دودھ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت تھا، تم نے مجھے اس وقت کیوں نہیں بتایا، میں تمہارے دو ساتھیوں کو بھی جگا دیتا اور وہ بھی اس رحمت سے حصہ لے لیتے! میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، جب یہ دودھ آپ نے پی لیا اور آپ کے بعد میں نے بھی پی لیا تو اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی اور اس دودھ کو پیئے یا نہ پیئے!

۵۲۴۶ - وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا النضر بن شميل حدثنا سليمان بن المغيرة بهذا الإسناد۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۲۴۷ - وحدثنا عبيد الله بن معاذ العنبري وحامد بن عمر البكراوي ومحمد بن عبد الأعلى جميعا عن المعتمر بن سليمان (واللفظ لابن معاذ) حدثنا المعتمر حدثنا أبي عن أبي عثمان (وحدث أيضا) عن عبد الرحمن بن أبي بكر قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثين ومائة فقال النبي صلى الله عليه وسلم هل مع أحد منكم طعام فإذا مع رجل صاع من طعام أو نحوه فعجن ثم جاء رجل مشرك مشعان طويل بغنم يسوقها فقال النبي صلى الله عليه

حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سو تیس آدمی تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کے پاس کھانا ہے؟ ہمارے ساتھ ایک شخص تھا اس کے پاس تقریباً ایک صاع (چار کلوگرام) آٹا تھا، وہ آٹا گوندھا گیا، پھر ایک پراگندہ بالوں والا دراز قد مشرک آیا، جو اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بکریاں فروخت کرو گے یا یونہی بطور عطیہ یا ہبہ دو گے؟ اس نے کہا نہیں! بلکہ فروخت کروں گا، آپ نے اس سے ایک بکری خرید لی، اس کا گوشت تیار کیا گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا، حضرت عبد الرحمان

وَسَلَّمَ اَبَيْعٌ اَمْ عَطِيَّةٌ اَوْ قَالَ اَمْ هِبَةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ اَنْ يُشْوٰى قَالَ وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ اِلَّا حَزَّ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُزَّةً حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهُ وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاَ لَهٗ قَالَ وَجَعَلَ قَصْعَتَيْنِ فَاَكَلْنَا مِنْهُمَا اَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهٗ عَلَى الْبَعِيْرِ اَوْ كَمَا قَالَ۔

کہتے ہیں کہ بخدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ایک سو تیس آدمیوں میں سے ہر شخص کو اس کلیجی سے ایک حصہ دیا، جو شخص موجود تھا اس کو حصہ دے دیا اور جو موجود نہیں تھا اس کا حصہ رکھ لیا گیا آپ نے وہ گوشت دو پیالوں میں ڈالا اور ہم سب نے اس میں سے کھایا اور سیر ہو گئے، ان پیالوں میں کھانا پھر بھی بچ گیا میں نے اس کو اونٹ پر رکھ لیا یا جس طرح راوی نے بیان کیا۔

۵۲۴۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْقَيْسِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ الْمُعْتَمِرِ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُعَاذٍ) حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ قَالَ اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا نَاسًا فُقَرَاءَ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَلَاثَةٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ اَوْ كَمَا قَالَ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَاَبُوْ بَكْرٍ بِثَلَاثَةٍ قَالَ فَهُوَ وَاَنَا وَاَبِيْ وَاُمِّيْ وَلَا اَدْرِيْ هَلْ قَالَ وَامْرَاَتِيْ وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى نَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ اَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء لوگ تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (ان میں سے) تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے یا چھٹے کو بھی لے جائے، حضرت ابوبکر تین کو لے گئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دس کو لے گئے، حضرت ابوبکر تین کو لائے تھے، حضرت عبدالرحمان نے کہا (گھر میں) میں میرے والد (یعنی حضرت ابوبکر) اور میری والدہ تھیں۔ راوی کہتے ہیں مجھے یاد نہیں شاید انھوں نے کہا تھا اور میری بیوی تھی اور ایک خادم تھا جو میرے اور حضرت ابوبکر کے گھر مشترک تھا، حضرت ابوبکر شام کا کھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتے تھے، پھر آپ کے پاس ٹھہرتے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لی جاتی، پھر واپس لوٹتے، پھر آپ کے پاس ٹھہرتے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نیند آ لیتی، پھر جب رات کا اتنا حصہ گذر گیا جتنا اللہ کو منظور تھا تب حضرت ابوبکر گھر آئے، حضرت ابوبکر سے ان کی بیوی نے کہا: آپ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے، حضرت ابوبکر نے کہا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا انھوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا، ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، مگر وہ نہیں مانے، حضرت عبدالرحمان

قَالَ أَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوهُمْ قَالَ فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ وَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوا لَا هَنِيئًا وَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا قَالَ فَايْمُ اللَّهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا قَالَ حَتَّى شَبِعْنَا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ قَالَ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِينَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ قَالَ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَعَرَّفْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللَّهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ إِلَّا أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ ـ

۵۲۴۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ الْعَطَّارُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ نَزَلَ عَلَيْنَا أَضْيَافٌ لَنَا قَالَ وَكَانَ أَبِي يَتَحَدَّثُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ فَانْطَلَقَ وَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ افْرُغْ مِنْ أَضْيَافِكَ قَالَ فَلَمَّا أَمْسَيْتُ جِئْنَا بِقِرَاهُمْ قَالَ فَأَبَوْا فَقَالُوا حَتَّى يَجِيءَ أَبُو مَنْزِلِنَا فَيَطْعَمَ مَعَنَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُمْ إِنَّهُ رَجُلٌ حَدِيدٌ وَإِنَّكُمْ إِنْ لَمْ تَفْعَلُوا خِفْتُ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْهُ أَذًى

کہتے ہیں میں (ڈر سے) بھاگ کر چھپ گیا، حضرت ابوبکر نے کہا او جاہل! اللہ تیری ناک کاٹ ڈالے! اور مجھے برا بھلا کہنے لگے اور مہمانوں سے کہا کھانا کھاؤ، اللہ کرے تمہارے لیے یہ کھانا خوش گوار نہ ہو، اور فرمایا بخدا میں (یہ کھانا) اب کبھی بھی نہیں کھاؤں گا! حضرت عبدالرحمان کہتے ہیں کہ بخدا ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے، نیچے سے اور نکل آتا تھا، اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا تھا، حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے اور وہ کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا، حضرت ابوبکر نے جب کھانے کو دیکھا تو وہ پہلے جتنا بلکہ اس سے زیادہ تھا، حضرت ابوبکر نے اپنی بیوی سے کہا اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے! پھر حضرت ابوبکر نے اس کھانے میں سے کھایا اور کہا ان کا وہ قسم کھانا محض شیطانی فعل تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کھانا لے گئے، آپ کے پاس صبح تک وہ کھانا رہا، ان دنوں ہمارا ایک قوم سے معاہدہ تھا اور اب وہ مدت ختم ہو چکی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بارہ افسر مقرر کیے اور ہر افسر کے ساتھ ایک جماعت تھی، اللہ جانے ان کی کتنی تعداد تھی، آپ نے وہ کھانا ان کے پاس بھیج دیا اور ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھر کچھ مہمان آئے اور میرے والد رات کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے تھے، وہ چلے گئے اور مجھ سے فرمایا: اے عبدالرحمان! تم اپنے مہمانوں کی خدمت کرنا، جب شام ہوئی تو ہم نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا، انھوں نے کہا جب تک گھر والے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے، میں نے کہا وہ (میرے ابو) بہت تیز مزاج آدمی ہیں، اگر تم نے کھانا نہیں کھایا تو مجھے خدشہ ہے کہ مجھے ان کی ڈانٹ سننی پڑے گی، لیکن وہ نہیں مانے، جب حضرت ابوبکر آئے تو سب سے پہلے انھوں نے مہمانوں کے متعلق پوچھا

قَالَ فَأَبَوْا فَلَمَّا جَاءَ لَمْ يَبْدَأْ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنْهُمْ فَقَالَ أَفَرَغْتُمْ مِنْ أَضْيَافِكُمْ قَالَ قَالُوا لَا وَاللّٰهِ مَا فَرَغْنَا قَالَ أَلَمْ آمُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي إِلَّا جِئْتَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا لِي ذَنْبٌ هٰؤُلَاءِ أَضْيَافُكَ فَسَلْهُمْ قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَاهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يَطْعَمُوا حَتّٰى تَجِيءَ قَالَ فَقَالَ مَا لَكُمْ أَنْ لَا تَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالُوا فَوَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهُ حَتّٰى تَطْعَمَهُ قَالَ فَمَا رَأَيْتُ كَالشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ وَيْلَكُمْ مَا لَكُمْ أَنْ لَا تَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ قَالَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا الْأُولٰى فَمِنَ الشَّيْطَانِ هَلُمُّوا قِرَاكُمْ قَالَ فَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَسَمّٰى فَأَكَلَ وَأَكَلُوا قَالَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَرُّوا وَحَنِثْتُ قَالَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ بَلْ أَنْتَ أَبَرُّهُمْ وَأَخْيَرُهُمْ قَالَ وَلَمْ تَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ۔

کیا تم مہمانوں کو کھلا کر فارغ ہوگئے، گھر والوں نے کہا بخدا ابھی ہم فارغ نہیں ہوئے، حضرت ابوبکر نے کہا کیا میں نے عبدالرحمان کو اس کے متعلق نہیں کہا تھا؟ حضرت عبدالرحمان نے کہا میں ایک طرف ہٹ گیا، انھوں نے آواز دی اے عبدالرحمان! میں کھسک گیا پھر انھوں نے کہا اے بیوقوف! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو آجا، حضرت عبدالرحمان نے کہا میں آگیا اور میں نے کہا بخدا میرا کوئی قصور نہیں ہے یہ آپ کے مہمان موجود ہیں ان سے پوچھ لیجئے میں ان کے پاس کھانا لایا تھا، انھوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا، حضرت ابوبکر نے ان سے کہا، کیا سبب ہے تم نے ہمارا پیش کیا ہوا کھانا کیوں نہیں کھایا؟ حضرت ابوبکر نے کہا خدا کی قسم میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا! مہمانوں نے کہا بخدا ہم بھی آپ کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے، حضرت ابوبکر نے کہا آج سے بدتر رات میں نے کبھی نہیں دیکھی تم لوگوں پر افسوس ہے تم لوگ ہماری دعوت کیوں نہیں قبول کرتے، پھر حضرت ابوبکر نے کہا میرا قسم کھانا شیطانی کام تھا، چلو کھانا لاؤ، حضرت عبدالرحمان نے کہا پھر کھانا لایا گیا حضرت ابوبکر نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا، صبح کو حضرت ابوبکر، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور کہا یارسول اللہ! مہمانوں کی قسم تو پوری ہوگئی اور میری قسم پوری نہیں ہوئی، پھر حضرت ابوبکر نے پورا واقعہ سنایا، حضور نے فرمایا: نہیں تمہاری قسم سب سے زیادہ پوری ہوئی اور تم سب سے بہتر ہو، حضرت عبدالرحمان نے کہا مجھے یہ پتا نہیں کہ حضرت ابوبکر نے اس قسم کا کفارہ دیا تھا یا نہیں!

اپنے آپ اور بچوں کو بھوکا رکھ کر مہمانوں کو کھانا کھلانا

حدیث نمبر ۵۲۴۲ میں یہ ذکر ہے کہ ایک انصاری صحابی اپنے ساتھ ایک مہمان کو لے گئے ان کے گھر میں صرف بچوں کے لیے کھانا تھا، انھوں نے بچوں کو بہلا کر سلا دیا اور چراغ بجھا کر مہمان کو کھانا کھلایا تو ان کی مدح میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ (حشر: ۹/۵۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے زاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور بھوک پر صبر کرتے تھے کیونکہ اس مہمان کو کھانا کھلانے کے لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ کے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کی مہمان نوازی کے لیے قوم کے رئیس کو ابتداء کرنی چاہیے، اور یہ کہ کسی شخص کی مصیبت میں اس کی غمخواری کرنی چاہیے اور مہمان کی تنظیم و توقیر اور اس کے لیے ایثار کرنا چاہیے، اس حدیث میں اس انصاری صحابی اور ان کی بیوی کی بھی فضیلت ہے، نیز انھوں نے چراغ اس لیے بجھایا کہ مہمان یہ سمجھے کہ وہ بھی کھانا کھا رہے ہیں اس میں حیلہ کرنے کا جواز اور ثبوت ہے، نیز انھوں نے بچوں کو بھوکا سلا دیا حالانکہ بچوں کو کھانا کھلانا واجب ہے، یہ

اس پر محمول ہے کہ بچوں کو شدید بھوک نہ تھی، ان کے اس ایثار کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی اور ان کے متعلق قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مال دنیاوی مثلاً کھانے وغیرہ میں دوسروں کے لیے ایثار کرنا مستحسن ہے، البتہ عبادات میں دوسروں کے لیے ایثار کرنا جائز نہیں ہے۔

علم دین کے طلباء کا اعزاز اور اکرام اور آداب ضیافت

حدیث نمبر ۵۲۴۸ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا شخص اصحاب صفہ (یہ لوگ دین کے طالبعلم تھے) سے لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں شخص کو لے جائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تین آدمیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو لے گئے حضرت ابوبکر نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمان کے ذمہ لگایا کہ وہ ان مہمانوں کو کھانا کھلائیں، مہمانوں نے حضرت ابوبکر کے بغیر کھانا نہیں کھایا، حضرت ابوبکر آکر حضرت عبدالرحمان پر ناراض ہوئے اور کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی، لیکن جب کھانے میں برکت کے آثار دیکھے تو قسم توڑ دی، بعد میں وہ کھانا حضور کی خدمت میں پیش کیا جس کو بڑی تعداد میں لوگوں نے کھایا۔ اس حدیث کے فوائد حسب ذیل ہیں:۔

- سربراہ مملکت جب کچھ لوگوں میں فقر و فاقہ کر دیکھے تو ان کی کفالت کو حسب حیثیت، خوشحال لوگوں میں تقسیم کر دے۔
- متعدد علماء نے یہ کہا ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی لوگوں پر مالی حقوق ہیں اور اس حدیث میں ان کی دلیل ہے۔
- جن لوگوں کے پاس دو، تین یا چار آدمیوں کا کھانا تھا، حضور نے انھیں ایک آدمی لے جانے کا حکم دیا، اور جن کے ہاں زیادہ آدمیوں کا کھانا تھا انھیں مکلف نہیں کیا، اس میں کثیر العیال لوگوں کی رعایت ہے۔
- جس زمانہ کا یہ ذکر ہے وہ تنگی کا دور تھا اس لیے خوش حال لوگوں پر فاقہ زدہ لوگوں کی غم گساری کرنا واجب تھا۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو ایک مہمان لے جانے کا حکم دیا تاکہ کسی شخص پر مہمان نوازی بار خاطر نہ ہو۔
- اگر مہمان زیادہ ہوں تو ایثار اور قربانی سے کام لینا چاہیے جس طرح حضرت ابوبکر اپنے ساتھ تین مہمان لے گئے۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم جود و سخا میں سبقت کرتے تھے (کیونکہ آپ اپنے ساتھ دس اصحاب صفہ کو لے گئے تھے۔) اور افضل امور پر عمل کرتے تھے۔
- جب گھر میں مہمان کی ضیافت کرنے والے موجود ہوں تو میزبان کا رات میں یا کسی اور کے ہاں کھانا کھانے کا جواز۔
- اولاد اور گھر والوں پر لازم ہے کہ وہ صاحب خانہ کے مہمان کی تعظیم و تکریم اور ضیافت کریں۔
- جس کھانے میں برکت کے آثار ظاہر ہوتے ہوں اس کو کھانے کا جواز، سو وہ کھانا سب نے کھایا۔
- مہمانوں کو چاہیے کہ وہ صاحب خانہ کا انتظار کریں اور اس کے بغیر کھانا نہ کھائیں۔
- جس چیز میں برکت ظاہر ہوتی ہو اسے اہل فضل کو ہدیہ کرنے کا جواز، جس طرح حضرت ابوبکر وہ کھانا لے کر حضور کے پاس گئے۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا کسی اور کے ہاتھ پر ظہور، کیونکہ کھانے کا بڑھ جانا در اصل حضور کا معجزہ تھا جو حضرت ابوبکر کے ہاں ظاہر ہوا۔
- حضرت ابوبکر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت، دن اور رات کے اکثر و بیشتر وقت کا حضور کے پاس گزارنا، اور اپنے گھر والوں اور مہمانوں پر حضور کو ترجیح دینے کا بیان۔
- حضرت ابوبکر صدیق کی کرامت سے کھانے کا بڑھ جانا۔

• اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت، اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔
• لشکر کے امیروں کے انقاب کا بیان۔
• اولاد کا والد کی ڈانٹ کے ڈر سے چھپ جانا، جس طرح حضرت عبدالرحمن چھپ گئے تھے۔
• اولاد کو ان کے قصور پر، بے وقوف، نالائق اور تمہاری ناک کٹ جائے وغیرہ کلمات کے ساتھ ڈانٹنے کا جواز۔
• عذر کی بناء پر جماعت کو ترک کرنا، (کیونکہ عشاء کی نماز کے وقت حضرت عبدالرحمان اور مہمان گھر پر تھے۔)
• بیوی کو نام لے کر پکارنا، حضرت ابوبکر نے اپنی بیوی سے کہا: اے بنو فراس کی بہن۔
• تعظیم اور محبت کی بناء پر غیر اللہ کی قسم کھانا، حضرت ابوبکر کی بیوی نے حضرت ابوبکر سے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم۔
• مہمانوں کا دل خوش کرنے اور ان کی تنظیم وتکریم کی خاطر میزبان کا مشقت برداشت کرنا، جس طرح حضرت عبدالرحمن نے حضرت ابوبکر کی ڈانٹ سنی اور حضرت ابوبکر نے قسم توڑ کر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا۔
• صبح کے لیے کھانا بچا کر رکھنا، کیونکہ حضرت ابوبکر وہ کھانا صبح کو حضور کے پاس لے گئے تھے۔
• میزبان کی غیر موجودگی میں مہمانوں کے کھانا کھانے کا جواز، کیونکہ حضرت ابوبکر اس بات پر ناراض ہوئے کہ مہمانوں نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔
• عشاء کی نماز کے بعد اپنے اہل وعیال اور مہمانوں سے باتیں کرنے کا جواز، البتہ اتنی دیر تک جاگنا مکروہ ہے جس سے صبح کی نماز قضاء ہوجانے کا اندیشہ ہو۔
• دین کے طالب علم خواہ مسکین اور فقیر ہوں ان کی تنظیم وتکریم کا بیان، کیونکہ اصحاب صفہ دین کے طالب علم تھے۔

بَابُ ۷۲۵ فَضِيلَةِ الْمُوَاسَاةِ فِي الطَّعَامِ الْقَلِيلِ — طعام کی کمی کے باوجود مہمان نوازی کرنا

۵۲۵۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۵۲۵۱ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ وَفِي رِوَايَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے اور اسحق کی روایت میں سمعت کا لفظ نہیں ہے۔

إِسْحٰقَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَمِعْتُ۔

۵۲۵۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۵۲۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَعَامُ الرَّجُلِ يَكْفِي رَجُلَيْنِ وَطَعَامُ رَجُلَيْنِ يَكْفِي أَرْبَعَةً وَطَعَامُ أَرْبَعَةٍ يَكْفِي ثَمَانِيَةً۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے۔

ف: ان حدیثوں میں یہ بیان ہے کہ خواہ طعام کم ہو پھر بھی ایک دوسرے کی غم خواری کرنی چاہیے۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ دو آدمیوں کا طعام تین کے لیے کافی ہوتا ہے اور بعض میں ہے کہ دو کا طعام چار کے لیے کافی ہوتا ہے، دراصل یہ کفایت کے مختلف درجات ہیں، اعلیٰ درجہ کی کفایت دو آدمیوں کے طعام کا چار کے لیے کافی ہونا اور اس سے کم درجہ کی کفایت دو آدمیوں کے طعام کا تین کے لیے کافی ہونا ہے، کفایت سے مراد یہ ہے کہ رمق حیات برقرار رکھنے کے لیے کھانا اور نفس غذا حاصل کرنے کے لیے کھانا، یعنی جس طعام سے دو آدمی پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھا سکتے ہوں اس طعام کو تین یا چار آدمی کھا کر اپنی رمق حیات قائم رکھ سکتے ہیں۔

٧٢٦ باب المؤمن يأكل في معى واحد والكافر يأكل في سبعة أمعاء

مومن کا ایک آنت میں اور کافر کا سات آنتوں میں کھانا

۵۲۵۵ - حدثنا زهير بن حرب ومحمد بن المثنى وعبيد الله بن سعيد قالوا أخبرنا يحيى (وهو القطان) عن عبيد الله أخبرني نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الكافر يأكل في سبعة أمعاء والمؤمن يأكل في معى واحد۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

۵۲۵۶ - وحدثنا محمد بن عبد الله بن نمير حدثنا أبي ح وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا أبو أسامة وابن نمير قالا حدثنا عبيد الله ح وحدثني محمد بن رافع وعبد بن حميد عن عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن أيوب كلاهما عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله۔

حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۵۷ - وحدثنا أبو بكر بن خلاد الباهلي حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن واقد ابن محمد بن زيد أنه سمع نافعا قال رأى ابن عمر مسكينا فجعل يضع بين يديه ويضع بين يديه قال فجعل يأكل أكلا كثيرا قال فقال لا يدخلن هذا علي فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الكافر يأكل في سبعة أمعاء۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مسکین کو دیکھا، انھوں نے اس کے سامنے کھانا رکھا، وہ شخص بہت زیادہ کھا رہا تھا، حضرت ابن عمر نے فرمایا یہ شخص میرے پاس نہ آئے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۲۵۸ - حدثني محمد بن المثنى حدثنا عبد الرحمن عن سفيان عن أبي الزبير عن جابر وابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال المؤمن يأكل في معى واحد والكافر يأكل في سبعة أمعاء۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

٥٢٥٩ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عُمَرَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے، اس روایت میں حضرت ابن عمر کا ذکر نہیں ہے۔

٥٢٦٠ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

٥٢٦١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

٥٢٦٢ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا، وہ شخص کافر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے وہ دودھ پی لیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے اس کو بھی پی لیا، حتیٰ کہ اس نے اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پی لیا، پھر صبح کو وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے وہ دودھ پی لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا تو وہ اس کا سارا دودھ نہ پی سکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس معین کافر کے بارے میں تھا، ایک قول یہ ہے کہ آپ نے یہ بطور تمثیل بیان فرمایا ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ مومن درمیانہ روی سے کھاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ مومن کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے اس لیے اس کے کھانے میں شیطان شریک نہیں ہوتا اور کافر بسم اللہ نہیں پڑھتا اس لیے اس کے کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم بعض مومنوں اور بعض کافروں کے بارے

میں ہو، ایک قول یہ ہے کہ سات آنتوں سے مراد کافر کی سات صفات ہیں، حرص، لالچ، لمبی اُمید، طمع، بدخلقی، حسد اور موٹاپا، ایک قول یہ ہے کہ مومن سے مراد مومن کامل ہے جو شہوات سے مجتنب ہو اور سد رمق کے لیے کھاتا ہو، اور مختار قول یہ ہے کہ بعض مسلمان ایک آنت میں کھاتے ہیں، اور اکثر کفار سات آنتوں میں کھاتے ہیں۔

علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ دنیا سے کم حصہ لیا جائے اور قلیل مقدار پر قناعت کی جائے اور انسان کے محاسن اخلاق سے یہ چیز ہے کہ وہ کم کھاتا ہو، حضرت ابن عمر نے بسیار خور کو اپنے ہاں آنے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ اس کی یہ خصلت کفار کے مشابہ تھی، اور آخری حدیث میں جس شخص کا ذکر ہے کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا اور اسلام لانے کے بعد صرف ایک بکری کا دودھ پی سکا، اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا، ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام جہجاہ غفاری تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام نضرہ بن ابی نضرہ غفاری تھا۔

بَابُ لَا يَعِيبُ الطَّعَامَ　　　کھانے میں عیب نہ نکالنا

٥٢٦٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَى شَيْئًا أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کا عیب نہیں نکالا، اگر کوئی چیز آپ کو پسند آتی تو آپ اس کو کھا لیتے اور اگر ناپسند ہوتی تو اس کو ترک کر دیتے۔

٥٢٦٤ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

٥٢٦٥ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

٥٢٦٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي يَحْيَى مَوْلَى آلِ جَعْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَابَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی کھانے میں کبھی عیب نکالتے نہیں دیکھا، اگر آپ کو کبھی کوئی کھانا اچھا لگتا تو اس کو کھا لیتے اور اچھا نہ لگتا تو اس کو ترک کر دیتے۔

وَإِنْ لَمْ يَشْتَهِهِ سَكَتَ۔

۵۲۶۷- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

ف: کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ کھانے کا عیب نہ بیان کیا جائے، یہ کہنا کہ کھانے میں نمک کم ہے یا زیادہ ہے، یا اس میں شوربا پتلا ہے یا گاڑھا ہے یہ بھی کھانے کا عیب بیان کرنا ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لہسن کے متعلق فرمایا یہ شجر خبیثہ ہے، یہ کھانے کا عیب نہیں ہے، آپ کا یہ ارشاد کچے لہسن کے متعلق ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

کتاب اللباس والزینۃ

لباس کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

لَبِسَ الثوب کا معنی کپڑا پہننا یا پہنانا ہے اس کا مصدر لُبس ہے اور لباس کا لفظ مشہور ہے، اور لِبْسہ کا معنی کپڑا پہننے کی ایک حالت ہے حدیث صحیح میں لِبستین سے ممانعت ہے، یعنی لباس کی دو حالتیں ممنوع ہیں، جو کپڑا کثرت استعمال کی وجہ سے بہت پرانا ہو جائے اس کو لبیس کہتے ہیں۔ [1]

زینت کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

صحاح میں لکھا ہے کہ جس چیز سے تزئین حاصل کیا جائے اس کو زینت کہتے ہیں تہذیب میں ہے کہ: ہر وہ چیز جس سے تزئین حاصل کیا جائے وہ زینت ہے، کسی چیز کو دوسری چیز سے حسین بنانا زینت ہے، خواہ لباس سے حسین بنایا جائے، زیورات سے یا ہیئت کذائی سے، ایک قول یہ ہے کہ ظاہری حسن و جمال اور رونق کو زینت کہتے ہیں امام راغب نے کہا ہے کہ زینت حقیقت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کا کوئی حال معیوب نہ ہو، لیکن جس چیز میں کسی وجہ سے حسن ہو اور دوسری وجہ سے قبح ہو تو وہ علی الاطلاق یا حقیقی زینت نہیں ہے، زینت کی تین قسمیں ہیں: زینت نفسیہ جیسے علم اور اچھے اعتقادات، زینت بدنیہ جیسے قوت، طویل قامت اور اچھی شکل و صورت اور زینت خارجیہ جیسے مال، عزت اور وجاہت وغیرہ۔ ان سب کی مثالیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ [2]

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

زینت نفسیہ کی مثال قرآن مجید کی اس آیت میں ہے: حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم (حجرات: ۴۹/۷) "اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے نزدیک محبوب کر دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا" اور زینت بدنی کی یہ مثال ہے: قل من حرم زینت اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق (اعراف ۷/۳۲) آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت نکالی ہے اور جو پاکیزہ رزق پیدا کیے ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟" کچھ لوگ بیت اللہ میں ننگے طواف کرتے تھے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، اور زینت خارجیہ یا زینت دنیویہ کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے: فخرج علی قومہ فی زینتہ (قصص: ۲۸/۷۹) تو وہ (قارون) اپنی زینت اور آرائش میں اپنی قوم کے پاس گیا" مال، مرتبہ اور عورتوں وغیرہ کو دنیاوی زینت میں شمار کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

[1] سید محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ تاج العروس شرح القاموس ج ۴ ص ۲۳۹-۲۳۸، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] " " " " ، تاج العروس شرح القاموس ج ۹ ص ۲۲۹،

قرآن مجید میں ہے: "زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث (آل عمران: ۱۴/۳) عورتوں، بیٹوں، سونے اور چاندی کے جمع شدہ خزانوں (پسندیدہ) گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتوں کی خواہش کی محبت کو لوگوں کے لیے مزین کر دیا گیا۔" [۱]

لباس کے متعلق قرآن مجید کی آیات

یٰبنی اٰدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سواٰتھما (اعراف: ۲۷/۷)۔

اے اولاد آدم! (کہیں) شیطان تم کو فتنہ میں نہ ڈال دے، جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا تھا، اس نے ان کا لباس اتروا دیا تاکہ انھیں ان کی شرم گاہیں دکھائے۔

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ لباس کی وضع شرم گاہ کو چھپانے کے لیے ہے۔

یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا و لباسھم فیھا حریر۔ (حج: ۲۳/۲۲)

جنت میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ جنت میں ریشم کا لباس پہنایا جائے گا اور سونے کے زیورات پہنائے جائیں گے۔

زینت کے متعلق قرآن مجید کی آیات

یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین ○ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ کذٰلک نفصل الاٰیٰت لقوم یعلمون۔

(اعراف: ۳۲/۷ - ۳۱)

اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت اپنی زینت (یعنی لباس) پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت پیدا کی ہے اور جو پاک اور لذیذ چیزیں پیدا کی ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟ آپ فرما دیں یہ چیزیں ایمان والوں کے لیے ہیں دنیا کی زندگی میں (بھی) اور قیامت کے دن تو خاص انہی کیلئے ہیں اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتیں علم والوں کیلیے۔

لباس کے متعلق علماء مالکیہ کا نظریہ

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

یہ آیات عمدہ اور نفیس کپڑوں کے پہننے پر دلالت کرتی ہیں، عید، جمعہ، لوگوں سے ملاقات اور رشتہ داروں کی ملاقات کے وقت قیمتی اور خوبصورت لباس پہننا چاہیے، امام ابو العالیہ کہتے ہیں کہ مسلمان جب ایک دوسرے کی زیارت کرتے تھے تو خوبصورت لباس پہنتے تھے، صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا، انھوں نے کہا: یا رسول اللہ اگر آپ جمعہ اور وفود سے ملاقات کے وقت پہننے کے لیے یہ حلہ خرید لیتے تو اچھا ہوتا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کپڑے کو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لباس کے خوبصورت ہونے کی بناء پر اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کے ریشمی ہونے کی وجہ سے منع فرمایا تھا۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ

۱۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۲۱۹ - ۲۱۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ایران، ۱۳۴۲ھ

نے ایک ہزار درہم کا ایک حلہ خریدا جس کو پہن کر وہ نماز پڑھتے تھے، اور مالک بن دینار عدن کی ایک نہایت قیمتی پوشاک منگا کر پہنتے تھے، امام احمد بن حنبل ایک دینار کا لباس خرید کر پہنتے تھے، یہ حضرات کب قیمتی کپڑوں سے اعراض کر کے موٹے جھوٹے کپڑوں کو ترجیح دینے والے تھے؟ اور "لباس التقوی ذالک خیر" کا معنی معمولی اور گھٹیا کپڑے پہننا نہیں ہے، ورنہ یہ نفوس قدسیہ لباس التقوی کو ترک کرنے والے نہیں تھے، بلکہ یہی لوگ اصحاب علم، ارباب معرفت اور اہل تقوی تھے، اور ٹاٹ اور گاڑھا پہننے والے دوسرے لوگ تو فقط اہل دعوی ہیں اور ان کے دل تقوی سے خالی ہیں، خالد بن شوذب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری کے پاس گیا ان سے فرقد ملنے کے لیے آئے، حسن بصری نے ان کی چادر دیکھ کر کہا اے ام فرقد کے بیٹے! نیکی اس چادر میں نہیں ہے، نیکی سینے میں ہوتی ہے اور اس کی تصدیق عمل سے ہوتی ہے، اسی طرح معروف کرخی کے بھتیجے ابو محمد، ابو الحسن کے پاس اونی جبہ پہن کر گئے، ابو الحسن نے ان سے کہا اے ابو محمد کیا تم نے اپنے دل کو صوفی بنایا ہے یا اپنے جسم کو؟ اپنے دل کو صاف رکھو خواہ لباس کسی قسم کا پہنو، علامہ ابو الفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا: میں معمولی اور پیوند لگا ہوا لباس چار وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔ (۱) یہ سلف صالحین کا لباس نہیں ہے اور سلف صالحین بلا ضرورت لباس میں پیوند نہیں لگاتے تھے۔ (۲) اس قسم کے لباس سے غربت کا اظہار ہوتا ہے، حالانکہ انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے آثار کو ظاہر کرے، (۳) اس قسم کا لباس پہننے سے زہد کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہمیں زہد کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے، (۴) اس قسم کا لباس عموماً ان لوگوں کا شعار ہے جو ظاہر شریعت سے خارج ہیں اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے اس کا شمار اسی قوم سے ہوتا ہے۔

علامہ طبری نے کہا ہے کہ جس شخص نے بالوں اور اون کے لباس کو سوتی لباس کے حصول کے باوجود ترجیح دی، اس نے خطا کی، اسی طرح اس شخص نے بھی خطا کی جس نے گوشت ترک کر کے دال اور سبزی کھانا شروع کر دی، (یہاں اون کے کپڑوں سے یہ مراد ہے کہ بعض لوگ صوفیت کا اظہار کرنے کے لیے اون والی کھال کا لباس بنا لیتے تھے، جس کی ہیئت کذائی آج کل کے گاڑھے اور ٹاٹ سے بھی زیادہ بدنما ہوتی تھی، آج کل کپڑے کی صنعت بہت ترقی کر چکی ہے اور اون کو متعدد کیمیائی مراحل سے گذار کر اس کا نہایت صاف شفاف اور قیمتی لباس تیار کیا جاتا ہے، ایسا لباس اس حکم میں داخل نہیں ہے، سعیدی غفرلہ) بشر بن حارث سے اون پہننے کے متعلق سوال کیا گیا تو ان کو برا لگا اور ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے، انھوں نے کہا شہروں میں اونی کپڑے پہننے سے میرے نزدیک زرد رنگ کا اور ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا پہننا بہتر ہے۔

علامہ ابو الفرج نے کہا سلف صالحین متوسط کپڑوں کا لباس پہنتے تھے، بہت قیمتی لباس پہنتے تھے، نہ بہت گھٹیا کپڑے پہنتے تھے، اور جمعہ، عید اور رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت بہت عمدہ لباس پہنتے تھے، اور بہت معمولی اور حقیر کپڑے پہننا فقر اور زہد کے اظہار کو متضمن ہے، اور یہ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے شکایت کرنا ہے، اور اس قسم کے لباس سے لباس پہننے والے کی تحقیر ہوتی ہے اور یہ تمام باتیں مکروہ اور ممنوع ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ عمدہ لباس پہننا خواہش نفس کی پیروی ہے، اور ہمیں نفسانی خواہشوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے نیز اس میں مخلوق کو اپنی زیبائش دکھانا ہے، حالانکہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے تمام افعال اللہ کے لیے ہوں مخلوق کے لیے نہ ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ نفس کی ہر خواہش مذموم نہیں ہے اور نہ مخلوق کے لیے ہر زینت مکروہ ہے، اس چیز سے اس وقت ممانعت کی جائے گی جب شریعت نے اس سے منع کیا ہو یا اس کی بنیاد دین اور عبادات میں ریاکاری ہو، انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت دکھائی دے، اور اس چیز میں شریعت نے اس پر ملامت نہیں کی، اسی وجہ سے بالوں میں کنگھی کی جاتی ہے اور آئینہ دیکھا جاتا ہے

اور عمامہ درست کیا جاتا ہے اور اندر معمولی کپڑے اور اوپر قیمتی پوشاک پہنی جاتی ہے، اور ان میں سے کوئی چیز مکروہ اور مذموم نہیں ہے اور مکحول نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کچھ صحابہ دروازہ کے باہر حضور کے منتظر تھے، آپ ان سے ملنے کے لیے جانا چاہتے تھے، گھر میں ایک چھاگل میں پانی تھا آپ پانی میں دیکھ کر اپنی داڑھی اور بالوں کو درست کرنے لگے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ بھی ایسا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں جب کوئی شخص اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنے آپ کو تیار کر کے جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل (خوب رو) ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا ایک شخص نے کہا: ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے، اس معنی میں بہ کثرت احادیث ہیں جو صفائی اور حسن و جمال کے حصول پر دلالت کرتی ہیں، حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی، آئینہ، تیل، مسواک اور سرمہ کو ساتھ لے کر سفر میں جاتے تھے، امام ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر میں بہت تیل لگاتے تھے، اور پانی سے داڑھی کو درست کرتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اور آپ سونے سے قبل ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے تھے۔ [1]

لباس کے متعلق علماء شافعیہ کا نظریہ

امام رازی شافعی لکھتے ہیں:

اس آیت میں زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں:

(۱)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد لباس ہے جس سے انسان اپنی شرمگاہ کو چھپا سکے۔

(۲)۔ زینت سے مراد عام ہے اور اس میں زینت کی تمام اقسام شامل ہیں، اس میں بدن کو صاف کرنا، سواریاں رکھنا اور انواع و اقسام کے زیورات شامل ہیں اور اگر مردوں پر سونے، چاندی اور ریشم کی حرمت کے متعلق نص نہ آئی ہوتی تو وہ بھی اس عموم میں شامل ہوتے، اور پاکیزہ رزق سے مراد بھی عام ہے اس میں تمام پسندیدہ اور لذیذ کھانے پینے کی چیزیں داخل ہیں اور اس میں ازواج سے لذت اندوزی اور خوشبو لگانا بھی داخل ہے، روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں، آپ نے فرمایا: نرم روی اختیار کرو، کیونکہ مجھے جب گوشت مل جاتا ہے تو میں گوشت کھاتا ہوں، اور اگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ مجھے ہر روز گوشت کھلائے تو وہ ایسا کرے گا، حضرت عثمان بن مظعون نے کہا میرے دل میں آتا ہے کہ میں خوشبو نہ لگاؤں! آپ نے فرمایا: "ایسا نہ کرو، کیونکہ جبرائیل نے مجھے کبھی کبھی خوشبو لگانے کا حکم پہنچایا ہے اور یہ کہا ہے کہ جمعہ کے دن خوشبو لگانے کو ترک نہ کریں۔" پھر آپ نے فرمایا: اے عثمان! میری سنت سے اعراض نہ کرو، کیونکہ جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا اور توبہ سے پہلے مر گیا تو فرشتے اس کا چہرہ میرے حوض سے پھیر دیں گے" یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں زینت کی تمام اقسام جائز ہیں اور ان سے متصف ہونے کی اجازت ہے، ماسوا ان چیزوں کے جن کی کسی دلیل سے ممانعت ہو اسی لیے ہم نے کہا کہ قل من حرم زینۃ اللہ الخ میں زینت

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۷، ص ۱۹۶-۱۹۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

کی تمام اقسام داخل ہیں۔ [۱]

لباس کے متعلق علماء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن جوزی حنبلی "یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں:

۱۔ زینت سے مراد کپڑے ہیں اور اس کی تفسیر میں تین قول ہیں (ا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری اور علماء کی ایک جماعت نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ کپڑے پہن کر طواف کیا کرو، (ب) مجاہد اور زجاج وغیرہ نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں شرمگاہ کو ڈھانپا جائے۔ (ج) علامہ ماوردی نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ اور عید وغیرہ میں خوب صورت اور دیدہ زیب لباس پہنا جائے۔

(۲)۔ ابو رزین نے کہا زینت سے کنگھی وغیرہ کرنا مراد ہے۔ [۲]

لباس کے متعلق علماء احناف کا نظریہ

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "خذوا زینتکم عند کل مسجد" یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسجد میں جانے کے لیے زینت والا لباس پہننا مستحب ہے، اور روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ اور عید میں اس کو میرے لیے مستحب کیا گیا ہے۔ [۳]

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں ہے: "خذوا زینتکم عند کل مسجد" بعض مفسرین نے یہاں زینت سے خوبصورت لباس مراد لیا ہے، کیونکہ اس لفظ سے یہی معنی متبادر ہے، امام باقر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی یہی تفسیر منسوب ہے، روایت ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے جاتے تو نہایت عمدہ لباس پہنتے، ان سے کہا گیا کہ اے ابن رسول اللہ! آپ اس قدر عمدہ لباس کیوں پہنتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تو میں اپنے رب کے لیے جمال اختیار کرتا ہوں، ظاہر ہے کہ یہ زینت سنت ہے واجب نہیں ہے۔ [۴]

قل من حرم زینۃ اللہ الخ الآیۃ کی تفسیر میں علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو انھوں نے خز (ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا) کا جبہ پہنا ہوا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خوارج کی طرف بھیجا تو انھوں نے سب سے افضل کپڑے پہنے سب سے اچھی خوشبو لگائی اور سب سے اچھی سواری پر سوار ہوئے اور جب خوارج نے ان کو دیکھ کر یہ کہا کہ آپ ہم میں سب سے افضل ہیں اور آپ متکبرین کا لباس پہن کر اور ان کی سواری پر بیٹھ کر آئے ہیں، تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ۔ اور حق بات یہ ہے کہ جس زینت کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے وہ اس آیت کے عموم میں داخل ہے

۱۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۰۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ ھ۔
۲۔ علامہ ابو الفرج عبد الرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ ھ، زاد المسیر ج ۳ ص ۱۸۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔
۳۔ علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۳، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ ھ
۴۔ علامہ سید ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ ھ، روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اور اس کے استعمال میں کوئی توقف نہیں کیا جائے گا، الا یہ کہ اس میں تکبر کا دخل ہو۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار درہم کی چادر اوڑھ کر تشریف لے گئے، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ چار سو دینار کی چادر اوڑھتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے، اور امام محمد بھی بہت قیمتی لباس پہنتے تھے اور فرماتے تھے میں اس لیے زیب و زینت کے ساتھ رہتا ہوں کہ میری بیویاں کسی اور کی زیب و زینت کی طرف نہ دیکھیں، اور فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ خوبصورت لباس پہننا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ اس بندے پر اس نعمت کے آثار نظر آئیں، اگر یہ کہا جائے کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیوند لگی ہوئی قمیص نہیں پہنتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمال ان کی اتباع کرتے تھے اور یہ خدشہ تھا کہ اگر آپ نے قیمتی لباس پہنا تو آپ کے عمال بھی قیمتی لباس پہنیں گے اور اگر ان کے پاس پیسے نہ ہوئے تو پھر وہ لوگوں سے یا اموال مسلمین سے ناجائز طریقہ پر پیسے حاصل کریں گے۔ [1]

یہاں تک ہم نے لباس کے متعلق علماء مذاہب کی آراء بیان کی ہیں، باقی سونے، چاندی اور دیگر دھاتوں کے احکام اور ان کی بحث ان شاء اللہ متعلقہ ابواب کے تحت بیان کریں گے۔

بَابُ ٤٢٨ تَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَغَيْرِهِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کا مردوں اور عورتوں پر حرام ہونا

٥٢٧١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹاغٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

٥٢٧٢ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنِيْهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ (يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ) عَنْ اَيُّوْبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی سات سندیں ذکر کی ہیں، ساتویں سند میں یہ اضافہ ہے جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے، اور ابن مسہر کی روایت کے علاوہ اور کسی حدیث میں کھانے اور سونے کا ذکر نہیں ہے۔

[1] علامہ سید ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۸ ص ۱۱۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّرَّاجِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ بِاِسْنَادِهِ عَنْ نَافِعٍ وَزَادَ فِي حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ الَّذِي يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِي اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ذِكْرُ الْاَكْلِ وَالذَّهَبِ اِلَّا فِي حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ۔

۵۲۷۳ - وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ يَزِيْدَ اَبُوْ مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ (يَعْنِي ابْنَ مُرَّةَ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ خَالَتِهٖ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ فِي اِنَاءٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهٖ نَارًا مِّنْ جَهَنَّمَ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹاغٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

سونے اور چاندی کے برتنوں کی حرمت کے متعلق مذاہب ائمہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمائی ہے، یہ ممانعت مسلمانوں اور کافروں دونوں کو شامل ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ کفار بھی احکام فرعیہ کے مخاطب ہیں، (بعض احناف کے نزدیک کفار فروع کے مخاطب نہیں ہیں، سعیدی غفرلہٗ) اور تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ تمام مردوں اور عورتوں پر سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا حرام ہے، البتہ داؤد ظاہری اور امام شافعی کا قول قدیم اس کے خلاف ہے اور یہ دونوں قول مردود ہیں، کیونکہ یہ دونوں قول نصوص صریحہ اور اجماع کے خلاف ہیں، نیز امام شافعی نے اپنے قول قدیم سے رجوع کر لیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا مطلقاً ممنوع ہے، ان میں کھانا پینا، ان کا چمچہ بنانا، ان میں دھونی دینا، ان میں بول و براز کرنا غرض یہ کہ ان میں ہر قسم کا استعمال ممنوع ہے، ان کی سرمہ دانی بنانا، سرمہ دانی کی سلائی بنانا (اسی طرح قلم دوات وغیرہ) سونے چاندی کی ہر چیز مردوں اور عورتوں پر حرام ہے، البتہ عورتوں کے لیے سونے اور چاندی کے زیورات کو استعمال کرنا جائز ہے۔ اگر کسی شخص نے سونے یا چاندی کے برتن سے وضو یا غسل کیا تو وہ گنہ گار ہوگا لیکن اس کا وضو صحیح ہے، اسی طرح اگر کسی نے سونے یا چاندی کے برتنوں میں کھانا کھایا تو وہ گنہ گار ہوگا لیکن وہ کھانا حرام نہیں ہے، امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور تمام علماء کا یہی نظریہ ہے، البتہ داؤد ظاہری کا اس میں اختلاف ہے۔ سونے اور چاندی

کے برتنوں کو بنانا اور استعمال نہ کرنا اس میں فقہاء شافعیہ کے دو قول ہیں، اصح قول یہ ہے کہ یہ بھی حرام ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے، کراہت کے قول کی تقدیر پر اس کو بنانے والا اجرت کا مستحق ہوگا، اور جس نے ان برتنوں کو توڑا اس پر تاوان لازم ہوگا، اور شیشہ کے نفیس برتن بالاجماع حرام نہیں ہیں، اور یاقوت، زمرد اور فیروزہ کے برتنوں میں اختلاف ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہیں اور بعض فقہاء نے ان کو حرام بھی کہا ہے۔ [1]

سونے اور چاندی کے استعمال کی صورتوں میں مذاہب ائمہ

ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں: سونے اور چاندی کے استعمال کی چند چیزیں ضرورت اور حاجت کی بناء پر مستثنیٰ ہیں۔

۱۔ اگر کسی شخص کی ناک کٹ جائے یا اس کا دانت ٹوٹ جائے، تو سونے یا چاندی کی ناک یا دانت بنانا جائز ہے، جمہور فقہاء کا یہی نظریہ ہے، امام محمد بن حسن شیبانی اور ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف کی بھی یہی رائے ہے، اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ دانتوں کو سونے کی بجائے چاندی سے باندھا جائے، فقہاء احناف نے یہ بھی کہا ہے کہ چاندی کی انگوٹھی میں نگینہ لگانے کے لیے سونے کی کیل ٹھونکنا جائز ہے، کیونکہ یہ کیل نگینے کے تابع ہے، اور فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ مرد پر سونے کا دانت لگانا حرام ہے۔

(۲)۔ دوات (اسی طرح قلم وغیرہ) پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے بایں طور کہ اس سے سونے یا چاندی کو مادی طور سے الگ نہ کیا جا سکے۔

(۳)۔ جس برتن کو چاندی سے مزین کیا گیا ہو، امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس میں پینا اور وضو کرنا جائز ہے، اسی طرح چاندی سے مزین کی ہوئی زین پر سوار ہونا اور چاندی سے مزین کیے ہوئے تخت پر بیٹھنا جائز ہے، جس برتن کے بنانے میں سونا یا چاندی ملایا گیا ہو، یا جس کرسی کے مادہ میں سونا یا چاندی کو شامل کیا گیا ہو، اس کو بھی امام ابوحنیفہ نے جائز کہا ہے، اسی طرح اگر تلوار یا آئینے کے حلقہ میں سونا یا چاندی لگایا گیا ہو یا قرآن مجید کو سونے یا چاندی سے بنایا گیا ہو تو یہ بھی جائز ہے، اسی طرح لگام یا رکاب کا حکم ہے، اور جس کپڑے میں سونے یا چاندی سے لکھا گیا ہو تو یہ سب اُمور جائز ہیں، مسجد کے نقش و نگار اور مصحف کو سونے کے پانی سے مزین کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس سے تعظیم مقصود ہو اور اگر ریاکاری مقصد ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔

فقہاء مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ مصحف، تلوار اور انگوٹھی کو چاندی سے مزین کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور لگام، زین اور چھری وغیرہ میں چاندی نہ لگائی جائے، اور سونے کے پانی چڑھانے یا چاندی اور سونے کو ملا کر بنانے میں ان کے دو قول ہیں، ایک قول میں ممنوع کہا ہے اور ایک قول میں مکروہ کہا ہے۔

فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ چاندی اور سونے کا پانی کسی چیز پر اس طرح چڑھانا جائز نہیں ہے جس سے مادی طور پر سونے یا چاندی کو الگ کیا جا سکے اور اگر چاندی یا سونے کو الگ نہ کیا جا سکے تو پھر جائز ہے، اور بطور زینت کے کسی مادے میں چاندی بھر کر برتن بنانا جائز نہیں ہے اور اگر اس کی ضرورت ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور کسی مادے میں سونا بھر کر

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۸۔ ۱۸۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

کوئی چیز بنانا مطلقاً حرام ہے، خواہ وہ چیز بڑی ہو یا چھوٹی، ضرورت کی بناء پر بنایا جائے یا زینت کی بناء پر، کل مادے میں سونا بھرا جائے یا بعض میں، حتیٰ کہ اس طرح سرمہ دانی بنانا بھی جائز نہیں ہے۔

مرد اور عورت کے لیے مصحف کو چاندی سے آراستہ کرنا جائز ہے اور آلات جنگ مثلاً نیزے اور منطقہ وغیرہ کو مرد کے لیے چاندی سے مزین کرنا جائز ہے کیونکہ اس سے کفار جلیں گے، اور یہ عمل عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے، جن آلات کو مرد پہنتے نہیں ہیں جیسے زین اور لگام وغیرہ ان کو بھی چاندی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، اور عورت کے لیے مصحف کو سونے سے مزین کرنا جائز ہے، لیکن سونے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مصحف میں لگا لیے جائیں، دیواروں اور چھتوں کو سونے اور چاندی کے پانی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، خواہ سونے اور چاندی کو مادی طور پر الگ کیا جا سکے یا نہیں۔ کعبہ اور باقی مساجد کو سونے اور چاندی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، جس طرح کعبہ میں ریشم کے پردے لگانا جائز نہیں ہے۔

فقہاء حنابلہ کے اقوال بھی فقہاء شافعیہ کی طرح ہیں، ان کے نزدیک بھی کسی مادے میں سونا، چاندی بھر کر کوئی چیز بنانا جائز نہیں، خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو، اور قلیل مقدار میں سونے کا استعمال بغیر ضرورت کے جائز نہیں ہے، مثلاً سونے کی ناک لگانا یا سونے سے دانت باندھنا جائز ہے، اسی طرح قلیل مقدار میں چاندی کا استعمال بھی جائز ہے۔

فقہاء نے بیان کیا ہے کہ سونے اور چاندی کے استعمال کی حرمت کی علت فضول خرچی اور تکبر ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کی حرمت کی علت ان کا خلقۃً ثمن ہونا ہے، اگر ان کے استعمال کو مباح کیا جائے تو پھر ان کا بازار میں زیادہ رواج ہو جائیگا جس سے اضطراب اور قلق پیدا ہوگا۔

سونے اور چاندی کے علاوہ دوسرے نفیس برتنوں کا استعمال جائز ہے، جیسے یاقوت، شیشے، بلور، عقیق، زمرد، مرجان، پیتل اور سیسہ وغیرہ کے برتن، کیونکہ یہ مادے سونے اور چاندی کے حکم میں نہیں ہیں اور اشیاء میں اصل اباحت ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پیتل کے برتن سے وضوء کیا ہے۔ [1]

۷۲۹ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ وَإِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ

مردوں اور عورتوں پر سونے اور چاندی کے برتنوں کا حرام ہونا، مردوں پر سونے کی انگوٹھی اور ریشم کا حرام ہونا اور عورتوں کے لیے اس کی اباحت

۵۲۷۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ ۱
قَالَ دَخَلْتُ عَلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ

سوید بن مقرن بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا ہے اور سات چیزوں سے روکا ہے، مریض کی عیادت کرنے، جنازہ کے ساتھ جانے، چھینک کا جواب دینے، قسم پوری کرنے

[1] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۳ ص ۵۴۶، ۵۴۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت

أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بسبع ونهانا عن سبع أمرنا بعيادة المريض واتباع الجنازة وتشميت العاطس وإبرار القسم أو المقسم ونصر المظلوم وإجابة الداعي وإفشاء السلام ونهانا عن خواتيم أو عن تختم بالذهب وعن شرب بالفضة وعن المياثر وعن القسي وعن لبس الحرير والإستبرق والديباج۔

مظلوم کی مدد کرنے، دعوت قبول کرنے اور بکثرت سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ انگوٹھی پہننے، یا سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتنوں میں پینے، ریشمی گدوں پر بیٹھنے، قسی (ریشم کی ایک قسم) پہننے، ریشمی کپڑا پہننے، استبرق (ریشم کی ایک قسم) اور دیباج (ریشم کی ایک قسم) پہننے سے منع فرمایا ہے۔

۵۲۷۵۔ حدثنا أبو الربيع العتكي حدثنا أبو عوانة عن أشعث بن سليم بهذا الإسناد مثله إلا قوله وإبرار القسم أو المقسم فإنه لم يذكر هذا الحرف في الحديث وجعل مكانه وإنشاد الضال۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے، اس میں قسم پوری کرنے کا ذکر نہیں ہے، اس کی بجائے گم شدہ چیز کو تلاش کرانے کا ذکر ہے۔

۵۲۷۶۔ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا علي بن مسهر ح وحدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا جرير كلاهما عن الشيباني عن أشعث بن أبي الشعثاء بهذا الإسناد مثل حديث زهير وقال إبرار القسم من غير شك وزاد في الحديث وعن الشرب في الفضة فإنه من شرب فيها في الدنيا لم يشرب فيها في الآخرة۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، اس میں قسم کو پورا کرنے کا ذکر ہے، اور چاندی کے برتن میں پینے کے متعلق یہ ہے کہ جس نے دنیا میں چاندی کے برتن میں پیا وہ آخرت میں چاندی کے برتن میں نہیں پیے گا۔

۵۲۷۷۔ وحدثناه أبو كريب حدثنا ابن إدريس أخبرنا أبو إسحق الشيباني وليث بن أبي سليم عن أشعث بن أبي الشعثاء بإسنادهم ولم يذكر زيادة جرير وابن مسهر۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں موخر الذکر زیادتی کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۷۸۔ وحدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر ح وحدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا أبي ح وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا أبو عامر العقدي ح وحدثنا عبد الرحمن بن بشر حدثني بهز قالوا جميعا حدثنا شعبة عن أشعث بن سليم بإسنادهم ومعنى حديثهم إلا قوله وإفشاء السلام فإنه قال بدلها ورد

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کی ہیں اس میں سلام کی اشاعت کی جگہ سلام کے جواب دینے کا ذکر ہے، اور کہا کہ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی یا سونے کے چھلے سے منع فرمایا۔

السَّلَامِ وَقَالَ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ۔

۵۲۷۹ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَعَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ بِإِسْنَادِهِمْ وَقَالَ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں افشاء السلام اور خاتم الذہب کے الفاظ بغیر شک کے ذکر ہیں۔

۵۲۸۰ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلِ بْنِ إِسْحٰقَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُهُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُكَيْمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ فَجَاءَهُ دِهْقَانٌ بِشَرَابٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ إِنِّي أُخْبِرُكُمْ أَنِّي قَدْ أَمَرْتُهُ أَنْ لَا يَسْقِيَنِي فِيهِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَالْحَرِيرَ فَإِنَّهُ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

عبداللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں کہ ہم مدائن (ایک شہر) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت حذیفہ نے پانی مانگا، ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس برتن کو پھینک دیا اور فرمایا میں تم کو بتا رہا ہوں کہ میں پہلے اس سے کہہ چکا تھا کہ مجھے چاندی کے برتن میں نہ پلاتے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چاندی اور سونے کے برتن میں نہ پیو اور دیباج اور حریر نہ پہنو کیونکہ یہ چیزیں کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے قیامت کے دن یہ چیزیں آخرت میں ہونگی۔

۵۲۸۱ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُكَيْمٍ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ ہم مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس تھے، پھر اس کی مثل حدیث ذکر کی، اس حدیث میں قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۸۲ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوَّلًا عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ ثُمَّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ ثُمَّ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُكَيْمٍ فَظَنَنْتُ أَنَّ ابْنَ أَبِي لَيْلَى إِنَّمَا سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ عُكَيْمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ابن عکیم کہتے ہیں کہ ہم مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس تھے، پھر اس کی مثل حدیث ہے، اس میں قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۸۳ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَمِعَ

عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس گیا ان کے پاس ایک شخص چاندی کا برتن لے

عَبْدَ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي لَيْلَى) قَالَ شَهِدْتُ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقَى بِالْمَدَائِنِ فَأَتَاهُ إِنْسَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَذَكَرَهُ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُكَيْمٍ عَنْ حُذَيْفَةَ۔

کر آیا، اس کے بعد ابن عکیم کی روایت کی مثل ہے۔

۵۲۸۴ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ وَإِسْنَادِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ شَهِدْتُ حُذَيْفَةَ غَيْرُ مُعَاذٍ وَحْدَهُ إِنَّمَا قَالُوا إِنَّ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقَى۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں، ان میں معاذ کے علاوہ اور کسی کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ میں حضرت حذیفہ کے پاس گیا، ان میں صرف اتنا ذکر ہے کہ حضرت حذیفہ نے پانی مانگا۔

۵۲۸۵ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَنْ ذَكَرْنَا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

۵۲۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ اسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا۔

عبدالرحمن بن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ان کو ایک مجوسی نے چاندی کے برتن میں پانی پلایا، حضرت حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے ریشم پہنو نہ دیباج پہنو اور سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیو، اور نہ ان کی رکابیوں (پلیٹوں) میں کھاؤ، کیونکہ یہ برتن کفار کے لیے دنیا میں ہیں۔

۵۲۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حُلّہ (یعنی ایک قسم کی دو چادریں) بک رہا ہے، انھوں نے

يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ فَلَبِسْتَهَا لِلنَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطٰى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهٗ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ -

کہ یا رسول اللہ! کاش آپ اس حلہ کو خرید لیں اور عام لوگوں کے لیے جمعہ کے دن پہنیں اور اس وقت پہنیں جب آپ سے کوئی وفد ملاقات کے لیے آئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو صرف وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ریشمی حلے آئے، آپ نے حضرت عمر کو بھی ان میں سے ایک حلہ دیا، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے یہ حلہ پہننے کے لیے دیا ہے، حالانکہ آپ نے عطارد کے حلہ میں ایسا، ایسا فرمایا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ حلہ تم کو پہننے کے لیے نہیں دیا، پھر حضرت عمر نے وہ حلہ مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔

٥٢٨٨ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ -

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

٥٢٨٩ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأٰى عُمَرُ عُطَارِدًا التَّمِيمِيَّ يُقِيمُ بِالسُّوقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ وَكَانَ رَجُلًا يَغْشَى الْمُلُوكَ وَيُصِيبُ مِنْهُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ عُطَارِدًا يُقِيمُ فِي السُّوقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَلَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا لِوُفُودِ الْعَرَبِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ وَأَظُنُّهٗ قَالَ وَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْآخِرَةِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے دیکھا کہ عطارد تمیمی بازار میں ایک ریشمی حلہ لیے بیٹھا ہے، یہ شخص بادشاہوں کے پاس جاتا تھا اور ان سے داد و دہش وصول کرتا تھا، حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے دیکھا بازار میں عطارد ریشمی حلہ بیچ رہا ہے کاش آپ اس سے حلہ خرید لیتے اور جب عرب کے وفود آپ سے ملنے کے لیے آتے تو آپ اس کو زیب تن فرماتے! حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے حضرت عمر نے کہا تھا اور آپ اس کو جمعہ کے دن پہنتے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں ریشم کو صرف وہ شخص پہنتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا،

أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلَلٍ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ وَبَعَثَ إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بِحُلَّةٍ وَأَعْطَى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حُلَّةً فَقَالَ شَقِّقْهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ بِحُلَّتِهِ يَحْمِلُهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهٖ وَقَدْ قُلْتَ بِالْأَمْسِ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا وَأَمَّا أُسَامَةُ فَرَاحَ فِي حُلَّتِهٖ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرًا عَرَفَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْكَرَ مَا صَنَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ فَأَنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَا فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ۔

اس واقعہ کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی ریشمی حلے آئے، آپ نے ایک حلہ حضرت عمر کے پاس بھیجا، ایک حضرت اسامہ بن زید کے پاس بھیجا اور ایک حلہ حضرت علی بن ابیطالب کے پاس بھیجا اور فرمایا اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا دو، حضرت عمر اپنے حلہ کو اٹھا کر لائے اور کہا یارسول اللہ! آپ نے یہ حلہ میرے پاس بھیجا ہے، حالانکہ آپ نے کل عطارد کے حلہ کے متعلق کیا فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے پاس یہ حلہ اس لیے نہیں بھیجا کہ اس کو تم خود پہنو، لیکن میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ حاصل کرو اور حضرت اسامہ تو وہ حلہ پہن کر حاضر ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرح دیکھا جس سے انھوں نے یہ جان لیا کہ آپ کو یہ پہننا ناگوار ہوا ہے، انھوں نے کہا یارسول اللہ! آپ مجھے کیوں اس طرح دیکھ رہے ہیں حالانکہ آپ نے خود اس حلہ کو میرے پاس بھیجا تھا، آپ نے فرمایا میں نے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم خود اس کو پہنو، لیکن میں نے تمہارے پاس اس حلہ کو اس لیے بھیجا تھا کہ تم اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا لو۔

۵۲۹۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى (وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ) قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بِالسُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهٖ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوَفْدِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذِهٖ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ قَالَ فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے بازار میں استبرق کا ایک حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا، وہ اس حلہ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا یارسول اللہ! اس کو خرید لیجیے اور عید کے موقعہ پر اور آنے جانے والوں کے موقع پر اظہار زینت کے لیے اس کو پہنا کیجیے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صرف ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا پھر جب تک خدا کو منظور تھا حضرت عمر ٹھہرے رہے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس دیباج کا ایک جبہ بھیجا حضرت عمر اس کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا یہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتّٰى أَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ إِنَّمَا هٰذِهٖ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِيْعُهَا وَتُصِيْبُ بِهَا حَاجَتَكَ۔

ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، پھر آپ نے یہی میرے پاس بھیج دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو فروخت کر کے ان پیسوں کو اپنے کام میں لے آؤ۔

۵۲۹۱ - وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۲۹۲ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَأٰى عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ عُطَارِدٍ قَبَاءً مِّنْ دِيْبَاجٍ أَوْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اشْتَرَيْتَهٗ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَأُهْدِيَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَرْسَلْتَ بِهَا إِلَيَّ وَقَدْ سَمِعْتُكَ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے آل عطارد کے کسی آدمی کے پاس دیباج یا ریشم کی قبا دیکھی، حضرت عمر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کاش! آپ اس کو خرید لیں، آپ نے فرمایا اس کو صرف وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی حلہ ہدیہ کیا گیا، آپ نے وہ حلہ میرے پاس بھیج دیا، میں نے کہا آپ نے وہ حلہ میرے پاس بھیج دیا، حالانکہ میں آپ سے اس کے متعلق وہ سن چکا ہوں جو آپ نے فرمایا تھا، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے پاس صرف اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

۵۲۹۳ - وَحَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأٰى عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ عُطَارِدٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَنْتَفِعَ بِهَا وَلَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آل عطارد کے ایک شخص کے پاس (حلہ) دیکھا، اس کے بعد حدیث مثل سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور تمہارے پاس اس کو پہننے کے لیے نہیں بھیجا۔

۵۲۹۴ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

یحیی بن ابی اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبد اللہ نے مجھ سے استبرق کے متعلق دریافت کیا، میں نے کہا وہ موٹا

يحيى بن أبي إسحاق قال قال لي سالم بن عبد الله في الإستبرق قال قلت ما غلظ من الديباج وخشن منه فقال سمعت عبد الله بن عمر يقول رأى عمر على رجل حلة من إستبرق فأتى بها النبي صلى الله عليه وسلم فذكر نحو حديثهم غير أنه قال فقال إنما بعثت بها إليك لتصيب بها مالاً۔

۵۲۹۵ - حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا خالد ابن عبد الله عن عبد الملك عن عبد الله مولى أسماء بنت أبي بكر وكان خال ولد عطاء قال أرسلتني أسماء إلى عبد الله بن عمر فقالت بلغني أنك تحرم أشياء ثلاثة العلم في الثوب وميثرة الأرجوان وصوم رجب كله فقال لي عبد الله أما ما ذكرت من رجب فكيف بمن يصوم الأبد وأما ما ذكرت من العلم في الثوب فإني سمعت عمر بن الخطاب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنما يلبس الحرير من لا خلاق له فخفت أن يكون العلم منه وأما ميثرة الأرجوان فهذه ميثرة عبد الله فإذا هي أرجوان فرجعت إلى أسماء فخبرتها فقالت هذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخرجت إلى جبة طيالسة كسروانية لها لبنة ديباج وفرجيها مكفوفين بالديباج فقالت هذه كانت عند عائشة حتى قبضت فلما قبضت قبضتها وكان النبي صلى الله عليه وسلم يلبسها فنحن نغسلها للمرضى

اور سخت دیباج ہے، میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پاس استبرق کا حلہ دیکھا، وہ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے، اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے یہ جبہ تمہارے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے مالی فائدہ حاصل کرو۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق کے غلام کا نام عبداللہ تھا، وہ عطاء کے لڑکے کے ماموں تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت اسماء نے مجھے حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس بھیجا، اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ تین چیزوں کو حرام کہتے ہیں، کپڑوں کے نقش و نگار کو، سرخ گدوں کو اور ماہ رجب کے تمام روزے رکھنے کو، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا: آپ نے جو رجب کے متعلق ذکر کیا ہے تو جو شخص دائمی روزے رکھتا ہو اور وہ رجب کے روزوں کو حرام کیسے کہہ سکتا ہے؟ باقی رہا کپڑوں کے نقش و نگار کا مسئلہ تو بات یہ ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریشم کو صرف وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور مجھے یہ خدشہ تھا کہ نقش و نگار بھی شاید ریشم سے بنائے جاتے ہیں، رہا سرخ گدا تو عبداللہ بن عمر کا گدا بھی سرخ رنگ کا ہے، راوی کہتے ہیں میں یہ جوابات لے کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اور ان کو وہ جوابات بتلائے، حضرت اسماء نے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے انھوں نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے، حضرت اسماء نے کہا یہ جبہ حضرت عائشہ کی وفات تک ان کے پاس تھا، اور جب ان کی وفات ہوئی تو پھر میں نے اس پر قبضہ کر لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس جبہ کو پہنتے تھے، ہم اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور اس جبہ سے ان کے

يُسْتَشْفٰى بِهَا۔

لیے شفا طلب کرتے ہیں۔

٥٢٩٦ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَلِيْفَةَ بْنِ كَعْبٍ أَبِيْ ذُبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ أَلَا لَا تُلْبِسُوْا نِسَاءَكُمُ الْحَرِيْرَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔

خلیفہ بن کعب ابی ذبیان کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خطبہ میں کہا: سنو اپنی عورتوں کو ریشم نہ پہناؤ کیونکہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریشم نہ پہنو، کیونکہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا۔

٥٢٩٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيْجَانَ يَا عُتْبَةَ بْنَ فَرْقَدٍ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَدِّكَ وَلَا مِنْ كَدِّ أَبِيْكَ وَلَا مِنْ كَدِّ أُمِّكَ فَأَشْبِعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ رِحَالِهِمْ مِمَّا تَشْبَعُ مِنْهُ فِيْ رَحْلِكَ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَزِيَّ أَهْلِ الشِّرْكِ وَلَبُوْسَ الْحَرِيْرِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لَبُوْسِ الْحَرِيْرِ قَالَ إِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا قَالَ زُهَيْرٌ قَالَ عَاصِمٌ هٰذَا فِي الْكِتَابِ قَالَ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ إِصْبَعَيْهِ۔

ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم آذربائیجان میں تھے، حضرت عمر نے ہمیں لکھا: اے عتبہ بن فرقد! تمہارے پاس جو مال ہے اس میں تمہاری کوشش کا دخل ہے نہ تمہارے باپ کی کوشش کا دخل ہے نہ تمہاری ماں کی کوشش کا دخل ہے سو مسلمانوں کو ان کے گھروں پر ان چیزوں سے پیٹ بھر کر کھلاؤ جن سے تم اپنے گھر پر پیٹ بھر کر کھاتے ہو اور تم عیش وعشرت، مشرکین کے لباس اور ریشم پہننے سے بچتے رہنا، کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، مگر ریشم کی اتنی مقدار جائز ہے، یہ فرما کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں، درمیانی انگلی اور انگشت شہادت ملا کر بلند فرمائیں زہیر نے بھی اپنی دو انگلیاں بلند کیں۔

٥٢٩٨ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَرِيْرِ بِمِثْلِهِ۔

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

٥٢٩٩ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ (وَهُوَ عُثْمَانُ) وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ) أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ فَجَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

ابو عثمان کہتے ہیں کہ ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم کو صرف وہی شخص پہنے گا جس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا، البتہ ریشم کی اتنی مقدار جائز ہے، ابو عثمان نے اپنے انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی دو انگلیوں

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ اِلَّا مَنْ لَیْسَ لَہٗ مِنْہُ شَیْءٌ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا ھٰکَذَا وَقَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ بِاِصْبَعَیْہِ اللَّتَیْنِ تَلِیَانِ الْاِبْھَامَ فَرَاَیْتُھُمَا اَزْرَارَ الطَّیَالِسَۃِ حَتّٰی رَاَیْتُ الطَّیَالِسَۃَ۔

کے ساتھ اشارہ کیا، پھر جب میں نے طیالسہ کی چادر کو دیکھا تو ان انگلیوں کو طیالسہ کی چادر میں دیکھا۔

۵۳۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِیْہِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ کُنَّا مَعَ عُتْبَۃَ بْنِ فَرْقَدٍ بِمِثْلِ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ النَّھْدِیَّ قَالَ جَآءَنَا کِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ بِاَذْرَبِیْجَانَ مَعَ عُتْبَۃَ بْنِ فَرْقَدٍ اَوْ بِالشَّامِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْحَرِیْرِ اِلَّا ھٰکَذَا اِصْبَعَیْنِ قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ فَمَا عَتَّمْنَا اَنَّہٗ یَعْنِی الْاَعْلَامَ۔

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمر کا مکتوب آیا، درآں حالیکہ اس وقت ہم آذربائیجان میں عتبہ بن فرقد کے پاس تھے، یا شام میں تھے، اس میں یہ لکھا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے لیکن دو انگلیوں کی مقدار کا استثناء کیا ہے، ابو عثمان نے کہا ہم نے اس سے نقش و نگار سمجھے۔

۵۳۰۲۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (وَھُوَ ابْنُ ھِشَامٍ) حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ وَلَمْ یَذْکُرْ قَوْلَ اَبِیْ عُثْمَانَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے، اس میں ابو عثمان کے قول کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۰۳۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیُّ وَاَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَزُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِیِّ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ غَفَلَۃَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِیَۃِ فَقَالَ نَھٰی نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَیْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اَوْ اَرْبَعٍ۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، البتہ دو یا تین یا چار انگلیوں کا استثناء فرمایا ہے۔

۵۳۰۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۳۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَبِيبٍ) قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ أُهْدِيَ لَهُ ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ نَزَعَهُ فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهُ قَدْ أَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِي عَنْهُ جِبْرِيلُ فَجَاءَهُ عُمَرُ يَبْكِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَرِهْتَ أَمْرًا وَأَعْطَيْتَنِيهِ فَمَا لِي قَالَ إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهُ لِتَلْبَسَهُ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهُ تَبِيعُهُ فَبَاعَهُ بِأَلْفَيْ دِرْهَمٍ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دیباج کی قبا پہنی جو آپ کو ہدیہ کی گئی تھی، پھر آپ نے اس کو اتار دیا اور حضرت عمر کے پاس بھیج دیا، آپ سے کہا گیا: یارسول! آپ نے اس کو بہت جلد اتار دیا، آپ نے فرمایا مجھ کو جبرئیل نے اس سے منع کیا، پھر حضرت عمر نے روتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے جو چیز ناپسند کی وہ مجھے دے دی! اب میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: میں نے تم کو پہننے کے لیے نہیں دی، میں نے تم کو یہ فروخت کرنے کے لیے دی ہے، پھر حضرت عمر نے اس کو دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

۵۳۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی حلہ ہدیہ کیا گیا آپ نے وہ میرے پاس بھیج دیا، میں نے اس کو پہن لیا، پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے، آپ نے فرمایا میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس کو پہن لو، میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ تم اس کو پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا دو۔

۵۳۰۷ - حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ مُعَاذٍ فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے، اس میں یہ ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اس کو اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا، اور دوسری سند میں یہ ہے کہ میں نے اس کو اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا۔

جَعْفَرٍ فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِي وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَمَرَنِي ۔

۵۳۰۸ ۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَ حَرِيرٍ فَأَعْطَاهُ عَلِيًّا فَقَالَ شَقِّقْهُ خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ بَيْنَ النِّسْوَةِ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر دومہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک کپڑا ہدیہ بھیجا، آپ نے وہ کپڑا حضرت علی کو دیا اور فرمایا: اس کو پھاڑ کر فاطمہ بنت رسول اللہ، فاطمہ بنت اسد (حضرت علی کی والدہ) اور فاطمہ بنت حمزہ کی اوڑھنیاں بنا دو، دوسری روایت میں عورتوں کا لفظ ہے۔

۵۳۰۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَسَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ قَالَ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِي ۔

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ریشمی حلہ دیا، میں وہ پہن کر نکلا تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے پھر میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

۵۳۱۰ ۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَرَ بِجُبَّةِ سُنْدُسٍ فَقَالَ عُمَرُ بَعَثْتَ بِهَا إِلَيَّ وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَإِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَنْتَفِعَ بِثَمَنِهَا ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے پاس ایک سندس کا جبہ بھیجا حضرت عمر نے کہا آپ نے میرے پاس یہ جبہ بھیجا ہے، حالانکہ آپ اس کے متعلق ایسا ایسا فرما چکے ہیں! آپ نے فرمایا میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اس کو پہنو، میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۵۳۱۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔

۵۳۱۲- وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔

۵۳۱۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ریشم کی ایک قبا ہدیہ میں دی گئی، آپ نے اس کو پہن کر نماز پڑھی پھر کراہت کے ساتھ اس کو زور سے کھینچ کر اتارا، پھر فرمایا کہ یہ متقیوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔

۵۳۱۴- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

کفار فروع کے مخاطب ہیں یا نہیں؟

حدیث نمبر ۵۲۸۰ میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے دیکھا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا، آپ نے فرمایا: اس کو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، بعد میں حضور نے حضرت عمر کی طرف ایک ریشمی حلہ بھیجا اور حضرت عمر کے استصواب پر فرمایا میں نے یہ تم کو پہننے کے لیے نہیں دیا، حضرت عمر کا ایک بھائی مکہ میں مشرک تھا، حضرت عمر نے اس کو یہ حلہ پہنا دیا۔ علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں کافر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور انھیں ہدیہ دینے کی دلیل ہے اور اس حدیث میں مردوں کو ریشم کے کپڑوں کا ہدیہ دینے کی دلیل ہے، کیونکہ کپڑا دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کپڑے کو پہنیں، بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ کافر مردوں کے لیے ریشم کے کپڑے پہننا جائز ہے، لیکن یہ وہم باطل ہے، کیونکہ حدیث میں صرف کافر کی طرف ہدیہ دینے کا ذکر ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ حضرت عمر نے اس کافر کو وہ کپڑا پہننے کی اجازت دی تھی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم کے پاس ریشم کے کپڑے بھیجے اور اس سے ان کے پہننے کا جواز لازم نہیں آیا، بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تصریح کی کہ آپ نے ان کو یہ کپڑے اس لیے دیے ہیں تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں نہ یہ کہ ان کپڑوں کو پہنیں، اور مذہب صحیح یہ ہے کہ کفار احکام فرعیہ کے بھی مخاطب ہیں اور ان پر ریشم پہننا حرام ہے۔ [1]

علامہ نووی شافعی نے اس حدیث کی یہ تشریح اپنے مذہب کے مطابق کی ہے، فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ کفار فروع کے مخاطب

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۰ - ۱۸۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نہیں ہیں اور ان کا استدلال حدیث کے ان الفاظ سے ہے: فکساھا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اخالہ بمکۃ مشرکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ ریشمی کپڑا مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا، علامہ نووی کی تقریر تب صحیح ہوتی جب اس مشرک کو کپڑا دینے کا ذکر ہوتا، یہاں دینے کا نہیں پہنانے کا ذکر ہے۔

مردوں پر ریشم حرام ہونے کی تفصیل اور دیگر مسائل

اس حدیث سے جو باقی مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مردوں پر ریشم حرام ہے، البتہ حدیث نمبر ۵۳۰۳ میں حضرت عمر نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم کی حرمت سے دو، تین، چار انگلیوں کا استثناء فرمایا، اور حدیث نمبر ۵۲۹۵ میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا طیالسی کسروانی جبہ تھا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ ان احادیث سے جمہور فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر چار انگل ریشم کا کام بنانا جائز ہے اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کے لیے ریشم پہننا مطلقاً جائز ہے، کیونکہ حدیث نمبر ۵۳۰۶ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی سے یہ خطاب ہے کہ تم اس کپڑے کو پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا لو۔

(۲)۔ مسجد کے دروازہ پر خرید و فروخت کا جواز۔

(۳)۔ صالحین اور اشراف کا خرید و فروخت کرنا۔

(۴)۔ جس چیز کا پہننا جائز نہ ہو اس کی ملکیت کا صحیح ہونا، اور اس کا ہدیہ دینا۔

(۵)۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جود و سخا اور صحابہ کو ہدیے دینے کا بیان۔

(۶)۔ کفار کو ہدیہ دینا اور ان سے حسن سلوک کرنا۔

(۷)۔ مردوں کو ریشم کے کپڑے ہدیہ میں دینا۔

(۸)۔ جمعہ اور عیدین کے دن اچھے کپڑے پہننے کا جواز اور استحسان، امام ابوداؤد نے حضرت ابن سلام سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے خریدے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے خرید لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب جمعہ کا دن ہو تو مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ مسواک کرے، اور اپنے اچھے کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے۔

سونے، چاندی کے بٹن اور گھڑی کے چین کا حکم

حدیث نمبر ۵۲۹۵ میں ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک کسروانی جبہ تھا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ اس حدیث سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پہ چار انگل ریشم کا کام بنوانا جائز ہے اور چونکہ یہ نقش و نگار کپڑے میں بالتبع ہوتے ہیں اس لیے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر سونے اور چاندی کا بالتبع کام بنوانا یا سونے اور چاندی کے بٹن بنوانا بھی جائز ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

شرح الوہبانیہ میں منتقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ریشم سے قمیص کے کاج اور بٹن بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ قمیص کے تابع ہیں اور تتارخانیہ میں سیر کبیر سے منقول ہے کہ دیباج اور سونے کے بٹن بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور تتارخانیہ میں مختصر الطحاوی سے منقول ہے کہ کپڑے پر چاندی کے نقش و نگار بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور سونے کے نقش و نگار بنانا مکروہ ہے، فقہاء نے کہا کہ اس پر اشکال ہے کیونکہ شریعت میں آستینوں پر کام کی اجازت ہے، اور آستینوں پر کبھی سونے کا کام بھی کروایا جاتا ہے۔ [1]

علامہ ابن عابدین شامی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اس پر یہ اعتراض ہے کہ شارع علیہ السلام نے ایسا جبہ پہنا ہے جس کی آستینوں یا دامن پر ریشم کا کام تھا، اس میں چاندی یا سونے کے کام کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا اس کے جواب میں غور و فکر اور تتبع کرنا چاہیے (علامہ شامی کہتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ کپڑے کی آستینوں یا دامن پر ریشم کے بیل بوٹے صرف اس لیے جائز کیے گئے ہیں کہ وہ قلیل، تابع اور غیر مقصود ہوتے ہیں، چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے، اور سونا، چاندی اور ریشم حرام ہونے میں سب برابر ہیں اور جب جبہ کی آستینوں پر ریشم کے نقش و نگار بنانے کی اجازت دی گئی تو اس سے سونے اور چاندی کے نقش و نگار بنانے کی بھی اجازت حاصل ہو گئی، کیونکہ حرمت میں یہ سب مساوی ہیں۔ [2]

میرے استاذ محترم حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی متعنا اللہ بطول حیاتہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح کلائی کی گھڑی کا چین بھی جائز ہے کیونکہ وہ بھی تابع اور غیر مقصود ہے کیونکہ اصل مقصود گھڑی ہے۔ گلٹ جس میں چاندی ملی ہوئی ہو اور غالب تانبا ہو اگر اس کی چین انگرکھے میں لگائی جائے تو اگر وہ پہننے کے مشابہ نہ ہو تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر پہننے میں مشابہ ہو تو مکروہ ہے، علامہ شامی کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہننے کے مشابہ نہیں ہے لیکن اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں فقیر کو اس میں تامل ہے اور علامہ شامی کو خود بھی اس پر یقین نہیں تو بہتر اس سے احتراز ہی ہے۔ [3]

ہر چند کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ انگرکھے میں لگی ہوئی جیبی گھڑی کے چین کے متعلق ہے، لیکن اس سے کلائی کی گھڑی کی چین کا بھی حکم معلوم ہو گیا، کیونکہ اس گھڑی کا باندھنا بھی زیادہ سے زیادہ پہننے کے مشابہ ہے لہٰذا وہ بھی اس عبارت کے مطابق خلاف اولیٰ ہو گا ناجائز اور حرام نہیں ہو گا۔

حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ لکھتے ہیں:

سونے اور چاندی کے علاوہ تمام دھاتوں کا چین از نجیر، چمچ وغیرہ استعمالی اشیاء جائز ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد مبین ہے:

خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ (بقرہ: ۲۹)

جس نے تمہارے نفع کے لیے زمین کی سب چیزوں کو پیدا کیا۔

بلکہ ہر وہ چیز جس سے شرع مطہر میں ممانعت نہیں آئی دھات ہو یا کوئی اور چیز اس کا استعمال جائز و حلال ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز ص ۱۴ ملخصا، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، ۱۳۰۹ھ

قرآن کریم میں ہے۔

عفا اللہ عنہا۔ (مائدہ: ۱۰۱)
اللہ نے ان سے درگذر کیا

سنن ترمذی صفحہ ۲۱۹ جلد ۱، ابن ماجہ صفحہ ۲۴۹ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ۔

جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا وہ حرام ہے اور جس سے اللہ نے سکوت کیا وہ معاف ہے۔

نیز مستدرک صفحہ ۳۷۵ جلد ۲، سنن بیہقی صفحہ ۱۲ جلد ۱۰ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے۔

وما سکت عنہ فھو عافیۃ فاقبلوا من اللہ العافیۃ فان اللہ لم یکن نسیاً۔

جس سے اللہ نے سکوت کیا اس میں عافیت ہے پس اللہ سے عافیت کو قبول کرو، کیونکہ اللہ بھولنے والا نہیں ہے۔

پھر آیت تلاوت فرمائی وما کان ربک نسیا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد فرمایا جسے ذہبی نے برقرار رکھا اور یہی اہل سنت والجماعت کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

شامی صفحہ ۹۰ جلد ۱ میں "تحریر" سے ہے: المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیۃ۔

فتاوی قاضی خان صفحہ ۰۰۰ وغیرہا میں بھی یہ تصریح ہے۔ اور اسی سے گیارہویں شریف، میلاد مبارک، اولیائے کرام کے عرس، تیجہ، ساتواں، چہلم وغیرہ صدہا مسائل ثابت ہوتے ہیں، تو روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ چین وغیرہ بھی جائز الاستعمال ہیں کیونکہ کسی آیت یا حدیث میں یا کسی ہمارے مجتہد امام کے قول میں انگوٹھی کے ماسوا کسی چیز سے ممانعت نہیں آئی۔

رہا یہ خیال کہ جب لوہے وغیرہ کی انگوٹھی کا استعمال جائز نہیں تو کوئی چیز بھی جائز نہیں رہے گی، یہ ہرگز صحیح نہیں، آیات واحادیث مذکورہ اور قاعدہ مسلمہ کا یہی تقاضا ہے کہ باقی چیزیں جائز الاستعمال ہیں۔ قرآن کریم سے صراحۃً ثابت ہے کہ شرائع سابقہ میں بھی لوہا، تانبا جائز الاستعمال تھے (دیکھو سورۂ کہف وسورۂ سباء) اور قرآن کریم نے یہ بھی تصریح فرمائی کہ لوہے میں ہمارے لیے بہت سے فائدے ہیں۔ سورۃ الحدید میں ہے:

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس۔

ہم نے لوہا اتارا اس میں بہت قوت ہے اور لوگوں کے اور بھی فائدے ہیں۔

اسی بناء پر تلوار، تیر، خود، زرہیں، بندوقیں، توپیں، توا، چھری، قلم، دوات، گھڑی، بٹن وغیرہ ہزارہا قسم کی اشیاء مستعملہ بلا روک ٹوک ہر ایک دھات کی استعمال ہو رہی ہیں۔ اور یہ خیال کہ کڑا سکھوں کا شعار ہے لہذا چین منع ہے، یہ محض بے جا ہے اگر یوں ہوتا تو سکھوں کا شعار کرپان بھی ہے لہذا مسلمان تلوار اور خنجر استعمال نہ کر سکتا، بلکہ صرف کڑا اور کرپان جو ان کا شعار ہیں ان سے بچنا ضروری ہے جیسے چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز ہے مگر زنانہ یا فاسقانہ طرز کی ہو تو ناجائز ہے بلکہ کپڑا، جوتا وغیرہ مردانہ طرز کے عورت استعمال نہ کرے اور زنانہ طرز کے ہوں

تو مرد پرہیز کرے یہی کافی ہے اور یہ نہیں کہ مردِ مردانہ انگوٹھی یا مردانہ جوتا بھی نہ پہنے جب کہ فاسقانہ نہ ہوں۔

پھر بر بھی کہا جاتا ہے کہ دھات کے چین زیورات کا سامان ہیں لہٰذا ناجائز ہیں حالانکہ یہ کہنا بھی ظلم ہے، ہمارا رب جل وعلا ارشاد فرماتا ہے:

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ (الاعراف: ۳۲)

اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں کے لیے زینت کی چیزیں پیدا فرمائیں تو اور کون ہے جو ان کو حرام بنا سکے۔

ایسی خام خیالیوں سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ شامی ص ۲۷۱ جلد ۵ میں ہے:

لیس کل حلی حراما علی الرجال بدلیل حل الخاتم والعلم والثوب المنسوج بالذھب اربعۃ اصابع وحلیۃ السیف والمنطقۃ۔

مردوں پر ہر زیور حرام نہیں ہے، کیونکہ انگوٹھی، علم، اور کپڑے پر چار انگل کی مقدار سونے کی بیل بوٹے تلوار اور منطقہ کے زیور حلال ہیں۔

اور قرآن کریم میں بھی سورۃ النحل اور سورۃ الفاطر میں ہے:

حلیۃ تلبسونھا۔

وہ زیور جن کو تم پہنتے ہو۔

بہرحال مردانہ طرز کی کوئی چیز بھی اگرچہ اس میں زیب وزینت ہو صرف زیب وزینت کی وجہ سے مرد پر ہرگز ہرگز حرام نہیں ہو سکتی۔ چین ہو یا گھڑی، عینک ہو یا چھڑی، ملا لگائی ہوئی دستار یا اچکن وغیرہ جن میں زیب وزینت پایا جاتا ہے، سب جائز الاستعمال ہیں، ہاں سونے اور چاندی کا حکم معلوم ہی ہے کہ ان کا پہننا حرام ہے تو ان کے برتن، قلم، دوات وغیرہ اشیاء کا استعمال بھی حرام ہے اور یہ نہیں کہ پہننا حرام ہو اور باقی استعمال جائز ہوں، یونہی اگر دھاتوں کا پہننا حرام ہوتا تو ان کی سب استعمالی چیزیں جو پہنی نہیں جاتیں حرام ہوتیں، لاری، گاڑی، کرسی، صوفے، حقے، چھٹے وغیرہ سب چیزیں حرام ہوتیں، جو صاحب سب چیزوں کو حرام بتائے یا پہننے اور دوسرے استعمال میں تفریق کرے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے اس مدعا پر قرآن پاک اور حدیث پاک یا تصریحات ائمہ مجتہدین سے کوئی دلیل قائم کرے ورنہ اس آیت پاک پر نظر کرے

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب۔

اور جن چیزوں کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں ان کی نسبت نہ کہو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم جھوٹ بول کر اللہ پر افترا باندھو۔

اور جب چین جائز ہوا تو نماز میں جائز کی وجہ سے کیا حرج پیدا ہو سکتا ہے، لہٰذا نماز بھی جائز ہو گی۔

(فتاویٰ نوریہ رضویہ ج ۱ ص ۵۲۱ مطبوعہ لاہور ۱۴۱۲ھ)

بَابُ اِبَاحَةِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِلرَّجُلِ اِذَا كَانَ بِهٖ حِكَّةٌ اَوْ نَحْوُهَا

خارش یا کسی اور عذر کی بنا پر مرد کے لیے ریشم پہننے کا جواز

۵۳۱۵- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنْبَاَهُمْ اَنَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام کو ایک سفر میں ریشم پہننے کی اجازت دی، کیونکہ ان

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي الْقُمُصِ الْحَرِيْرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا اَوْ وَجَعٍ كَانَ بِهِمَا۔

کو خارش یا کوئی اور تکلیف لاحق ہو گئی تھی۔

۵۳۱۶ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي السَّفَرِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔ اور اس میں سفر کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۱۷ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ رُخِّصَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبد الرحمان بن عوف کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی۔

۵۳۱۸ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۳۱۹ - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَوَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمْلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِيْ قُمُصِ الْحَرِيْرِ فِيْ غَزَاةٍ لَهُمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمان بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے ان کو جنگ کے دنوں میں ریشم پہننے کی اجازت دے دی۔

ف: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ خارش یا کسی اور عذر کی بناء پر ریشم کا پہننا جائز ہے خواہ سفر ہو یا حضر، نیز ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ علاج کی وجہ سے کسی امر حرام کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الرَّجُلِ الثَّوْبَ الْمُعَصْفَرَ ۷۲۶

زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی مردوں کو ممانعت

۵۳۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ ابْنَ مَعْدَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کہ یہ کفار کے کپڑے ہیں ان کو مت پہنو۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا۔

۵۳۲۱ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هٰرُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

۵۳۲۲ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ الْمَوْصِلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ أُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِهٰذَا قُلْتُ أَغْسِلُهُمَا قَالَ بَلْ أَحْرِقْهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کیا تمہاری ماں نے تمہیں ان کپڑوں کو پہننے کا حکم دیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ان کو دھو ڈالوں؟ آپ نے فرمایا، بلکہ ان کو جلا دو۔

۵۳۲۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ۔

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے اور زرد رنگ کے کپڑے پہننے سے، اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

۵۳۲۴ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَةِ وَأَنَا رَاكِعٌ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ۔

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے، اور سونا اور زرد رنگ کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔

۵۳۲۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے، ریشم کے کپڑے پہننے سے، رکوع اور سجود میں قرآن مجید پڑھنے سے اور زرد رنگ کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔

بِالذَّهَبِ وَعَنْ لِبَاسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ۔

فقہاء شافعیہ کے نزدیک مردوں کے لیے سرخ اور زرد رنگ کے لباس کا حکم

اس باب کی احادیث میں زرد رنگ کے لباس کی ممانعت ہے، اس سلسلہ میں علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے لوگوں میں سے اہل علم نے اس کو جائز کہا ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی نظریہ ہے، البتہ امام مالک نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا پہننا افضل ہے، اور ایک روایت ہے کہ ان کپڑوں کو گھر میں پہننا جائز ہے اور بازاروں اور مجالس میں اس کو پہننا مکروہ ہے، علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں ممانعت ہے اس کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے، کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا حلہ پہنا ہے، اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا، علامہ خطابی نے کہا کہ ممانعت کا محل یہ ہے کہ کپڑا بننے کے بعد اس کو رنگا جائے، اور اگر پہلے سے دھاگا رنگا ہوا ہو پھر کپڑا بنا جائے تو یہ جائز ہے، بعض علماء نے یہ کہا کہ ممانعت کا محل احرام ہے یعنی جو شخص احرام باندھے ہوئے ہو وہ کپڑے کو نہ رنگے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کو ورس (لال اور پیلا ملا جلا رنگ) اور زعفران (پیلا رنگ) میں اپنے کپڑے کو رنگنے سے منع فرمایا، امام بیہقی نے اس مسئلہ میں امام شافعی سے اختلاف کیا ہے۔ لہ

فقہاء احناف کے نزدیک مردوں کے لیے سرخ اور زرد رنگ کے لباس کا حکم

امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کو ورس (لال اور پیلا ملا جلا رنگ) یا زعفران کے رنگ سے کپڑا رنگنے کو منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۹)

علامہ بدر الدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ورس اور زعفران سے رنگنے کی ممانعت محرم کے ساتھ مقید ہے اور محرم کے ساتھ مقید کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ غیر محرم کے لیے زعفران میں کپڑے کو رنگنا جائز ہے، علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ امام مالک اور علماء کی ایک جماعت نے غیر محرم کے لیے زعفران کے رنگ میں کپڑے کو رنگنے کی اجازت دی ہے، اور یہ کہا ہے کہ یہ ممانعت محرم کے ساتھ خاص ہے، اور امام شافعی اور کوفیوں (فقہاء احناف) نے اس ممانعت کو محرم اور غیر محرم دونوں کے حق میں عام قرار دیا ہے، نیز اس باب کے بعد باب النعال السبتیہ میں یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا میں زرد رنگ میں کپڑے اس لیے رنگتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ میں کپڑے رنگتے ہوئے دیکھا ہے، اس لیے میں زرد رنگ میں کپڑا رنگنا پسند کرتا ہوں (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰) یہ حدیث زعفران اور زرد رنگ میں کپڑا رنگنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن جعفر

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس کی سند میں عبداللہ بن مصعب بن زبیر ضعیف راوی ہے۔ [۱]

نیز امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا متوسط قد تھا، میں نے آپ کو سرخ رنگ کے حلّہ میں ملبوس دیکھا، میں نے آپ سے زیادہ حسین شخص کوئی نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰)

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں سرخ رنگ کے لباس کو پہننے سے منع کیا گیا ہے:

(۱)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کو ناپسند کرتے تھے، اور آپ نے فرمایا جنت میں سرخ رنگ نہیں ہے۔

(۲)۔ ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سبز رنگ کو پسند کرتے تھے، اور سرخ رنگ کو ناپسند کرتے تھے۔

(۳)۔ حسن بن ابی الحسن روایت کرتے ہیں کہ سرخ رنگ شیطان کی زینت ہے اور شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ان تمام روایات کی اسانید غیر مستقیم ہیں اور ان میں سے اکثر روایات مراسیل ہیں، اگر یہ اعتراض ہو کہ امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گہرے زرد رنگ سے منع فرمایا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے جب کپڑے میں صرف زرد رنگ ہو، علاوہ ازیں امام ابن ماجہ کی یہ روایت امام بخاری کی حضرت براء سے مروی زیر بحث روایت کے پایہ کی نہیں ہے

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ سرخ رنگ کے متعلق علماء کے حسب ذیل اقوال ہیں:

(۱)۔ حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت عبداللہ بن جعفر اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم اور فقہاء تابعین میں سے سعید بن مسیب، نخعی، شعبی، ابو قلابہ، ابو وائل اور متعدد فقہاء یہ کہتے ہیں کہ سرخ رنگ مطلقاً جائز ہے۔

(۲)۔ بعض علماء مذکور الصدر احادیث کی بناء پر کہتے ہیں کہ سرخ رنگ مطلقاً منع ہے۔

(۳)۔ عطاء، طاؤس اور مجاہد کہتے ہیں کہ گہرا سرخ رنگ مکروہ ہے اور ہلکا رنگ مکروہ نہیں ہے۔

(۴)۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ زینت کے قصد سے سرخ رنگ کا لباس پہننا جائز نہیں ہے اور اگر گھر میں کام کاج کے لیے سرخ رنگ کا لباس جائز ہے۔

(۵)۔ علامہ خطابی نے کہا ہے کہ کپڑا پہننے کے بعد سرخ رنگ میں رنگنا منع ہے، اور سرخ دھاگے سے کپڑا بُننا جائز ہے۔

(۶)۔ زرد رنگ میں کپڑا رنگنا منع ہے کیونکہ اس کی ممانعت میں احادیث ہیں، اس کے علاوہ کسی رنگ میں کپڑا رنگنا منع نہیں ہے۔

(۷)۔ ممانعت پورے کپڑے کو رنگنے کے ساتھ خاص ہے، لیکن اگر اس میں سرخ رنگ کے علاوہ کالا یا سفید وغیرہ بھی ہو تو پھر جائز ہے اور جن احادیث میں سرخ رنگ کے حلّہ کا ذکر ہے اس سے سرخ دھاری دھار رنگ مراد ہے، کیونکہ یمنی چادروں میں سرخ اور دوسرے رنگ کی دھاریاں ہوتی تھیں۔ [۲] (علامہ ابن قیم حنبلی نے بھی زاد المعاد ج ۱ ص ۵۳ (مطبوعہ مصر) میں

---

[۱] ۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ ھ

[۲] ۔ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ ھ، درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ ھ

یہی موقف اختیار کیا ہے۔ سعیدی غفرلہٗ)

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

زرد، زعفرانی، سرخ اور پیلے رنگ کا لباس مردوں کے لیے مکروہ ہے، اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ عورتوں کے لیے یہ رنگ مکروہ نہیں ہیں، ان کے علاوہ باقی رنگوں میں کوئی حرج نہیں ہے، اور مجتبیٰ، قہستانی اور ابوالمکارم کی شرح النقایہ میں یہ لکھا ہے کہ سرخ رنگ کے کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے لیکن تحفہ میں یہ لکھا ہے کہ یہ حرام ہیں یعنی مکروہ تحریمی ہیں، علامہ شرنبلالی نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں اس مسئلہ میں آٹھ اقوال ذکر کیے ہیں، ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ یہ رنگ مستحب ہیں۔ [1]

علامہ شرنبلالی نے یہ آٹھ اقوال فتح الباری یا ارشاد الساری سے لیے ہیں، ان میں سے سات اقوال تو وہ ہیں جو ہم علامہ عینی کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں، اور آٹھواں قول علامہ ابن حجر عسقلانی کی اس عبارت سے مستفاد ہے:

علامہ طبری نے ان میں سے اکثر اقوال ذکر کرنے کے بعد یہ کہا میرے نزدیک کپڑے کو ہر رنگ میں رنگ کر پہننا جائز ہے لیکن میں گہرے سرخ رنگ کے کپڑے کو پہننا پسند نہیں کرتا، اور کپڑوں کے اوپر سرخ رنگ کے کپڑے پہننے کو مطلقاً پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ ہمارے زمانے میں اہل مروت (شرفاء) کا لباس نہیں ہے، اور اس عبارت سے آٹھواں قول مستفاد ہوتا ہے، تحقیق یہ ہے کہ اگر سرخ لباس پہننا کسی زمانہ میں کفار کا شعار ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے، اور اگر اس رنگ کا لباس پہننے سے عورتوں کے ساتھ تشبہ ہو پھر بھی اس سے اجتناب لازم ہے، ورنہ امام مالک کا مذہب قوی ہے کہ گھروں میں سرخ رنگ کا لباس پہن لیا جائے اور مجالس میں اس سے اجتناب کیا جائے۔ [2]

علامہ حصکفی حنفی نے تحفہ سے نقل کر کے لکھا ہے کہ سرخ لباس پہننا مکروہ تحریمی ہے، علامہ شامی اس پر حاشیہ لکھتے ہیں:

جامع الفتاویٰ میں ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک نے کہا کہ زرد لباس پہننا جائز ہے اور علماء کی ایک جماعت نے کہا یہ مکروہ تنزیہی ہے اور منتخب الفتاویٰ میں ہے کہ صاحب روضہ نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کے لیے سرخ اور سبز لباس پہننا بلاکراہت جائز ہے اور زاہدی میں ہے کہ مردوں کے لیے زرد، زعفرانی اور سرخ لباس پہننا اس وقت مکروہ ہے جب اس کے رنگنے میں خون کی آمیزش ہو، ورنہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، زاہدی نے اس قول کو متعدد کتابوں سے نقل کیا ہے اور مجمع الفتاویٰ میں ہے کہ سرخ لباس پہننا مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں ہے، ایک قول یہ ہے کہ اگر سرخ رنگ میں نجاست ملا کر رنگ کیا جائے تو پھر مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں ہے، "واقعات" میں بھی اس کی مثل یہ لکھا ہے کہ اگر اخروٹ کے چھلکے سے سرخ رنگ میں رنگا جائے تو پھر اس کا پہننا بالاجماع مکروہ نہیں ہے، یہ تمام تصریحات علامہ حصکفی کے نقل کردہ کراہت تحریمی کے خلاف ہیں، ہاں اس کی تصحیح کا محمل یہ ہے کہ اگر سرخ رنگ میں نجاست ملا کر رنگ کیا جائے تو پھر اس کا پہننا مکروہ تنزیہی ہے ورنہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

[1] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۵ ص ۲۱۴-۲۱۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۰۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

علامہ شامی فرماتے ہیں، علامہ شرنبلالی نے سرخ رنگ کے لباس پہننے کے جواز پر بکثرت نقول پیش کی ہیں، جن میں سے بعض کا ہم نے ذکر کیا ہے، علامہ شرنبلالی نے لکھا ہے کہ سرخ رنگ کا لباس پہننے کی حرمت پر ہم کو کوئی نص قطعی نہیں ملی، ہاں اگر عورتوں کے ساتھ تشبیہ، یا عجمیوں کے ساتھ تشبیہ یا تکبر کی وجہ سے اس کو مکروہ کہا جائے تو الگ بات ہے اور جب یہ علت نہ ہو اور کوئی شخص محض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کے لیے یہ لباس پہنے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، اور اگر نجس چیز میں رنگنے کی وجہ سے کراہت ہو تو کپڑا دھونے کے بعد یہ کراہت زائل ہو جائے گی، اور ہمارے پاس سرخ رنگ کا کپڑا پہننے کے جواز پر امام اعظم کی صریح عبارت ہے اور اس کی اباحت پر دلیل قطعی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے زینت حاصل کرنے کا مطلقاً حکم دیا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا حلہ پہنا ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور اس سے حرمت اور کراہت کی نفی ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس میں چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہے اس لیے سرخ لباس پہننا مستحب ہے، علامہ شرنبلالی کا یہ قول نقل کرنے کے بعد علامہ شامی لکھتے ہیں، لیکن زیادہ کتابوں میں سرخ رنگ کے لباس کو مکروہ لکھا ہے، مثلاً سراج، محیط، اختیار، ملتقی اور ذخیرہ وغیرہ میں۔ علامہ قاسم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ [1]

یہاں تک ہم نے رنگ دار لباس کے متعلق فقہاء کی عبارات پیش کی ہیں اب ہم اس مسئلہ کو احادیث کی روشنی میں واضح کرتے ہیں۔

سرخ رنگ کے لباس کے جواز میں احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن البراء یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مربوعا وقد رایتہ فی حلۃ حمراء ما رایت شیئا احسن منہ۔[2]

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قد متوسط تھا، میں نے آپ کو سرخ رنگ کے حلہ (ایک قسم کی دو چادریں) میں دیکھا میں نے آپ سے زیادہ کسی شخص پر سرخ حلہ سجتے نہیں دیکھا۔

اس حدیث کو امام احمد[3]، امام نسائی[4] اور امام ابن ماجہ[5] نے بھی حضرت براء سے روایت کیا ہے نیز امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت براء کے علاوہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابورمثہ اور حضرت ابوجحیفہ سے بھی مروی ہے۔[6]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ھلال بن عامر عن ابیہ قال رایت

حضرت عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۲۹۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
[4] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[5] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۷،
[6] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی یخطب علی بغلۃ وعلیہ برد احمر وعلی امامہ یعبر عنہ۔[1]

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ایک خچر پر خطبہ دے رہے تھے اور آپ کے اوپر ایک سرخ چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے آگے کھڑے ہوئے آپ کے الفاظ آگے پہنچا رہے تھے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی جحیفۃ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ حلۃ حمراء کانی انظر الی بریق ساقیہ۔[2]

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ حلہ پہنے ہوئے دیکھا، گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا تھا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے[3] نیز امام احمد روایت کرتے ہیں

عن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی قبۃ لہ حمراء الی ان قال فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ جبۃ لہ حمراء او حلۃ حمراء۔[4]

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ایک سرخ خیمہ میں تھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کا جبہ یا سرخ رنگ کا حلہ پہن کر تشریف لائے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[5]

حافظ الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن جابر قال ما رایت احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حلۃ حمراء۔[6]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سرخ حلہ کسی پر سجتے ہوئے نہیں دیکھا۔

سرخ رنگ کے لباس کی ممانعت کی احادیث

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل علیہ ثوبان احمران فسلم علیہ فلم یرد علیہ النبی صلی اللہ علیہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس نے آپ کو سلام کیا، نبی صلی

1۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
2۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۲، ۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
3۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
4۔ " " ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۹-۳۰۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
5۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۶-۱۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
6۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

وسلم۔ [1]

اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

عن رافع بن خدیج قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رواحلنا وعلی ابلنا اکسیۃ فیہا خیوط عہن حمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ہذہ الحمرۃ قد علتکم فقمنا سراعا لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نفر بعض ابلنا فاخذنا الاکسیۃ فنزعناہا عنہا۔ [2]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری سواریوں اور ہمارے اونٹوں پر سرخ سوتی دھاگوں کی چادریں دیکھیں، سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! یہ سرخ رنگ تم پر غالب آگیا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر ہم جلدی سے اٹھے حتیٰ کہ ہمارے بعض اونٹ بھاگ گئے اور ہم نے جلدی سے اونٹوں کی چادریں اتار لیں۔

عن السلیمی ان امراۃ من بنی اسد قالت کنت یوما عند زینب امراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نصبغ ثیابا لہا بمغرۃ فبینا نحن کذلک اذ طلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رای المغرۃ رجع فلما رأت ذلک زینب علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کرہ ما فعلت فاخذت فغسلت ثیابہا ووارت کل حمرۃ ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطلع فلما لم یر شیئا دخل۔ [3]

سلیمی سے روایت ہے کہ بنو اسد کی ایک عورت نے یہ بیان کیا کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے کپڑوں کو گیرو (سرخ مٹی) کے ساتھ رنگ رہے تھے، اسی دوران نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، جب آپ نے گیرو کو دیکھا تو آپ واپس لوٹ گئے، جب حضرت زینب کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے گیرو سے رنگنے کو ناپسند فرمایا ہے تو اس نے ان سب کپڑوں کو دھو ڈالا، اور جتنی بھی سرخی تھی وہ مٹ گئی، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے کوئی چیز نہیں دیکھی تو پھر آپ تشریف لے آئے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرخ لباس عورتوں کے لیے بھی مکروہ ہے۔

حافظ الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والحمرۃ فانہا احب الزینۃ الی الشیطان۔ [4] رواہ الطبرانی باسنادین فی احدہما یعقوب بن خالد ولم اعرفہ وفی الآخر بکر بن محمد وبقیۃ رجالہما ثقات۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو سرخی سے بچاؤ، کیونکہ سرخی شیطان کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ زینت ہے، اس حدیث کو طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

[1] ۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[2] ۔ " " " " ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۷، " " " " "
[3] ۔ " " " " ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۷، " " " " "
[4] ۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

عن رافع بن یزید الثقفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطن یحب الحمرۃ فایاکم والحمرۃ وکل ذی ثوب شہرۃ رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ ابوبکر الھذلی وھو ضعیف۔ ؂۱

حضرت رافع بن یزید ثقفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے، تم سرخی سے اور ہر شہرت والے لباس سے بچو، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابوبکر ہذلی ضعیف راوی ہیں۔

سرخ رنگ کے ثبوت کی احادیث کی سرخ رنگ سے ممانعت کی احادیث پر ترجیح

سرخ رنگ پہننے کے جواز کی احادیث سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہیں، وہ بخاری، مسلم سمیت صحاح ستہ اور دیگر مسانید اور مصنفات میں قوی اسانید کے ساتھ مذکور ہیں، اور ممانعت کی احادیث کتب صحاح ستہ میں سے صرف سنن ابوداؤد میں ہیں اور ان کی اسانید صحاح کے پایہ کی نہیں ہیں، اور طبرانی کی روایات ضعیف ہیں، علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی کی بھی یہی تحقیق ہے کہ سرخ رنگ سے ممانعت کی تمام احادیث سنداً ضعیف ہیں، علاوہ ازیں سنن ابوداؤد کی روایت میں عورتوں کے لیے بھی سرخ رنگ کو مکروہ قرار دیا ہے حالانکہ عورتوں کے لیے سرخ رنگ بالاجماع مکروہ نہیں ہے۔ بہرحال سرخ رنگ کے لباس پہننے کی احادیث ممانعت والی احادیث پر قوت سند اور کثرت طرق کے اعتبار سے راجح ہیں۔

زرد رنگ کے لباس کے جواز میں احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال ابن عمر واما الصفرۃ فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بھا فانا احب ان اصبغ بھا۔ ؂۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رہا زرد رنگ سے کپڑوں کو رنگنا تو اس کی وجہ یہ ہے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا ہے، سو میں زرد رنگ میں رنگنا پسند کرتا ہوں۔

عن ابن عمر نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یلبس المحرم ثوبا مصبوغا بزعفران او ورس ؂۳

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کو زعفران یا ورس (ورس زرد رنگ کی ایک گھاس ہے جس سے زرد اور سرخ رنگ کا درمیانی رنگ نکلتا ہے) سے رنگے ہوئے لباس پہننے سے منع فرمایا۔

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ محرم کے ساتھ تقیید کا مفہوم یہ ہے کہ غیر محرم زعفران اور ورس سے رنگا ہوا لباس پہن سکتا ہے اور اس کی تائید میں بکثرت احادیث ہیں۔

؂۱۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، مطبوعہ دارالکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

؂۲۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

؂۳۔ " " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، " " " "

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن اسلم ان ابن عمر كان يصبغ لحيته بالصفرة حتى تمتلئ ثيابه من الصفرة فقيل له لم تصبغ بالصفرة فقال اني رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصبغ بها ولم يكن شيء احب اليه منها وقد كان يصبغ بها ثيابه كلها حتى عمامته [1]

ابن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگ سے رنگتے تھے حتیٰ کہ ان کے کپڑوں پر بھی زرد رنگ لگ جاتا تھا، ان سے پوچھا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا ہے، اور آپ کو اس سے زیادہ اور کوئی رنگ محبوب نہیں تھا، آپ تمام کپڑوں کو اس رنگ میں رنگتے تھے حتیٰ کہ عمامہ کو بھی زرد رنگ میں رنگتے تھے۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابن زيد ان ابن عمر كان يصبغ ثيابه بالزعفران فقيل له فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصبغ۔ [2]

ابن زید بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما زعفران سے کپڑے رنگتے تھے، ان سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی رنگتے تھے۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ام سلمة قالت ربما صبغ رسول الله صلى الله عليه وسلم رداءه و ازاره بزعفران او ورس ثم يخرج فيهما رواه الطبراني [3]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر یا ازار کو زعفران یا ورس میں رنگتے تھے، پھر ان کپڑوں کو پہن کر باہر تشریف لے جاتے تھے۔

عن قيس التميمي قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه ثوب اصفر ورايته يسلم على نساء، رواه الطبراني وفيه جابر الجعفي وهو ضعيف [4]

قیس تمیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا اور آپ کو عورتوں کو سلام کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں جابر جعفی ضعیف راوی ہیں۔

عن عبد الله بن جعفر قال رايت على رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبين واصفرين [5]
(رواه الطبراني)

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو زرد کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[2] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[3] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ
[4] " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، " " " "
[5] " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، " " " "

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن یحیی بن عبد اللہ بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصبغ ثیابہ بالزعفران حتی العمامۃ۔ [1]

یحیی بن عبد اللہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں کو زعفران کے ساتھ رنگتے تھے حتی کہ عمامہ کو بھی رنگتے تھے۔

عن عمرو بن میمون ان عمر کان علیہ یوم اصیب ثوب اصفر [2]

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر شہید ہوئے انھوں نے زرد رنگ کے کپڑے ہوئے تھے۔

عن ابی ظبیان قال رایت علی علی قمیصا وازارا اصفر [3]

ابو ظبیان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو زرد رنگ کی قمیض اور ازار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن اسمعیل بن ابی خالد قال، رایت علی مصعب بن سعد ازارا اصفر وھو یجلس مع المساکین [4]

اسماعیل بن ابی خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے مصعب بن سعد کو زرد رنگ کی ازار پہنے ہوئے دیکھا اور وہ مساکین کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

عن عمرو بن مروان قال رایت علی ابراھیم ازارا اصفر [5]

عمرو بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم کو زرد رنگ کی ازار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن مالک بن مغول قال: رایت حمادا یصلی وعلیہ ازار اصفر [6]

مالک بن مغول کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حماد زرد رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

عن حسین بن علی: قال رایت علی عبد اللہ بن الحسین ملحفۃ صفراء یحتبی بھا فی المسجد الحرام [7]

حسین بن علی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبد اللہ بن حسین مسجد حرام میں زرد رنگ کا لحاف اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے۔

حافظ الہیثمی روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن جعفر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوبان مصبوغان بالزعفران رداء وعمامۃ۔ رواہ ابو یعلی [8]

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، ایک چادر اور ایک عمامہ۔

[1] - امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[2] - " " " " المصنف ج ۸ ص ۱۸۵، " " " "
[3] - " " " " المصنف ج ۸ ص ۱۸۶، " " " "
[4] - " " " " المصنف ج ۸ ص ۱۸۶، " " " "
[5] - " " " " المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، " " " "
[6] - " " " " المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، " " " "
[7] - " " " " المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، " " " "
[8] - حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

عن عائشۃ قالت کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوب مصبوغ بورس کان یلبسہ فی بیتہ ویدور فیہ علی نسائہ ویصلی فیہ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن شیخہ مقدام بن داؤد وھو ضعیف [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپڑا تھا جو ورس میں رنگا ہوا تھا، آپ اس کو گھر میں پہنتے تھے، اور انہی کپڑوں میں ازواج کے پاس جاتے تھے اور انہی کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اس حدیث کو طبرانی نے اپنے شیخ مقدام بن داؤد سے روایت کیا اور وہ ضعیف ہے۔

عن عمران بن مسلم قال رایت علی انس بن مالک ازارا اصفر رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح [2]

عمران بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو زرد چادر پہنے ہوئے دیکھا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

زرد رنگ کے لباس کی ممانعت کی احادیث

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص اخبرہ قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ثوبین معصفرین فقال ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھا [3]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا ان کپڑوں کو نہ پہنو، یہ کفار کے کپڑے ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ثوبین معصفرین فقال امک امرتک بھذا قلت اغسلھما قال بل احرقھما [4]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو زرد کپڑے پہنے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا: کیا تمہاری ماں نے تمہیں یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے، میں نے پوچھا کیا میں کپڑوں کو دھو لوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ ان کو جلا دو۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ثوب مصبوغ بعصفر موردا فقال ما ھذا فانطلقت

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد اور گلابی رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ تو میں نے

۱۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰-۱۲۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

۲۔ " " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، " " " ، ۱۴۰۲ھ

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۴۔ " " " ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳،

فاحرقته فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماصنعت بثوبك فقلت احرقته قال افلا كسوته بعض اهلك [۱]

جاکر اس کپڑے کو جلادیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کپڑے کو کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے اس کپڑے کو جلادیا، آپ نے فرمایا تم نے اپنے گھر میں کسی عورت کو پہنا دیا ہوتا!

زرد لباس سے ممانعت کی احادیث کے منسوخ ہونے کا بیان

ہرچند کہ بعض احادیث میں زرد رنگ کے لباس کی ممانعت ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین سے زرد رنگ کا لباس پہننا بہ کثرت احادیث سے ثابت ہے، اس لیے ممانعت کی احادیث منسوخ سمجھی جائیں گی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی حضرات صحابہ اور تابعین زرد رنگ کے کپڑے پہنتے رہے ہیں، جیسا کہ ہم اس سے پہلے احادیث سے واضح کرچکے ہیں۔

سبز رنگ کے لباس پہننے کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثة قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ بردان اخضران [۲]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں پہنے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث کو امام نسائی [۳] اور امام احمد [۴] نے بھی کئی اسانید سے روایت کیا ہے۔

نیز امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثة قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوبان اخضران [۵]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن سلیمان بن ابی عبد اللہ قال ادرکت المھاجرین الاولین یعتمون بعمائم کرابیس سود وبیض وحمر وخضر وصفر یضع احدھم العمامة علی راسه ویضع القلنسوة فوقھا ثم العمامة ھکذا یعنی علی کورہ۔ [۶]

سلیمان بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں میں نے مہاجرین اولین کو دیکھا ہے وہ سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کا عمامہ سر کے اوپر رکھتے اور اس کے اوپر ٹوپی پہنتے تھے، پھر ٹوپی کے گرد عمامہ کو لپیٹ دیتے تھے۔

---

[۱] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[۲] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[۳] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[۴] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۴، ج ۴ ص ۱۶۲، ج ۵ ص ۲۲۲، ج ۵ ص ۳۴۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت
[۵] امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[۶] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

سیاہ رنگ کے لباس پہننے کے متعلق احادیث اور عمامہ پہننے کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ام خالد بنت خالد قالت اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثیاب فیھا خمیصۃ سوداء فقال من ترون نکسو ھذہ الخمیصۃ فاسکت القوم فقال ائتونی بام خالد فاتی بی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالبسنیھا بیدہ وقال ابلی واخلقی مرتین الحدیث [1]

ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے آئے جن میں کالا جبہ بھی تھا آپ نے فرمایا تمہارے خیال میں ہم کس کو یہ جبہ پہنائیں، صحابہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ، پھر مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ہاتھ سے وہ کالا جبہ پہنایا اور دو بار فرمایا: (اس کو پہن پہن کر) پرانا اور بوسیدہ کرو۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن زید قال استسقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ خمیصۃ لہ سوداء [2]

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء پڑھائی درآں حالیکہ آپ نے سیاہ جبہ پہنا ہوا تھا۔

اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ [3]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود [4]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ آپ نے سیاہ بالوں کا ایک کمبل اوڑھا ہوا تھا جس پر پالان کی تصویریں بنی ہوئی تھیں (یا دھاری دار تھا)

اس حدیث امام ابوداؤد [5] اور امام ترمذی [6] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ
[3] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۵۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ
[5] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ
[6] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، جامع ترمذی ۳۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

علیہ وسلم دخل یوم فتح مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء[۱]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے، درآں حالیکہ آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

اس حدیث کو امام ترمذی[۲] اور امام نسائی[۳] نے بھی روایت کیا ہے۔

نیز امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن جعفر بن عمرو بن امیۃ عن ابیہ قال کانی انظر الساعۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی بین کتفیہا[۴]

جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میری نظروں کے سامنے اب بھی یہ منظر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سیاہ عمامہ باندھے منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ نے (اس کا شملہ) دو کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن حریث عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب وعلیہ عمامۃ سوداء[۵]

عمرو بن حریث اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ دیا۔

عن ابی جعفر الانصاری قال رایت علی علی عمامۃ سوداء یوم قتل عثمان[۶]

ابو جعفر انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے حضرت علی کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن سلمۃ بن وردان قال رایت علی انس عمامۃ سوداء علی غیر قلنسوۃ وقد ارخاہا من خلفہ نحوا من ذراع[۷]

سلمہ بن وردان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بغیر ٹوپی کے سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا ان کے پیچھے اس عمامہ کا ایک ہاتھ کا شملہ تھا۔

عن عثمان بن ابی ہند قال رایت علی ابی عبید عمامۃ سوداء[۸]

عثمان بن ابی ہند کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبید کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ملحان بن ثروان قال رایت علی

ملحان بن ثروان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار کو سیاہ

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۳۔ امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۴۔ 〃 〃 〃 〃، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۶۰،

۵۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

۶۔ 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ۸ ص ۲۳۴،

۷۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵،

۸۔ 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵،

عمار عمامۃ سوداء[1]
عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن دینار بن عمار قال: رایت علی الحسن عمامۃ سوداء[2]
دینار بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حسن کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابی صخرۃ قال رایت علی عبد الرحمان عمامۃ سوداء[3]
ابو صخرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمان کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابن ایمن قال رایت علی ابن الحنفیۃ عمامۃ سوداء[4]
ابن ایمن کہتے ہیں کہ میں نے ابن الحنفیہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن سالم قال رایت علی ابی الدرداء عمامۃ سوداء[5]
سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو درداء کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن الخثعمی قال رایت علی البراء عمامۃ سوداء[6]
خثعمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن عطاء قال رایت علی عبد الرحمن بن عوف عمامۃ سوداء[7]
عطاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمان بن عوف کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن حسین بن یونس قال رایت علی واثلۃ عمامۃ سوداء[8]
حسین بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابی رزین قال: خطبنا الحسین بن علی یوم الجمعۃ وعلیہ عمامۃ سوداء[9]
ابو رزین بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی نے ہمیں جمعہ کے دن خطبہ دیا درآں حالیکہ وہ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

سفید رنگ کا لباس پہننے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[2] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵، " " "
[3] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " "
[4] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " "
[5] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " "
[6] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " "
[7] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " "
[8] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " "
[9] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " "

عن ابی ذر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض [۱]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، درآں حالیکہ آپ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا من ثیابکم البیض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم الحدیث [۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارا بہترین لباس ہے، اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس حدیث کو امام ابن حبان [۳] اور امام حاکم [۴] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم [۵]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید لباس پہنو، کیونکہ یہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہیں اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس حدیث کو امام نسائی [۶] اور امام ابن ماجہ [۷] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الحسن بن صالح عن ابیہ قال رایت علی الشعبی عمامۃ بیضاء [۸]

حسن بن صالح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شعبی کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن اسماعیل بن عبد الملک قال رایت علی سعید بن جبیر عمامۃ بیضاء [۹]

اسماعیل بن عبد الملک بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۷۔۸۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۶ھ

۳۔ امیر علاؤ الدین علی بن فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۸ ص ۲۹۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

۴۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۱۸۵، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

۵۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۶۔ امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۸، " "

۷۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۸۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

۹۔ " " " " " " المصنف ج ۸ ص ۲۳۸، " "

ٹوپی پہننے کے متعلق احادیث، آثار صحابہ وتابعین اور اقوال علماء

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان علی موسٰی یوم کلمہ ربہ کساء صوف وجبۃ صوف وکمۃ صوف وسراویل صوف وکانت نعلاہ من جلد حمار، الکمۃ القلنسوۃ الصغیرۃ۔[1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا اس دن انھوں نے ایک اُون کی چادر، اُون کا جُبّہ، اون کی ٹوپی اور اُون کی شلوار پہنی ہوئی تھی اور دراز گوش کی کھال کی دو جوتیاں پہنی ہوئی تھیں۔

عن عمر بن الخطاب یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الشہداء اربعۃ رجل مؤمن جید الایمان لقی العدو فصدق اللہ حتی قتل فذالک الذی یرفع الناس الیہ اعینہم یوم القیمۃ ھکذا ورفع راسہ حتی وقعت قلنسوتہ فلا ادری قلنسوۃ عمر اراد ام قلنسوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ الحدیث۔[2]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء چار قسم کے ہیں، ایک وہ شخص جس کا ایمان مضبوط ہو وہ دشمن سے مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے حتیٰ کہ شہید ہوجائے، یہی وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھیں گے، آپ نے سر اوپر اٹھایا، حتیٰ کہ آپ کی ٹوپی گر گئی، راوی کہتے ہیں مجھے پتا نہیں اس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی مراد ہے یا حضرت عمر کی ٹوپی۔

امام احمد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، اس میں اس طرح الفاظ ہیں:

حتی سقطت قلنسوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قلنسوۃ عمر۔[3]

حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی گر گئی یا حضرت عمر کی۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوۃ ویداہ فی کمہ۔[4]

حسن بصری کہتے ہیں کہ (گرمی کی وجہ سے) لوگ (یعنی صحابہ اور تابعین) عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے (یعنی پیشانی عمامے کے بل اور ٹوپی سے ڈھکی ہوئی ہوتی تھی) اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

ووضع ابواسحاق قلنسوتہ فی الصلوۃ ورفعہا۔[5]

ابواسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اونچا کیا۔

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] 〃 〃 〃 〃 ، جامع ترمذی ص ۲۵۴

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔۲۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] 〃 〃 〃 〃 ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۹

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا سالہ ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص ولا العمامۃ ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسہ الزعفران[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا: کہ محرم کیا لباس پہنے؟ آپ نے فرمایا قمیص، عمامہ، شلوار اور ٹوپی نہ پہنے اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے۔

اس حدیث میں حالتِ احرام میں ٹوپی پہننے سے منع فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ غیر حالتِ احرام میں ٹوپی پہننے کا صحابہ میں عام رواج تھا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن سفیان بن عیینۃ قال رایت شریکا صلی بنا فی جنازۃ العصر فوضع قلنسوتہ بین یدیہ[2]

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا شریک نے ہمیں ایک جنازہ کے بعد نماز عصر پڑھائی اور ٹوپی اپنے سامنے رکھ دی۔

اس حدیث کو پیش کرنے سے ٹوپی پہننے کے رواج اور تعامل کو بیان کرنا ہے، ٹوپی اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو ثابت کرنا مقصود نہیں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

عن ہلال بن یساف قال قدمت الرقۃ فقال لی بعض اصحابی ہل لک فی رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت غنیمۃ فدفعنا الی وابصۃ قلت لصاحبی نبدا فننظر الی دلہ فاذا علیہ قلنسوۃ لاطیۃ ذات اذنین وبرنس خز اغبر واذا ہو معتمد علی عصا فی صلاتہ[3]

ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں کہ ہم رقہ (شام کا ایک شہر) گئے، ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے ملاقات کریں؟ میں نے کہا یہ تو بڑی غنیمت ہے، پھر ہم حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، میں نے کہا دیکھو پہلے ہم ان کے طور طریق کو دیکھتے ہیں، پھر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سر سے ایک دو کانوں والی ٹوپی چمٹی ہوئی ہے اور ایک غبار آلود لمبی ٹوپی (اس کے اوپر) پہنی ہوئی ہے اور وہ عصا کے سہارے سے نماز پڑھ رہے ہیں۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس قلنسوۃ بیضاء رواہ الطبرانی وفیہ عبد اللہ بن خراش وثقہ ابن حبان وقال ربما اخطأ وضعفہ جمہور الائمۃ وبقیۃ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی عبد اللہ بن خراش ہے، امام ابن حبان نے اس کی توثیق کی اور کہا کہ یہ بعض اوقات

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵-۲۰۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۰۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] ″ ″ ″ ″ ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۷-۱۳۶، ″ ″ ″ ″

رجالہ ثقات ۔ ۱

خطار بھی کرتا ہے، جمہور ائمہ نے اس کو ضعیف کہا ہے، اس سند کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس كمة بيضاء رواه الطبراني في الاوسط عن شيخه محمد بن حنيفة الواسطي وهو ضعيف ليس بالقوي ۔ ۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے، اس کی سند میں محمد بن حنیفہ ضعیف راوی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن سعيد قال: رايت على علي بن الحسين قلنسوة بيضاء مصرية ۔ ۳

عبد اللہ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن حسین (حضرت زین العابدین) کو سفید مصری ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن هشام قال: رايت على ابن الزبير قلنسوة لها زب كان يستظل بها اذا طاف بالبيت ۔ ۴

ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن الزبیر کو ایک چھجے والی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا وہ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اس کا سایہ کر لیتے تھے۔

عن يزيد قال: رايت على ابراهيم قلنسوة مكفوفة بثعالب او سمور ۔ ۵

یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم (نخعی) کو لومڑی یا سمور کی کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن الاجلح قال رايت على الضحاك قلنسوة ثعالب ۔ ۶

اجلح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ضحاک کو لومڑی کی کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن اشعث عن ابيه ان ابا موسى خرج من الخلاء وعليه قلنسوة فمسح عليها ۔ ۷

اشعث اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ بیت الخلاء سے آئے درآں حالیکہ انھوں نے ٹوپی پہنی ہوئی تھی، پھر انھوں نے اس ٹوپی پر مسح کیا۔

علامہ علی متقی ہندی ابن عساکر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

۱۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۲ھ

۲۔ " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۱، " " " "

۳۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

۴۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، " " "

۵۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، " " "

۶۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲-۲۱۳، " " "

۷۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۳، " " "

الله علیه وسلم یلبس قلنسوة بیضاء لاطئة ۔[1]

صلے اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے جو آپ کے سر پر جمی رہتی تھی ۔

علامہ علی متقی ہندی ابن عساکر اور رویانی کے حوالوں سے بیان کرتے ہیں :

عن ابن عباس کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم ویلبس العمائم بغیر القلانس وکان یلبس القلانس الیمانیة و یلبس ذوات الاذان فی الحرب وکان ربما نزع قلنسوته فجعلها سترة بین یدیه و هو یصلی الحدیث ۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تے اور عمامہ کے بغیر بھی ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ بغیر ٹوپی کے بھی پہنتے تھے ، اور آپ یمنی ٹوپی پہنتے تھے اور جنگ میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے ۔ بعض اوقات اپنی ٹوپی اتار کر اس کو سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے ۔

مؤخر الذکر ان تینوں حدیثوں کو علامہ عزیزی[3] اور علامہ مناوی[4] نے جامع الصغیر کی شرح میں ذکر کیا ہے ۔

علامہ مناوی لکھتے ہیں :

قال الحافظ العراقی فی شرح الترمذی واجود اسناد فی القلانس مارواه ابوالشیخ عن عائشة کان یلبس القلانس فی السفر ذوات الاذان وفی الحضر المضرة یعنی الشامیة ۔[5]

حافظ عراقی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ ٹوپیوں کے متعلق سب سے عمدہ سند کی حدیث یہ ہے : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے ، اور حضر میں شامی ٹوپی پہنتے تھے ۔

علامہ زبیدی نے بھی یہی لکھا ہے ۔[6]

ملا نظام الدین حنفی لکھتے ہیں :

ولا بأس بلبس القلانس وقد صح انه صلی الله علیه وآله وسلم کان یلبسها کذا فی الوجیز للکردری ۔[7]

ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے ، کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ٹوپی پہنتے تھے ، علامہ کردری نے وجیز میں اسی طرح لکھا ہے ۔

1۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ ھ ، کنز العمال ج ۷ ، ص ۱۲۱ ، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ، ۱۴۰۵ ھ

2۔ " " " " ، کنز العمال ج ۷ ، ص ۱۲۱

3۔ علامہ علی بن الشیخ احمد عزیزی ، سراج منیر شرح الجامع الصغیر ج ۳ ص ۱۶۵ ، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر ، ۱۴۰۵ ھ

4۔ علامہ عبدالرؤف مناوی ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۲۴۷ - ۲۴۶ ، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ، ۱۳۹۱ ھ

5۔ " " ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۲۴۶ ،

6۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ ھ ، اتحاف سادۃ المتقین ج ۷ ، ص ۱۲۷ ، مطبوعہ مطبعۃ میمنہ مصر ۱۳۱۱ ھ

7۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ ھ ، عالم گیری ج ۵ ص ۳۳۰ ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر ، ۱۳۱۰ ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹوپی پہننے کا ذکر امام غزالی شافعی[1]، علامہ ابن الحاج مالکی[2]، علامہ ابن قیم حنبلی[3]، علامہ زرقانی مالکی[4] اور علامہ علی بن برہان الدین حلبی[5] وغیرہ نے بھی کیا ہے۔

امام شعرانی لکھتے ہیں:

وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یامر بستر الراس فی الصلوۃ بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھی عن کشف الراس فی الصلوۃ۔[6]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گاہ عمامہ بے کلاہ مے پوشید وگاہ باکلاہ وگاہ کلاہ بے عمامہ۔[7]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ٹوپی کے ساتھ اور کبھی بغیر ٹوپی کے عمامہ پہنتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنتے تھے۔

علامہ نور اللہ بصیر پوری لکھتے ہیں:

ٹوپی پہ عمامہ کا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق بنتا یہ تقاضا نہیں کرتا کہ اور کوئی فرق ہے ہی نہیں بلکہ حقیقت واقعیہ یہ ہے کہ ہر علامت اسلام ہی فرق ہے، تو اگر اکیلی ٹوپی بھی کسی زمانہ میں علامت اسلام بن جائے تو وہ بھی فرق بن جائے گی، چنانچہ کافی مدت سے قادری ٹوپی اور ترکی ٹوپی علامت اسلام ہیں اور موجودہ دور میں جناح کیپ، تو ایسی ٹوپی کا پہننا جبکہ علامت اسلام ہے اور فرق ہے تو اس حدیث کے منشاء کے مخالف کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں گاندھی ٹوپی وغیرہ جو شعار کفر ہیں وہ چونکہ علامت کفر ہیں لہٰذا ممنوع ہیں۔[8]

قمیص، شلوار، جبّہ اور قبا پہننے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبداللہ قال لما توفی عبداللہ بن ابی جاء ابنہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی مر گیا تو اس کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء علوم الدین علی ہامش الزبیدی ج ۷ ص ۱۲۹، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ھ، المدخل ج ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر

[3] علامہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم جوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد ج ۱ ص ۳۴ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی مصر، ۱۳۶۹ھ

[4] علامہ محمد عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ، شرح المواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۱۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[5] علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ، انسان العیون ج ۳ ص ۴۵۲، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی مصر، ۱۳۸۴ھ

[6] علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ، کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۷، مطبوعہ مصر

[7] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، شرح سفر السعادۃ ص ۴۳۶، مطبوعہ مطبع منشی نول الکشور لکھنؤ

[8] علامہ نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاویٰ نوریہ ج ۱ ص ۳۸۰، مطبوعہ انجمن حزب الرحمان بصیر پور، ۱۴۰۱ھ

يا رسول الله اعطنى قميصك اكفنه فيه وصل عليه واستغفر له فاعطاه قميصه .[1]

علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ مجھے اپنی قیص عطا فرمائیے میں اس میں ابن ابی کو کفن دوں گا، اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لیے استغفار کریں سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قمیص عطا فرمادی۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابى سعيد الخدرى قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استجد ثوبا سماه باسمه اما قميصا او عمامة ثم يقول اللهم لك الحمد انت كسوتنيه اسئلك من خيره وخير ما صنع له واعوذ بك من شره وشر ما صنع له .[2]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نیا کپڑا پہنتے تو بسم اللہ پڑھتے خواہ قمیص ہو یا عمامہ پھر فرماتے: اے اللہ! تیری حمد ہے کہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کی خیر کا اور جس لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور اس کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ام سلمة قالت كان احب الثياب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص .[3]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قمیص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس تھی

عن المغيرة بن شعبة ان النبى صلى الله عليه وسلم لبس جبة رومية ضيقة الكمين .[4]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا۔

اس حدیث میں غیر مسلموں کے بنائے ہوئے کپڑے پہننے کا بھی ثبوت ہے۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن سويد بن قيس قال اتانا النبى صلى الله عليه وسلم فساء منا سراويل .[5]

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شلوار کی قیمت لگائی۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[6]

[1] - امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] - امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] - امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] - " " " ، جامع ترمذی ص ۲۶۸، "

[5] - امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] - امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بعرفات فقال من لم یجد ازارا فلیلبس السراویل ومن لم یجد نعلین فلیلبس خفین [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں فرمایا: جس شخص کو ازار (چادر یا تہبند) نہ ملے وہ شلوار پہن لے اور جس کو جوتے میسر نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی منصور قال: رایت علی الشعبی سراویل [2]

ابو منصور کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو شلوار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن مهدی قال: کان الحسن اذا کان الشتاء لبس سراویل حبرۃ وقباء حبرۃ [3]

مہدی بیان کرتے ہیں کہ سردیوں کے موسم میں حسن بصری منقش شلوار اور منقش قباء (شیروانی) پہنتے۔

عن ابی خلدۃ رایت ابا عالیۃ علیہ سراویل [4]

ابو خلدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ کو شلوار پہنے ہوئے دیکھا۔

اسلام میں لباس پہننے کی وسعت

احادیث اور آثار میں انواع واقسام کے کپڑے پہننے کا ثبوت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید اور مختلف رنگوں کے حلّے (ایک قسم کی دو چادریں) پہنی ہیں، جبّہ اور فروج (ایک قسم کا کوٹ) زیب تن کیا ہے، قباء (ایک قسم کی شیروانی) پہنی ہے، آپ نے قمیص پہنی ہے اور یہ آپ کا پسندیدہ لباس تھا، سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا ہے اور کھال اور کپڑے کی مختلف قسم کی ٹوپیاں پہنی ہیں، پوستین [6] پہنی ہے اور بیل بوٹوں والی نقشین اور سادہ چادریں اور اونی کمبل اوڑھے ہیں، ایسا جبہ اور پوستین پہنی ہیں جن کی آستینوں پر ریشم کا کام کیا گیا تھا، آپ نے شلوار خریدی ہے، علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے شلوار پہنی بھی ہے [5] آپ نے جنگ کے دوران خود اور زرہ بھی پہنی ہے، آپ نے اونی، سوتی، باریک اور موٹے ہر قسم کے کپڑے پہنے ہیں۔

غیر اسلامی ملکوں میں بنے ہوئے لباس پہننے کا جواز

غیر اسلامی ملکوں کے بنے ہوئے کپڑے بھی آپ نے پہنے ہیں، علامہ ابن قیم نے امام احمد اور امام ابوداؤد کے حوالے سے لکھا ہے کہ روم کے بادشاہ نے آپ کو ایک پوستین ہدیہ کی تھی جس کی آستینوں پر ریشم کا کام کیا ہوا تھا، صحیح مسلم میں ہے کہ آپ کا ایک کسروانیہ (ایران کا بنا ہوا) جبہ تھا جس کی آستینوں پر ریشم کا کام تھا، آپ کے وصال کے بعد یہ حضرت عائشہ اور پھر حضرت اسماء

۱۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۵۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

۳۔ ″ ″ ″ ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۷، ″ ″ ″

۴۔ ″ ″ ″ ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۸، ″ ″ ″

۵۔ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد ج ۱ ص ۳۵، مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی مصر، ۱۳۶۹ھ۔

۶۔ بالوں والے چمڑے کا لباس مثلاً چغہ وغیرہ۔

کے پاس رہا وہ اس کو پانی سے دھو کر اس کے دھوون کو بیماروں کو پلا کر شفاء طلب کرتی تھیں۔ اسی طرح شام، مصر اور یمن کی بنی ہوئی چادریں بھی آپ نے پہنی ہیں[1] اور جامع ترمذی (ص ۲۶۸) میں ہے کہ آپ نے رومی جبہ پہنا ہے۔

نیم عریاں اور فساق فجار کے مخصوص لباس کی ممانعت اور کراہت

لباس کا مقصد ستر ڈھانپنا اور زینت ہے تاہم ایسا لباس پہننا ممنوع ہے جس سے لباس پہن کر بھی انسان عریاں دکھائی دے، علامہ شامی نے لکھا ہے: جسم کے جن اعضاء کا ستر واجب ہے اگر کپڑوں سے ان اعضاء کی ساخت اور ابھار دکھائی دے تو ان کو دیکھنا بھی ممنوع ہے[2]، آج کل فیشن زدہ لوگ کسی ہوئی پتلونیں پہنتے ہیں اور قمیص پتلون کے اندر کی ہوئی ہوتی ہے، جس سے ان کی سرین کی ساخت اور ابھار نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے، اس قسم کا لباس پہننا جائز نہیں ہے، نیز لباس کی جو قسم فساق فجار کے ساتھ خاص اور ان کی علامت اور ان کا شعار ہو، اس کا پہننا مکروہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص جس گروہ کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا اسی گروہ میں شمار ہوگا۔

حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم کی تخریج

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم[3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی کریمۃ قال سمعت علی بن ابی طالب وھو یخطب علی منبر الکوفۃ وھو یقول یا ایھا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایاکم ولباس الرھبان فانہ من ترھب او تشبہ فلیس منی۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن شیخہ علی بن سعید الرازی وھو ضعیف۔[5]

ابو کریمہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے کوفہ میں منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: راہبوں کا لباس پہننے سے اجتناب کرو، کیونکہ جس شخص نے رہبانیت اختیار کی یا راہبوں کے مشابہ بنا وہ میرے طریقہ (محمودہ یا میرے دین کامل) پر نہیں ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی علی بن سعید رازی ضعیف ہے۔

1۔ علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد لمختصا ج ۱ ص ۳۶-۳۴، مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی مصر ۱۳۶۹ھ
2۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
3۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
4۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۵۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
5۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

عن جابر بن عبد اللہ قال قالوا یا رسول اللہ! ان المشرکین یتسرولون ولا یتزرون قال فتسرولوا انتم واتزروا وقالوا یا رسول اللہ! فان المشرکین یختفون ولا ینتعلون قال فاختفوا انتم وانتعلوا وخالفوا اولیاء الشیطان بکل ما استطعتم رواہ الطبرانی فی الاوسط عن علی بن سعید الرازی وھو ضعیف۔[1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مشرکین شلوار پہنتے ہیں اور تہبند نہیں باندھتے، آپ نے فرمایا تم شلوار بھی پہنو اور تہبند بھی باندھو، صحابہ نے عرض کیا مشرکین موزے پہنتے ہیں اور جوتی نہیں پہنتے، آپ نے فرمایا تم موزے بھی پہنو اور جوتی بھی اور جس قدر کر سکتے ہو شیطان کے دوستوں کی مخالفت کرو، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کا ایک راوی علی بن سعید رازی ضعیف ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاری وان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف۔[2]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے غیر کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہود کی مشابہت کرو نہ نصاریٰ کی، انگلیوں سے اشارہ کرنا یہود کا سلام ہے اور ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا سلام ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں علامہ مناوی کی تحقیق

علامہ مناوی "من تشبہ بقوم فھو منھم" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

یعنی جو شخص اپنے ظاہری لباس میں کسی قوم کے لباس کی، اپنے افعال اور عادات میں کسی قوم کی عادات کی اور اپنی سیرت اور خصلت میں کسی قوم کی سیرت کی مشابہت اختیار کرے حتیٰ کہ اس کا ظاہر اور باطن اس قوم کے موافق ہو جائے تو اس کا شمار اس قوم سے ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص صالحین کی مشابہت اختیار کرے گا اس کی ان کی طرح عزت کی جائے گی اور جو شخص فساق کی مشابہت اختیار کرے اس کی ان کی طرح رسوائی ہوگی، علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ اگر اہل فسق کسی خاص لباس کو اختیار کر لیں تو دوسروں کو اس لباس کے پہننے سے منع کیا جائے گا تاکہ ناواقف شخص ان کو بھی فاسق گمان نہ کرے، اور اس بدگمانی کی وجہ سے گناہ میں مبتلا نہ ہو، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ تشبہ امور قلبیہ یعنی اعتقادات میں بھی ہوتا ہے اور امور خارجیہ یعنی اقوال اور افعال میں بھی ہوتا ہے اور اقوال اور افعال کی دو قسمیں ہیں عبادات اور عادات، عادات میں کھانا پینا،

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵، ص ۱۳۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ
[2] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۹۹-۳۵۶-۲۶۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

لباس کی وضع قطع، جائے سکونت، نکاح، تمدن اور ثقافت (یعنی کسی قوم کے رہن سہن اور طرز معاشرت کے اجتماعی آداب) سفر اور اقامت کے طور طریقے۔ اعتقادات اور عبادات میں تو کفار کا تشبہ اختیار کرنا کفر اور حرام ہے ہی شریعت اسلامیہ نے تمدن اور ثقافت اور دیگر عادات میں بھی کفار کے تشبہ سے منع فرمایا ہے کیونکہ ظاہر اور باطن میں ربط اور مناسبت ہوتی ہے اور ظاہر کا باطن میں اثر ہوتا ہے، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے تمدن اور ثقافت کے لیے ایسے امور بیان فرمائے جو کفار کے تمدن اور ثقافت سے الگ اور ممتاز ہیں، اور اس حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان اپنے ظاہری طور طریقہ میں بھی کفار کی مخالفت کریں، کیونکہ اگر مسلمان کفار کی تہذیب اور تمدن کو اختیار کریں گے تو اس کا اثر ان کے اخلاق، عبادات اور عقائد پر بھی پڑے گا، اور اس کا عام مشاہدہ ہے جن لوگوں نے مغربی تہذیب کو اختیار کر لیا، ان کے اخلاق سے پاکیزگی کا عنصر ختم ہو گیا، وہ لوگ عبادات سے دور ہو گئے اور ان کے عقائد کمزور پڑ گئے اور جن لوگوں نے دین داروں کی وضع قطع اختیار کی ان میں خدا خوفی کا غلبہ ہوا اور ان کا دین مستحکم ہو گیا، اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ظاہر کا باطن میں اثر ہوتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور جب مسلمان اپنے ظاہری اطوار میں کفار کے مخالف رہیں گے تو اسباب غضب سے بچے رہیں گے اور گمراہی کے اسباب سے مجتنب رہیں گے، تیسری وجہ یہ ہے کہ جب کفار اور مسلمانوں کا لباس وضع قطع، ان کی بود و باش اور طرز معاشرت ایک جیسی ہو گی تو ہدایت یافتہ اور گمراہوں میں ظاہری تمیز نہیں رہے گی، اس لیے مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کفار کے تمدن اور ثقافت سے الگ رہیں اور ان کی مشابہت اختیار نہ کریں۔

علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کفار کی مشابہت اختیار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ومن یتولھم منکم فانہ منھم (مائدہ: ۵۱/۵) "تم میں سے جس شخص نے یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھی اس کا انھی سے شمار ہوگا" لیکن اس حدیث کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ کفار کی مشابہت حرام ہو، حضرت ابن عمر کا ارشاد ہے جس شخص نے کفار کی سرزمین پر گھر بنایا اور ان کے نیروز اور مہرجان (یعنی ان کے تہواروں سے مثلاً کرسمس اور دسہرہ) کو منایا اور مرتے دم تک ان کے مشابہ رہا تو اس کا قیامت کے دن انھی کے ساتھ حشر ہوگا، یعنی کفار سے بالکلیہ مشابہ ہونا کفر ہے اور بعض امور میں مشابہ ہونا حرام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ کفر میں ان کی مشابہت اختیار کرنا کفر ہے اور معصیت میں مشابہت اختیار کرنا معصیت ہے اور ان کے شعار میں ان کی مشابہت اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[1]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں علامہ حنفی کی تحقیق

علامہ حنفی لکھتے ہیں: جو شخص فاسقوں کی وضع قطع اختیار کرے گا اس کی اہانت کی جائے گی خواہ وہ واقعہ میں فاسق نہ ہو، اور جو شخص سبز عمامہ باندھے گا اس کی عزت اور توقیر کی جائے گی خواہ وہ شخص سادات ہاشمیہ سے نہ ہو، اس لیے سادات کرام کے نسب پر طعن کر کے شیطان کی اتباع نہیں کرنی چاہیے، بایں طور کہ یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ تم سید ہو؟ ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک سید پر یہ اعتراض کیا وہ سید گھر گیا اور گھر جا کر سبز عمامہ اتار دیا اور کہا میں اس وقت تک سبز عمامہ نہیں باندھوں گا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو کہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے

[1] علامہ عبد الرؤف مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۱۰۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۱ھ

ہوں، پھر اس شخص نے خواب دیکھا کہ ایک جماعت ورق گردانی کر رہی ہے اور وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس شخص کا نسب معلوم کرو پھر انھوں نے کہا کہ اس کا نسب حضرت جعفر صادق سے ثابت ہے، جب وہ شخص بیدار ہوا تو اس نے اس خواب کے سلسلہ میں بعض علماء سے سوال کیا، انھوں نے کہا جعفر صادق سے بڑھ کر اور کس کا نسب ہوگا! جاؤ جا کر سبز عمامہ باندھ لو۔[1]

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سبز عمامہ باندھنا سادات کرام کا شعار ہے۔

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں ملا علی قاری کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

یعنی جس شخص نے لباس وغیرہ میں کفار کی مشابہت کی یا فساق اور فجار کی مشابہت کی، یا صالحین کی مشابہت کی تو اس کا شمار انھی کے گروہ سے ہوگا، علامہ طیبی نے کہا کہ یہ حدیث خلق، خُلق اور شعار میں عام ہے اور جبکہ شعار میں تشبیہ زیادہ واضح ہوتی ہے تو اس باب میں شعار کا ذکر کیا جاتا ہے یعنی جو شخص جس قوم کے شعار کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا، (ملا علی قاری فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہاں پر صرف شعار (یعنی کسی قوم کی تہذیب اور اس کے دین کی مخصوص اقدار اور روایات) ہی مراد ہے اور اس کے علاوہ کوئی چیز مراد نہیں ہے، کیونکہ خلق اور خُلق میں تشبہ مراد نہیں لیا جا سکتا۔[2]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں شیخ عبدالحق دہلوی کی تحقیق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

ہر وہ شخص جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا، چونکہ حدیث میں تشبیہ کو مطلقاً فرمایا ہے: لہٰذا یہ تشبہ اخلاق، اعمال اور لباس کو شامل ہے خواہ نیکوں کے ساتھ مشابہ ہو یا بُرے لوگوں کے ساتھ مشابہ ہو، اگر اخلاق اور اعمال میں مشابہ ہوگا تو اس کا حکم ظاہر اور باطن دونوں میں جاری ہوگا، اور اگر صرف لباس میں مشابہ ہوگا تو اس کا حکم صرف ظاہر میں ہوگا (یعنی اگر کوئی شخص مثلاً سکھوں کا سا لباس اور ان کی وضع اور قطع اختیار کرے تو اس کا بظاہر سکھوں میں شمار ہوگا وہ حقیقت میں سکھ نہیں ہو جائے گا اور نہ قیامت کے دن سکھوں میں اٹھے گا، البتہ اس ظاہر لباس اور وضع و قطع کو دیکھ کر دیکھنے والے اس کو سکھ خیال کریں گے۔ سعیدی غفرلہٗ) زیادہ تر عرف میں اس مشابہت کو لباس پر محمول کرتے ہیں اسی وجہ سے اس حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کرتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز جس کے مشابہ ہوگی وہ اس چیز کے حکم میں ہوگی اگر ظاہر میں مشابہت ہے تو ظاہر میں اس چیز کے حکم میں ہوگی اور اگر باطن میں اس کے مشابہ ہے تو باطن میں اس چیز کے حکم میں ہوگی۔[3]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تحقیق

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

جو چیز کفار کے ساتھ مخصوص ہو اور اس کو مسلمان استعمال کرتے ہوں خواہ وہ چیز از قبیل لباس ہو یا طعام سو وہ چیز تشبہ میں داخل ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے، اور جو چیز کفار کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اگرچہ کفار اس چیز کو زیادہ استعمال کرتے

---

[1] علامہ شیخ علی ابن الشیخ احمد عزیزی، سراج منیر ج ۳ ص ۳۱۲، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، ۱۳۰۵ھ،

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۵۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[3] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۷۵، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

ہوں اور مسلمان اس کو کم استعمال کرتے ہوں تو اس چیز کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اسی طرح اگر بعض امور کفار کے ساتھ کسی فائدہ کی بناء پر یا کسی آرام کی وجہ سے یا کسی دواء کے سبب سے مخصوص ہوں تو ان امور کو ان فوائد کے حصول کی وجہ سے حاصل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں ان کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو۔ ہاں جو تشبہ مطلقاً ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو ان کی جماعت میں داخل کرے اور ان کے ساتھ دل میں محبت رکھے اسی طرح ان کی مشابہت کے قصد سے ان کی زبان اور ان کی طرز تحریر کو سیکھنا ممنوع ہے، اور ان کی عبادات اور ان کے تہواروں (مثلاً عید وغیرہ) میں تشبہ اختیار کرنا بھی مطلقاً ممنوع ہے۔ اس مفہوم پر بکثرت احادیث دلالت کرتی ہیں اگر ان سے تشبہ کی غرض ہو تو ہر چیز میں تشبہ منع ہے، اسی طرح اگر کسی بدنی فائدہ کی بناء پر ان کا لباس پہنتا ہے (جبکہ ان کی مشابہت مقصود نہیں ہے، سعیدی غفرلہ) تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [۱]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلے میں فقہاء احناف کی تحقیق

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

اعلم ان التشبیہ باھل الکتاب لایکرہ فی کل شیء فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما الحرام ھو التشبہ فیما کان مذموما وفیما یقصد بہ التشبیہ کذا ذکرہ قاضی خان فی شرح الجامع الصغیر۔ [۲]

جان لو کہ اہل کتاب کے ساتھ ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ ہم بھی کھاتے پیتے ہیں جس طرح وہ کھاتے پیتے ہیں، البتہ صرف مذموم کاموں میں ان کے ساتھ تشبہ ممنوع ہے، یا جس کام کو ان کے ساتھ تشبہ کے قصد کے ساتھ کیا جائے وہ ممنوع ہے اسی طرح قاضی خان نے جامع صغیر کی شرح میں ذکر کیا ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

فان التشبہ بھم لایکرہ فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبیہ۔ [۳]

اہل کتاب کے ساتھ ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں ہے، بلکہ مذموم چیزوں میں تشبہ مکروہ ہے اور جن کاموں میں تشبہ کا قصد کیا جائے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ویؤیدہ ما فی الذخیرۃ قبیل کتاب التحری قال ھشام رایت علی ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر، فقلت اتری بھذا الحدید باسا قال لا، قلت سفیان وثور بن یزید کرھا ذلک لان فیہ تشبھا بالرھبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لھا شعر وانھا من لباس الرھبان فقد اشار الی ان صورۃ المشابھۃ فیما تعلق بہ صلاح العباد لا یضر

اس کی تائید میں "ذخیرہ" کی کتاب التحری سے ذرا پہلے یہ مذکور ہے کہ ہشام نے امام ابو یوسف کو دو ایسی جوتیاں پہنے دیکھا جس میں کیلیں ٹھکی ہوئی تھیں، ہشام نے پوچھا کیا آپ ان لوہے کی کیلوں میں کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں، میں نے کہا کہ سفیان اور ثور بن یزید اس کو مکروہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں راہبوں کے ساتھ تشبہ ہے امام ابو یوسف نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں والی جوتیاں پہنتے تھے اور وہ بھی راہبوں کا لباس ہے امام ابو یوسف نے اپنے اس قول میں یہ اشارہ کیا ہے کہ جس کام میں صورۃً مشابہت ہو، اور اس کام

[۱] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ فتاوی عزیزی ج ۱ ص ۱۰۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۱ھ،

[۲] علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱، مطبوعہ مطبوعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[۳] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار ج ۱ ص ۵۸۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

فان الارض مما لا یمکن قطع المسافۃ البعیدۃ فیہا الا بہذا النوع اھ وفیہ اشارۃ ایضا الی ان المراد بالتشبہ اصل الفعل ای صورۃ المشابہۃ بلا قصد۔[1]

میں لوگوں کا نفع اور فائدہ ہو تو اس مشابہت میں ضرر نہیں ہے کیونکہ اس قسم کی جوتیوں کے بغیر زمین میں دور دراز کی مسافت کو طے نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابو یوسف کے اس قول میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس قسم کی مشابہت میں اس وقت حرج نہیں ہے جب اس کام میں کفار کے ساتھ مشابہت کا قصد نہ کیا جائے صرف صورۃً مشابہت ہو۔

علامہ شامی نے البحر الرائق کے حاشیہ پر بھی یہی تقریر کی ہے۔[2]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں مصنف کی تحقیق

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت سے مطلقاً کوئی کام کرنا ممنوع ہے، مثلاً ان سے مشابہت کی قصد سے کھانا پینا یا سانس لینا بھی ممنوع ہے اور جب کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ کسی اور مصلحت اور فائدہ کا حصول مقصود ہو مثلاً فوج اور پولیس، کفار کے مخصوص ہتھیاروں کو ان کی افادیت کی بناء پر استعمال کرے، یا پولیس اور فوج کی وردی کو اس لیے پہنے کہ اس کو پہن کر جسم چاق وچوبند رہتا ہے اور اس لباس کے ساتھ فوجی مشقیں اور دیگر فرائض آسانی کے ساتھ انجام دیے جا سکتے ہیں (البتہ قمیض پتلون سے باہر نکالیں تاکہ سرین کا ابھار دکھائی نہ دے) اس صورت میں ان چیزوں کا استعمال جائز ہے، اس طرح میز کرسی پر کھانا، چھری کانٹے اور چمچوں کو کھاتے ہیں استعمال کرنا، اگر ان میں کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ دوسرے فوائد اور سہولتوں کی بناء پر استفادہ کرتے ہوں اور اس میں ہماری نیت کفار سے مشابہت نہیں ہوتی، مثلاً بجلی کی روشنی اور پنکھوں کو استعمال کرنا، موٹر کار، بس، ٹرین اور ہوائی جہاز سے سفر کرنا، ٹیلیفون پہ بات کرنا، ریڈیو اور ٹی۔ وی کے اعلانات اور جائز پروگراموں سے استفادہ کرنا اور تمام صنعتوں اور کارخانوں میں ان کی ٹیکنیک سے استفادہ کرنا یہ سب امور جائز ہیں اور تمام مسلمان بغیر کسی انکار کے ان پر عمل کرتے ہیں۔

کفار کے وہ اعتقادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، اسی طرح ان کی وہ عبادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں اسی طرح ان کی وہ تہذیب اور ثقافت جو ان کا مخصوص شعار گردانی جاتی ہے یعنی وہ چیزیں جو ان کی کسی بد عقیدگی پر مبنی ہیں مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اس لیے وہ گلے میں صلیب ڈالتے ہیں، یا رسی کا پھندہ ڈالتے ہیں یا اسی کی علامت کے طور پر ٹائی[3] لگاتے ہیں، یہ تمام چیزیں مطلقاً ممنوع اور حرام ہیں اور ان میں سے بعض چیزیں کفر ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کفر ہے کہ ان کو سولی دی گئی تھی۔

عورتوں کی بے پردگی، مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول، کلبوں میں اجنبی مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا گپ شپ کرنا، رقص وسرود میں حصہ لینا، وڈیو اور سینما کی فلمیں بنانا ان کو دیکھنا موسیقی سننا خواہ بھارت کی موسیقی ہو، پاکستان کی ہو

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۵۸۴۔۵۸۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، منحۃ الخالق علی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[3] ابتداءً ٹائی عیسائیوں کے ساتھ مخصوص تھی لیکن اب یہ فیشن میں داخل ہو چکی ہے اور تقریباً دنیا کی تمام فیشن زدہ اقوام ٹائی باندھتی ہیں، اس لیے اب یہ عیسائیت کی نہیں بلکہ فیشن کی علامت ہے۔ منہ

یا مغربی لڑکیوں کا چست اور نیم عریاں لباس پہننا، ہپیوں کی وضع قطع اختیار کرنا، ان تمام امور میں مغربی تہذیب کی مشابہت ہے، بعض امور میں ہندوؤں کے طریقے اور ان کی رسموں کا رواج ہے ان چیزوں میں تشبہ مطلقاً ممنوع ہے اور ان کاموں میں خواہی نخواہی تشبہ ہے خواہ تشبہ کی نیت ہو یا نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ ان امور میں ممنوع ہے جو امور کفار کے عقائد فاسدہ اور اعمال باطلہ کے ساتھ مخصوص ہوں یا جو امور کتاب اور سنت کی تصریحات کے خلاف ہوں اور جو امور ہمارے اور کفار کے درمیان مشترک ہوں یا جو امور نافعہ ہوں ان میں اگر کفار کے ساتھ تشبہ واقع ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ احادیث میں اس قسم کے امور کو اختیار کرنے کی بہ کثرت مثالیں ہیں، دیکھئے دفاعی جنگ میں شہر کے گرد خندق کھودنا کفار عجم کا طریقہ تھا، لیکن جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے غزوہ احزاب کے وقت مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مشورہ کو قبول کر لیا، امام ابن سعد روایت کرتے ہیں:

فلما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصولهم من مكة ندب الناس واخبرهم خبرعدوهم وشاورهم في امرهم فاشار عليه سلمان الفارسي بالخندق فاعجب ذلك المسلمين۔[1]

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار کے مکہ سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے مسلمانوں کو دشمن کی خبر دی، اور ان سے جنگ کے متعلق مشورہ کیا، حضرت سلمان فارسی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور مسلمانوں کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال سلمان للنبي صلى اللہ عليه وسلم انا كنا بفارس اذا حوصرنا خندقنا علينا فامر النبي صلى اللہ عليه وسلم بحفر الخندق حول المدينة وعمل فيه بنفسه ترغيبا للمسلمين۔[2]

حضرت سلمان فارسی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب ہم فارس میں تھے اور ہمارا محاصرہ کیا جاتا تھا تو ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے، تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دینے کے لیے آپ نے خود خندق کھودی۔

خندق کھودنا کفار کا طریقہ تھا، لیکن اس کے فائدہ مند ہونے کی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار کر لیا، اسی طرح خط کے اوپر مہر لگانا بھی کفار کا طریقہ تھا، لیکن اس کی افادیت کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مہر بنوائی، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك ان نبي اللہ صلى اللہ عليه وسلم اراد ان يكتب الى رهط او اناس من الاعاجم فقيل له انهم لا يقبلون كتابا الا عليه خاتم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کی ایک جماعت کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ بغیر مہر کے کسی خط کو قبول نہیں

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبری، ج ۲ ص ۶۶، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ،
[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۷ ص ۳۹۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

فاتخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من فضۃ نقشہ محمد رسول اللہ [1]

کرتے، تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوالی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔

اسی طرح پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ جماع کرنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ روم اور فارس کے لوگ ایام رضاعت میں جماع کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا تو آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا، امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جدامۃ بنت وھب الاسدیۃ انھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد ھممت ان انھی عن الغیلۃ حتی ذکرت ان الروم والفارس یصنعون ذلک فلا یضر اولادھم [2]

جدامہ بنت وہب اسدیہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ جماع سے منع کرنے کا ارادہ کیا پھر مجھے خیال آیا کہ روم اور فارس کے لوگ یہ عمل کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا۔

ان مثالوں سے واضح ہو گیا کہ کفار کے طریقوں میں سے کسی نفع دینے والے طریقہ کو اختیار کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ کام ہماری شریعت میں ممنوع نہ ہو یا ان کی کسی بدعقیدگی یا بدعملی کے ساتھ خاص نہ ہو۔

کیا سبز عمامہ دیندار جماعت کا شعار ہے؟

لباس کے معاملے میں اسلام نے کوئی قید نہیں لگائی الا یہ کہ گہرے سرخ یا گہرے زرد رنگ کے لباس کی بعض روایات میں ممانعت ہے، اور ان کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے یا ایسا تنگ اور چست لباس جس سے جسم کے اس عضو کا ابھار نمایاں ہو جس کو شریعت نے چھپانے کا حکم دیا ہے ایسے لباس کا پہننا ناجائز ہے، لباس کی بعض اقسام لوگوں کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ سبز عمامہ باندھنا سادات کرام کے ساتھ مخصوص ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز رنگ کا حلہ پہنا ہے، مہاجرین اولین صحابہ کرام سبز عمامہ باندھتے تھے، اب ایک گمراہ فرقہ یعنی دیندار جماعت نے بھی سبز عمامہ باندھنا شروع کر دیا ہے اور اس کو اپنی علامت بنا لیا ہے اس فرقہ کی تعداد بہت کم ہے اور یہ لوگ خال خال نظر آتے ہیں، سو اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ سبز عمامہ باندھنا دیندار جماعت کا طریقہ ہے اس لیے اس میں ان کا تشبہ ہے اور اب یہ ناجائز ہے، کیونکہ اول تو سبز عمامہ ان کا شعار اور ان کی خصوصیت نہیں ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سبز رنگ کا حلہ ثابت ہے، مہاجرین اولین سبز عمامہ باندھتے تھے اور بعد میں سبز عمامہ اشراف اور سادات ہاشمیہ کا شعار رہا ہے تو یہ دینداروں کا شعار اور ان کی خصوصیت کہاں سے ہو گیا؟ اگر دیندار قرآن مجید اور احادیث کو پڑھیں تو کیا اب قرآن اور احادیث کا پڑھنا بھی ممنوع ہو گا؟ یا نماز، روزہ، حج اور باقی ارکان اگر وہ ادا کریں تو کیا وہ ناجائز ہوں گے؟

کیا سیاہ عمامہ رافضیوں کا شعار ہے؟

سیاہ لباس میں سے سیاہ عمامہ باندھنا اور سیاہ چادر اوڑھنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، فقہاء اور تابعین کا بھی طریقہ ہے اب چونکہ محرم کے مہینہ میں شیعہ لوگ ماتم کی نیت سے کالے کپڑے پہنتے ہیں اس وجہ سے ہمارے بعض علماء نے محرم کے مہینہ میں سیاہ لباس پہننے سے منع کیا ہے اس کی ممانعت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص سنت کے قصد سے سیاہ لباس پہنے تب بھی اللہ اور اس کے رسول کے

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۳ - ۸۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نزدیک اس کا شمار رافضیوں میں ہوگا، بلکہ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ محرم میں سیاہ لباس پہننے کی وجہ سے اس کے متعلق شیعہ ہونے کی بدگمانی کی جائے گی تو اس بدگمانی سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے محرم کے مہینہ میں سیاہ لباس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لباس میں مشابہت کی وجہ سے صرف ظاہری اور دنیاوی حکم لاگو ہوگا

لباس کی جو وضع کسی کافر یا فاسق قوم کا شعار ہو یا وہ وضع ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہو اس لباس کو پہننا اس قوم کے ساتھ تشبہ ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے ورنہ ظاہری طور پر جو لباس جس گروہ کی علامت ہو اس لباس کے پہننے والے کا ظاہری طور پر اسی گروہ میں شمار ہوگا، مثلاً عمامہ، جبہ اور شلوار پہننا یا ٹوپی، شیروانی اور شلوار اور قمیض پہننا عرف میں علماء کا لباس ہے، اس لباس کے پہننے والے کا علماء میں شمار ہوگا خواہ وہ عالم نہ ہو لیکن اگر وہ جبہ و دستار میں ملبوس ہو تو لوگ اس کو عالم سمجھیں گے اسی طرح مخصوص قسم کی خاکی وردی فوجی لباس ہے، اگر ایک غیر فوجی بھی اس لباس کو پہن لے تو لوگ اس کو فوجی سمجھیں گے، اسی طرح کوٹ پتلون اور ہیٹ وغیرہ بابوؤں کا لباس ہے اگر کوئی عالم بھی یہ لباس پہن لے تو لوگ اس کو بابو سمجھیں گے، یہ صرف ظاہری اور دنیاوی حکم ہے اس کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے الا یہ کہ وہ ______ صلیب پہنے، اگر کوئی شخص ہندوؤں کی طرح کی دھوتی باندھے اور گاندھی ٹوپی پہنے تو لباس کی اس مشابہت کی وجہ سے لوگ اس کو ہندو سمجھیں گے لیکن محض اس لباس کی وجہ اس کا آخرت میں ہندوؤں میں شمار نہیں ہوگا، البتہ اس لباس سے اس لیے اجتناب لازم ہے کہ لوگ اس کے متعلق ہندو ہونے کی بدگمانی نہ کریں۔

بدعقیدگی، بدعات اور بداعمالیوں میں مشابہت کی وجہ سے کفر، گمراہی اور حرمت کا حکم لاگو ہوگا۔

مشابہت کی وجہ سے اخروی حکم صرف اس وقت لاگو ہوگا جب کوئی شخص کفار کے باطل عقائد کو اختیار کرے، تو پھر وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کسی قوم کی بدعات سیئہ کو اختیار کرے جیسے سیاہ علم اور تعزیہ داری اور سینہ کوبی وغیرہ تو گمراہ ہوگا اور کسی قوم کے ناجائز افعال یا بدعقیدگی پر مبنی اعمال میں مشابہت کو اختیار کرے گا تو حرام کا مرتکب ہوگا۔

لباس کے موضوع پر میں نے کافی تفصیل سے لکھا ہے اور ہمارے زمانہ میں لباس کے متعلق جو غلط نظریات مشہور ہیں اور من تشبہ بقوم والی حدیث کے جو غلط سلط معنی بیان کیے جاتے ہیں اس کے ازالہ کی میں نے بھرپور سعی کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سطور کو نافع بنائے اور لباس کے معاملہ میں جن لوگوں کے غلط نظریات یا غلط روش ہے ان کی اصلاح فرمائے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ اللھم اجعل ھذا الکتاب مقبولا عندک وعند رسولک واجعلہ لی صدقۃ جاریۃ۔ اے اللہ اس کتاب کو اپنی اور اپنے رسول کی بارگاہ میں مقبول کر دے اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین قائد الغر المحجلین افضل الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ اجمعین۔

باب ۳۲ فضل لباس ثیاب الحبرۃ

دھاری دار یمنی چادروں کی فضیلت

۵۳۲۶ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْنَا لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قسم کا لباس زیادہ پسندیدہ یا محبوب تھا، انہوں نے کہا دھاری دار یا نقشین

وَسَلَّمَ أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَةُ۔

یمنی چادر۔

٥٣٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِبَرَةُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ دھاریدار یا نقشین یمنی چادر تھی۔

ف: اس حدیث میں دھاریدار یا نقشین لباس پہننے کے جواز کی دلیل ہے۔

بَابُ ٣٣ التَّوَاضُعِ فِي اللِّبَاسِ وَالْاِقْتِصَارِ عَلَى الْغَلِيظِ مِنْهُ!

لباس میں انکسار اور موٹے کپڑے پہننے کا بیان

٥٣٢٨۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمُلَبَّدَةَ قَالَ فَأَقْسَمَتْ بِاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ۔

ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، حضرت عائشہ نے یمن کا بنا ہوا ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا، اور ایک چادر نکالی جس کو ملبدہ کہا جاتا ہے پھر انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھی دو کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔

٥٣٢٩۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ إِزَارًا وَكِسَاءً مُلَبَّدًا فَقَالَتْ فِي هٰذَا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيثِهِ إِزَارًا غَلِيظًا۔

ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تہبند اور ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکالی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انھی کپڑوں میں وفات ہوئی تھی، ایک روایت میں موٹے کپڑے کے تہبند کا ذکر ہے۔

٥٣٣٠۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ إِزَارًا غَلِيظًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں موٹے کپڑے کے تہبند کا ذکر ہے۔

٥٣٣١۔ وَحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کالے بالوں کا بنا ہوا کمبل اوڑھ

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ۔

کر باہر آئے جس پر پالان کے نقشے بنے ہوئے تھے۔

۵۳۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي يَتَّكِئُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ تکیہ جس کے ساتھ آپ ٹیک لگاتے تھے، چمڑے کا تھا اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۵۳۳۳ - وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمًا حَشْوُهُ لِيفٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ بستر (گدا) جس پر آپ سوتے تھے، چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۵۳۳۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ضِجَاعُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ يَنَامُ عَلَيْهِ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث منقول ہے اس میں بستر کے لیے ضجاع کا لفظ ہے۔

بَابُ ۷۳۴ جَوَازِ اِتِّخَاذِ الْأَنْمَاطِ

غالیچہ یا قالین کے جواز کا بیان

۵۳۳۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَ عَمْرٌو وَقُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ أَتَّخَذْتَ أَنْمَاطًا قُلْتُ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے شادی کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے غالیچے بنائے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہمارے پاس غالیچے کہاں؟ آپ نے فرمایا اب عنقریب ہوں گے۔

٥٣٣٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَّخَذْتَ أَنْمَاطًا قُلْتُ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَ امْرَأَتِي نَمَطٌ فَأَنَا أَقُولُ نَحِّيهِ عَنِّي وَتَقُولُ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری شادی ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: کیا تم نے غالیچے بنائے ہوئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس غالیچے کہاں؟ آپ نے فرمایا: اب ہو جائیں گے! حضرت جابر نے کہا میری بیوی کے پاس ایک غالیچہ (قالین) ہے۔ میں نے اس سے کہا اس کو مجھ سے دور رکھو، اس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عنقریب قالین ہوں گے۔

٥٣٣٧ - وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَأَدَعُهَا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

بَابُ ٣٥ كَرَاهَةِ مَا زَادَ عَلَى الْحَاجَةِ مِنَ الْفِرَاشِ وَاللِّبَاسِ

ضرورت سے زیادہ بستر اور لباس بنانے کی کراہت

٥٣٣٨ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بستر مرد کے لیے ہے ایک اس کی بیوی کے لیے اور تیسرا بستر مہمان کے لیے اور چوتھا بستر شیطان کے لیے ہے۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے جو چیز ضرورت سے زائد ہوگی وہ بڑائی کے اظہار اور تکبر کے لیے ہوگی، اس لیے ضرورت سے زائد چیز مکروہ اور مذموم ہے، اور ہر مذموم چیز کی شیطان کی طرف نسبت ہوتی ہے اس لیے اس حدیث میں چوتھے بستر کی شیطان کی طرف نسبت ہے، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو ضرورت سے زائد ہو وہ مکروہ اور مذموم ہے۔

بَابُ ٣٦ تَحْرِيمِ جَرِّ الثَّوْبِ خُيَلَاءَ

تکبر سے کپڑا لٹکا کر چلنے کی ممانعت

٥٣٣٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا۔

اللّٰہُ اِلٰی مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ۔

۵۳۴۰۔ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَۃَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَعُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا یَحْیٰی (وَھُوَ الْقَطَّانُ) کُلُّھُمْ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِیْعِ وَاَبُوْ کَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ کِلَاھُمَا عَنْ اَیُّوْبَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ھٰرُوْنُ الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ حَدَّثَنِیْ اُسَامَۃُ کُلُّ ھٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَالِکٍ وَزَادُوْا فِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی سات سندیں بیان کیں، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

۵۳۴۱۔ **وَحَدَّثَنِیْ** اَبُو الطَّاھِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ یَجُرُّ ثِیَابَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر سے کپڑا لٹکا کر (یا گھسیٹ کر) چلتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۲۔ **وَحَدَّثَنَا** اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ کِلَاھُمَا عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ وَجَبَلَۃَ بْنِ سُحَیْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِھِمْ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۳۴۳۔ **وَحَدَّثَنَا** ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا حَنْظَلَۃُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تکبر سے کپڑا لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

۵۳۴۴ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثِيَابَهُ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، پھر اس کی مثل روایت ہے، البتہ اس میں ثیاب کا لفظ ہے۔

۵۳۴۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَنَّاقَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَانْتَسَبَ لَهُ فَإِذَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي لَيْثٍ فَعَرَفَهُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ يَقُولُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ لَا يُرِيدُ بِذٰلِكَ إِلَّا الْمَخِيلَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ -

مسلم بن یناق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو چادر گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھا، حضرت ابن عمر نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے اپنا نسب بیان کیا، وہ شخص بنو لیث سے تھا حضرت ابن عمر نے اس کو پہچان لیا اور کہا میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: جو شخص محض تکبر کے ارادہ سے چادر لٹکائے گا (یا گھسیٹ کر چلے گا) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۶ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ) ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ نَافِعٍ) كُلُّهُمْ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي يُونُسَ عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي الْحَسَنِ وَفِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ وَلَمْ يَقُولُوا ثَوْبَهُ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی ہے، ایک روایت میں ہے جس نے اپنی چادر گھسیٹی اور کپڑے کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۴۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُولُ

عباد بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے نافع بن عبد الحارث کے غلام مسلم بن یسار کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کریں کہ جو شخص تکبر سے چادر لٹکاتا ہو کیا انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انھوں نے

أَمَرَتْ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ مَوْلَى نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ أَنْ يَسْأَلَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ وَأَنَا جَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَسَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۸ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ ارْفَعْ إِزَارَكَ فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُ فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِلَى أَيْنَ فَقَالَ أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا دراں حالیکہ میری چادر لٹک رہی تھی آپ نے فرمایا اے عبداللہ! اپنی چادر اوپر کر لو۔ میں نے اپنی چادر اوپر کی آپ نے فرمایا اور زیادہ کر لو، میں نے اور زیادہ اوپر کی، پھر میں اس کو اوپر کرتا رہا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے عرض کیا کہاں تک اوپر کرے، آپ نے فرمایا: نصف پنڈلیوں تک۔

۵۳۴۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ (وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ) قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَرَأَى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ فَجَعَلَ يَضْرِبُ الْأَرْضَ بِرِجْلِهِ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَهُوَ يَقُولُ جَاءَ الْأَمِيرُ جَاءَ الْأَمِيرُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى مَنْ يَجُرُّ إِزَارَهُ بَطَرًا۔

محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے ایک شخص کو چادر گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھا، وہ شخص بحرین کا امیر تھا، وہ شخص زمین پہ پیر مار مار کر کہہ رہا تھا: امیر آگیا، امیر آگیا، حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اتراتے ہوئے اپنی چادر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں کرے گا۔

۵۳۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَخْلِفُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ الْمُثَنَّى كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُسْتَخْلَفُ عَلَى الْمَدِينَةِ۔

ابن جعفر کی روایت میں ہے مروان نے حضرت ابوہریرہ کو مدینہ کا حاکم بنایا تھا، اور ابن مثنیٰ کی روایت میں ہے حضرت ابوہریرہ مدینہ کے حاکم تھے۔

مردوں کے ٹخنے سے نیچے لٹکنے والے لباس کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسفل من الکعبین من الازار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہوگا وہ

فی النار[1] ۔ [1]

جہنم میں ہوگا ۔

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل یجرا زارہ خسف بہ فھو یتجلجل فی الارض الی یوم القیمۃ[2] ۔ [2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلتا تھا، اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن سلیم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارفع ازارک الی نصف الساق فان ابیت فالی الکعبین وایاک واسبال الازار فانھا من المخیلۃ وان اللہ لایحب المخیلۃ ۔ [3]

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے تہبند کو آدھی پنڈلیوں تک اونچا رکھو، اور اگر ایسا نہ کرو، تو ٹخنوں تک اونچا رکھو، اور تہبند لٹکانے سے اجتناب کرو، کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا ۔

عن ابی ھریرۃ قال بینما رجل یصلی مسبلا ازارہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فتوضأ فذھب فتوضأ ثم جاء فقال اذھب فتوضأ فقال لہ رجل یارسول اللہ مالک امرتہ ان یتوضأ ثم سکت عنہ ثم قال انہ کان یصلی وھو مسبل ازارہ وان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوۃ رجل مسبل ۔ [4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تہبند لٹکاتے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جاکر وضو کرو، اس نے جا کر وضو کیا، اور پھر آیا، آپ نے فرمایا جاؤ وضو کرو، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم کیوں دیا ہے؟ آپ خاموش ہوگئے پھر آپ نے فرمایا: یہ شخص تہبند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تہبند لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کرتا۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن مجاھد قال من مس ازارہ کعبیہ لم تقبل لہ صلوتہ ۔ [5]

مجاہد کہتے ہیں جس شخص کا تہبند ٹخنوں کو چھوئے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ۔

---

[1] ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱ ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ، ۱۳۸۱ ھ

[2] ۔ 〃　〃　، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱ ،　〃　〃　〃　〃

[3] ۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۸ ، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ، ۱۴۰۵ ھ

[4] ۔ 〃　〃　، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۹ ،　〃　〃　〃　〃

[5] ۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۱ ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ، ۱۴۰۶ ھ

[1] ۔ اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ جو شخص تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے اس کے ٹخنوں کا نچلا حصہ جہنم میں ہوگا یا یہ اہل جہنم کا طریقہ ہے ۔ منہ

[2] ۔ یہ حدیث بھی تکبر پر محمول ہے یا یہ تشدید اور تغلیظ کے قبیل سے ہے ۔ منہ

عن حذیفة قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم باسفل عضلة ساقی او ساقه فقال هذا موضع الازار فان ابیت فاسفل فان ابیت فاسفل فان ابیت فلا حق للازار فی الکعبین[1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی یا اپنی پنڈلی کے پٹھوں کو پکڑ کر فرمایا: یہ تہبند کی جگہ ہے، اگر تم ایسا نہ کرو تو اس سے ذرا نیچے، اور اگر ایسا نہ کرو تو اس سے ذرا اور نیچے اور اگر تم ایسا نہ کرو تو ٹخنوں پر تہبند کا کوئی حق نہیں ہے۔

عن ابی سعید قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ازرة المؤمن الی نصف الساق فما کان الی الکعب فلا باس وما کان تحت الکعب ففی النار[2]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے تہبند کی حد پنڈلیوں کے نصف تک ہے، اگر ٹخنوں تک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔

تکبر کے بغیر یا اتفاقاً ٹخنے کے نیچے لٹکنے والے لباس کی رخصت کے متعلق احادیث اور آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة فقال ابو بکر الصدیق یا رسول اللهِ ان احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاهد ذلک منه فقال النبی صلی الله علیه وسلم لست ممن یصنعه خیلاء[3]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں خیال نہ رکھوں تو میرے تہبند کی ایک جانب ڈھلک جاتی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

عن ابی بکرة قال خسفت الشمس ونحن عند النبی صلی الله علیه وسلم فقام یجر ثوبه مستعجلا حتی اتی المسجد وثاب الناس فصلی رکعتین الحدیث[4]

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورج کو گہن لگ گیا، آپ جلدی سے اٹھے درآں حالیکہ آپ کا تہبند زمین پر گھسیٹ رہا تھا، آپ مسجد میں آئے اور لوگ بھی پلٹ کر آگئے پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی

[1] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۳-۲۰۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[2] " " " " المصنف ج ۸ ص ۲۰۳

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی وائل عن ابن مسعود انه کان یسبل ازاره فقیل له (فی ذلك) فقال انی رجل حمش الساقین[1]

ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تہبند لٹکتا رہتا تھا، ان سے اس کے متعلق استفسار کیا گیا انھوں نے کہا میں ایسا شخص ہوں جس کی پنڈلیاں پتلی ہیں۔

عن عکرمة قال رایت ابن عباس یأتزر فارسل ازاره من بین یدیه حتی تقع حاشیته علی ظهر قدمیه یرفع من مؤخره[2]

عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس کو اس طرح تہبند باندھتے دیکھا کہ وہ اپنے آگے سے تہبند کو لٹکا دیتے حتیٰ کہ تہبند کے کنارے قدموں کی پشت سے لگتے اور پشت کی جانب سے تہبند کو اونچا رکھتے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال النبی صلی الله علیه وسلم کلوا واشربوا والبسوا وتصدقوا فی غیر اسراف ولا مخیلة وقال ابن عباس کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطأتك اثنتان سرف او مخیلة[3]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر اور اسراف کے بغیر کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو، حضرت ابن عباس نے کہا جو چاہے کھاؤ اور جو چاہے پہنو بشرطیکہ اسراف اور تکبر نہ ہو۔

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء شافعیہ کی آراء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: تہبند، قمیض اور عمامہ ان میں سے ہر ایک کو ٹخنوں کے نیچے تکبر سے لٹکانا منع ہے، اور بغیر تکبر کے لٹکانا مکروہ ہے، چونکہ احادیث میں کپڑا لٹکانے کی ممانعت کو تکبر کے ساتھ مقید کیا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تحریم تکبر کے ساتھ مخصوص ہے، امام شافعی نے اس فرق کی تصریح کی ہے اور عورتوں کے لیے کپڑا لٹکانے کی اجازت ہے اس کے جواز کی احادیث میں تصریح ہے اور اس کے جواز پر علماء کا اجماع ہے۔ حضرت ابوسعید کی روایت میں ہے کہ مومن کا تہبند پنڈلیوں کے نصف سے لے کر ٹخنوں تک نیچے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے، لہٰذا پنڈلیوں کے نصف تک تہبند لٹکانا مستحب ہے، اور ٹخنوں تک نیچے کرنا بلاکراہت جائز ہے اور تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر تکبر کی وجہ سے ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور بغیر تکبر کے مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں مطلقاً آیا ہے کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو تکبر کی وجہ سے لٹکایا گیا ہو، کیونکہ یہ احادیث مطلق ہیں اور مطلق کو مقید پر حمل کرنا واجب ہے۔[4]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۶ 〃 〃

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تکبر سے تہبند لٹکانا گناہ کبیرہ ہے، اور بغیر تکبر کے تہبند لٹکانا بھی بظاہر احادیث سے حرام ہی معلوم ہوتا ہے لیکن احادیث میں جو تکبر کی قید لگائی گئی ہے اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جن احادیث میں تہبند لٹکانے سے مطلقاً منع کیا ہے وہ بھی تکبر سے لٹکانے پر محمول ہیں، لہٰذا بغیر تکبر کے تہبند لٹکانا حرام نہیں ہے، علامہ ابن عبدالبر (مالکی) نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بغیر تکبر کے تہبند لٹکانے پر وعید نہیں ہے البتہ قمیص اور دیگر کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ہر حال میں مذموم ہے۔ [1]

علامہ کرمانی شافعی لکھتے ہیں:

تہبند گھسیٹ کر چلنا اس وقت حرام ہے جب تکبر کی وجہ سے ہو اور جب تکبر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، فقہاء نے کہا ہے کہ قمیص اور تہبند کی لمبائی میں مستحب یہ ہے کہ پنڈلیوں کے نصف تک ہو، اور ٹخنوں تک بلا کراہت جائز ہے اور اگر ٹخنوں سے نیچے ہو تو یہ تکبر کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے اور بغیر تکبر کے مکروہ تنزیہی ہے۔ [2]

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء مالکیہ کی آراء

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت تکبر کی وجہ سے ہے، سو جو شخص جلدی کی وجہ سے کپڑا گھسیٹ کر چلا یا اس کا تہبند قائم نہیں رہتا اور پھسل کر نیچے آجاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح میدان جنگ میں کفار کے سامنے تکبر سے تہبند لٹکانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام کی عزت اور دشمن اسلام کی تحقیر ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہر حال میں کراہت منقول ہے۔ [3]

علامہ سنوسی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث کا معنی یہ ہے جس شخص کے لباس کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہوگا وہ جہنم میں ہوگا بہ شرطیکہ وہ تکبر کی بناء پر ہو، کیونکہ یہ حدیث مطلق ہے اس لیے اس کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور اگر تکبر کی بناء پر لباس نہ لٹکایا گیا ہو تو پھر وہ مکروہ (تنزیہی) ہے۔ [4]

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء حنبلیہ کی آراء

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

قمیصوں، تہبندوں اور شلواروں کو تکبر سے لٹکانا مکروہ ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے کپڑوں کو تکبر سے لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور امام ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز میں تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکایا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حلال میں ہے نہ حرام میں۔ [5]

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۶۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] علامہ محمد بن یوسف کرمانی شافعی متوفی ۷۸۶ھ، تحقیق الکوکب الدراری شرح البخاری ج ۲۱ ص ۵۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۱ھ

[3] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۸۵-۳۸۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[4] علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکمال الاکمال ج ۵ ص ۳۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[5] علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱ ص ۳۴۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء احناف کی آراء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

جس شخص نے بغیر قصد تکبر کے تہبند ٹخنوں کے نیچے رکھا اس میں کوئی کراہت ہے نہ کوئی حرج ہے، اسی طرح کسی ضرر کو دور کرنے کے لیے بھی لباس لٹکانا جائز ہے مثلاً اس کے ٹخنوں کے نیچے کوئی زخم ہو یا خارش ہو، یا اگر وہ ٹخنوں کو نہ ڈھانپے تو اس پر مکھیاں اور دیگر حشرات الارض کے بیٹھنے کا خطرہ ہو، اور لمبی قمیص یا لمبے تہبند کے علاوہ اور کوئی چیز ڈھانپنے کے لیے میسر نہ ہو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ علاج کے لیے شرمگاہ کو کھولنا جائز ہے، ہمارے شیخ زین الدین نے کہا اگر کوئی عذر نہ ہو اور نہ ہی تکبر کا قصد ہو تو پھر علامہ نووی نے یہ کہا ہے کہ یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔[1]

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے اپنے تہبند کے ایک جانب ڈھلکنے کا ذکر کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا تہبند بلا قصد ڈھلک جائے اس پر کوئی حرج نہیں ہے اگر یہ اعتراض ہو کہ امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر حال میں تہبند لٹکانے کو مکروہ کہتے تھے، اس کے جواب میں علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ یہ حضرت ابن عمر کی تشدیدات میں سے ہے، ورنہ حضرت ابن عمر تو خود اس حدیث کے راوی ہیں ان سے یہ حکم کیسے مخفی ہو سکتا ہے۔[2]

علامہ عینی لکھتے ہیں:

نماز کسوف کے موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی سے اپنا تہبند گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوئے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تہبند تکبر کی وجہ سے نہ لٹکایا گیا ہو تو یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[3]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر سے اتراکر تہبند گھسیٹ کر چلا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، ابن الملک نے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے تہبند گھسیٹ کر چلنا حرام نہیں ہے لیکن یہ مکروہ تنزیہی ہے۔[4]

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ بلا قصد تہبند لٹکانا مضر نہیں ہے خاص طور پر جس شخص کی خصلت میں تکبر نہ ہو، البتہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا افضل ہے، اسی لیے یہ واضح ہو گیا کہ چادر گھسیٹ کر چلنے کی حرمت کا سبب تکبر ہے، جیسا کہ احادیث میں اس حکم کو تکبر کی شرط سے مقید کیا گیا ہے۔[5]

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] 〃 〃 〃 〃، عمدۃ القاری ج ۲۱، ۲۹۶، 〃 〃 〃

[3] 〃 〃 〃 〃، عمدۃ القاری ج ۲۱، ۲۹۶، 〃 〃 〃

[4] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۳۸، مطبوعہ مکتبۂ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

[5] 〃 〃 〃، مرقات ج ۸ ص ۲۶۴ 〃 〃 〃

عالمگیری میں ہے:

اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراہۃ تنزیہ کذا فی الغرائب۔[۵]

مرد کا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرح غرائب میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے فقہاء کے نزدیک بغیر قصد تکبر کے تہبند یا شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا مکروہ تنزیہی ہے۔

باب ۳۷ تحریم التبختر فی المشی مع اعجابہ بثیابہ

کپڑوں پر اترانے یا اکڑ کر چلنے کی ممانعت

۵۳۵۱ - حدثنا عبد الرحمن بن سلام الجمحی حدثنا الربیع (یعنی ابن مسلم) عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل یمشی قد اعجبتہ جمتہ وبرداہ اذ خسف بہ الارض فہو یتجلجل فی الارض حتی تقوم الساعۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے سر کے بالوں اور اپنی پہنی ہوئی چادروں پر اتراتا ہوا جا رہا تھا، اچانک اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہیگا۔

۵۳۵۲ - وحدثنا عبید اللہ بن معاذ حدثنا ابی ح وحدثنا محمد بن بشار عن محمد بن جعفر ح وحدثنا محمد بن المثنی حدثنا ابن ابی عدی قالوا جمیعا حدثنا شعبۃ عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحو ھذا۔

امام مسلم نے کہا تین سندوں کے ساتھ اس حدیث کی مثل مروی ہے۔

۵۳۵۳ - حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا المغیرۃ (یعنی الحزامی) عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل یتبختر یمشی فی بردیہ قد اعجبتہ نفسہ فخسف اللہ بہ الارض فہو یتجلجل فیہا الی یوم القیامۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنی دو چادریں پہن کر اتراتا ہوا جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

۵۳۵۴ - وحدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن ہمام بن منبہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص دو چادروں میں اتراتا

۵۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۳۳، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ.

ہوا جا رہا تھا، اس کے بعد اس کی مثل ہے۔

۵۳۵۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَتَبَخْتَرُ فِيْ حُلَّةٍ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِهِمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص ایک حلہ میں اتراتا ہوا چل رہا تھا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ خَاتَمِ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

۵۳۵۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

۵۳۵۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ اَنَسٍ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۳۵۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيْمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص آگ کے انگارے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا قصد کرتا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا: جاؤ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اس سے نفع حاصل کرو، اس نے کہا خدا کی قسم! جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو اس کو میں کبھی نہیں

خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

۵۳۵۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِيَحْيَى ۔

۵۳۶۰ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عُقْبَةَ بْنِ خَالِدٍ وَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى ۔

۵۳۶۱ - وَحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ (يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ) عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أُسَامَةَ جَمَاعَتُهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ ۔

۵۳۶۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

اٹھاؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی آپ اس کو پہنتے وقت اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کر لیا کرتے تھے سو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور اس انگوٹھی کو اتار ____ دیا، آپ نے فرمایا میں اس انگوٹھی کو پہنتا تھا تو نگینہ کا رخ اندر کی طرف کر لیتا تھا، پھر آپ نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا بخدا میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا، پھر لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

امام مسلم نے چار سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سونے کی انگوٹھی کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے اس کو دائیں ہاتھ میں پہنا تھا۔

امام مسلم نے تین سندوں کے ساتھ سونے کی انگوٹھی کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ مِنْهُ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرٍ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهُ.

صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی، پہلے وہ آپ کے ہاتھ میں تھی، پھر حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی حتی کہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے وہ اریس کے کنوئیں میں گر گئی، اس انگوٹھی پر یہ نقش تھا محمد رسول اللہ، ابن نمیر کی روایت میں ہے وہ ایک کنوئیں میں گر گئی اور اس کنوئیں کا نام نہیں لیا۔

۵۳۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ أَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا وَكَانَ إِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنائی، پھر آپ نے اس کو پھینک دیا، پھر آپ نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنائی اس میں یہ نقش تھا "محمد رسول اللہ" اور فرمایا کوئی شخص میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح نہ کھدوائے، جب آپ اس انگوٹھی کو پہنتے تو انگوٹھی کے نگینہ کو ہتھیلی کے رخ کر لیا کرتے تھے، اور یہی وہ انگوٹھی تھی جو معیقیب کے ہاتھ سے چاہ اریس میں گر گئی تھی۔

۵۳۶۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ لِلنَّاسِ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی، اس میں نقش تھا "محمد رسول اللہ" اور لوگوں سے فرمایا میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی ہے اور اس میں "محمد رسول اللہ" کو نقش کرایا ہے، سو اس نقش کی طرح کوئی شخص نقش کندہ نہ کرائے۔

۵۳۶۵ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ عُلَيَّةَ) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں محمد رسول اللہ کا ذکر نہیں ہے۔

ولم يذكر في الحديث محمد رسول الله.

۵۳۶۶ - حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قال ابن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة قال سمعت قتادة يحدث عن انس بن مالك قال لما اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يكتب الى الروم قال قالوا انهم لا يقرءون كتابا الا مختوما قال فاتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتما من فضة كاني انظر الى بياضه في يد رسول الله صلى الله عليه وسلم نقشه محمد رسول الله.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (شاہ) روم کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا وہ لوگ اس خط کو نہیں پڑھتے جس پر مہر نہ ہو، تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں وہ سفید انگوٹھی ہے اور اس پر محمد رسول اللہ کا نقش کندہ ہے۔

۵۳۶۷ - حدثنا محمد بن المثنى حدثنا معاذ بن هشام حدثني ابي عن قتادة عن انس ان نبي الله صلى الله عليه وسلم كان اراد ان يكتب الى العجم فقيل له ان العجم لا يقبلون الا كتابا عليه خاتم فاصطنع خاتما من فضة قال كاني انظر الى بياضه في يده.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ صرف اس خط کو قبول کرتے ہیں جس پر مہر ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

۵۳۶۸ - حدثنا نصر بن علي الجهضمي حدثنا نوح بن قيس عن اخيه خالد بن قيس عن قتادة عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم اراد ان يكتب الى كسرى وقيصر والنجاشي فقيل انهم لا يقبلون كتابا الا بخاتم فصاغ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتما حلقته فضة ونقش فيه محمد رسول الله.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ صرف اس خط کو قبول کرتے ہیں جس پر مہر لگی ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

۵۳۶۹ - حدثني ابو عمران محمد بن جعفر بن زياد اخبرنا ابراهيم (يعني ابن سعد) عن ابن شهاب عن انس بن مالك انه ابصر في يد رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتما من ورق يوما واحدا قال فصنع الناس الخواتم من ورق فلبسوه فطرح النبي صلى الله عليه وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگوٹھی دیکھی، پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کو پھینک دیا اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِمَهُمْ.

٥٣٧٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اضْطَرَبُوا الْخَوَاتِمَ مِنْ وَرِقٍ فَلَبِسُوهَا فَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِمَهُمْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگوٹھی دیکھی، تو سب لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کو پھینک دیا تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

٥٣٧١ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

٥٣٧٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی انگوٹھی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔

٥٣٧٣ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَا حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى (وَهُوَ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ الزُّرَقِيُّ) عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِي يَمِينِهِ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ایک چاندی کی انگوٹھی تھی، اس میں حبشی نگینہ تھا، آپ نگینہ کو ہتھیلی کے رخ رکھا کرتے تھے۔

٥٣٧٤ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

٥٣٧٥ - وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یہ کہہ کر انھوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ، وَأَشَارَ إِلَى الْخِنْصَرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرٰى.

۵۳۷۶۔ **حَدَّثَنِي** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ) حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَجْعَلَ خَاتَمِي فِي هٰذِهِ أَوِ الَّتِي تَلِيهَا لَمْ يَدْرِ عَاصِمٌ فِي أَيِّ الثِّنْتَيْنِ وَنَهَانِي عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ جُلُوسٍ عَلَى الْمَيَاثِرِ قَالَ فَأَمَّا الْقَسِّيُّ فَثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُؤْتٰى بِهَا مِنْ مِصْرَ وَالشَّامِ فِيهَا شِبْهُ كَذَا وَأَمَّا الْمَيَاثِرُ فَشَيْءٌ كَانَتْ تَجْعَلُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ عَلَى الرَّحْلِ كَالْقَطَائِفِ الْأُرْجُوَانِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انگلی اور اس کے پاس والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، راوی کو یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت علی نے کون سی دو انگلیاں بتائی تھیں، اور مجھے قسی (ریشم کی ایک قسم) پہننے سے اور ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا، قسی وہ چار خانے والے کپڑے ہیں جو مصر اور شام سے آتے ہیں اس میں کچھ نشیبیں ہوتی ہیں اور ریشمی گدے وہ ہیں جن کو عورتیں اپنے شوہروں کے لیے پالان پر بچھاتی ہیں جیسے ارجوانی چادریں ہوتی ہیں۔

۵۳۷۷۔ **وَحَدَّثَنَا** ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنِ ابْنٍ لِأَبِي مُوسٰى قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ.

ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

۵۳۷۸۔ **وَحَدَّثَنَا** ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَهٰى أَوْ نَهَانِي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کے بعد مثل سابق ہے۔

۵۳۷۹۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَخَتَّمَ فِي إِصْبَعِي هٰذِهِ أَوْ هٰذِهِ قَالَ فَأَوْمَأَ إِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِيهَا

ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، حضرت علی نے درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہونے کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی جائز ہے اور مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہے، البتہ شیخ ابن حزم ظاہری نے مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کو بھی جائز کہا ہے اور بعض علماء نے مکروہ کہا ہے لیکن یہ دونوں قول باطل ہیں، اس باب میں امام مسلم نے جو احادیث روایت کی ہیں وہ احادیث اور تمام مسلمانوں کا اجماع ان کے رد کے لیے کافی ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ریشم اور سونے کے متعلق یہ ارشاد ہے: یہ میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

اس باب کی حدیث نمبر ۵۳۵۸ میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی برائی کو اپنے ہاتھ سے زائل کرنا چاہیے۔ نیز اس حدیث میں ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد صحابہ نے اس شخص سے کہا اس انگوٹھی کو اٹھالو اور اس سے نفع حاصل کرو، اس شخص نے کہا خدا کی قسم جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو میں اس کو کبھی نہیں اٹھاؤں گا! اس شخص کے اس قول سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت میں انتہائی مبالغہ ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ جس چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا اس نے تاویلات کر کے اس چیز کے اٹھانے کو اچھا نہیں سمجھا، اس شخص نے اس انگوٹھی کو بطور اباحت نہیں اٹھایا تھا، فقراء میں سے کوئی شخص اس کو اٹھا کر کام میں لے آئے تو یہ جائز ہے، اور اگر وہ شخص اس کو اٹھا لیتا تو وہ اس کو بیچ کر اپنے کام میں لا سکتا تھا، اس شخص نے اس انگوٹھی کو خود اٹھانے سے اجتناب کیا اور یہ ارادہ کیا کہ وہ کسی محتاج شخص پر صدقہ ہو جائے۔

حدیث نمبر ۵۳۵۹ میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی پہنی، لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور اس انگوٹھی کو پھینک دیا سو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے پہلے مردوں کے لیے سونا پہننا مباح تھا بعد میں حرام کر دیا گیا، اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شارع بنایا ہے اور آپ کو کسی چیز کے حلال اور حرام کرنے کا اختیار دیا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء اور اتباع کرنے میں اور آپ کے احکام کی اطاعت کرنے میں بہت جلدی کرتے تھے۔

چاندی کی انگوٹھی پہننے اور اس پر نقش کندہ کرانے کا بیان

حدیث نمبر ۵۳۶۲ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی پہلے وہ آپ کے پاس رہی، پھر وہ حضرت ابوبکر کے پاس رہی، پھر حضرت عمر کے پاس رہی، پھر حضرت عثمان کے پاس رہی، حتیٰ کہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے وہ چاہ اریس میں گر گئی، اس انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

اس حدیث میں آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنے اور ان کا لباس پہننے کا ثبوت ہے اور چاندی کی انگوٹھی پہننے کا ثبوت ہے اور یہ دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو اپنا وارث نہیں بنایا، کیونکہ آپ کی انگوٹھی آپ کے ورثاء کو ترکہ میں نہیں ملی، بلکہ آپ کی انگوٹھی، آپ کا پیالہ اور آپ کے ہتھیار وغیرہ مسلمانوں پہ صدقہ کر دیے گئے تھے، اور مسلمان حسب ضرورت اور حسب مصلحت ان چیزوں میں تصرف کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمات کے عوض ان کو آپ کا پیالہ دے دیا گیا تھا، اور وہ کسی شخص کو اس سے تبرک لینے سے منع نہیں کرتے تھے، اور باقی اثاثہ دوسرے معروف لوگوں کو دے دیا گیا تھا، اور

آپ کی انگوٹھی خلفاء کی ضرورت کی بناء پر خلفاء کو دے دی گئی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انگوٹھی پر نام لکھوانا جائز ہے اور اللہ کے نام کو نقش کرانا بھی جائز ہے، فقہاء شافعیہ، سعید بن مسیب، امام مالک، اور جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے، ابن سیرین اور بعض فقہاء نے اللہ کا نام نقش کرانے کو مکروہ کہا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے، انگوٹھی پر اللہ کا نام، اپنا نام یا کوئی اور حکمت آمیز کلمہ نقش کرانا جائز ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر میرا نقش کندہ نہ کرائے، اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملوک عجم کی طرف لکھے ہوئے خطوط پر مہر لگانے کے لیے انگوٹھی پر نقش کرایا تھا، اگر دوسرے لوگ بھی یہ نقش کرا لیتے تو پھر آپ کی مہر کا امتیاز نہ رہتا۔

حدیث نمبر ۵۳۶۹ میں ہے لوگوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی انھوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی، سو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ تمام محدثین کے نزدیک یہ ابن شہاب کا وہم ہے درحقیقت یہاں سونے کی انگوٹھی کا لفظ ہے جیسا کہ ابن شہاب کے علاوہ دوسرے راویوں کی روایات میں حضرت انس سے سونے کی انگوٹھی پھینکنے کا ذکر ہے، بعض علماء نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی اور سونے کی انگوٹھی پھینک دی، سو لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اور سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء شافعیہ اور فقہاء مالکیہ کے نظریات

حدیث نمبر ۵۳۷۵ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے اور حدیث نمبر ۵۳۷۹ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری روایات میں ہے کہ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ مرد کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ چھنگلی میں انگوٹھی پہنے، اور عورت تمام انگلیوں میں انگوٹھی پہن سکتی ہے، اور چھنگلی میں انگوٹھی پہننے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انگلی ایک کنارے پر ہوتی ہے اور کام کاج کے وقت اس انگلی میں انگوٹھی مختلف چیزوں کے ساتھ ٹکرانے سے بچی رہتی ہے اور اس حدیث کی بناء پر مرد کے لیے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی میں انگوٹھی پہننا مکروہ تنزیہی ہے، باقی دائیں اور بائیں ہاتھ دونوں میں انگوٹھی پہننے کے متعلق صحیح حدیثیں ہیں، اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا صحیح ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کس ہاتھ میں پہننا ہے، اکثر متقدمین نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو افضل کہا ہے، اور امام مالک نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو افضل کہا اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ قرار دیا، فقہاء شافعیہ کے اس میں دو قول ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے کیونکہ انگوٹھی زینت کے لیے ہوتی ہے اور دایاں ہاتھ اپنے شرف کی وجہ سے زینت کا زیادہ مستحق ہے۔ ۱؎

۱؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۷-۱۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق بہ کثرت احادیث ہیں، امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، نیز امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد، امام بزار اور ابوالشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، اور امام دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے تا آنکہ آپ کا وصال ہوگیا۔

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ بعض احادیث میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا بھی ذکر ہے، ابوالشیخ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا، اور امام ترمذی نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے ابوزرعہ سے ان احادیث کے اختلاف کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا یہ ثابت ہیں نہ یہ، لیکن دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق بکثرت احادیث ہیں اور فقہاء شافعیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے اور امام مالک کے نزدیک بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا مستحب ہے اور وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ کہتے ہیں اور احناف کا مذہب اجناس میں اس طرح لکھا ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہننا چاہیے۔ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے نہ چھنگلی کے سوا بائیں ہاتھ کی کسی اور انگلی میں پہنے، فقیہ ابواللیث نے جامع صغیر کی شرح میں لکھا ہے کہ دایاں اور بایاں ہاتھ دونوں برابر ہیں، اور ہمارے بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ ہر چند کہ اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں لیکن بعد میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے پر اتفاق ہوگیا، اور یہی قول برحق ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی پھر بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی، اور یہی آپ کا آخری عمل تھا، اگر یہ سوال کیا جائے کہ چھنگلی کے علاوہ کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شدید مکروہ ہے اور سنت کی مخالفت ہے صاحب کافی نے چھنگلی کے علاوہ کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء شافعیہ کے دو قول نقل کیے ہیں، اور علامہ رافعی شافعی کہا ہے کہ عورت چھنگلی کے علاوہ بھی کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہن سکتی ہے۔ [1]

چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے کا حکم

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۳۷-۳۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

اگر یہ سوال کیا جائے کہ چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں پر سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، اسی طرح لوہے، سیسے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا بھی مطلقاً حرام ہے اور عقیق (کے نگینہ) کی انگوٹھی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہمارے اصحاب نے یہ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عقیق کی انگوٹھی پہنتے تھے، اور فرمایا اس کی انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ برکت والا ہے

لیکن اس میں اعتراض ہے، ابن منجویہ نے ابراہیم سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زرد یاقوت کی انگوٹھی پہنی اس پر فقر نہیں آئے گا اور زمرد فقر کو دور کرتا ہے اور جس شخص نے عقیق پہنا اس کے لیے سعادت لکھ دی جائے گی کیونکہ یہ مبارک ہے اور عقیق کی انگوٹھی پہننے میں اسی درجہ ثواب ہے، صاحب توضیح نے کہا اس کی کوئی اصل نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عقیق کی انگوٹھی پہنی اور اس پر یہ نقش کندہ کرایا وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ. اللہ تعالیٰ اس کو ہر خیر کی توفیق دے گا اور دو فرشتے اس کے وکیل بنا دیے جائیں گے جو اس سے محبت کریں گے، امام ابن جوزی نے اس روایت کا موضوعات میں ذکر کیا ہے۔[1]

بَابٌ ۳۹ اِسْتِحْبَابِ لُبْسِ النِّعَالِ!

جوتیاں پہننے کا استحباب

۵۳۸۰ - حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَّا انْتَعَلَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں گئے وہاں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بہ کثرت جوتیاں پہنا کرو کیونکہ جب تک کوئی شخص جوتیاں پہنے رہے وہ (حکماً) سوار رہتا ہے۔

ف: یعنی جو شخص جوتیاں پہنے گا وہ مشقت اور تھکاوٹ کے کم ہونے اور پیروں کی سلامتی میں سوار کے مشابہ ہوگا، کیونکہ جوتیاں پہننے سے اس کے پیر کیل کانٹے اور تکلیف دہ چیزوں کے چبھنے سے محفوظ رہیں گے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر کے لیے لشکر کی خیر خواہی کرنا مستحب ہے۔

بَابٌ ۴۰ اِسْتِحْبَابِ لُبْسِ النِّعَالِ فِي الْيُمْنٰى اَوَّلًا وَّالْخَلْعِ مِنَ الْيُسْرٰى اَوَّلًا وَّ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدٍ

دائیں پاؤں میں پہلے جوتی پہننے اور بائیں پاؤں سے پہلے جوتی اتارنے کا استحباب اور ایک جوتی پہن کر چلنے کی کراہت

۵۳۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتی پہنے

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۳۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ،

ابْنَ زِيَادٍ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ وَلْيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا۔

تو دائیں پیر سے ابتداء کرے اور جب جوتی اتارے تو بائیں (پیر) سے ابتداء کرے اور دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں جوتیاں اتار دے۔

۵۳۸۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک جوتی میں نہ چلے، دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں جوتیاں اتار دے۔

۵۳۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ) قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى جَبْهَتِهٖ فَقَالَ أَلَا إِنَّكُمْ تَحَدَّثُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَهْتَدُوا وَأَضِلَّ أَلَا وَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرٰى حَتّٰى يُصْلِحَهَا۔

ابورزین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے انھوں نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا: سنو! کیا تم یہ بیان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرتا ہوں تاکہ تم ہدایت پا جاؤ اور میں گمراہ ہو جاؤں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ اس کو ٹھیک کرنے سے پہلے دوسری جوتی نہ پہنے۔

۵۳۸۴- وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں ان احادیث سے تین مسائل معلوم ہوئے:

(۱)۔ جوتی پہننے میں دائیں پیر سے ابتداء کرے، اسی طرح ہر مکرم چیز میں دائیں طرف سے ابتداء کرے، مثلاً موزہ یا شلوار پہننے میں، سر منڈانے میں، کنگھی کرنے میں، مونچھیں کاٹنے میں، مسواک کرنے، سرمہ لگانے اور ناخن کاٹنے میں، اسی طرح وضو، غسل اور تیمم میں، مسجد میں دخول اور بیت الخلاء سے خروج میں، صدقہ دینے میں اور اچھی چیز دینے یا لینے میں دائیں جانب سے ابتداء کرے۔

(۲)۔ جو چیز عزت اور کرامت کی ضد ہو اس میں بائیں طرف سے ابتداء کرے، مثلاً جوتی، موزہ اور شلوار اتارنے میں، مسجد سے خروج اور بیت الخلاء میں دخول کے وقت اور اسی طرح کے دیگر ناپسندیدہ کاموں میں۔

(۳)۔ بلا عذر ایک جوتی یا ایک موزہ پہننا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ وقار کے خلاف ہے اور یہ سب امور مستحب ہیں۔[۱]

بَابُ ۴۳: النَّهْيِ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ایک کپڑے میں صمّاء اور احتباء کی ممانعت

۵۳۸۵۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور ایک جوتی پہن کر چلنے صمّاء پہننے اور ایک کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا درآں حالیکہ اس کی شرمگاہ کھل جائے۔

ف: صمّاء کا معنی یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص تہبند باندھ کر اس کے پلو کو سامنے یا پیچھے سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لے جس سے اس کی شرمگاہ کھل جائے، اور احتباء کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص صرف ایک کپڑا (تہبند یا قمیص) پہن کر اکڑوں بیٹھ جائے بایں طور کہ اس کی سرین زمین پر ہو اور گھٹنوں کے گرد ہاتھوں کا حلقہ باندھ لے اس طرح بیٹھنے سے بھی شرم گاہ کھلنے کا خدشہ ہے۔

۵۳۸۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ أَوْ مَنِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَحْتَبِي بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفُ الصَّمَّاءَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتی کو پہن کر نہ چلے حتی کہ اس جوتی کو ٹھیک کر لے، اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور ایک کپڑے میں احتباء نہ کرے اور نہ ایک کپڑے کو بطور صمّاء پہنے۔

۵۳۸۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَأَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں صمّاء اور احتباء سے منع فرمایا اور چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھنے سے منع فرمایا۔

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۸-۱۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۳۸۸ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ وَلَا تَحْتَبِ فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ وَلَا تَأْكُلْ بِشِمَالِكَ وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ وَلَا تَضَعْ إِحْدٰى رِجْلَيْكَ عَلَى الْأُخْرٰى إِذَا اسْتَلْقَيْتَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جوتی پہن کر نہ چلو، اور ایک چادر میں بطور احتباء نہ بیٹھو اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ اور بطور صما کپڑا نہ پہنو اور چت لیٹ کر ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر نہ رکھو۔

۵۳۸۹ - وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الْأَخْنَسِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَلْقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص چت لیٹ کر اپنی ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر نہ رکھے۔

۵۳۹۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى۔

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا دراں حالیکہ آپ نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔

۵۳۹۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں۔

ف: حدیث نمبر ۵۳۸۷، ۵۳۸۸ اور ۵۳۸۹ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھنے سے منع فرمایا، اور حدیث نمبر ۵۳۹۰ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں چت لیٹے ہوئے تھے دراں حالیکہ آپ نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ ممانعت اس حال پر محمول ہے جب اس طرح لیٹنے سے شرمگاہ کھل جائے اور جب یہ خدشہ نہ ہو تو پھر اس طرح لیٹنا جائز ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا لیٹنا اسی طرح تھا، اس حدیث میں مسجد میں چت لیٹنے یا ٹیک لگا کر بیٹھنے کا بھی ثبوت ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت کی بناء پر مسجد میں لیٹے تھے یا تھکاوٹ کی بناء پر یا طلب راحت کے لیے یا کسی اور وجہ سے ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عام طور پر مساجد میں اس طرح

نہیں بیٹھتے تھے، آپ کی نشست عام طور پر چار زانو ہوتی تھی یا آپ اکڑوں یا دو زانو بیٹھتے تھے۔ [۱]

بَابُ ۴۲ النَّهْيِ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

مردوں کو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑوں کے پہننے سے منع کرنا

۵۳۹۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ حَمَّادٌ يَعْنِي لِلرِّجَالِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زعفرانی رنگ سے منع فرمایا حماد نے کہا یعنی مردوں کو۔

۵۳۹۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ سے منع فرمایا۔

مردوں کے لیے زعفرانی اور دوسرے رنگوں کے لباس کے متعلق ہم نے باب نمبر ۱۳ میں مفصل احکام بیان کر دیے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

بَابُ ۴۳ اِسْتِحْبَابِ خِضَابِ الشَّيْبِ بِصُفْرَةٍ وَحُمْرَةٍ وَتَحْرِيمِهِ بِالسَّوَادِ

سفید بالوں کو سرخ یا زرد رنگ سے رنگنے کا استحباب اور سیاہ رنگ کی ممانعت

۵۳۹۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ أَوْ جَاءَ عَامَ الْفَتْحِ أَوْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ مِثْلُ الثَّغَامِ أَوِ الثَّغَامَةِ فَأَمَرَ أَوْ فَأُمِرَ بِهِ إِلَى نِسَائِهِ قَالَ غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال یا فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ کو لایا گیا یا خود وہ آئے اور ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھول) کی طرح سفید تھے، تو آپ نے ان کی عورتوں کو یہ حکم دیا کہ ان کی سفیدی کو کسی چیز سے متغیر کرو۔

۵۳۹۵ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔

مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا، ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھولوں) کی طرح سفید تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو کسی چیز سے تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

۵۳۹۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے (یعنی بال نہیں رنگتے) سو تم ان کی مخالفت کرو۔

سفید بالوں کو برقرار رکھنے کے متعلق احادیث و آثار

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنتفوا الشیب ما من مسلم یشیب شیبۃ فی الاسلام قال عن سفیان الا کانت لہ نورا یوم القیامۃ وقال فی حدیث یحیی الا کتب اللہ بھا حسنۃ وحط عنہ بھا خطیئۃ۔[1]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفید بالوں کو نہ اکھاڑو جس شخص کے بال بھی اسلام میں سفید ہوں گے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے (یحییٰ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ان بالوں کے عوض ایک نیکی لکھ دے گا اور ایک برائی مٹا دے گا۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن فضالۃ بن عبید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من شاب شیبۃ فی الاسلام کانت لہ نورا یوم القیامۃ فقال لہ رجل عند ذلک فان رجالا ینتفون الشیب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شاء فلینتف نورہ رواہ البزار والطبرانی وفیہ ابن لھیعۃ وحدیثہ حسن وفیہ ضعف وبقیۃ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے بال اسلام میں سفید ہوئے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے، اس وقت ایک شخص نے کہا کچھ لوگ سفید بال اکھاڑتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاہے اپنے نور کی نفی کرے۔ اس حدیث کو امام بزار اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے، اس کی روایت

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۲۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

رجالہ ثقات [1]

حسن ہے، تاہم اس میں کچھ ضعف ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تبارک و تعالٰی انی لاستحیی من عبدی و امتی فتشیب لحیۃ عبدی و راس امتی فی الاسلام اعذبھما بعد ذلک رواہ ابو یعلی وفیہ نوح بن ذکوان وغیرہ من الضعفاء [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالٰی فرماتا ہے: میں اپنے اس بندے اور اس بندی سے حیاء کرتا ہوں کہ میرے جس بندے کی ڈاڑھی اسلام میں سفید ہوگئی اور میری جس بندی کا سر اسلام میں سفید ہوگیا میں ان کو اس کے بعد عذاب دوں۔ اس حدیث کو امام ابو یعلی نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں نوح بن ذکوان اور دوسرے راوی ضعیف ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الشعبی قال: رایت علیا ابیض الراس واللحیۃ قد ملأت ما بین منکبیہ [3]

شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے اور ان کے بال کندھوں تک تھے۔

عن عبد العزیز بن ابی سلیمان قال: رایت السائب بن یزید ابیض الراس واللحیۃ [4]

عبد العزیز بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب بن یزید کو دیکھا ان کا سر اور ڈاڑھی سفید تھی۔

عن فطر قال رایت مجاھد اشدید بیاض الراس واللحیۃ ورایت سعید بن جبیر ابیض اللحیۃ [5]

فطر کہتے ہیں میں نے مجاہد کو دیکھا ان کا سر اور ڈاڑھی بہت سفید تھی اور میں نے دیکھا کہ سعید بن جبیر کی ڈاڑھی سفید تھی۔

سفید بالوں پر خضاب لگانے کے متعلق احادیث و آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الیھود والنصارٰی لا یصبغون فخالفوھم [6]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصارٰی بالوں کو نہیں رنگتے سو تم ان کی مخالفت کرو۔

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۵۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] " " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۵۹، " " "

[3] امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۸، " " "

[5] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۷، " " "

[6] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ لے
امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود وفی الباب عن الزبیر وابن عباس وجابر وابی ذر وانس وابی رمثۃ والجہدمۃ وابی الطفیل وجابر بن سمرۃ وابی جحیفۃ وابن عمر حدیث ابی ہریرۃ حدیث حسن صحیح وقد روی من غیر وجہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲ے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید بالوں کو متغیر کرو اور یہود کی مشابہت نہ کرو، اس باب میں حضرت زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت ابوذر، حضرت انس، حضرت ابی رمثہ، حضرت جہدمہ، حضرت ابی الطفیل، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابوجحیفہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور حضرت ابوہریرہ کی روایت دیگر متعدد اسانید سے بھی مروی ہے۔

عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان احسن ما غیر بہ الشیب الحناء والکتم ہذا حدیث حسن صحیح۔ ۳ے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے سفید بالوں کو متغیر کیا جاتا ہے ان میں سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے (ایک قسم کی گھاس جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے، یعنی سرخ اور سیاہ کا آمیزہ جس کو عنابی رنگ یا ڈارک براؤن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ۴ے
امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال اتی بابی قحافۃ یوم فتح مکۃ وراسہ ولحیتہ کالثغامۃ بیاضا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیروا ہذا بشیء واجتنبوا السواد۔ ۵ے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کسی چیز سے متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

لے۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
۲ے۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۶۶۔ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۳ے۔ 〃 〃 ، جامع ترمذی ص ۲۶۷،
۴ے۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
۵ے۔ 〃 〃 ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، 〃 〃 〃

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس النعال السبتیۃ ویصفر لحیتہ بالورس والزعفران وکان ابن عمر یفعل ذلک۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بغیر بالوں کے چمڑے کی جوتی پہنتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کو سرخ اور زرد رنگ سے رنگتے تھے۔ ابن عمر بھی اسی طرح کرتے تھے۔

عن ابن عباس قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن ھذا قال فمر اخر قد خضب بالحناء والکتم فقال ھذا احسن من ھذا فمر اخر قد خضب بالصفرۃ فقال ھذا احسن من ھذا کلہ۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گذرا جس نے مہندی سے بالوں کو رنگا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے، پھر ایک شخص مہندی اور کتم (ایک جڑی بوٹی جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے) سے بالوں کو رنگے ہوئے گذرا، آپ نے فرمایا یہ اس سے بھی اچھا ہے، پھر ایک شخص زرد رنگ سے بالوں کو رنگے ہوئے گذرا، آپ نے فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی جعفر الانصاری قال رایت ابابکر لکان راسہ ولحیتہ کانہما جمر الغضی۔[3]

ابو جعفر انصاری کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر اور ڈاڑھی روشن انگارے کی طرح سرخ تھی۔

عن اسماعیل قال: رایت انسا یخضب بالحناء۔[4]

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مہندی سے بالوں کو رنگتے تھے۔

عن اسماعیل قال: رایت انس بن مالک وعبداللہ بن ابی اوفی وخضابہما احمر۔[5]

اسماعیل کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا وہ سرخ خضاب لگاتے تھے۔

عن العیزار بن حریث قال: کان الحسین بن علی یخضب بالحناء والکتم۔[6]

عیزار بن حریث کہتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما مہندی اور کتم (کو ملا کر) خضاب لگاتے تھے۔

سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] ” ” ” ” سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲،

[3] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] ” ” ” ” المصنف ج ۸ ص ۲۴۵،

[5] ” ” ” ” المصنف ج ۸ ص ۲۴۷،

[6] ” ” ” ” المصنف ج ۸ ص ۲۴۷،

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یکون قوم یخضبون فی اٰخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ بالوں کے ساتھ اپنے بالوں کو رنگے گی وہ (میدانِ حشر میں) جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یکون فی اٰخر الزمان قوم یسودون اشعارهم لا ینظر الله الیهم رواه الطبرانی فی الاوسط واسناده جید [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو اپنے بالوں کو سیاہ رنگ کے ساتھ رنگے گی، اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند عمدہ ہے۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من خضب بالسواد سود الله وجهه یوم القیامة رواه الطبرانی وفیه الوضین بن عطاء وثقه احمد وابن معین وابن حبان وضعفه من هو دونهم فی المنزلة وبقیة رجاله ثقات [3]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ہے، وضین بن عطا، امام احمد، امام ابن معین اور امام ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے اور ان سے کم درجہ کے لوگوں نے اس کو ضعیف کہا ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الصفرة خضاب المؤمن، والحمرة خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر [4]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ زرد رنگ مومن کا خضاب ہے، سرخ رنگ مسلم کا خضاب ہے، اور سیاہ رنگ کافر کا خضاب ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۲ھ

[3] 〃 〃 ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، 〃 ، 〃

[4] 〃 〃 ، مجمع الزوائد ج ۵ ۱۶۳، 〃 ، 〃

عن مجاهد انه كره الخضاب بالسواد وقال اول من خضب به فرعون [۱]

مجاہد سیاہ خضاب کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا۔

عن ایوب قال سمعت سعید بن جبیر وسئل عن الخضاب بالوسمة فكرهه فقال يكسو الله العبد فی وجهه النور ثم يطفئه بالسواد [۲]

ایوب بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ بندے کے چہرے پر نور کا لباس پہناتا ہے اور وہ اس نور کو سیاہی سے چھپا دیتا ہے۔

سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کے جواز کے متعلق آثار صحابہ و تابعین

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن عامر بن سعد ان سعدا كان يخضب بالسواد رواه الطبرانی وفيه سليم بن مسلم ولم اعرفه [۳]

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں سلیم بن مسلم ہے جس کو میں نہیں پہچانتا۔

عن محمد بن علی ان الحسين بن علی رضی الله عنهما كان يخضب بالسواد رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح [۴]

محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

عن عبد الرحمان بن بزرج قال رايت الحسن والحسين ابنی فاطمة يخضبان بالسواد وكان الحسين يدع العنفقة رواه الطبرانی وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وفيه ضعف وبقية رجاله ثقات [۵]

عبد الرحمان بن بزرج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ کے فرزندان حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ سیاہ خضاب لگاتے تھے اور حضرت حسین عنفقہ کو چھوڑ دیتے تھے (نیچے والے ہونٹ کے نچلے بال) اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ہے ابن لہیعہ اس کی حدیث حسن ہے اور اس میں کچھ ضعف ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن قيس مولی خباب قال: دخلت علی الحسن والحسين وهما يخضبان

خباب کے غلام قیس بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا وہ دونوں سیاہ

۱۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

۲۔ " " " " المصنف ج ۸ ص ۲۵۲، " " "

۳۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ

۴۔ " " " مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۲، " " "

۵۔ " " " مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، " " "

بالسواد [1]

عن عمرو بن عثمان قال رایت موسی بن طلحۃ یختضب بالوسمۃ [2]

عن عبد اللہ بن عبد الرحمان قال رایت نافع بن جبیر یختضب بالسواد [3]

عن سعد بن ابراهیم عن ابی سلمۃ انہ کان یخضبون بالسواد [4]

عن حماد عن ابراهیم قال لا باس بالوسمۃ [5]

عن عبد الاعلی قال سالت ابن الحنفیۃ عن الخضاب بالوسمۃ فقال ھی خضابنا اھل البیت [6]

عن ابی عشانۃ قال رایت عقبۃ بن عامر یخضب بالسواد ویقول نسود اعلاھا وقال اصولھا [7]

عن عبد الاعلی عن ابن الحنفیۃ قال وکان یختضب بالوسمۃ [8]

امام محمد روایت کرتے ہیں:

محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد قال سالت ابراهیم عن الخضاب بالوسمۃ قال بقلۃ طیبۃ ولم یر بذلك باسا قال محمد:

خضاب لگاتے تھے۔

عمرو بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے موسی بن طلحہ کو سیاہ خضاب لگاتے دیکھا۔

عبد اللہ بن عبد الرحمان کہتے ہیں کہ میں نے نافع بن جبیر کو سیاہ خضاب لگاتے دیکھا۔

سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ابو سلمہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

حماد کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کہتے تھے کہ سیاہ خضاب لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عبد الاعلی کہتے ہیں میں نے محمد بن حنفیہ سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا یہ ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

ابو عشانہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت عقبہ بن عامر ڈاڑھی پر سیاہ خضاب لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس کے بالائی حصہ کو کالا کرتے ہیں اور اس کی جڑیں انکار کرتی ہیں۔

عبد الاعلی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

امام محمد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حماد نے ابراہیم نخعی سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا یہ اچھا سبزہ ہے اور میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، امام محمد کہتے ہیں ہم بھی

[1] امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، 〃 〃 〃

[3] 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، 〃 〃 〃

[4] 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، 〃 〃 〃

[5] 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، 〃 〃 〃

[6] 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ۸ ص ۲۵۰، 〃 〃 〃

[7] 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ص ۲۵۰، 〃 〃 〃

[8] 〃 〃 〃 〃، المصنف ج ۸ ص ۲۵۰، 〃 〃 〃

وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ [1] اس پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہمارا مذہب یہ ہے کہ مرد اور عورت کے لیے زرد اور سرخ رنگ سے سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ رنگ سے رنگنا حرام ہے، یہی قول زیادہ صحیح ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور مختار قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، یہی ہمارا مذہب ہے، قاضی نے کہا کہ صحابہ اور تابعین میں سے متقدمین اور متاخرین کا بالوں کے رنگنے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ رنگنے کو ترک کرنا افضل ہے، اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بالوں کے نہ رنگنے کے سلسلہ میں ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ کہ آپ نے خود سفید بالوں کو متغیر نہیں کیا، یہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی اور دوسروں سے مروی ہے، اور دوسرے گروہ نے کہا کہ بالوں کو رنگنا افضل ہے، صحابہ اور تابعین کی جماعت اور بعد کے فقہاء نے بالوں کو رنگا ہے، جیسا کہ امام مسلم اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے، پھر رنگ میں اختلاف ہے، اکثر زرد رنگ سے رنگتے ہیں، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ اور دوسرے صحابہ کا یہی طریقہ ہے، حضرت علی سے بھی یہی مروی ہے، اور ایک جماعت نے مہندی اور کتم (سیاہ) سے رنگا ہے اور بعض نے زعفران کے ساتھ رنگا ہے، ایک جماعت نے سیاہ رنگ کے ساتھ رنگا ہے، حضرت عثمان، حضرت حسن بن علی اور حضرت حسین بن علی اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم، ابن سیرین، ابی بردہ اور فقہاء تابعین سے یہی مروی ہے، قاضی نے کہا ہے کہ امام طبرانی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سفید بالوں کو متغیر کرنے اور اس سے منع کرنے دونوں کے متعلق احادیث صحیحہ موجود ہیں اور اس میں کوئی تناقض یا تضاد نہیں ہے، حضرت ابوقحافہ کی طرح جس شخص کے سارے بال سفید ہو جائیں اس کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جس کے بال کالے اور سفید ہوں اس کو نہ رنگنے کا حکم دیا ہے اور متقدمین کا اس میں اختلاف رہا ہے باوجود اس کے کہ احادیث میں رنگنے کا حکم اور نہ رنگنے کی ممانعت وجوب کے لیے نہیں ہے، اسی وجہ سے ایک پر عمل کرنے والے دوسرے پر اعتراض نہیں کرتے، اور ان حکموں میں سے ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ کہنا صحیح نہیں ہے، قاضی نے کہا یہ دونوں عرف اور عادت پر بھی موقوف ہیں، جس علاقہ میں رنگنے کا دستور ہو وہاں رنگنے کو ترک کرنا مکروہ ہے اور یہ خوبصورتی پر بھی موقوف ہے، اگر کسی شخص پر سفید داڑھی اچھی لگتی ہو تو اس کا رنگنا خلاف اولیٰ ہے اور اگر کسی پر رنگی ہوئی داڑھی اچھی لگتی ہو تو اس کا نہ رنگنا خلاف اولیٰ ہے۔ یہ قاضی عیاض مالکی کی تقریر ہے اور زیادہ صحیح اور احادیث کے مطابق وہ تقریر ہے جس کو ہم نے پہلے اپنے مذہب کے بیان میں ذکر کر دیا ہے۔ [2]

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انصار کے بعض بوڑھوں سے گذر ہوا جن کی داڑھیاں سفید تھیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کی جماعت سرخ یا زرد رنگ میں بال رنگو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، امام طبرانی نے حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں

---

[1] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۹۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

کی مخالفت میں بالوں کو رنگنے کا حکم دیتے تھے، بعض علماء نے اس حدیث سے سیاہ خضاب کے جواز پر استدلال کیا ہے، بعض علماء نے جہاد کے موقع پر سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور بعض علماء نے مطلقاً سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے، اور اولیٰ یہ ہے کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے اور علامہ نووی نے اس کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، سلف صالحین میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت جریر رضی اللہ عنہم اور متعدد صحابہ نے سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور علامہ ابو عاصم نے کتاب الخضاب میں اسی کو مختار قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو مرفوعاً مروی ہے کہ "سیاہ خضاب لگانے والی قوم جنت کی خوشبو نہیں پائے گی" اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں سیاہ خضاب کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس میں جنت کی خوشبو نہ پانے والی ایک قوم کی صفت کو بیان کیا ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے "سیاہ خضاب سے اجتناب کرو" اس کا یہ جواب دیا ہے یہ حکم ان لوگوں کے متعلق ہے جن کے سر کے سفید بال بدشکل ہو جائیں اور یہ حکم ہر شخص کے لیے عام نہیں ہے، علامہ ابو عاصم کے یہ جوابات ان دونوں حدیثوں کے معنی متبادر کے خلاف ہیں، البتہ ان کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب ہمارا چہرہ تر و تازہ تھا تو ہم سیاہ خضاب لگاتے تھے اور جب ہمارے چہرے اور دانتوں کی رونق اجڑ گئی تو ہم نے سیاہ خضاب ترک کر دیا" اور امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے "جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا" اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اور بعض علماء نے مرد اور عورت میں فرق کیا ہے، عورتوں کو سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور مردوں کو منع کیا ہے، علامہ حلیمی کا بھی یہی مختار ہے۔

ابن الکلبی نے ذکر کیا ہے کہ عرب میں جس نے سب سے پہلے خضاب لگایا وہ عبد المطلب تھے، اور مطلقاً سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا، بالوں کے رنگنے اور نہ رنگنے میں بھی اختلاف ہے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر وغیرہ نے بالوں کو رنگا، اور حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت انس اور صحابہ کی ایک جماعت نے بالوں کو نہیں رنگا، علامہ طبری نے یہ تطبیق دی ہے کہ جنہوں نے بالوں کو رنگا ان پر سفید بال اچھے نہیں لگتے تھے اور جنہوں نے بالوں کو نہیں رنگا ان پر سفید بال اچھے لگتے تھے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا بھی یہی محمل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کے بال سفید بھولوں کی طرح سفید دیکھے تو فرمایا ان کو متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، (صحیح مسلم و سنن ابو داؤد) سو جس شخص کے بال حضرت ابو قحافہ کے بالوں کی طرح ہوں اس کے لیے رنگنا مستحب ہے اور جس کے بال اس طرح نہ ہوں اس کے لیے رنگنا مستحب نہیں ہے۔ لیکن رنگنا مطلقاً اولیٰ ہے کیونکہ اس میں اس حکم پر عمل ہے جس میں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے، بعض احادیث میں ہے جس شخص کے بال سفید ہو گئے وہ اس کے لیے نور ہوں گے، اور بعض احادیث میں سفید بالوں کو اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے، امام طحاوی کا رجحان یہ ہے کہ یہ احادیث رنگنے کی احادیث سے منسوخ ہیں، کیونکہ جب تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تھا، آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، اور جب کوئی حکم نازل ہو جاتا تو آپ ان کی مخالفت کرتے اور ان کی مخالفت پر برانگیختہ کرتے تھے اور علامہ ابن عربی نے یہ کہا ہے کہ آپ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع کیا ہے رنگنے سے منع نہیں فرمایا کیونکہ بال اکھاڑنے میں خلقت کو بالکلیہ بدلنا ہے اس کے برخلاف رنگنے میں دیکھنے والے کو خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں معلوم ہوتی۔ [1]

[1] ۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۵۵۔۳۵۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

امام مالک ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے ایک دن وہ ان کے پاس آئے درآں حالیکہ انھوں نے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو سرخ رنگ سے رنگا ہوا تھا، لوگوں نے کہا یہ بہت اچھا ہے، انھوں نے کہا میری ماں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ نے کل میرے پاس اپنی ایک کنیز نخیلہ کو بھیجا اور اس نے مجھے قسم دی کہ میں بالوں کو ضرور رنگوں اور انھوں نے یہ بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق بھی بالوں کو رنگتے تھے۔

یحیٰی کہتے ہیں کہ سیاہ رنگ سے بالوں کو رنگنے کے متعلق امام مالک یہ کہتے تھے کہ میں نے اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں سنی اور میرے نزدیک سیاہ کی بجائے کسی اور رنگ سے رنگنا مستحب ہے، اور اگر مطلقاً رنگنے کو ترک کر دیا جائے تو اس میں بھی وسعت ہے اور اس میں لوگوں پر کوئی حرج نہیں ہے، یحیٰی کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے یہ سنا ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہوتا تو حضرت عائشہ عبدالرحمان بن اسود کے پاس یہ پیغام بھیجتیں (کہ چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے اس لیے تم بال رنگو۔) [1]

علامہ ابوالولید باجی مالکی اندلسی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر مہندی اور کتم (ایک بوٹی جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے) سے بالوں کو رنگتے تھے، اسی طرح حضرت عثمان بن عفان اور صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، اور اس میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، کیونکہ اگر آپ نے بالوں کو رنگا ہوتا تو حضرت عائشہ اپنے والد کے بال رنگنے کے بجائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال رنگنے سے استدلال کرتیں اور مؤطا کے علاوہ دوسری جگہ امام مالک نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر بن الخطاب حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہم اور سعید بن مسیب اور ابن شہاب نے اپنے بالوں کو نہیں رنگا، اور عثمان بن موہب یہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگے ہوئے بال دکھائے، اور محمد بن علی سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت علی بالوں کو رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا جو ان سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ بالوں کو رنگتے تھے، ہو سکتا ہے کہ ان کے آثار کی یہ توجیہ ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو سفید ہونے کی وجہ سے نہ رنگتے ہوں بلکہ ان کو ملائم کرنے یا ان کی تحسین کی خاطر ان کو رنگتے ہوں اور جن آثار میں آپ کے رنگنے کی نفی ہے کہ آپ کے بال ایسے سفید نہیں تھے جن کو رنگنے کی ضرورت ہو، اور عبداللہ بن ہمام کہتے ہیں میں نے حضرت ابودرداء سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالوں کو رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا اے بھتیجے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اتنے بال سفید نہیں ہوئے تھے جن کو رنگنے کی ضرورت ہو، آپ کے چند بال سفید تھے جن کو آپ مہندی اور بیری کے پتوں سے دھوتے تھے۔

امام مالک نے کہا ہے کہ میں نے سیاہ رنگ کے متعلق کوئی حدیث نہیں سنی، حالانکہ (مسلم وغیرہ میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقحافہ کو سیاہ رنگ سے اجتناب کا حکم دیا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے، اس کو

---

[1] امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، مؤطا امام مالک ص ۷۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

لیث بن ابی سلیم نے روایت کیا ہے، اور صحابہ کرام میں سے حضرت عقبہ بن عامر، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم سیاہ خضاب لگاتے تھے، اور محمد بن علی بن ابی طالب اور تابعین کی ایک جماعت سیاہ خضاب لگاتی تھی اور پہلے قول پر زیادہ عمل ہے۔[1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ امام مالک نے سیاہ خضاب کو حرام نہیں کہا اور نہ رنگنے کو واجب کہا ہے، اور جس حدیث میں سیاہ خضاب سے اجتناب کا حکم ہے وہ ان کے نزدیک استحباب پر محمول ہے اور رنگنے کا امر اس حال پر محمول ہے جب کسی شخص کے سارے بال سفید ہو جائیں۔ عبدالوہاب نے کہا کہ سیاہ رنگ مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں کو دھوکا دینا ہے۔ بالوں کو رنگنے میں اختلاف ہے، امام مالک اور متقدمین کی ایک جماعت کے نزدیک اس کا ترک کرنا افضل ہے۔ اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت کی حدیث روایت کی ہے اور یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بالوں کو نہیں رنگا، اور دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ رنگنا افضل ہے، متقدمین، متاخرین اور ان کے بعد والوں نے بالوں کو رنگا ہے۔

علامہ وشتانی کہتے ہیں کہ رنگ کی جنس میں اختلاف ہے، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ مہندی اور کتم سے رنگتے تھے اور بعض زعفران سے رنگتے تھے اور بعض سیاہ رنگ سے رنگتے تھے، حضرت عمر، حضرت عثمان اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سیاہ رنگ سے رنگتی تھی، حضرت عمر فرماتے تھے سیاہ رنگ بیوی کو اچھا لگتا ہے اور دشمن پر رعب ڈالتا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ بالوں کو نہیں رنگتے تھے، اہل علم نے کہا ہے کہ رنگنے کے دو فائدے ہیں ایک تو گرد و غبار وغیرہ سے بال میلے نہیں ہوتے، دوسرے اس میں اہل کتاب کی مخالفت ہے اور ہمیں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے تاکہ ان کی مشابہت نہ ہو نیز اس میں دشمن پر رعب ہے اور بیوی کے حقوق کی رعایت ہے۔[2]

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

سفید بالوں کو کالے رنگ کے سوا کسی اور رنگ سے رنگنا مستحب ہے، امام احمد نے کہا میں کسی شخص کے بال رنگے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتا ہوں۔ امام احمد نے ایک شخص سے بحث کی اور کہا تم بالوں کو کیوں نہیں رنگتے؟ اس نے کہا مجھے حیا آتی ہے، امام احمد نے کہا: سبحان اللہ! یہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو تبدیل کرو، اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور مہاجرین بالوں کو رنگتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل نہ کرے اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے، اس سلسلہ میں حضرت ابوذر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابورمثہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں۔ مہندی اور کتم کے ساتھ بالوں کو رنگنا مستحب ہے، کیونکہ خلال اور ابن ماجہ نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ تمیم بن عبداللہ بن موہب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو حضرت ام سلمہ نے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بال نکالے اور حضرت ابوبکر نے مہندی اور کتم (یعنی ڈارک براؤن) سے بالوں کو رنگا اور ورس (زردی مائل سرخ)

---

[1] علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۷۴ھ، منتقیٰ ج ۷ ص ۲۷۰، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر، ۱۳۳۲ھ

[2] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۹۳، ۳۹۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۵ھ

اور زعفران سے رنگنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ ابو مالک اشجعی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ورس اور زعفران کے ساتھ رنگتے تھے، اور سیاہ رنگ کے ساتھ رنگنا مکروہ ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کو بال رنگنے کا حکم دیا اور سیاہ رنگ سے اجتناب کا حکم دیا، اور اسحاق نے عورت کو سیاہ رنگ سے رنگنے کی اجازت دی ہے تاکہ وہ اپنے مرد کے لیے مزین ہو۔ [1]

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے، تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری) حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ آپ کے بال مہندی اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رنگ سے تم (سفید بالوں) کو متغیر کرو ان میں سب سے اچھا رنگ مہندی اور کتم ہے، حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت عبد اللہ بن بریدہ نے بھی اپنے والد سے اسی طرح روایت کیا ہے، امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بعض بوڑھوں کی سفید داڑھیاں دیکھیں تو فرمایا اے انصار کی جماعت بالوں کو سرخ یا زرد رنگ کے ساتھ رنگو، اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو متغیر کرو اور یہود کی مشابہت نہ کرو، اور امام اوزاعی نے روایت کیا ہے کہ یہود اور نصاریٰ نہیں رنگتے تم اپنے بالوں کو رنگا کرو۔ اس مقام پر دو چیزوں کی تحقیق مطلوب ہے ایک یہ کہ جن سفید بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے ان کا کیا معیار ہے اور دوسری چیز یہ کہ کس رنگ میں رنگنا چاہیے۔

سفید بالوں کا معیار

علامہ عینی لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کے متغیر کرنے کو ناپسند کرتے تھے، امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہوئے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوں گے الا یہ کہ وہ ان کو اکھاڑ دے یا رنگ لے، اور حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے مہندی اور کتم (عنابی رنگ) کے ساتھ اپنے بالوں کو رنگا، اور حضرت عمر مہندی کے ساتھ بالوں کو رنگتے تھے، اور حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت مغیرہ، حضرت جریر بجلی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور عطاء، ابو وائل، حسن بصری، طاؤس اور سعید بن مسیب زرد رنگ کے ساتھ بالوں کو رنگتے تھے۔

محب طبری نے کہا ہے کہ بالوں کو متغیر نہ کرنے اور بالوں کو رنگنے کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جو آثار مروی ہیں وہ سب صحیح ہیں لیکن بعض عام ہیں اور بعض خاص ہیں، بالوں کو رنگنے کی جو احادیث ہیں وہ خاص ہیں یعنی جس شخص کے حضرت ابو قحافہ کی طرح تمام بال سفید ہو جائیں اس کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جس کے بال مخلوط ہوں اس کو سفیدی متغیر نہ کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دو متضاد حکم دیں اور چونکہ کوئی حدیث ناسخ نہیں ہے اس لیے ان احادیث کو جمع کرنا متعین ہے، سو جن صحابہ نے سفید بالوں کو رنگا وہ اس پر محمول ہے کہ ان کے تمام بال سفید تھے اور جنھوں نے نہیں رنگا ان کے

---

[1] علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱ ص ۶۷-۶۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

بال سیاہ اور سفید مخلوط تھے، علاوہ ازیں بالوں کو رنگنے کا حکم فرضیت کے لیے نہیں ہے، استحباب کے لیے ہے اور سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت بھی تنزیہ کے لیے ہے تحریم کے لیے نہیں ہے، اور امام طحاوی رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت اس حدیث سے منسوخ ہو گئی جس میں سفید بالوں کو رنگنے کا اور اہل کتاب کی مخالفت کرنے کا حکم ہے (علاوہ ازیں رنگنے کے حکم کی احادیث کی اسانید زیادہ صحیح اور قوی ہیں یہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں اور سفیدی متغیر نہ کرنے کی احادیث سنن ابوداؤد اور طبرانی وغیرہ میں ہیں جو صحیحین کے پائے کی نہیں ہیں، سعیدی غفرلہ)

بالوں کے رنگ کی تحقیق

علامہ عینی لکھتے ہیں:

جمہور کا موقف یہ ہے کہ سیاہ رنگ کے سوا لال یا پیلے رنگ سے بالوں کو رنگا جائے، کیونکہ سیاہ رنگ پر احادیث میں وعید ہے، حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب سے بالوں کو رنگے گی، یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، اور عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، حضرت ابو درداء سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، حضرت انس سے مرفوعاً روایت ہے کہ سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو متغیر نہ کرو اور ابن ابی العاصم نے اپنی اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سیاہ خضاب لگاتے تھے، ابن شہاب بھی سیاہ خضاب لگاتے تھے، عنبسہ بن سعید نے کہا تمہارے بال کپڑوں کی مانند ہیں جس رنگ میں چاہو ان کو رنگ لو، اور اسماعیل بن ابی عبداللہ سیاہ خضاب لگاتے تھے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیتے تھے، اور فرماتے تھے اس میں بیوی کی تسکین ہے اور دشمن پر رعب ہے، اور ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان سیاہ خضاب لگاتے تھے اور حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سیاہ خضاب لگاتے تھے، اور تابعین میں سے ابن عبداللہ بن عباس، عروہ بن زبیر، ابن سیرین اور ابوبردہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔[۱]

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

مرد کے لیے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو رنگنا مستحب ہے خواہ غیر حالت جنگ میں ہو، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو نہیں رنگا، (کیونکہ آپ کو رنگنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، صحیح بخاری میں ہے جس وقت آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی کے کل سترہ بال سفید ہوتے تھے۔ شامی) اور سیاہ رنگ سے رنگنا مکروہ ہے اور ایک قول میں مکروہ نہیں ہے۔[۲]

علامہ شامی لکھتے ہیں:

غیر حالتِ جنگ میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے، اور جنگ میں سیاہ خضاب لگانا بالاتفاق مستحسن ہے تاکہ دشمن پر رعب طاری ہو اور اپنے آپ کو ازواج کے لیے مزین کرنا مکروہ ہے، عام مشائخ کا یہی مختار ہے اور بعض نے اس کو بلا کراہت

---

[۱] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۵۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ
[۲] علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

جائز کہا ہے، امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ جس طرح مجھے بیوی کی زینت اچھی لگتی ہے اسی طرح بیوی کو بھی میری زینت اچھی لگتی ہے۔ ۱؎

خضاب لگانے کے سلسلہ میں مذاہب اربعہ کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے، اور سیاہ خضاب مکروہ تحریمی ہے، امام مالک کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب خلاف اولیٰ ہے، امام احمد کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے، فقہاء احناف کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور اکثر فقہاء کے نزدیک سیاہ خضاب مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک بلاکراہت جائز ہے۔

چونکہ احادیث میں سیاہ خضاب پر وعید آئی ہے اس لیے صحیح یہی ہے کہ غیر حالت جنگ میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ تحریمی ہے، بعض صحابہ اور تابعین سے جو سیاہ خضاب لگانا منقول ہے، ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی توجیہ اور تاویل ہو، بہر حال ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مقدم ہیں، امام اعظم کا یہی مذہب ہے کہ جب احادیث رسول اور آثار صحابہ میں تعارض ہو تو احادیث کو آثار پر ترجیح دی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کے جو بال سفید ہوئے ان کی تعداد بیس سے کم تھی (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵ مطبوعہ کراچی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سفید بالوں کو رنگا تھا یا نہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے ان بالوں کو نہیں رنگا اور دوسری روایت یہ ہے کہ آپ نے ان بالوں کو رنگا ہے، اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی روایت ہے کہ آپ نے ان بالوں کو رنگا ہے، اس لیے تحقیق یہی ہے کہ آپ نے بعض اوقات بالوں کو رنگا ہے اور بعض اوقات نہیں رنگا، حضرت انس کی روایت ان بعض اوقات پر محمول ہے جن میں آپ نے بالوں کو نہیں رنگا، اور حضرت ابن عمر کی روایت ان اوقات پر محمول ہے جن میں آپ نے بالوں کو رنگا ہے، جن علماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی نفی کی ہے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مغالطہ ہوا ہے، ہم سطور ذیل میں حضرت انس کی وہ روایت اور حضور کے خضاب لگانے سے متعلق دوسری روایات پیش کر رہے ہیں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں

عن محمد بن سیرین قال سألت انسا اخضب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لم یبلغ الشیب الا قلیلا۔ ۲؎

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت کم بال سفید ہونے کو پہنچے تھے۔

بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خضاب نہیں لگایا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت اس کے خلاف ہے

۱؎ ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

۲؎ ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب قال دخلت علی ام سلمۃ فاخرجت الینا شعرا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبا [1]

عثمان بن عبد اللہ بن موہب کہتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال نکال کر دکھایا جس پر خضاب لگا ہوا تھا۔

عن ابن موھب ان ام سلمۃ ارتہ شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم احمر [2]

ابن موہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سرخ بال دکھایا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس النعال السبتیۃ ویصفر لحیتہ بالورس والزعفران وکان ابن عمر یفعل ذلک [3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بغیر بالوں کے چمڑے کی جوتی پہنتے تھے، اور اپنی داڑھی کو سرخ اور زرد رنگ سے رنگتے تھے۔ حضرت ابن عمر بھی ایسا کرتے تھے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثۃ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابن لی فقال ابنک ھذا فقلت نعم اشھد بہ قال لا یجنی علیک ولا تجنی علیہ ورایت الشیب احمر [5]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوا، آپ نے فرمایا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میں نے کہا جی! میں اس کی گواہی دیتا ہوں، آپ نے فرمایا، یہ تم پر ظلم نہیں کرے گا تم اس پر ظلم نہیں کروگے، میں نے دیکھا آپ کے سفید بال سرخ تھے

عن عثمان بن موھب قال سئل ابوھریرۃ ھل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم [6]

عثمان بن موہب کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا، کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں!

عن انس قال رایت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبا [7]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو رنگا ہوا دیکھا۔

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، " " "

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۷۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] " " " ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۷۱، " " "

[7] " " " ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۷۱، " " "

عن الجھذمۃ قالت انا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من بیتہ ینفض راسہ وقد اغتسل وبراسہ ردغ من حناء۔[۱]

جہذمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد گھر سے نکلے اور آپ کے سر پر کچھ گندھی ہوئی مہندی لگی ہوئی تھی۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن یزید قال قلت لابی جعفر، ھل خضب النبی صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال قد مس شیئا من الحناء والکتم۔[۲]

یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا، انھوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ مہندی اور کتم کو لگایا تھا۔

عن عثمان بن حکم قال رایت عند آل ابی عبیدۃ بن زمعۃ شعرات من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصبوغا بالحناء۔[۳]

عثمان بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ بن زمعہ کی آل کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال دیکھے جو مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔

ان ابن جریج سال ابن عمر: رایتک تصفر لحیتک بالورس فقال ابن عمر اما تصفیری لحیتی فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصفر لحیتہ۔[۴]

ابن جریج نے حضرت ابن عمر سے سوال کیا میں دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی ڈاڑھی زرد رنگ سے رنگتے ہیں؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا میں اپنی ڈاڑھی زرد رنگ سے اس لیے رنگتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے ڈاڑھی کو رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم[۵] اور امام بیہقی[۶] نے بھی روایت کیا ہے (اس سے قبل ہم اس حدیث کو امام بخاری اور امام ابوداؤد کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں۔)

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یختضب اخذ شیئا من دھن وزعفران فرشہ بیدہ ثم یمرسہ علی لحیتہ۔ رواہ الطبرانی۔[۷]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب خضاب لگانے کا ارادہ کرتے تو کچھ مہندی لے کر اس پر زعفران چھڑکتے پھر اس کو اپنی ڈاڑھی پر ملتے۔

---

[۱] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۷۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[۲] امام ابو بکر عبد اللہ بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[۳] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۷،
[۴] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۵،
[۵] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[۶] امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[۷] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن عثمان بن عبد اللہ بن موهب القرشی قال دخلنا علی ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخرجت الینا من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو احمر مصبوغ بالحناء والکتم [1]

عثمان بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے ہمارے لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بال نکالا وہ سرخ رنگ کا تھا اس پر مہندی اور کتم سے خضاب لگا ہوا تھا۔

اس حدیث کو ہم نے پہلے امام بخاری کے حوالہ سے بیان کیا تھا نیز اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

عن ابی رمثۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ بردان اخضران ولہ شعر قد علاہ الشیب وشیبہ احمر مخضوب بالحناء [3]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دو سبز چادریں پہنی ہوئی تھیں (یعنی حلہ) آپ کے بالوں پر سفید آرہی تھی اور آپ کے سفید بال مہندی کے خضاب سے سرخ تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام احمد، امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی اور امام طبرانی ایسے محدثین نے قوی اسانید کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی روایات کو اپنی تصانیف میں درج کیا ہے، اب رہا یہ سوال کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا، اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جب کسی واقعہ کے متعلق دو صحابہ کی روایات ہوں ایک کسی چیز کو ثابت کرتی ہو اور دوسری نفی کرتی ہو تو ثبوت والی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ نفی کرنے والا راوی اصل حال کے اعتبار سے نفی کر رہا ہے اور ثبوت کرنے والا ایک وصف زائد کی حکایت کر رہا ہے لہٰذا اس کی روایت کو ترجیح دی جائے گی، اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۸) اور حضرت بلال کہتے ہیں کہ آپ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۸ ص ۶۷) اور ترجیح حضرت بلال کی روایت کو دی گئی ہے کیونکہ وہ ایک وصف زائد کی حکایت کر رہے ہیں اور حضرت ابن عباس اصل حال کے اعتبار سے نفی کر رہے ہیں، اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حالتِ احرام میں نکاح نہیں کیا جائے گا (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۵) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حالتِ احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۵ مطبع مجتبائی لاہور) اور ترجیح اس روایت کو دی گئی ہے، اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا اور حضرت ام سلمہ ام المومنین، حضرت ابن عمر، حضرت ابن رمثہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت جہذمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے تو اس قاعدہ کے مطابق انھی کی روایات کو ترجیح دی جائے گی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات آپ نے خضاب لگایا اور بعض اوقات خضاب نہیں لگایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۶۔ ۲۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۳۲۲، ۳۱۹، ۲۹۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حال دیکھ کر اس کی روایت کی اور دوسرے صحابہ نے دوسرے حال کی روایت کی بلکہ امام ترمذی نے خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی خضاب لگانے کی روایت بیان کی ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

مختار یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات میں بالوں کو رنگا، اور اکثر اوقات میں رنگنے کو ترک کر دیا، سو ہر شخص نے اپنے مشاہدہ کے مطابق بیان کیا، اور یہ تاویل حکماً متعین ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بالوں کو زرد رنگ کے ساتھ رنگنے کی جو روایت ہے اس کو ترک کرنا ممکن نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی تاویل ممکن ہے۔ [۱]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خضاب لگانے کی احتیاج نہیں تھی اور یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے منافی نہیں ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات اپنے سفید بالوں پر خضاب لگایا اور اکثر اوقات خضاب نہیں لگایا لہٰذا ہر شخص نے اپنے مشاہدہ کے مطابق روایت کی اور ہر ایک اپنے قول میں صادق ہے۔ [۲]

ڈاڑھی کا معنی

علامہ زبیدی نے ڈاڑھی کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا:

اللحیۃ شعر الخدین والذقن۔ (تاج العروس ج ۱۰ ص ۳۲۳)

رخساروں اور ٹھوڑی کے بالوں کو لحیہ (ڈاڑھی) کہتے ہیں۔

ڈاڑھی دراز کرنے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہکوا الشوارب واعفوا اللحی۔ [۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھوں کو بہت کم کرو اور ڈاڑھیوں کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو، یعنی بڑھاؤ۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احفوا الشوارب واعفوا اللحی۔ [۴]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھوں کو بہت کم کرو اور ڈاڑھیوں کو چھوڑ دو (یعنی مت کاٹو)

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۳۰۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[۳] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۴] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اس حدیث کو امام ترمذی[1]، امام نسائی[2]، امام احمد[3] اور امام ابن ابی شیبہ[4] نے روایت کیا ہے اور علامہ علی متقی ہندی[5] اور حافظ الہیثمی[6] نے بھی اسی حدیث کا طبرانی وغیرہ کے حوالوں سے ذکر کیا ہے۔

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحیۃ[7]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو بہت کم کرنے اور ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد[8]، امام ترمذی[9] اور امام مالک[10] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عبید اللہ بن عتبۃ قال: جاء رجل من المجوس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحلق لحیتہ واطال شاربہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذا؟ قال: ھذا فی دیننا قال: فی دیننا ان نجز الشارب وان نعفی اللحیۃ[11]

عبید اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مجوسی آیا درآں حالیکہ اس نے ڈاڑھی منڈائی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی رکھی ہوئی تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارے دین میں ہے! آپ نے فرمایا ہمارے دین میں یہ ہے کہ ہم مونچھیں کم کرائیں اور ڈاڑھی بڑھائیں۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل الشرک یعفون شواربھم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین مونچھیں بڑھاتے ہیں، اور

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۳۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۷، ۳۶۶، ۳۶۵، ۲۲۹، ۱۵۶، ۵۲، ۱۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

[4] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[5] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۶ ص ۶۵۳، ۶۵۲، ۶۵۰، ۶۴۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

[6] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ

[7] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[8] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۲۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[9] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[10] امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، مؤطا امام مالک ص ۷۲۱، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

[11] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

ویحفون لحاھم فخالفوھم فاعفوا اللحی واحفوا الشوارب رواہ الطبرانی باسنادین فی احدھما عمر بن ابی سلمۃ وثقہ ابن معین وغیرہ وضعفہ شعبۃ وغیرہ وبقیۃ رجالہ ثقات[1]

داڑھیاں بہت زیادہ کترواتے ہیں سو تم ان کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں بہت زیادہ کم کراؤ اس حدیث کو امام طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، ایک سند میں ایک راوی عمر بن ابی سلمہ ہے اس کی ابن معین وغیرہ نے توثیق کی ہے اور شعبہ وغیرہ نے تضعیف کی ہے، اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خالفوا المجوس جزوا الشوارب واوفروا اللحی رواہ البزار وفیہ الحسن بن ابی جعفر وھو ضعیف متروک[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجوس کی مخالفت کرو، مونچھیں کم کراؤ، اور داڑھیاں بڑھاؤ، اس حدیث کو امام بزار نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی حسن بن ابی جعفر ضعیف اور متروک ہے۔

عن ابن عباس قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ قال ان اللہ ورسولہ حرم شراب الخمر وثمنھا وقال وقصوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تمشوا فی الاسواق الا وعلیکم الازار انہ لیس منا من عمل سنۃ غیرنا[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے شراب پینے اور اس کی قیمت لینے کو حرام کر دیا اور فرمایا مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور بغیر تہبند پہنے بازاروں میں مت چلو، کیونکہ جو شخص ہمارے غیر کے طریقہ پر عمل کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں تراشو اور داڑھی کو دراز کرو، اور مجوس کی مخالفت کرو۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواک واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانۃ وانتقاص الماء قال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں، مونچھیں کاٹنا، داڑھی دراز کرنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کو دھونا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجاء کرنا مصعب

---

[1] حافظ نور الدین الہیثمی علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] " " مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶، " " " " "

[3] " " مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۹ - ۱۶۸، " " " " "

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

مصعب ونسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضۃ [۱] کہتے ہیں دسویں چیز میں بھول گیا، الا یہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔

اس حدیث امام ابو داؤد [۲]، امام نسائی [۳]، امام ابن ماجہ [۴] اور امام بیہقی [۵] نے بھی روایت کیا اور اس کا علامہ علی متقی [۶] نے بھی ذکر کیا ہے۔

امام ابن حبان روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال: ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المجوس فقال انہم یوفون سبالہم ویحلقون لحاہم فخالفوہم۔ [۷]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجوس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ لمبی مونچھیں رکھتے ہیں اور ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں سو تم ان کی مخالفت کرو۔

ڈاڑھی ترشوانے کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں:

ابو حنیفۃ عن الہیثم عن رجل ان ابا قحافۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولحیتہ قد انتشرت قال فقال لو اخذتم واشار الی نواحی لحیتہ۔ [۸]

امام ابو حنیفہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابو قحافہ حاضر ہوئے درآں حالیکہ ان کی ڈاڑھی کے بال منتشر تھے راوی کہتے ہیں آپ نے فرمایا: کاش تم (یہ بال) کم کر لو اور ان کی ڈاڑھی کے اطراف کی طرف اشارہ فرمایا۔

اس حدیث کو امام ابو یوسف نے بھی روایت کیا ہے۔ [۹]

نیز امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں:

عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم انہ قال لا باس ان یاخذ الرجل من لحیتہ مالم یتشبہ باہل الشرک۔ [۱۰]

ابراہیم نخعی نے کہا مرد کے ڈاڑھی کم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ مشرکین سے مشابہت نہ ہو۔

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ امام داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

۳۔ امام ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۳۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۴۔ امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵ ، ״ ״ ״

۵۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۱ ص ۵۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

۶۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۶ ص ۶۵۴، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۷۔ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۴۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

۸۔ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ، مسند امام اعظم (مترجم) ص ۳۵۹، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

۹۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل،

۱۰۔ ״ ״ ״ ״ ، کتاب الآثار ص ۲۳۵،

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں باریک کرو اور ڈاڑھی بڑھاؤ، حضرت ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مقدار فاضل ہوتی اس کو کاٹ دیتے۔

اس حدیث کو امام ابویوسف[2]، امام محمد[3]، امام ابن ابی شیبہ[4] اور امام ابوداؤد[5] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مالک روایت کرتے ہیں:

مالک عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان اذا حلق فی حج او عمرۃ اخذ من لحیتہ وشاربہ۔[6]

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ میں سر منڈاتے تو ڈاڑھی اور مونچھوں کو کاٹتے۔

مالک انہ بلغہ ان سالم بن عبد اللہ کان اذا اراد ان یحرم دعا بالجلمین فقص شاربہ واخذ من لحیتہ قبل ان یرکب وقبل ان یھل محرما۔[7]

امام مالک تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ سالم بن عبد اللہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو سوار ہونے اور احرام باندھنے سے پہلے قینچی منگا کر اپنی مونچھوں کو کم کرتے اور ڈاڑھی کاٹتے۔

امام ابویوسف روایت کرتے ہیں:

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ کان یاخذ من لحیتہ۔[8]

نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی سے کچھ کم کرتے تھے۔

اس حدیث میں قبضہ کی قید نہیں ہے اور فقہاء احناف کے نزدیک مطلق مقید پر محمول نہیں ہوتا۔

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ اکتوی واسترقی من الحمۃ وکان یاخذ من لحیتہ۔[9]

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما لوہا گرم کرکے جسم پر داغ لگاتے تھے اور زہر کی وجہ سے دم کراتے تھے، اور ڈاڑھی سے کچھ کم کرتے۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[2] امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل
[3] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۹۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ
[4] امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[5] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[6] امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، مؤطا امام مالک ص ۳۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور
[7] 〃 〃 〃 ، مؤطا امام مالک ص ۳۲۲
[8] امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل
[9] 〃 〃 〃 ، کتاب الآثار ص ۲۳۵

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن سماك بن يزيد قال: كان علي يأخذ من لحيته مما يلي وجهه۔[1]

سماک بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چہرے کے قریب سے ڈاڑھی کاٹتے تھے (یعنی خط بناتے تھے)

عن ابي زرعة قال كان ابو هريرة يقبض على لحيته ثم يأخذ ما فضل عن القبضة۔[2]

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ دیتے۔

عن عطاء بن ابي رباح قال: كانوا يحبون ان يعفوا اللحية الا في حج او عمرة وكان ابراهيم يأخذ من عارض لحيته۔[3]

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ (فقہاء تابعین) حج اور عمرہ کے سوا ڈاڑھی بڑھانے کو پسند کرتے تھے (یعنی مستحب قرار دیتے تھے) اور ابراہیم اپنے رخسار سے ڈاڑھی کاٹتے تھے۔

عن ابن طاؤس عن ابيه انه كان يأخذ من لحيته ولا يوجبه۔[4]

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی ڈاڑھی کو کم کراتے تھے اور اس کو واجب نہیں کہتے تھے۔

عن افلح قال: كان القاسم اذا حلق راسه اخذ من لحيته۔[5]

افلح بیان کرتے ہیں کہ قاسم جب اپنا سر منڈواتے تو اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں کو کم کراتے۔

عن قتادة قال: قال جابر لا نأخذ من طولها الا في حج او عمرة۔[6]

قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر نے کہا ہم حج اور عمرہ کے سوا ڈاڑھی کو طول میں کم نہیں کراتے

عن ابي هلال قال: سالت الحسن وابن سيرين فقالا لا باس به ان تاخذ من طول لحيتك۔[7]

ابو الھلال کہتے ہیں کہ میں نے حسن اور ابن سیرین سے پوچھا تو ان دونوں نے کہا لمبی ڈاڑھی کم کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها۔[8]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کو طول اور عرض سے کم کرتے تھے۔

اس حدیث کے ایک راوی عمر بن ہارون پر جرح کی گئی ہے، لیکن امام بخاری اس کے متعلق اچھی رائے رکھتے تھے۔ امام ترمذی

۱۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
۲۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، " ، "
۳۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " ، "
۴۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " ، "
۵۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " ، "
۶۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " ، "
۷۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۶، " ، "
۸۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، " ، "

لکھتے ہیں وروایۃ حسن الواری فی عمر بن ھارون اور چونکہ دیگر احادیث اور آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے اس لیے ہمارے نزدیک یہ حدیث لائق استدلال ہے۔ باقی اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ آپ اطراف سے چھوٹے بڑے بالوں کو کاٹ کر داڑھی ہموار کرتے تھے، ورنہ آپ کی ڈاڑھی مبارک بڑی اور گھنی تھی۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابراھیم قال کانوا یاخذون من جوانبھا وینظفونھا یعنی اللحیۃ۔[۲]

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ لوگ ڈاڑھی کو اطراف سے کاٹ کر منزہ کرتے تھے۔ (یعنی کم کرتے تھے)۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذ من عرض لحیتہ وطولھا بالسویۃ۔[۳]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کو طول اور عرض سے برابر کاٹ کر کچھ کم کرتے تھے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال: رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجفل الراس واللحیۃ فقال علی ما شوہ احدکم امس قال واشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی لحیتہ وراسہ یقول خذ من لحیتک وراسک۔[۴]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے سر اور ڈاڑھی کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے دیکھے، آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص گذشتہ دنوں میں کیوں بدشکل بنا رہا ہے؟ حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اپنی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو کاٹ کر کم کرو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کا بیان

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضخم الراس واللحیۃ۔[۵]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سر اور ڈاڑھی بڑی تھی۔

کان ضخم الھامۃ عظیم اللحیۃ۔[۶]

آپ کا سر بڑا اور ڈاڑھی عظیم تھی۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحیۃ۔[۷]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گھنی ڈاڑھی تھی۔

۱۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۲۔ امام ابوبکر حسین بن احمد بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ 〃 〃 〃 شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۱، 〃

۴۔ 〃 〃 〃 شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۱، 〃

۵۔ امام ابوبکر حسین بن احمد بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۶۔ 〃 〃 〃 دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۶، 〃

۷۔ 〃 〃 〃 دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۶، 〃

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

قاضی عیاض مالکی نے لکھا ہے:

کث اللحیۃ تملاء صدرہ۔ [2] آپ کی ڈاڑھی گھنی تھی جو سینہ مبارک کو بھر لیتی تھی۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے لکھا ہے کہ مصنف کی مراد یہ ہے کہ آپ کی ڈاڑھی سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لیتی تھی۔ [3]

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

امام غزالی شافعی لکھتے ہیں:

لمبی ڈاڑھی میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ قبضہ (ایک مشت) سے زائد ڈاڑھی کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابن عمر اور تابعین کی ایک جماعت نے ایسا ہی کیا ہے، اور شعبی اور ابن سیرین نے اس کو مستحسن کہا ہے، اور حسن اور قتادہ نے اس کو مکروہ کہا ہے، انھوں نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دینا (نہ کاٹنا) مستحب ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ڈاڑھی بڑھاؤ" اور اقرب یا حق ڈاڑھی کو کم کرنا ہے بشرطیکہ بہت زیادہ نہ کاٹا جائے، کیونکہ بہت لمبی ڈاڑھی سے شکل بدنما ہو جاتی ہے اور لوگوں کو غیبت کرنے کا موقع ملتا ہے، لہٰذا اس نیت سے اس کے طول سے احتراز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نخعی کہتے ہیں جو شخص عقلمند ہو اور لمبی ڈاڑھی رکھتا ہو مجھے اس پر تعجب ہوتا ہے وہ اپنی ڈاڑھی کم کر کے اس کو دو جبڑوں کے درمیان کیوں نہیں کرتا! کیونکہ ہر چیز میں میانہ روی مستحسن ہے، اسی لیے یہ کہا گیا ہے کہ جب کسی شخص کی ڈاڑھی لمبی ہوتی ہے تو اس کی عقل کم ہوتی ہے۔ [4]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ظاہر احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دیا جائے اور کاٹا نہ جائے، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ ڈاڑھی منڈانا، کاٹنا اور جلانا مکروہ ہے اور اس کو طولاً و عرضاً کاٹنا مستحسن ہے، ڈاڑھی کو زیادہ لمبا کر کے حد تمسخر تک رکھنا کاٹنے کی طرح مکروہ ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ متقدمین کا اس میں اختلاف تھا کہ ڈاڑھی کی کوئی حد ہے یا نہیں، بعض علماء نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی البتہ انھوں نے کہا ڈاڑھی اتنی دراز نہ کرے جس سے تمسخر کی حد کو پہنچے اور اس حد سے ڈاڑھی کم رکھے، امام مالک نے ڈاڑھی کے بہت زیادہ طول کو مکروہ کہا ہے، بعض علماء نے کہا اس کی حد قبضہ ہے اور قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹ دی جائے، اور بعض علماء نے کہا کہ حج اور عمرہ کے موقع کے سوا ڈاڑھی کاٹنا مکروہ ہے۔ [5]

نیز علامہ نووی لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ ڈاڑھی کاٹنا مطلقاً مکروہ ہے بلکہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے خواہ ڈاڑھی کتنی بڑی ہو، کیونکہ حدیث صحیح یہ ہے واعفوا اللحی "ڈاڑھیوں کو چھوڑ دو" اور امام ترمذی نے جو روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۱، ۸۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴، شفاء ج ۱ ص ۳۸، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

[3] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۴۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[4] امام محمد بن محمد غزالی شافعی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم علی ہامش اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۲۰-۴۱۹، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۱۱ھ

[5] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

صلے اللہ علیہ وسلم طولاً وعرضاً داڑھی کاٹ کر کم کرتے تھے، سو یہ حدیث ضعیف ہے لائق استدلال نہیں ہے۔ [۱]

علامہ نووی کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام ابو یوسف نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی منتشر داڑھی کو طولاً عرضاً کاٹ کر کم کریں، اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ اور دیگر اخیار تابعین کا لمبی داڑھی کو کم کرنا ثابت ہے، اس لیے داڑھی کم کرنے کو مطلقاً مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے۔

داڑھی کی مقدار میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے: داڑھی منڈوانا اور (جڑ سے) کتروانا مکروہ ہے، حدیث میں اس کی مذمت ہے اور لمبی داڑھی رکھنا بھی اسی طرح مکروہ ہے جس طرح داڑھی کتروانا مکروہ ہے اور داڑھی کو طولاً اور عرضاً کاٹ کر کم کرنا مستحسن ہے، بعض متقدمین نے داڑھی کم کرنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور یہ کہا ہے کہ داڑھی کو حد تمسخر تک نہ چھوڑا جائے، اور بعض علماء نے قبضہ کو حد مقرر کیا اور بعض علماء نے کہا کہ حج اور عمرہ کے سوا داڑھی کو کم نہ کیا جائے۔

علامہ ابی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو داڑھی کے ساتھ مزین کیا ہے اور جب داڑھی زینت ہے اور اس کو طولاً و عرضاً کم کر کے حسین بنانا مستحسن ہے، اور کاٹنے کی حد یہ ہے کہ قبضہ سے زائد داڑھی کو کاٹ دیا جائے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قبضہ سے زائد داڑھی کو کاٹ دیا تھا، یہ اس شخص کے متعلق ہے جس کی داڑھی زیادہ ہو لیکن جس کی داڑھی زیادہ نہ ہو تو وہ اتنی مقدار کے بعد داڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹ دے جس سے داڑھی میں حسن ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ داڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹ کر حسین بنانا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ "داڑھی چھوڑ دو" اس کا جواب یہ ہے کہ داڑھی چھوڑنے یا بڑھانے کا حکم مشرکین کی وجہ سے ہے، کیونکہ وہ داڑھی منڈاتے تھے، اور ان سے مخالفت اس طرح ہو گی کہ یا تو داڑھی بالکل نہ کاٹی جائے یا تحسین کے لیے تھوڑی سی کاٹ لی جائے، اس لیے صحیح وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ [۲]

علامہ ابو الولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک داڑھی اور مونچھوں کو اتنی مقدار تک کاٹنا مستحب ہے جس سے ان کا پیدائشی جمال متغیر نہ ہو اور داڑھی اور مونچھوں کو بالکلیہ کاٹ دینا مثلہ ہے جیسے عورت کے سر کے بال کاٹنا مثلہ ہے اس لیے داڑھی اور مونچھوں کو بالکلیہ کاٹنے سے منع کیا جائے گا اسی طرح داڑھی اور مونچھوں میں ایسے کام سے منع کیا جائے گا جس سے ان کی خلقت متغیر ہو اور مثلہ کا ارتکاب لازم آئے، اور اگر داڑھی اتنی زیادہ ہو جائے جس کی وجہ سے وہ خوب صورتی کی حد سے نکل جائے اور بکھری ہوئی اور منتشر ہونے کی حد کو پہنچ جائے اور اتنی لمبی داڑھی کو باقی رکھنا مثلہ ہو تو اس کو کم کرنا مشروع ہے۔ [۳]

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۱ ص ۲۹۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[۲] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[۳] علامہ ابو الولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۹۴ھ، المنتقیٰ ج ۳ ص ۳۲، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر ۱۳۳۲ھ

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

وقد حرم المالکیۃ والحنابلۃ حلقھا ولا یکرہ ما زاد علی القبضۃ ولا اخذ ما تحت حلقہ لفعل ابن عمر۔ [1]

فقہاء حنبلیہ اور مالکیہ نے ڈاڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے، اور قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنا مکروہ نہیں ہے اور حلق کے نیچے ــــــ کے بالوں کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت ابن عمر نے یہ بال کاٹے تھے۔

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ کاکی نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک ڈاڑھی کا طول ایک قبضہ کی مقدار ہے، اور اس سے زیادہ ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، ابو موسیٰ اسحاق نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طول سے کاٹ کر کم کرتے تھے، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طول اور عرض سے کاٹ کر کم کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو قبضہ کے بعد کاٹتے تھے، ہاں اس سلسلہ میں دو اثر مروی ہیں، امام ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹتے تھے، امام بخاری نے بھی اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے، اور امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹتے تھے، البتہ یہ آثار اس حدیث کے معارض ہیں جس میں ہے مونچھوں کو ترشواؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) اس کا یہ جواب ممکن ہے کہ ڈاڑھی بڑھانے سے یہ مراد ہے کہ ساری ڈاڑھی کو منڈایا نہ جائے جس طرح مجوس منڈاتے ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مونچھیں ترشواؤ، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو، کیونکہ مجوس ڈاڑھیاں منڈاتے تھے اور مونچھیں بالکل نہیں کاٹتے تھے، محیط میں ہے ڈاڑھی بڑھانے میں اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دے حتی کہ ڈاڑھی گھنی اور بڑی ہو جائے اور کاٹ کر کم کرنا سنت ہے جو ڈاڑھی قبضہ سے زائد ہو اس کو کاٹ دے۔ [2]

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ اعفوا اللحی کا کیا معنی ہے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ اعفاء اکثار ہے اور جب ڈاڑھی کو چھوڑ دیا جائے تو وہ طولاً عرضاً بہت بڑھ جائے گی اور لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ ڈاڑھی کا بڑھانا ممنوع ہے اور اس کا کاٹنا واجب ہے اور اس کی حد میں متقدمین کا اختلاف ہے، کہ جب ڈاڑھی طولاً قبضہ سے بڑھ جائے اور عرضاً پھیل جائے تو یہ قبیح ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنی ڈاڑھی کو چھوڑا ہوا تھا، آپ نے اس کی ڈاڑھی کو کھینچا اور کہا میرے پاس قینچی لاؤ، پھر ایک شخص سے کہا اس کے ہاتھ کے نیچے جو ڈاڑھی ہو اس کو کاٹ دو، پھر فرمایا جاؤ اپنے بالوں کو سنوارو یا خراب کرو، تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے جیسے وہ درندہ ہے

---

[1] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۱ ص ۳۰۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۱ ص ۱۳۴۵-۱۳۴۴، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

ہیں سے ایک درندہ ہو"، اور حضرت ابو ہریرہ ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹ دیتے تھے، حضرت ابن عمر سے بھی اسی طرح روایت ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹے اور ڈاڑھی کو بہت زیادہ نہ کاٹے، اور انھوں نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی، البتہ میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ڈاڑھی عرف اور لوگوں کی عادت سے بڑی نہ ہو اس کو نہ کاٹے اور علماء نے کہا کہ جب ڈاڑھی لمبی اور بڑی ہو جائے تو اس کو طول اور عرض سے تھوڑا سا کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر امام ترمذی کی اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم طولاً و عرضاً ڈاڑھی کو کاٹتے تھے۔ [1]

علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

واستدل به الجمهور على ان الاولى ترك اللحية على حالها وان لا يقطع منها شئ وهو قول الشافعى واصحابه وقال عياض يكره حلقها وقصها وتحذيفها وقال القرطبى فى المفهم لا يجوز حلقها ولا نتفها ولا قص الكثير منها قال عياض واما الاخذ من طولها فحسن قال ويكره الشهرة فى تعظيمها كما يكره فى قصها وجزها وقد اختلف السلف هل لذلك حد فمنهم من لم يحدد شيئا فى ذلك الا انه لا يتركها لحد الشهرة و يأخذ منها وكره مالك طولها جدا ومنهم من حدد بما زاد على القبضة فيزال ومنهم من كره الاخذ منها الا فى حج او عمرة۔ [2]

اس حدیث (ڈاڑھیاں بڑھاؤ) سے جمہور نے یہ استدلال کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کو بالکل نہ کاٹا جائے، امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے، اور قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈنا اور کاٹنا مکروہ ہے، علامہ قرطبی نے مفہم میں کہا ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈنا، نوچنا اور اس کا زیادہ حصہ کاٹنا جائز نہیں ہے، اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو طولاً کاٹنا مستحسن ہے اور اس کو حد تمسخر تک لمبا کرنا مکروہ ہے اسی طرح اس کو کاٹنا بھی مکروہ ہے (یعنی زیادہ کاٹنا) متقدمین کا اس میں اختلاف ہے کہ ڈاڑھی کاٹنے کی کوئی حد ہے یا نہیں؛ بعض نے کہا اس کی کوئی حد نہیں ہے، البتہ اس کو اتنا لمبا نہ کرے کہ یہ حد تمسخر کو پہنچ جائے اور اس سے کچھ قدر کاٹ لے، امام مالک نے اس کے بہت زیادہ طول کو مکروہ کہا ہے، بعض نے اس کی حد قبضہ مقرر کی ہے اور کہا ہے کہ جب ڈاڑھی قبضہ سے زیادہ ہو تو اس کو کاٹ دیا جائے اور بعض نے کہا ہے کہ حج اور عمرہ کے موقع کے سوا ڈاڑھی کو کاٹنا مکروہ ہے

اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ جمہور ائمہ کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا اولیٰ ہے، جس کا تقاضا ہے کہ ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنا خلاف اولیٰ ہے، حرام نہیں ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۷-۴۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حسینی حنفی متوفی ۱۲۰۵ ھ، اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۱۹، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۱ ھ

نہایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ہمارے نزدیک ڈاڑھی کا طول بہ قدر قبضہ ہے اور ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹتے تھے۔ اس حدیث کو ابو عیسٰی (ترمذی) نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے، اور مرد کی سعادت اس کی ڈاڑھی کے کم ہونے میں ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ صاحب نہایہ کا ڈاڑھی کاٹنے کو واجب کہنا مناسب کے معنی میں ہے یا پھر یہ سنت مؤکدہ کے معنی میں ہے ورنہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو مطلقاً واجب کہنا صحیح نہیں ہے۔ [1]

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

نہایہ میں ہے کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، امام ابو عیسٰی ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹتے تھے، اگر یہ اعتراض ہو کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مونچھیں کم کراؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ" اور ڈاڑھی کاٹنا، ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمر ہیں اور وہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو کاٹتے تھے، اس حدیث کو امام محمد نے کتاب الآثار میں اور امام ابو داؤد اور امام نسائی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، اور امام بخاری نے اس کا تعلیقاً ذکر کیا ہے، اور امام ابن شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیتے تھے، یہاں راوی کا عمل اسی کی روایت کے خلاف ہے، سو اگر اس کو نسخ پر محمول نہ کیا جائے جیسا کہ ہمارا قاعدہ ہے تو واعفوا اللحی کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ پوری ڈاڑھی منڈانے یا ڈاڑھی کا غالب حصہ یا کل ڈاڑھی کاٹنے کے بجائے اس کو چھوڑ دیا جائے ——، جیسا کہ عجم کے مجوسیوں کا طریقہ ہے کہ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں اور ہندوؤں اور فرنگیوں (یورپی باشندوں) میں بھی اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اب عام مسلمانوں نے بھی یہ روش اختیار کرلی ہے کہ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں اور بعض حضور کے فرمان کے بالکل برعکس مونچھیں لمبی رکھتے ہیں اور ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون!) اس طریقہ سے ان روایات میں تطبیق ہو جائے گی (یعنی تھوڑی سی ڈاڑھی کاٹنا واعفوا اللحی کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ واعفوا اللحی کا مطلب مطلقاً ڈاڑھی بڑھانا نہیں ہے بلکہ پوری ڈاڑھی رکھنا یا ڈاڑھی کا اکثر حصہ رکھنا ہے اس کی تائید صحیح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مونچھیں ترشواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ، مجوس کی مخالفت کرو" سو یہ جملہ (یعنی مجوس کی مخالفت کرو) بہ منزلہ علت ہے، اور اس (یعنی ڈاڑھی کے اکثر حصے) سے مزید ڈاڑھی کم کرنا جیسا کہ بعض مغاربہ اور ہیجڑے کرتے ہیں سو اس کو کسی نے مباح نہیں کہا۔ [2]

علامہ ابن نجیم نے بھی اس عبارت کا خلاصہ بیان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ نہایہ میں جو لکھا ہے کہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی نے ڈاڑھی کو چھوڑ دیا (یعنی نہیں کاٹا) تو وہ گنہ گار ہوگا۔ [3]

---

[1] ۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۹۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ ھ

[2] ۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[3] ۔ علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ ھ

فقہاء احناف کی عبارات کی روشنی میں قبضہ پر بحث

بعض متاخرین علماء نے قبضہ کو واجب کہا ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سب سے پہلے قبضہ کو واجب لکھا لیکن یہ شیخ محقق کی انفرادی رائے ہے، ورنہ ہمارے تمام فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے اور علامہ ابن ہمام نے جو یہ لکھا ہے:

واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد[1]

اور اس (یعنی ڈاڑھی کے ایک مشت) سے مزید ڈاڑھی کم کرنا جیسا کہ بعض مغاربہ اور ہیجڑے کرتے ہیں اس کو کسی نے مباح نہیں کہا۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ اس عبارت میں علامہ ابن ہمام نے قبضہ کو واجب کہا ہے یہ صحیح نہیں ہے اول تو یہ عبارت قبضہ کے متعلق نہیں ہے، یہ ڈاڑھی کے اکثر اور غالب حصے کے متعلق ہے اور وہ قبضہ سے عام ہے ثانیاً یہ ٹھیک ہے کسی نے اس کو مباح نہیں کہا لیکن کسی نے قبضہ سے کم ڈاڑھی کاٹنے کو حرام یا مکروہ تحریمی بھی نہیں کہا حتی کہ قبضہ کا وجوب ثابت ہو، ثالثاً علامہ ابن ہمام نے اسی صفحہ پر یہ تصریح کی ہے کہ ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے، اور یہ اس بات پر نص ہے کہ قبضہ سنت ہے واجب نہیں ہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

وهو اي القدر المسنون في اللحية القبضة[2]

ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔

اس لیے علامہ ابن ہمام کی اس دوسری عبارت میں تاویل کرنا ضروری ہے تاکہ ان کی دو عبارتیں متعارض نہ ہوں اور وہ تاویل یہ ہے کہ اباحت تحسین کے معنی میں ہے اور ”لم یبحہ احد“ کو کسی نے مباح نہیں کہا“ کا معنی ہے ”لم یحسنہ احد“ اس کی کسی نے تحسین نہیں کی، ”یعنی قبضہ سے کم ڈاڑھی کاٹنے کو کسی نے مستحسن نہیں کہا۔ کیونکہ مستحسن طریقہ یہی ہے کہ قبضہ تک ڈاڑھی رکھی جائے بلکہ سنت یہ ہے کہ اتنی لمبی ڈاڑھی رکھی جائے جو سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لے، جیسا کہ احادیث میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک سینہ کو بھر لیتی تھی۔ اور بعض علماء کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ لمبی ڈاڑھی کم عقلی پر دلالت کرتی ہے، یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی حلاوت سے محروم ہو، اسی طرح علامہ عینی، علامہ ابن ہمام اور علامہ ابن نجیم نے جو نہایہ سے نقل کیا ہے کہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کا کاٹنا واجب ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے، الا یہ کہ اس میں یہ تاویل کی جائے کہ واجب بمعنی ثابت ہے جیسا کہ علامہ علاؤ الدین حصکفی نے یہ تاویل کی ہے[3] اسی طرح سید ابوالاعلیٰ مودودی کا یہ لکھنا بھی صحیح نہیں ہے کہ:

میرے نزدیک کسی کی ڈاڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا (الی قولہ) اگر جاں نثاری و وفاداری قصیر ہے تو یقین رکھیے کہ ڈاڑھی کا طول کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔[4]

قرآن مجید میں ہے:

فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ۝ ومن يعمل

سو جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس (کی جزا) دیکھے گا،

---

1. علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
2. علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰،
3. علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
4. سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، رسائل و مسائل ج ۱ ص ۱۵۳، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز، لاہور

مثقال ذرۃ شرا یرہ ۔ (الزلزال: ۸-۷) اور جس شخص نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس (کی سزا) دیکھے گا۔

اس لیے جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سنت کی نیت سے لمبی ڈاڑھی رکھی اسے اس کی جزا ملے گی اور اگر اس نے شامت نفس اور اغواء شیطان سے کچھ گناہ کیے ہوں تو وہ ان کی سزا کا مستحق ہوگا۔ سید مودودی کی یہ عبارت صریح قرآن کے خلاف ہے۔

بعض علماء نے قبضہ کے وجوب پر در مختار کی اس عبارت سے استدلال کیا ہے:

ولذا قال يحرم على الرجل قطع لحيته والمعنى المؤثر التشبه بالرجال۔ [1]

اور اسی لیے صاحب بزازیہ نے کہا کہ مرد پر اپنی ڈاڑھی کو کاٹنا حرام ہے، اور اس کی علت مردوں کے ساتھ تشبہ کرنا ہے۔

اور جب ڈاڑھی کا کاٹنا حرام ہے تو قبضہ واجب ہو گیا، یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس عبارت میں قبضہ کا کوئی ذکر نہیں ہے اور مطلقاً ڈاڑھی کاٹنا حرام نہیں ہے علامہ ابن بزاز کردری نے یہ عبارت اس سیاق میں ذکر کی ہے کہ عورتوں کا مردوں کے ساتھ تشبہ کرنا حرام ہے، اسی طرح مردوں کا عورتوں کے ساتھ تشبہ حرام ہے[2] اور ڈاڑھی کاٹنے سے عورتوں کے ساتھ تشبہ اس وقت ہوگا جب پوری ڈاڑھی کاٹ لی جائے اور پوری ڈاڑھی کاٹنا ہمارے نزدیک بھی حرام ہے اور مطلقاً ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔

واجب کی تعریف

امام غزالی واجب اور فرض کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جس کام کے ترک پر اخروی عذاب کے استحقاق کی خبر دی گئی ہو اگر یہ خبر ظنی ذریعہ سے ہو تو وہ کام واجب ہے اور اگر یہ خبر قطعی ذریعہ سے دی گئی ہو تو وہ کام فرض ہے، یہ خبر کبھی خطاب صریح سے ہوگی، کبھی کسی قرینہ سے کبھی معنی مستنبط سے کبھی فعل سے اور کبھی اشارہ سے۔ [3]

مولانا عبد العلی مسلم الثبوت کی شرح میں لکھتے ہیں:

(والحنفية قالوا ان ثبت الطلب الجازم بقطعي فالافتراض) ان كان ذلك الطلب للفعل (والتحريم) ان كان ذلك للكف (او) ثبت الطلب الجازم (بظني فالايجاب) ان كان ذلك الطلب للفعل (وكراهة التحريم) ان كان ذلك للكف والوجوب وكراهة التحريم (يشاركانهما) اى الافتراض والتحريم (في استحقاق العقاب بالترك)۔ [4]

فقہاء احناف نے کہا ہے کہ اگر دلیل قطعی کے ساتھ کسی فعل کی حتمی طلب ہو تو وہ فرض ہے اور اگر دلیل قطعی کے ساتھ کسی کام کو ترک کرنے کی حتمی طلب ہو تو وہ حرام ہے اور اگر دلیل ظنی کے ساتھ کسی فعل کی حتمی طلب ہو تو وہ واجب ہے اگر دلیل ظنی کے ساتھ کسی کام کو ترک کرنے کی حتمی طلب ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہے، وجوب اور مکروہ تحریمی، دونوں فرض اور حرام کے ساتھ اس چیز میں شریک ہیں کہ دونوں کے ترک پر اخروی عذاب کا استحقاق ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۳۵۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۶ ص ۳۷۹، مطبوعہ مطبعہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[3] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، المستصفیٰ ج ۱ ص ۴۸ محصلہ، مطبوعہ مطبع بولاق مصر، ۱۲۹۴ھ

[4] بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی ۱۲۲۵ھ، فواتح الرحموت ج ۱ ص ۵۸، مطبوعہ مطبع بولاق مصر، ۱۲۹۴ھ

اگر فعل کی طلب راجح ہو تو وہ فعل مستحب ہے، اور اگر ترک کی طلب راجح ہو تو وہ فعل مکروہ تنزیہی ہے اور فعل یا ترک کی حتمی طلب کا مطلب یہ ہے کہ اس کام کو کرنا یا اس کا ترک لازم اور ضروری ہو اور نہ کرنے پر اخروی عذاب کا استحقاق ہو اور راجح طلب کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کے کرنے پر ثواب ہو اور نہ کرنے پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔ اور جس کام کے کرنے کی طلب ہو نہ اس کے نہ کرنے کی طلب ہو وہ فعل مباح ہے۔ اس کی تفصیل کے بعد واجب کی تعریف اس طرح ہوگی: جس کام کا کرنا دلیل ظنی کے ساتھ شرعاً لازم اور ضروری ہو، بایں طور کہ اس کے نہ کرنے پر اخروی عذاب کا استحقاق ہو۔

وجوب کو ثابت کرنے کے طریقے

واجب کے ثبوت کے پانچ طریقے ہیں:

(۱) اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا امر کیا ہو، اور امر میں اصل وجوب ہے بہ شرطیکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو، اور اس امر کا ثبوت دلیل ظنی سے ہو، اس کی شریعت میں بہت مثالیں ہیں۔

(۲)۔ کسی فرض یا واجب کو شریعت میں کسی کام پر موقوف کر دیا ہو اور اس کا ثبوت دلیل ظنی سے ہو، جیسے نماز سورۂ فاتحہ پڑھنے پر موقوف ہے اور اس کا ثبوت خبر واحد سے ہے اور وہ ظنی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب "سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی" لہٰذا نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔

(۳)۔ جس کام کے ترک پر وعید ہو۔

(۴)۔ جس کام کی قضا واجب ہو، قضا کا واجب ہونا اصل کے وجوب کی دلیل ہے، جس طرح وتر کی قضا واجب ہے، امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو گیا یا بھول گیا اس کو جب وتر یاد آئے یا بیدار ہو تو وتر کی نماز پڑھ لے[۱]، اس سے ثابت ہوا کہ وتر واجب ہے۔

(۵)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کو صیغہ علیٰ کے ساتھ مقید کر کے بیان کیا ہو، علامہ مرغینانی سجدہ تلاوت کے وجوب کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لقولہ علیہ السلام السجدۃ علی من سمعہا وعلی من تلاہا وہی کلمۃ ایجاب[۲]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص آیت سجدہ کو سنے یا اس کی تلاوت کرے اس پر سجدہ واجب ہے، یہ (یعنی علیٰ) کسی کام کو واجب کرنے کا کلمہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟،

علامہ تفتازانی اس بحث میں لکھتے ہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کو سہواً کیا ہو یا طبعاً کیا ہو (جیسے طعام اور لباس) یا وہ فعل آپ کی خصوصیت ہو تو اس فعل سے اجماعاً وجوب ثابت نہیں ہوتا، اور اگر آپ کا وہ فعل قرآن مجید کے کسی مجمل کا بیان ہو (جیسے پیشانی کی مقدار پر سر کا مسح کرنا، یا موزوں پر مسح کرنا) تو بالاجماع اس کی اتباع واجب ہے، اگر وہ فعل ان کے علاوہ ہو تو پھر اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا اس صورت میں آپ کے افعال کی اتباع واجب ہے اور اکثر نے کہا نہیں ہوگی اور یہی مختار ہے آگے چل کر

---

[۱]۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۹۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۲]۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۱۴۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں: نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف قول موجب ہے فعل موجب نہیں ہے، پھر اس پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے، اثناء نماز میں آپ نے اپنی نعلین اتار کر بائیں جانب رکھ دیں، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا تم نے جوتیاں کیوں اتار دیں، صحابہ نے کہا ہم نے آپ کو جوتیاں اتارتے دیکھا تھا، آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے آکر خبر دی تھی کہ ان جوتیوں میں گھناؤنی چیز ہے۔" علامہ تفتازانی فرماتے ہیں اگر آپ کا فعل موجب ہوتا تو آپ صحابہ پر اعتراض کیوں کرتے؟ اسی طرح صوم وصال پر انکار نہ فرماتے، امام غزالی نے فرمایا صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام افعال کی اتباع نہیں کی، سو بعض افعال میں اتباع کرنا اگر وجوب کی دلیل ہو تو بعض افعال میں اتباع نہ کرنا وجوب کے خلاف کی دلیل کیوں نہیں ہوگا؟ [۱]

ملا جیون لکھتے ہیں:

ولا یثبت الوجوب الا من الامر دون الفعل. [۲]

وجوب صرف امر سے ثابت ہوتا ہے فعل سے ثابت نہیں ہوتا۔ [۲]

ڈاڑھی میں قبضہ کے وجوب کو ثابت کرنے کے دلائل کا جائزہ

وجوب کی تعریف اور اثبات وجوب کے طریقوں کو جاننے کے بعد آئیے دیکھیں کہ ڈاڑھی میں قبضہ کے وجوب کی کیا دلیل ہے؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں ڈاڑھی کو قبضہ تک رکھنے کا حکم نہیں دیا نہ آپ نے قبضہ سے کم یا زیادہ ڈاڑھی رکھنے پر کوئی وعید فرمائی تو بغیر کسی دلیل شرعی کے قبضہ کا وجوب کیسے ثابت ہوگا؟

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹی ان کا یہ فعل اس بات کا بیان ہے کہ ڈاڑھی کا بڑھانا قبضہ تک واجب ہے، یہ قول درست نہیں ہے، صحابہ کرام کے افعال سے کسی چیز کا وجوب کیسے ثابت ہوگا؟ جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی صرف اقوال موجب ہیں اور آپ کے صرف انھی افعال سے وجوب ثابت ہوتا ہے جو مجمل کتاب کا بیان ہوں اور باقی افعال میں اختلاف ہے اور جمہور کا قول اور مختار یہ ہے کہ آپ کے افعال سے وجوب ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ہم ابھی توضیح تلویح اور نور الانوار کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ ثانیاً ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹی (بعض روایات میں حضرت ابن عمر کے مطلقاً ڈاڑھی کاٹنے کا ذکر ہے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں) ان کے اس فعل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا تھا ان کے نزدیک وہ حکم وجوب کے لیے نہیں تھا، اگر ان کے نزدیک یہ حکم وجوب کے لیے ہوتا اور ڈاڑھی بڑھانا واجب ہوتا تو وہ اپنی ڈاڑھیوں کو ہرگز نہ کاٹتے۔

بعض علماء "واعفوا اللحی" میں امر کے صیغہ سے استدلال کرتے ہیں کہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے لہٰذا ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ امر وجوب کے لیے اس وقت ہوتا ہے جب اس کے خلاف کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو، اور یہاں ایک سے زائد قرائن ہیں، امام اعظم اور امام ابو یوسف نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ، توضیح تلویح ص ۳۲۷ - ۳۲۱، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

[۲] ملا احمد جیون جونپوری متوفی ۱۱۳۰ھ، نور الانوار ص ۲۵، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی

حضرت ابو قحافہ کو ڈاڑھی کاٹنے کا حکم دیا، امام ترمذی نے حضور کے طولاً و عرضاً ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنے کو روایت کیا اور اس حدیث سے ہمارے فقہاء (مثلاً صاحب نہایہ، علامہ عینی، علامہ ابن ہمام وغیرہ) نے استدلال کیا ہے اور حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ اور فقہاء تابعین کے ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنے کے واقعات ہیں جن کو ہم نے شروع میں باحوالہ بیان کر دیا ہے۔

بعض علماء نے مجھ سے کہا ڈاڑھی بڑھانے کے متعلق بہ کثرت احادیث ہیں اور ڈاڑھی کاٹنے کے بارے میں اتنی کثیر احادیث نہیں ہیں، میں نے کہا کسی مطلوب کے اثبات کے لیے حدیث کا صحیح اور قوی سند کے ساتھ مروی ہونا کافی ہوتا ہے ورنہ شافعی کہہ سکتے ہیں کہ اثبات رفع یدین اور اثبات فاتحہ خلف الامام کے متعلق اسی طرح کندھوں تک ہاتھ اٹھانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کے متعلق جتنی کثیر روایات ہیں اتنی روایات ترک رفع یدین اور ترک فاتحہ خلف الامام، کانوں تک ہاتھ اٹھانے اور ناف پر ہاتھ باندھنے کے متعلق نہیں ہیں۔

بعض علماء نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈاڑھی بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو، اور مجوس کی مخالفت واجب ہے اس لیے ڈاڑھی بڑھانا واجب ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ قرائن صارفہ کو دیکھے بغیر اگر محض مخالفت کے حکم سے ڈاڑھی بڑھانا واجب ہو سکتا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ڈاڑھی کو رنگو اور یہود کی مخالفت کرو، سو اس حدیث سے ڈاڑھی کا رنگنا واجب ہو گا اور جب دیگر قرائن کی بناء پر ڈاڑھی کا رنگنا واجب نہیں ہے تو اسی طرح متعدد قرائن کی بناء پر ڈاڑھی کا بڑھانا بھی واجب نہیں ہے، کیونکہ اگر ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہوتا تو کاٹنا اصلاً جائز نہ ہوتا حالانکہ ہم کاٹ کر کم کرنے کے جواز کو بادلائل بیان کر چکے ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنا اس لیے واجب ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت کی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس کام کو دائمی کریں وہ واجب ہوتا ہے یہ دلیل بھی صحیح نہیں ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال سے وجوب ثابت نہیں ہوتا علاوہ ازیں اس میں بحث ہے کہ ڈاڑھی رکھنا سنن زوائد میں سے ہے یا سنن ہدی میں سے ہے۔ (الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۹ ص ۳۰۸۲) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اعضاء وضوء میں ہمیشہ دائیں عضو کو دھونے سے ابتداء کی اس کا خلاف کہیں ثابت نہیں، اس کے باوجود دائیں عضو کو پہلے دھونا مستحب ہے، واجب نہیں، حالانکہ یہ بالاتفاق سنن ہدی میں سے ہے، اسی طرح مسجد میں پیر رکھنے، جوتی پہننے اور کنگھی کرنے میں آپ نے ہمیشہ دائیں جانب سے ابتداء کی، ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا اور ان کا خلاف کہیں ثابت نہیں، اس کے باوجود یہ امور مستحب ہیں واجب نہیں حالانکہ یہ امور بھی سنن ہدی میں سے ہیں، البتہ صحیح قاعدہ یہ ہے کہ جس فعل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دائماً کیا ہو اور اس کے ترک پر انکار کیا ہو۔ وہ واجب ہے (رد المحتار ص ۱۰۔ طبع بیروت) اور قبضہ کا معاملہ اس طرح نہیں ہے

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ کی مقدار کو فقہاء نے واجب کہا ہے، سو یہ بھی صحیح نہیں ہے، ہمارے علم کے مطابق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پہلے کسی نے قبضہ کو واجب نہیں لکھا سب نے اس کو سنت لکھا ہے یا کہا ہے کہ قدر مسنون قبضہ ہے؎ اب ہم اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات پیش کر رہے ہیں۔

؎ البتہ صاحب نہایہ نے قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو واجب کہا ہے جس کو علامہ ابن ہمام اور علامہ عینی نے بلا تردید نقل کیا ہے، اور علامہ ابن نجیم نے کہا اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ جس نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو نہیں کاٹا، وہ گنہ گار ہو گا (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰) اور علامہ شامی نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ وجوب بمعنی ثبوت ہو (منحۃ الخالق ج ۲ ص ۲۸۰ علی حاشیۃ البحر (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

ولا یفعل لتطویل اللحیۃ اذا کانت بقدر المسنون وھو القبضۃ[1]

ڈاڑھی کو لمبا کرنے کے قصد سے تیل نہ لگایا جائے جبکہ ڈاڑھی قدر مسنون کے مطابق ہو اور وہ (قدر مسنون) قبضہ ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

وھو ای القدر المسنون فی اللحیۃ القبضۃ[2]

ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ[3]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ[4]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ[5]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ[6]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

اقول ینبغی ان یدرج فی اخذھا لتصیر مقدار قبضۃ علی ما ھو السنۃ والاعتدال المتعارف[7]

میں کہتا ہوں کہ ڈاڑھی کو اس قدر کاٹنا چاہیے کہ اس کی مقدار ایک قبضہ ہو جائے جو کہ سنت اور میانہ روی کا متعارف طریقہ ہے۔

علامہ علاؤ الدین الحصکفی لکھتے ہیں

بقدر المسنون وھو القبضۃ[8]

ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔

---

[1] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ آخرین ص ۴۰۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

[2] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[3] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۱ ص ۱۳۴۴، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ،

[4] علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[5] علامہ عثمان بن زیلعی متوفی ۷۴۳ھ، تبیین الحقائق، ج ۱ ص ۳۳۱، ۳۴۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

[6] علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، حاشیۃ الدرر والغرر ج ۱ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبعہ عامرہ شرفیہ مصر، ۱۳۰۴ھ

[7] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۹۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

[8] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش الرد ج ۲ ص ۱۵۵، ج ۵ ص ۳۵۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

سہ (حاشیہ صفحہ سابق) لیکن یہ تاویل بعید ہے، صاحب نہایہ کے اس قول پر یہ لازم آئے گا کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی رکھنے والے لوگ فاسق ہوں۔ منہ

علامہ شامی لکھتے ہیں

(والسنۃ فیہا القبضۃ) وھو ان یقبض الرجل لحیتہ فما زاد منہا علی قبضۃ قطعہ۔[1]

ڈاڑھی میں سنت قبضہ ہے: اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر قبضہ سے زائد کو کاٹ دے۔

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

واما اللحیۃ فذکر محمد فی الاثار عن الامام ان السنۃ ان یقطع ما زاد علی قبضۃ یدہ۔[2]

امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ سے یہ نقل کیا ہے کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا سنت ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

والقص سنۃ فیہا وھو ان یقبض الرجل لحیتہ فان زاد منہا علی قبضۃ قطعہ کذا ذکر محمد رحمہ اللہ فی کتاب الاثار عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وقال بہ ناخذ کذا فی محیط السرخسی۔[3]

ڈاڑھی میں کاٹنا سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لے اور مٹھی سے زائد کاٹ دے، امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ سے اسی طرح نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں، اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔

ہم نے بارہ مستند فقہاء کی عبارات صریحہ سے یہ واضح کر دیا ہے کہ قبضہ متعارف اور مسنون طریقہ ہے اس کو واجب کہنا صحیح نہیں ہے۔ ملا علی قاری نے جو لکھا ہے کہ ڈاڑھی کاٹنا عجمیوں، فرنگیوں اور بے دین قلندروں کا طریقہ ہے[4] اس سے ان کی مراد ڈاڑھی کو بہت زیادہ کاٹنا ہے، کیونکہ ملا علی قاری نے قبضہ کو سنت اور مستحب بھی لکھا ہے، لکھتے ہیں:

فالتقدیر لو اخذ من نواحی لحیتہ طولا وعرضا وترکتم قدر المستحب وھو مقدار القبضۃ وھی الحد المتوسط بین الطرفین المذمومین من ارسالہا مطلقا ومن حلقہا وقصہا علی وجہ استیصالہا۔[5]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقحافہ کو ڈاڑھی کاٹنے کا حکم دیا تھا) اس میں حکماً یہ ارشاد ہے کہ اگر تم ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً لو اور قدر مستحب چھوڑ دو (تو بہتر ہے) اور وہ قدر مستحب قبضہ کی مقدار ہے اور یہ مطلقاً ڈاڑھی چھوڑنے یا منڈوانے اور جڑ سے کاٹنے کی افراط اور تفریط والی مذموم جانبوں میں حد متوسط ہے۔

اسی طرح علامہ زبیدی حنفی نے لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا مستحب ہے لکھتے ہیں:

واستدل بہ الجمہور علی ان الاولی ترک

اس حدیث میں (واعفوا اللحی) سے جمہور نے یہ

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۱۶، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ

[3] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸، مطبوعہ مطبعہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[4] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۲ ص ۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[5] 〃 〃 〃 ، شرح مسند امام اعظم ص ۲۱۰، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۷ھ

اللحیۃ علی حالہا وان لا یقطع منہا شیء [1] استدلال کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس میں سے کچھ نہ کاٹا جائے۔

امام ابو حنیفہ سے لے کر علامہ شامی تک ان تمام مستند اور مسلم فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ سنت ہے۔ اور ایک متاخر عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے محض اپنی رائے سے یہ لکھا کہ قبضہ واجب ہے اور فقہاء کی ان عبارات میں سنت سے مراد یہ ہے کہ قبضہ کا وجوب سنت سے ثابت ہے [2] اور بعد کے بعض علماء نے بھی شیخ رحمہ اللہ کی پیروی کی۔ (واضح رہے کہ شیخ نے قبضہ کو واجب لکھا ہے لیکن وجوب پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔)

ہمارے نزدیک عبارات فقہاء میں شیخ رحمہ اللہ کی یہ تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ تاویل کی ضرورت اس وقت ہوتی جب دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ سے قبضہ کا وجوب ثابت ہوتا اور اس کے برخلاف فقہاء نے قبضہ کو سنت کہا ہوتا، تب یہ کہنا درست ہوتا کہ یہاں سنت سے مراد یہ ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے جبکہ یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ فقہاء کا قبضہ کو سنت اور مستحب کہنا دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کے مطابق ہے، اور اگر دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کا لحاظ کیے بغیر اس تاویل کو جائز قرار دیا جائے تو پھر فقہاء کی اصطلاحی تصریحات بازیچہ اطفال بن جائیں گی، اور ہر شخص اپنی رائے کے مطابق فقہاء کی تصریحات کو تبدیل کر سکے گا، واجب کو کہہ دے گا یہ ثابت کے معنی میں ہے، فرض کو کہہ دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرام نہیں ہے، لہٰذا اس کا کرنا ضروری نہیں ہے اور حرام کو کہہ دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فرض نہیں ہے، لہٰذا اس کا ترک ضروری نہیں ہے اور اس کا فعل جائز ہے۔ العیاذ باللہ!

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تمام تر علمی خدمات اور عظمتوں کے باوجود بشر اور انسان تھے، نبی اور رسول نہ تھے، ان کی رائے میں خطاء ہو سکتی ہے، نیز ان کو ایک محدث کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے ان کو فقیہ نہیں مانا گیا، نہ ان کی کسی کتاب کو کتب فتاویٰ میں شمار کیا گیا ہے اور اگر کوئی شخص شیخ عبدالحق کو معصوم ماننے پر ہی مصر ہو یا ان کو مجتہد مطلق قرار دیتا ہو تو پھر ان تمام فقہاء کی عبارات میں تاویل کرنے کی بجائے خود شیخ رحمہ اللہ کی عبارات میں تاویل کر لی جائے اور یہ کہا جائے کہ شیخ رحمہ اللہ نے جو قبضہ کو واجب کہا ہے تو یہ واجب بمعنی ثابت ہے، اور یہ جو لکھا ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ثبوت سنت میں موجود ہے۔

اس سلسلہ میں ایک یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ جن حضرات نے قبضہ بھر ڈاڑھی کو سنت کہا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ اگرچہ واجب ہے مگر اس کا ثبوت سنت سے ہے جیسا کہ بعض فقہاء نے نماز عید کو باوجود واجب ہونے کے اسی بناء پر سنت کہا ہے۔

اس دلیل میں سخت مغالطہ آفرینی کی گئی ہے، نماز عید کا معاملہ یہ ہے کہ نماز عید کے متعلق امام ابو حنیفہ سے دو روایتیں منقول ہیں، ایک میں نماز عید کو واجب کہا ہے اور ایک میں سنت، بعض فقہاء (مثلاً صاحب ہدایہ) نے واجب کے قول کو ترجیح دی اور سنت کے قول کی یہ تاویل کی کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے، سو اگر ڈاڑھی میں قبضہ کے متعلق بھی امام اعظم کے دو قول

---

[1] ۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۱۹ مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[2] ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۱۲، ملخصاً، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

ہوتے ایک وجوب کا اور دوسرا سنت کا تب یہ بات درست ہوتی، اس کے برخلاف امام اعظم سے لے کر علامہ شامی تک تمام فقہاء نے قبضہ کو سنت یا مستحب لکھا ہے اور علامہ زبیدی حنفی کی تصریح کے مطابق جمہور ائمہ اور فقہاء کا ڈاڑھی بڑھانے کے استحباب پر اتفاق ہے اور ان تصریحات کے برخلاف گیارہویں صدی میں شیخ رحمہ اللہ نے بغیر کسی دلیل کے محض اپنی رائے سے قبضہ کو واجب لکھا ہے اور شیخ کے قول اور امام اعظم کے قول میں کیا نسبت ہے؟ جو امام اعظم اور جمہور فقہاء کے قول کو شیخ رحمہ اللہ کے قول کے تابع کیا جائے۔!

دوسرا جواب یہ ہے کہ عید کی نماز کو متاخرین فقہاء نے اتفاقاً واجب نہیں کہا، بعض نے اس کو بہ منزلہ واجب کہا اور بعض نے سنت کے قول کو ترجیح دی کیونکہ وہ بعد کا قول ہے اور بعض نے کہا ان میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے اور وہ بہ منزلہ واجب ہے۔ اب ہم اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے فقہاء کی عبارات پیش کر رہے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

واشتبه المذهب فی صلوٰة العید انها واجبة ام سنة فالمذکور فی الجامع الصغیر انها سنة لانه قال فی العیدین یجتمعان فی یوم واحد فالاولی منهما سنة وروی الحسن عن ابی حنیفة رحمهما الله تعالٰی انه تجب صلوٰة العید علی من تجب علیه صلوٰة الجمعة وقال فی الاصل ولا یصلی التطوع فی الجماعة ما خلا قیام رمضان وکسوف الشمس فهو دلیل علی ان صلوٰة العید واجبة والاظهر انه سنة۔[۱]

نماز عید کے متعلق مذہب مشتبہ ہے آیا یہ سنت ہے یا واجب؟ امام محمد نے جامع صغیر میں یہ ذکر کیا ہے کہ یہ سنت ہے، کیونکہ انھوں نے کہا اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوں تو پہلی نماز سنت ہے، اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جس پر جمعہ کی نماز واجب ہے اس پر عید کی نماز واجب ہے اور امام محمد نے کتاب الاصل (مبسوط) میں یہ کہا ہے کہ تراویح اور نماز کسوف کے سوا کوئی نفل نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے اس قول میں یہ دلیل ہے کہ عید کی نماز واجب ہے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ عید کی نماز سنت ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری حنفی لکھتے ہیں:

قال فی غایة البیان وهذا اظهر ولم یعلله وهو کذلك لوجهین احدهما ان الجامع الصغیر صنفه بعد الاصل فما فیه هو المعول علیه وثانیهما انه صرح بالسنة بخلاف ما فی الاصل والظاهر انه لاخلاف فی الحقیقة لان المراد من السنة السنة المؤکدة بدلیل قوله لا یترك

غایۃ البیان میں لکھا ہے کہ نماز عید کا سنت ہونا زیادہ ظاہر ہے، بات یہی ہے لیکن انھوں نے اس کی وجہ نہیں بیان کی اور اس کی دو وجہیں ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ جامع الصغیر، کتاب الاصل کے بعد کی تصنیف ہے، لہٰذا جو اس میں مذکور ہے وہی معتمد ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جامع صغیر میں سنت کی تصریح کی ہے، اس کے برخلاف کتاب الاصل میں واجب کی تصریح نہیں ہے اس کو مستنبط

[۱] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲ ص ۳۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

واحد منهما وكما صرح به في المبسوط وقد ذكرنا مرارا انها بمنزلة الواجب عندنا۔ [1]

کیا ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ امام محمد نے لکھا ہے جمعہ اور عید میں سے کسی کو ترک نہ کیا جائے اور یہی مبسوط سرخسی میں ہے اور ہم نے کئی بار ذکر کیا ہے کہ ہمارے نزدیک سنت مؤکدہ بمنزلہ واجب ہے۔

فقہاء کی ان عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ نماز عید کے سنت یا واجب ہونے کا جو اختلاف ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں امام اعظم کا یہ مذہب ذکر کیا کہ عید کی نماز سنت ہے اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے یہ نقل کیا کہ عید کی نماز واجب ہے اور متاخرین میں سے بعض فقہاء نے سنت کے قول کو ترجیح دی اور بعض نے واجب کے قول کو ترجیح دی اور سنت کے قول کی یہ تاویل کی کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اس کے برخلاف ڈاڑھی کے متعلق امام اعظم کے اس طرح دو قول منقول نہیں ہیں، بلکہ امام اعظم اور جمہور ائمہ اور فقہاء کا قول یہ ہے کہ قبضہ سنت یا مستحب ہے۔

قبضہ کو واجب قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ سے ایک انگل کے برابر بھی ڈاڑھی کم کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے ارتکاب پر اصرار کرنے والا فاسق معلن ہے، اور یاد رکھیے جب تک کراہت تنزیہی پر کوئی مخصوص دلیل موجود نہ ہو۔ اس وقت تک کسی کام کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہا جا سکتا، مکروہ تحریمی تو بہت دور کی بات ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

صرح في البحر في صلوة العيد عند مسئلة الاكل بانه لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لا بد لها من دليل خاص. (الى قوله) لان الكراهة حكم شرعي فلا بد له من دليل [2]

البحر الرائق میں نماز عید کے باب میں کھانے کے مسئلہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ مستحب کو نہ کرنے سے کسی چیز کا مکروہ تنزیہی ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مکروہ تنزیہی کے لیے بھی مخصوص دلیل کی ضرورت ہے، کیونکہ کراہت ایک حکم شرعی ہے اور یہ حکم بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہو گا۔

غور فرمائیے کہ جب مکروہ تنزیہی بھی بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتا تو قبضہ سے کم داڑھی کاٹنے کا مکروہ تحریمی ہونا یا قبضہ کا واجب ہونا بغیر دلیل کے کیسے ثابت ہو گا!

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا معاملہ الگ ہے کیونکہ ان پر دلائل پیش نہیں کیے گئے، لیکن جب ہم قبضہ کو واجب کہنے والے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ قبضہ کے وجوب پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ تو یہ لوگ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ نے جو قبضہ کو واجب کہا ہے تو ضرور ان کے پاس کوئی دلیل ہو گی یہ بہت بعید ہے کہ حضرت شیخ بغیر کسی دلیل کے قبضہ کو واجب کہہ دیں، کبھی کہتے ہیں کہ فلاں متاخر عالم نے اور فلاں متاخر عالم نے اپنی (اردو کی) کتاب میں قبضہ کو واجب لکھ دیا ہے اس لیے ہم قبضہ کو واجب کہتے ہیں

---

[1] ۔ علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۸، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[2] ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ احکام شرعیہ کو مقرر کرنا فلاں اور فلاں کا منصب نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں، ہم لوگ تو صرف مبلغ ہیں، ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جس چیز کو حلال کیا ہو اس کی حلت بیان کر دیں اور جس چیز کو حرام کیا ہو اس کی حرمت بیان کر دیں، ہم شارع نہیں ہیں کہ از خود کسی چیز کو حلال یا حرام کریں اور جو لوگ بغیر کسی صریح اور قطعی حدیث کے محض اپنی رائے سے ڈاڑھی میں قبضہ کو واجب اور خواہ ایک پور کے برابر قبضہ سے کم ڈاڑھی ہو اس کو حرام کہہ رہے ہیں ان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور قرآن مجید کی ان آیات سے عبرت پکڑنی چاہیے۔

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ط ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ (نحل: ۱۱۶)

اور جن چیزوں کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام، تاکہ تم اللہ تعالیٰ پہ بہتان باندھو، بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ہ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اباءنا ط اولو کان الشیطان یدعوھم الی عذاب السعیر۔ (لقمان: ۲۰-۲۱)

اور کچھ لوگ اللہ کے متعلق بحث کرتے ہیں، ان کے پاس نہ علم ہے، نہ ہدایت اور نہ کوئی روشن کتاب۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کیے ہوئے کی اتباع کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ خواہ شیطان ان کو دوزخ کی طرف بلاتا ہو۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر۔ (حج: ۸)

اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھگڑ رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی علم ہے نہ دلیل ہے نہ روشن کتاب۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ (توبۃ: ۳۱)

انھوں نے اپنے پیروں اور عالموں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے!

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے یہ آیت پڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ لوگ اپنے پیروں اور عالموں کی عبادت تو نہیں کرتے تھے! آپ نے فرمایا: کیا یہ بات نہیں ہے کہ جس کو اللہ نے حلال کیا یہ اس کو حرام کہتے ہیں اور جس کو اللہ نے حرام کیا اس کو یہ حلال کہتے ہیں، میں نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا یہی ان کی عبادت ہے۔ [لہ]

لہ۔ علامہ سید شہاب الدین محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۹ ص ۸۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اس لیے ان آیات کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خوف کو دل میں جگہ دینی چاہیے اور بغیر کسی دلیل شرعی کے کسی چیز کو واجب یا حرام کہنے سے گریز کرنا چاہیے اور جب آپ مقلد اور حنفی ہیں تو امام اعظم کی تقلید کیجیے جنھوں نے قبضہ کو سنت کہا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے نقل کیا ہے یا جمہور ائمہ اور فقہاء کی اتباع کیجیے جنھوں نے ڈاڑھی لمبی رکھنے کو مستحب کہا ہے جیسا کہ علامہ زبیدی حنفی نے نقل کیا ہے اور اگر آپ براہ راست قرآن اور حدیث سے مسائل مستنبط کرتے ہیں تو کوئی آیت یا کوئی ایسی صحیح اور صریح حدیث پیش کیجیے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ تک ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہو یا قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے پر آپ نے کوئی وعید سنائی ہو اور جب ایسی کوئی حدیث نہیں ہے تو بغیر دلیل کے قبضہ کو واجب کہنے اور مثلاً ایک پور قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والے مسلمانوں کو فاسق معلن کہنے اور مسلمانوں کی عزت مجروح کرنے سے باز آجائیے۔

یہ واضح رہے کہ ہم خشخشی ڈاڑھی رکھنے یا فرینچ کٹ ڈاڑھی رکھنے یا ڈاڑھی کی زیادہ مقدار کاٹنے کے مجوز نہیں ہیں۔ ڈاڑھی کی اتنی مقدار رکھنا ضروری ہے جس پر عرف میں ڈاڑھی کا اطلاق ہوتا ہو اور افضل اور اولیٰ — بلکہ سنت یہ ہے کہ اتنی لمبی ڈاڑھی رکھی جائے جو سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لے جیسا کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کا بیان ہے، اور مسلمانوں کو عموماً اور علماء کو خصوصاً اتنی لمبی ڈاڑھی ہی رکھنی چاہیے' اور یہ کہ لمبی ڈاڑھی رکھنا اسلام میں مسلمانوں کا شعار ہے، ہمارا اختلاف صرف اس چیز میں ہے کہ کسی کام کی ایسی حد مقرر کرنا جس کا ترک ناجائز ہو اور اس کا — کرنا واجب ہو، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے، ہم صرف مبلغ ہیں کسی کام کو واجب یا حرام کرنے کے مجاز اور مختار نہیں ہیں۔

بعض لوگ یہ شبہ بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر قبضہ کو واجب نہ قرار دیا گیا تو ڈاڑھی کی اہمیت کم ہو جائے گی اور لوگ چھوٹی ڈاڑھی رکھنے لگیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پھر تو تمام سنتوں اور مستحبات کو واجب کہنا چاہیے ورنہ ان کی اہمیت کم ہو جائے گی اور لوگ ان پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ دیکھیے نماز کے فرض ہونے میں کسی کا اختلاف ہے؟ لیکن بہت سے مسلمان نماز نہیں پڑھتے! فرض پر عمل خوف خدا سے ہوتا ہے اور سنت پر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہوتا ہے، آپ احکام شرعیہ میں ترمیم نہ کیجیے، لوگوں میں خوف خدا پیدا کریں لوگ فرائض پر عمل کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو عام کریں لوگ حضور کی اداؤں اور سنتوں پر عمل کریں گے، لمبی ڈاڑھی رکھنے کا مدار قبضہ کو واجب کہنے پر نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پر ہے۔

ڈاڑھی کے متعلق مصنف کا موقف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم بھی وجوبی نہیں ہے اور قبضہ تک ڈاڑھی

رکھنے کا آپ نے حکم نہیں دیا، اب اگر قبضہ کو واجب کہا جائے تو اس میں دو خرابیاں ہیں ایک خرابی یہ ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے واجب نہیں کیا اس کو اپنی رائے سے واجب کہا جائے اور اس میں جمہور فقہاء اسلام کی مخالفت بھی ہے، کیونکہ سب نے قبضہ کو سنت کہا ہے، دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر قبضہ کو واجب کہا جائے تو جس شخص نے قبضہ سے ایک انگل بھی ڈاڑھی کم رکھی ہو تو اس کو فاسق معلن کہا جائے گا اور اس سے بغیر کسی وجہ شرعی کے ایک مسلمان کی عزت کو مجروح کرنا لازم آئے گا، یاد رکھئے ہم مبلغ ہیں شارع نہیں ہیں۔ ہمارا کام احکام شرعیہ کو جوں کا توں پہنچا دینا ہے اور بس! ہم اپنی طرف سے کسی حکم کو وضع کرنے کے مجاز نہیں ہیں چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی منڈانے پر انکار کیا ہے اور ڈاڑھی منڈانے سے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کی بالکلیہ مخالفت ہوتی ہے، اس لیے ہمارے نزدیک ڈاڑھی منڈانا مکروہ تحریمی یا حرام ظنی ہے اور مطلقاً ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چونکہ احکام میں عرف اور عادت کا اعتبار ہوتا ہے اس لیے ڈاڑھی کے تحقق کے لیے ڈاڑھی کی اتنی مقدار ہونی چاہیے جس پر عرف میں ڈاڑھی کا اطلاق ہو سکے خواہ وہ قبضہ سے ایک آدھ انگل کم ہو اور معمولی اور خفیف سی ڈاڑھی یا خشخشی ڈاڑھی پر عرف اور عادت میں مطلقاً ڈاڑھی کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ اس کو خشخشی ڈاڑھی یا فرنچ کٹ ڈاڑھی کہتے ہیں سو ایسی ڈاڑھی سے ڈاڑھی رکھنے کے حکم پر عمل نہیں ہوگا، اور قبضہ تک ڈاڑھی رکھنا فقہاء کی تصریحات کے مطابق سنت ہے، اور بظاہر یہ سنت غیر مؤکدہ[ص] ہے کیونکہ قبضہ کی تاکید کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے اور چونکہ ملا علی قاری نے قبضہ کو مستحسن لکھا ہے اور علامہ زبیدی نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا مستحب ہے، اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ سنت غیر مؤکدہ یا مستحب ہے کثیر مطالعہ اور عمیق غور و فکر کے بعد احادیث، آثار اور جمہور فقہاء کے اقوال سے ہم نے یہی سمجھا ہے اگر یہ حق و صواب ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے القاء اور فیضان ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو یہ میری فکر کی غلطی ہے اور مطالعہ کی کمی ہے اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

مونچھیں ترشوانے کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام طحاوی نے کہا ہے کہ بعض اہل مدینہ کے نزدیک مونچھیں ترشوانا احفاء (بہت زیادہ ترشوانا) سے زیادہ پسندیدہ ہے، حسن بصری، محمد بن سیرین، عطاء بن ابی رباح اور امام مالک کا یہی مذہب ہے، امام مالک مونچھیں منڈوانے کو مکروہ کہتے ہیں، اور جمہور علماء، مکحول، محمد بن عجلان، نافع اور امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد یہ کہتے ہیں کہ مونچھوں کا احفاء مستحب ہے اور وہ مونچھیں ترشوانے سے افضل ہے، حضرت ابن عمر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت رافع بن خدیج، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت جابر بن عبداللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے یہی مروی ہے، امام ابن ابی شیبہ نے یہ تمام آثار اسانید کے ساتھ روایت کیے ہیں اور مونچھیں منڈانے کو احادیث میں خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے، حدیث میں ہے سیماھم

[ص] یہاں پر سنت غیر مؤکدہ لغوی معنی میں ہے اس کا مخصوص فقہی اصطلاحی معنی مراد نہیں ہے کیونکہ اس کو مستحب بھی کہا گیا ہے۔

التحلیق والتسبید۔" ان کی علامت مونچھیں منڈانا اور مونچھوں کو جڑ سے صاف کرنا ہے۔[۱]

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

مونچھیں منڈانا بدعت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے۔[۲]

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

منتقی اور مجتبیٰ میں لکھا ہے کہ مونچھیں منڈانا سنت ہے اور یہ قول امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب ہے اور مونچھوں کو ترشوانا حتیٰ کہ وہ اوپر والے ہونٹ کے متوازی ہو جائیں بالاجماع سنت ہے۔[۳]

میں کہتا ہوں کہ مونچھیں منڈوانے کی امام ابوحنیفہ کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے اور مونچھیں منڈوانا سنت کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منڈانے کو خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے!

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج ناس من قبل المشرق و یقرءون القراٰن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعود السھم الی فوقہ قیل ما سیماھم قال سیماھم التحلیق او قال التسبید۔[۴]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ مشرق کی طرف سے ظاہر ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر دین کی طرف اس وقت تک واپس نہیں لوٹیں گے حتیٰ کہ تیر کمان کی طرف لوٹ آئے، آپ سے پوچھا گیا ان کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا بال منڈانا یا فرمایا بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا۔

امام ابوداؤد، حضرت انس اور حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں:

قالوا یا رسول اللہ ما سیماھم قال التحلیق۔[۵]

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: بال منڈانا۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ[۶] اور امام احمد[۷] نے بھی روایت کیا ہے۔

[۱]۔ علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲]۔ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش الرد ج ۵ ص ۳۵۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۳]۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۳۵۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۴]۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۵]۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[۶]۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۱۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۷]۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۴، ۶۴، ۵، ج ۴ ص ۴۲۵، ۴۲۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت

بَابُ تَحْرِيْمِ تَصْوِيْرِ صُوْرَةِ الْحَيَوَانِ

جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت

۵۳۹۷ - حَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَاعَةٍ يَأْتِيْهِ فِيْهَا فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ وَفِيْ يَدِهٖ عَصًا فَاَلْقَاهَا مِنْ يَدِهٖ وَقَالَ مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ هٰهُنَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَجَاءَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتَّنِيْ فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَاْتِ فَقَالَ مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک معین وقت میں ملاقات کا وعدہ کیا، وہ وقت آن پہنچا لیکن جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے اس وقت آپ کے دست اقدس میں ایک عصا تھا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا، اور فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اپنے وعدہ کی مخالفت نہیں کرتے، پھر آپ نے (ادھر ادھر) دیکھا تو تخت کے نیچے ایک کتے کا پلّا دکھائی دیا، آپ نے پوچھا: اے عائشہ یہ کتا یہاں کب آیا؟ حضرت عائشہ نے کہا بخدا! مجھے کوئی پتا نہیں! آپ نے اس کتے کو نکالنے کا حکم دیا سو اس کو نکال دیا گیا۔ پھر حضرت جبرئیل آئے، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، میں تمہارے انتظار میں بیٹھا رہا اور تم نہیں آئے، انھوں نے کہا آپ کے گھر میں جو کتا تھا اس نے مجھ کو داخل ہونے سے روک دیا ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

۵۳۹۸ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ جِبْرِيْلَ وَعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يُطَوِّلْهُ كَتَطْوِيْلِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ ۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا اور حدیث سابق کی طرح اس کو مفصل بیان نہیں کیا۔

۵۳۹۹ - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا فَقَالَتْ مَيْمُوْنَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ وَعَدَنِيْ اَنْ يَّلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ اَمَ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت غمزدہ اٹھے، حضرت میمونہ نے کہا: یا رسول اللہ! آج میں آپ کو کچھ پریشان دیکھ رہی ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل نے آج رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، لیکن وہ نہیں آئے! اور بخدا انھوں نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی پھر اس روز سارا دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح غمزدہ رہے، پھر آپ کے دل میں ایک کتے کے پلّے کا خیال آیا، جو ہمارے تخت کے

واللہ ما اخلفنی قال فظل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومہ ذلک علی ذلک ثم وقع فی نفسہ جرو کلب تحت فسطاط لنا فامر بہ فاخرج ثم اخذ بیدہ ماء فنضح مکانہ فلما امسی لقیہ جبریل فقال لہ قد کنت وعدتنی ان تلقانی البارحۃ قال اجل ولکنا لا ندخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ فاصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ فامر بقتل الکلاب حتی انہ یامر بقتل کلب الحائط الصغیر ویترک کلب الحائط الکبیر۔

نیچے تھا، آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا، سو اس کو نکال دیا گیا پھر آپ نے پانی لے کر اس جگہ چھڑک دیا جہاں وہ کتا تھا، جب شام ہوئی تو حضرت جبریل نے ملاقات کی، آپ نے ان سے کہا تم نے مجھ سے گذشتہ رات ملاقات کا وعدہ کیا تھا، انھوں نے کہا ہاں! لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو، پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، حتیٰ کہ آپ نے چھوٹے باغ کے کتے کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا، اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیا۔

۵۴۰۰۔ حدثنا یحیی بن یحیی وابو بکر بن ابی شیبۃ وعمرو الناقد واسحق بن ابراھیم قال یحیی واسحق اخبرنا وقال الآخران حدثنا سفیان بن عیینۃ عن الزھری عن عبید اللہ عن ابن عباس عن ابی طلحۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

۵۴۰۱۔ حدثنی ابو الطاھر وحرملۃ بن یحیی قالا اخبرنا ابن وھب اخبرنی یونس عن ابن شھاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ انہ سمع ابن عباس یقول سمعت ابا طلحۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

۵۴۰۲۔ وحدثناہ اسحق بن ابراھیم وعبد بن حمید قالا اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن الزھری بھذا الاسناد مثل حدیث یونس وذکرہ الاخبار فی الاسناد۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۴۰۳۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا لیث عن بکیر عن بسر بن سعید عن زید بن خالد عن ابی طلحۃ صاحب رسول اللہ صلی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، بسر کہتے ہیں کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكٰى زَيْدٌ بَعْدُ فَعُدْنَاهُ فَاِذَا عَلٰى بَابِهِ سِتْرٌ فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِيْبِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْاَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعْهُ حِيْنَ قَالَ اِلَّا رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ.

اس کے بعد حضرت زید بن خالد بیمار ہو گئے، ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو دیکھا ان کے دروازے پر ایک پردہ تھا جس میں تصویر تھی، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ کے پروردہ عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا حضرت زید نے پہلے تصویر کے متعلق ہم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث، بیان نہیں کی تھی؟ عبید اللہ نے کہا کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ کپڑے پر بنی ہوئی (جیسی ہوئی) تصویریں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

۵۴۰۴ - حَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْاَشَجِّ حَدَّثَهُ اَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ حَدَّثَهُ وَمَعَ بُسْرٍ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ فَاِذَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ اَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيْرِ قَالَ اِنَّهُ قَالَ اِلَّا رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ اَلَمْ تَسْمَعْهُ قُلْتُ لَا قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرَ ذٰلِكَ.

بسر بن سعید کے ساتھ عبید اللہ خولانی تھے، اس وقت ان کو حضرت زید بن خالد جہنی نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے یہ حدیث بیان کی کہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، بسر کہتے ہیں کہ پھر حضرت زید بن خالد بیمار ہو گئے، جس وقت ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو ان کے گھر پر ایک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں، میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہمیں تصاویر کے متعلق حدیث بیان نہیں کی تھی؟ عبید اللہ نے کہا حضرت خالد نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو مستثنیٰ کیا تھا، کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا نہیں! انھوں نے کہا، بلکہ انھوں نے اس استثنا کا ذکر کیا تھا۔

۵۴۰۵ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ اَبِي الْحُبَابِ مَوْلٰى بَنِي النَّجَّارِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَاثِيْلُ قَالَ فَاَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا يُخْبِرُنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَاثِيْلُ

حضرت زید بن خالد جہنی حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا مجسمے ہوں، حضرت زید کہتے ہیں یہ حدیث سن کر میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ یہ (یعنی حضرت ابو طلحہ) یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مورتیں (مجسمے) ہوں، کیا آپ نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا

فَهَلْ سَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكُمْ مَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ رَأَيْتُهُ خَرَجَ فِي غَزَاتِهِ فَأَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَأَى النَّمَطَ عَرَفْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ فَجَذَبَهُ حَتّٰى هَتَكَهُ أَوْ قَطَعَهُ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ قَالَتْ فَقَطَعْنَا مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا فَلَمْ يَعِبْ ذٰلِكَ عَلَيَّ۔

۵۴۰۶۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيهِ تِمْثَالُ طَائِرٍ وَكَانَ الدَّاخِلُ إِذَا دَخَلَ اسْتَقْبَلَهُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوِّلِي هٰذَا فَإِنِّي كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا قَالَتْ وَكَانَتْ لَنَا قَطِيفَةٌ كُنَّا نَقُولُ عَلَمُهَا حَرِيرٌ فَكُنَّا نَلْبَسُهَا۔

۵۴۰۷۔ حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْأَعْلٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَزَادَ فِيهِ يُرِيدُ عَبْدَ الْأَعْلٰى فَلَمْ يَأْمُرْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِهِ۔

۵۴۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ عَلٰى بَابِي دُرْنُوكًا فِيهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الْأَجْنِحَةِ فَأَمَرَنِي فَنَزَعْتُهُ۔

۵۴۰۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ عَبْدَةَ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ۔

نہیں، لیکن میں تم سے اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہوں، میں نے دیکھا کہ آپ کسی جہاد میں تشریف لے گئے، میں نے ایک باتصویر پردہ لے کر دروازہ پر لٹکا دیا، جب آپ آئے اور آپ نے وہ پردہ دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ہیں آپ نے اس پردہ کو کھینچ کر پھاڑ دیا یا کاٹ دیا، اور آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں، حضرت عائشہ نے کہا ہم نے اس کپڑے کو کاٹ کر دو تکیے بنا لیے اور ان میں کھجوروں کی چھال بھر دی، آپ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں، جب کوئی شخص اندر آتا تو اس کے سامنے یہ تصویریں ہوتیں، مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس پردہ کو ہٹا دو، کیونکہ میں جب بھی داخل ہوتا ہوں تو اس پردہ کو دیکھتا ہوں اور دنیا کو یاد کرتا ہوں، حضرت عائشہ نے کہا ہمارے پاس ایک چادر تھی ہم کہتے تھے کہ اس کے نقوش ریشمی ہیں، ہم اس چادر کو پہنتے تھے۔

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے، اس میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس چادر کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے، میں نے دروازے پر ایک ریشمی پردہ لٹکایا ہوا تھا جس پر پروں والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں، آپ نے اس کو اتارنے کا حکم دیا سو میں نے اس کو اتار دیا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

۵۴۱۰ - **حَدَّثَنَا** مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُتَسَتِّرَةٌ بِقِرَامٍ فِيهِ صُورَةٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دراں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، پھر آپ نے اس پردہ کو پھاڑ دیا، پھر فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت کرتے ہیں۔

۵۴۱۱ - **وَحَدَّثَنِي** حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الْقِرَامِ فَهَتَكَهُ بِيَدِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے بعد حسبِ سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ پھر آپ جھکے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس پردہ کو پھاڑ دیا۔

۵۴۱۲ - **حَدَّثَنَاهُ** يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا لَمْ يَذْكُرَا مِنْ.

امام مسلم نے دو سندیں ذکر کی ہیں، اس حدیث میں ان اشد الناس عذابا" ہے "من" نہیں ہے۔

۵۴۱۳ - **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ هَتَكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے دراں حالیکہ میں نے اپنے طاق پر ایک تصویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، جب آپ نے اس پردہ کو دیکھا تو اس کو پھاڑ ڈالا، آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب کے مستحق وہ لوگ ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت کریں گے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نے اس پردہ کو کاٹ دیا اور اس کے ایک یا دو تکیے بنا دیئے۔

۵۴۱۴ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُ كَانَ لَهَا ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ مَمْدُودٌ اِلٰى سَهْوَةٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِلَيْهِ فَقَالَ اَخِّرِيهِ عَنِّي قَالَتْ فَاَخَّرْتُهُ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ.

ایک تصویروں والا کپڑا تھا جو طاق پر لٹکا ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف نماز پڑھتے تھے، آپ نے فرمایا اس کو ایک طرف کر دو، میں نے اس کے تکیے بنا لیئے۔

۵۴۱۵ - وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا اَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کی ہیں۔

۵۴۱۶ - حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَتَرْتُ نَمَطًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَنَحَّاهُ فَاتَّخَذْتُ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، درآں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ نے اس کو ہٹا دیا اور میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے۔

۵۴۱۷ - وَحَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَهُ قَالَتْ فَقَطَعْتُهُ وِسَادَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ فِي الْمَجْلِسِ حِينَئِذٍ يُقَالُ لَهُ رَبِيعَةُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلٰى بَنِي زُهْرَةَ اَفَمَا سَمِعْتَ اَبَا مُحَمَّدٍ يَذْكُرُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ لَا قَالَ لٰكِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ يُرِيدُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک تصویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انھوں نے اس پردہ کو اتار دیا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے، (جب راوی نے یہ حدیث بیان کی تو) ایک شخص نے اس مجلس میں کہا جس کا نام ربیعہ بن عطاء تھا کیا تم نے ابو محمد سے سنا ہے کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکیوں پر آرام کرتے تھے ابن قاسم نے کہا نہیں! لیکن میں نے قاسم بن محمد سے یہ سنا ہے۔

۵۴۱۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک تصویروں والا تکیہ خریدا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گدے کو دیکھا تو آپ دروازہ پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہیں ہوئے، اور میں نے آپ کے چہرے پر

فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ أَوْ فَعُرِفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَمَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتِ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ

ناپسندیدگی کے آثار محسوس کیے، حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گدا کیسا ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس کو آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کہ جن چیزوں کو تم نے بنایا تھا اب ان کو زندہ کرو، پھر فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں ان میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۵۲۱۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَخِي الْمَاجِشُونِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَبَعْضُهُمْ أَتَمُّ حَدِيثًا لَهُ مِنْ بَعْضٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَخِي الْمَاجِشُونِ قَالَتْ فَأَخَذْتُهُ فَجَعَلْتُهُ مِرْفَقَتَيْنِ فَكَانَ يَرْتَفِقُ بِهِمَا فِي الْبَيْتِ۔

امام مسلم نے پانچ مختلف سندوں کے ساتھ اس روایت کو ذکر کیا ہے ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے ان کے دو تکیے بنا لیے جن پر آپ گھر میں آرام فرماتے تھے۔

۵۲۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ان تصویروں کو بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائیگا جن کو تم نے بنایا تھا ان کو اب زندہ کرو۔

لهم احيوا ما خلقتم۔

۵۴۲۱ - حدثنا ابو الربيع و ابو كامل قالا حدثنا حماد ح وحدثني زهير بن حرب حدثنا اسماعيل يعني ابن علية ح وحدثنا ابن ابي عمر حدثنا الثقفي كلهم عن ايوب عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل حديث عبيد الله عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

۵۴۲۲ - حدثنا عثمان بن ابي شيبة حدثنا جرير عن الاعمش ح وحدثني ابو سعيد الاشج حدثنا وكيع حدثنا الاعمش عن ابي الضحى عن مسروق عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اشد الناس عذابا يوم القيمة المصورون ولم يذكر الاشج ان۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

۵۴۲۳ - وحدثناه يحيى بن يحيى وابو بكر بن ابي شيبة وابو كريب كلهم عن ابي معاوية ح وحدثناه ابن ابي عمر حدثنا سفيان كلاهما عن الاعمش بهذا الاسناد وفي رواية يحيى و ابي كريب عن ابي معاوية ان من اشد اهل النار يوم القيامة عذابا المصورون وحديث سفيان كحديث وكيع۔

ابو معاویہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

۵۴۲۴ - وحدثنا نصر بن علي الجهضمي حدثنا عبد العزيز بن عبد الصمد حدثنا منصور عن مسلم بن صبيح قال كنت مع مسروق في بيت فيه تماثيل مريم فقال مسروق هذا تماثيل كسرى فقلت لا هذا تماثيل مريم فقال مسروق اما اني سمعت عبد الله بن مسعود يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون۔

مسلم بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ میں مسروق کے ساتھ ایک مکان میں تھا جس میں مریم کی مورتیں (مجسمے) تھیں، مسروق نے کہا یہ کسریٰ کی مورتیں (مجسمے) ہیں، میں نے کہا نہیں یہ مریم کی مورتیں (مجسمے) ہیں، مسروق نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

٥٤٢٥ - (قَالَ مُسْلِمٌ) قَرَأْتُ عَلَى نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ فَأَفْتِنِي فِيهَا فَقَالَ لَهُ ادْنُ مِنِّي فَدَنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ ادْنُ مِنِّي فَدَنَا حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ قَالَ أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ وَقَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ فَأَقَرَّ بِهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ.

٥٤٢٦ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُفْتِي وَلَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ادْنُهْ فَدَنَا الرَّجُلُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ.

٥٤٢٧ - حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

٥٤٢٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ

سعید بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا میں تصویریں بناتا ہوں، آپ ان کے متعلق مجھے فتویٰ دیں، حضرت ابن عباس نے کہا میرے قریب آؤ، وہ قریب ہوا، پھر فرمایا میرے قریب آؤ، وہ (مزید) قریب آیا، آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سناتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہے، اور اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلہ میں ایک جاندار بنوایا جائے گا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گا، حضرت ابن عباس نے فرمایا اگر تم نے ضرور تصویر بنانی ہے تو درختوں کی اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ، نصر بن علی نے اس حدیث کو مقرر رکھا:

نضر بن انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ فتویٰ دیتے تھے اور یہ نہیں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حتیٰ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ میں یہ تصویریں بناتا ہوں، حضرت ابن عباس نے اس سے کہا قریب آؤ! وہ شخص قریب آیا، حضرت ابن عباس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے جس شخص نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی اس کو اس بات کا مکلف کیا جائے گا کہ وہ اس میں قیامت کے دن روح پھونکے اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

نضر بن انس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کے پاس ایک شخص آیا اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

ابو زرعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ کے ساتھ

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ دَارِ مَرْوَانَ فَرَاٰى فِيْهَا تَصَاوِيْرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً۔

مروان کے گھر گیا انھوں نے اس گھر میں تصویریں دیکھیں تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو میرے پیدا کرنے کی مثل مخلوق بناتے ہیں، اچھا وہ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں!

۵۴۲۹ - وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ دَارًا تُبْنٰى بِالْمَدِيْنَةِ لِسَعِيْدٍ اَوْ لِمَرْوَانَ قَالَ فَرَاٰى مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ فِي الدَّارِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً۔

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت ابوہریرہ مدینہ میں ایک گھر میں گئے جو سعید یا مروان کے لیے بنایا جارہا تھا، وہاں انھوں نے ایک مصور کو گھر میں تصویریں بناتے ہوئے دیکھا، انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اور مثل سابق حدیث ذکر کی۔ اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ وہ جَو کا دانہ پیدا کریں۔

۵۴۳۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ اَوْ تَصَاوِيْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورتیں (مجسمے) یا تصاویر ہوں۔

تصویر یا کتے کی وجہ سے کن فرشتوں کا داخلہ ممنوع ہے؟

اس باب کی حدیث نمبر ۵۳۸۲ میں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔" علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں کوئی فرشتہ داخل نہیں ہوتا، لیکن اس عموم سے کراماً کاتبین مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہ انسان سے کسی حال میں الگ نہیں ہوتے، علامہ ابن وضاح، علامہ خطابی اور علامہ داؤدی اور دوسرے علماء نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں ملائکہ سے مراد وحی لانے والے ملائکہ ہیں مثلاً جبرائیل اور اسرافیل اور کراماً کاتبین وہ بیت الخلاء اور جماع کے علاوہ انسان سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ سے رحمت اور استغفار کے ملائکہ مراد ہیں اور بیت سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں کوئی شخص سکونت پذیر ہو خواہ وہ بیت ہو یا خیمہ، بعض علماء نے کہا کتے سے بھی عموم مراد ہے، یعنی کسی قسم کا بھی کتا ہو فرشتے نہیں آتے، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کا اسی طرف میلان ہے،

اور علامہ خطابی نے یہ کہا ہے اس سے وہ کتے مستثنیٰ ہیں جن کو رکھنے کی اجازت ہے مثلاً شکار کا کتا اور کھیت اور مویشیوں کی حفاظت کا کتا۔

کتے کے سبب سے فرشتے کیوں داخل نہیں ہوتے؟ بعض علماء نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ کتا نجس العین ہے، بعض علماء نے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ کتا شیاطین میں سے ہے، بعض علماء نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اکثر نجاست کھاتا ہے لیکن ان میں سے کوئی وجہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ خنزیر کے نجس ہونے کے متعلق قرآن مجید میں تصریح ہے اور بعض دیگر حیوانات بھی نجس ہیں لیکن کتے کے علاوہ اور کسی کی وجہ سے فرشتے داخل ہونے سے نہیں رکتے۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جس تصویر کی وجہ سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے اس سے مراد جاندار کی وہ تصویر ہے جس کا سر نہ کاٹا گیا ہو، یا وہ تصاویر ذلت کے ساتھ زمین پر پڑی ہوئی نہ ہوں۔ [1]

کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کے استثناء کی تحقیق

حدیث نمبر ۶۴۰۳ میں ہے: عبید اللہ نے کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ کپڑے پر بنی ہوئی (چھپی ہوئی) تصاویر اس حکم (ممانعت) سے مستثنیٰ ہیں، اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے کہا کہ بعض متقدمین کا مسلک یہ ہے جو تصویر مجسم ہو وہ ممنوع ہے اور جو تصویر غیر مجسم ہو وہ ممنوع نہیں ہے، لہٰذا غیر مجسم تصویر کو بنانا مطلقاً جائز ہے، یہ مذہب باطل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ پر بنی ہوئی جن تصاویر کا انکار کیا تھا وہ بلاشبہ غیر مجسم تھیں، اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردہ کو اتارنے کا حکم دیا (حافظ عسقلانی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس مذہب کو علامہ ابن عربی نے سند صحیح کے ساتھ قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے، اس نقل کی عبارت یہ ہے: ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کے بالائی حصہ میں قاسم بن محمد کے گھر داخل ہوا میں نے دیکھا ان کی مسہری (پلنگ) کے پردوں پر قندس (ایک پانی کا جانور ہے جس کا رنگ سرخ اور دم چوڑی ہوتی ہے اور اس سے پوستین بنائی جاتی ہے) اور عنقاء (ایک فرضی پرندہ) کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، اس لیے علامہ نووی کا اس مذہب کو علی الاطلاق باطل کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے انھوں نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہو جس میں ہے کپڑے پر بنی ہوئی تصاویر ممانعت سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ اس حدیث میں عموم ہے خواہ تصویروں والا کپڑا لٹکایا ہوا یا بچھایا ہوا ہو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عائشہ پر انکار کیا تھا ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ اس کپڑے پر تصویریں بھی تھیں اور اس نے پوری دیوار کو ڈھانپ لیا تھا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کو کھینچ کر اتارا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں مٹی اور پتھروں کو کپڑا پہنانے کا حکم نہیں دیا، یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ تصویروں والے کپڑے سے دیوار کو مستور کرنا منع ہے، لہٰذا جو تصویروں والا کپڑا زمین پر بچھایا گیا ہو یا جس کپڑے سے دیوار کو ڈھانپا نہ گیا ہو وہ اس حکم میں نہیں ہے، اور قاسم بن محمد فقہاء مدینہ میں سے تھے اور اپنے زمانے میں سب سے افضل تھے اور انھوں نے ہی تصویروں والے کپڑے کے تکیے بنانے کی حدیث روایت کی ہے، سو اگر انھوں نے تصویروں والے پردے کو مسہری پر لٹکانے کا جواز استنباط نہ کیا ہوتا تو وہ اس پردہ کو مسہری پر نہ لٹکاتے، البتہ احادیث کو جمع کرنے کے لیے یہ کہا جائے گا کہ یہ مذہب مرجوح

---

[1] ۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، فتح الباری ج ۲۲ ص ۶۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ ھ

ہے، رخصت صرف اس صورت میں ہے جب اس کپڑے کو بچھایا جائے نہ کہ لٹکایا جائے۔ ؎۱

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ نووی نے غیر مجسم تصاویر کے جواز کو باطل مذہب قرار دیا ہے اور علامہ عسقلانی نے اس کو مرجوح مذہب لکھا ہے، کپڑے پر مرقوم تصاویر کے جواز کی بحث میں علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

شارع علیہ السلام نے ابتداءً ہر قسم کی تصاویر سے منع کر دیا تھا خواہ وہ کپڑے پر مرقوم ہوں اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے تصویروں کی عبادت کو تازہ تازہ ترک کیا تھا، اس لیے آپ نے ہر قسم کی تصاویر سے منع فرما دیا، پھر جب لوگوں کے دلوں میں یہ ممانعت راسخ ہو گئی تو آپ نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو کپڑا تیار کرنے کی ضرورت سے مباح کر دیا، اور تصویروں والے اس کپڑے کو مباح کر دیا جس کو بچھایا جائے تاکہ جاہل شخص ان تصویروں کی تعظیم کا اعتقاد نہ کرے اور جن باتصویر کپڑوں کو بچھایا نہ جائے ان میں ممانعت کا حکم باقی نہ رہا۔ ؎۲

مصوروں کو سب سے زیادہ عذاب دینے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۴۱۰ میں ہے کہ تصویر بنانے والے کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا، اس پر یہ رائی ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے ادخلوا اٰل فرعون اشد العذاب "آل فرعون کو سب سے زیادہ عذاب میں داخل کرو" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تصویر بنانے والے کو آل فرعون سے بھی زیادہ عذاب ہوگا۔ اور یہ قرآن مجید کے خلاف ہے، علامہ بدرالدین عینی اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ طبری نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ یہاں مصور سے وہ مصور مراد ہے جو ایسی تصویر یا بت بنائے جس کی عبادت کی جائے اور عبادت کے لیے تصویر بنانے والا کافر ہے سو ہو سکتا ہے اس کو بھی آل فرعون کی طرح سب سے زیادہ عذاب دیا جائے، اور جس شخص کا تصویر بنانے سے یہ مقصد نہ ہو وہ فقط گنہ گار ہوگا، اور علامہ قرطبی نے یہ کہا ہے کہ جو لوگ الوہیت کے مدعی ہیں ان میں سب سے زیادہ عذاب آل فرعون کو ہوگا، اور جو لوگ تصویر بناتے ہیں ان میں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو غیر اللہ کی عبادت کے لیے تصویر بنائیں اور ایک قول یہ ہے کہ اگر تصویر بنانے والا عبادت کے لیے تصویر بنائے تو پھر اس کو زیادہ شدید عذاب دینا اور آل فرعون کے ساتھ لاحق کرنا بالکل واضح ہے اور اگر اس کا یہ قصد نہیں ہے بلکہ صرف معصیت کی وجہ سے تصویر بناتا ہے تو اس کو دوسرے معصیت کرنے والوں سے زیادہ گناہ ہوگا۔ ؎۳

تصویر کے متعلق فقہاء شافعیہ اور مالکیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہمارے فقہاء اور دیگر مذاہب کے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور احادیث میں اس پر بہت سخت وعید کی گئی ہے، عام ازیں کہ تصویر کو عزت کے ساتھ رکھنے کے لیے بنایا جائے یا اس کو بے قدری اور ذلت کے ساتھ رکھنے کے لیے بنایا جائے، تصویر کا بنانا ہر حال میں حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے عام ازیں کہ یہ تصویر کپڑے میں ہو،

؎۱ - علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۸۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

؎۲ - علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

؎۳ " " " " ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۰،

چادر میں ہو، درہم میں ہو، دینار میں ہو، کسی برتن میں ہو یا کاغذ میں، البتہ درختوں، پالانوں اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے، یہ تو نفس تصویر بنانے کا حکم ہے، اور تصویر رکھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر کسی دیوار پر لٹکی ہوئی ہو، یا کسی پہنے ہوئے کپڑے میں ہو تو یہ حرام ہے، اور اگر کسی بستر یا تکیہ وغیرہ پر ہو جس کو عزت اور احترام سے نہیں رکھا جاتا تو یہ حرام نہیں ہے، اور اس میں اختلاف ہے کہ ذلت کے ساتھ تصاویر کو رکھنا فرشتوں کے دخول کے لیے مانع ہے یا نہیں اور راجح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ تصویر بنانے کی ممانعت میں اس سے کوئی فرق واضح نہیں ہوتا کہ وہ تصویر مجسم ہو (مثلاً مورت اور بت وغیرہ) یا وہ تصویر کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر بنی ہوئی ہو، عام ازیں کہ مطبوع ہو یا غیر مطبوع) یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور جمہور صحابہ اور فقہاء تابعین اور بعد کے فقہاء مثلاً سفیان ثوری، امام مالک اور امام ابو حنیفہ وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے اور بعض متقدمین نے کہا ہے کہ ممانعت اس تصویر کی ہے جو مجسم ہو (یعنی مورت اور بت وغیرہ) اور جو تصاویر غیر مجسم ہوں ان کی ممانعت نہیں ہے اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پردہ کی تصویروں پر اعتراض کیا تھا وہ غیر مجسم تصویریں تھیں، نیز احادیث میں مطلقاً تصویر بنانے سے منع کیا ہے، بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جو تصویریں کپڑے پر بنائی جائیں وہ جائز ہیں، عام ازیں کہ ان کو عزت سے رکھا جائے یا ذلت سے، خواہ ان کو دیوار پر لٹکایا جائے یا نہیں، اور جو تصاویر مجسم ہوں ان کو مکروہ کہا ہے اور جو تصویر دیوار وغیرہ پر بنائی جائے ان کو بھی مکروہ کہا ہے خواہ منقوش ہوں یا نہ ہوں، ان کا استدلال حضرت زید بن خالد جہنی کی اس روایت سے ہے کہ کپڑے پر بنی ہوئی تصویر حرمت کے حکم سے مستثنیٰ ہے، اور جو تصاویر مجسم ہوں ان کی ممانعت پر اجماع ہے، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ چھوٹی لڑکیوں کا گڑیوں سے کھیلنا جائز ہے، البتہ امام مالک نے کہا ہے کہ کسی شخص کا اپنی لڑکیوں کے لیے گڑیاں خریدنا مکروہ ہے اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کا حکم بھی ان احادیث سے منسوخ ہے۔[1]

علامہ وشتانی ابی مالکی نے بھی فقہاء مالکیہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے تقریباً یہی لکھا ہے۔[2]

تصویر کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اگر کسی شخص نے درختوں کی تصویریں اور بے جان چیزوں کے نقوش دیکھے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ نقوش کپڑوں میں نقش و نگار کے حکم میں ہیں اور اگر جاندار چیزوں کی تصویریں کسی ایسی جگہ ہوں جو پیروں سے روندی جاتی ہوں یا ان پر ٹیک لگائی جاتی ہو جیسے چادر اور گدے میں تو کوئی حرج نہیں ہے، اگر ان کے علاوہ کسی اور جگہ تصویریں ہوں مثلاً پردوں اور دیواروں پر تو اگر ان کو مٹا سکتا ہو تو مٹا کر بیٹھ جائے ورنہ اٹھ کر چلا جائے، اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، علامہ ابن عبد البر مالکی نے کہا حضرت سعد بن ابی وقاص، سالم، عروہ، ابن سیرین، عطاء، عکرمہ بن خالد اور سعید بن جبیر کا یہی نظریہ ہے، امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے، حضرت ابو ہریرہ نصب کی ہوئی اور بچھائی ہوئی تصویروں کو مکروہ کہتے تھے، اسی طرح امام مالک بھی ان کو مکروہ کہتے ہیں، لیکن وہ ان کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں اور ان کو حرام نہیں کہتے، اور جو حرام

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۹۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

کہتے ہیں شاید ان کا استدلال اس حدیث سے ہے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود کی ایک گھر میں دعوت کی گئی جب ان کو معلوم ہوا کہ اس گھر میں مورتیں (مجسمے) ہیں تو انھوں نے ان مورتوں کو توڑنے سے پہلے اس گھر میں جانے سے انکار کر دیا۔

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے درآں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ نے اس پردہ کو پھاڑ دیا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں، میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک تکیے پر بیٹھتے تھے، نیز جب تکیے کو بطور ذلت طریقہ سے استعمال کیا گیا تو وہ معزز اور معظم نہیں رہا اور ان بتوں کے مشابہ نہ ہوا جن کی تعظیم اور عبادت کی جاتی ہے اور ہم نے جس حدیث کو بیان کیا ہے وہ مانعین کی روایت سے زیادہ خاص ہے، نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کا استثناء بیان کیا، اور یہ اس پر محمول ہے کہ اگر تصویر والا کپڑا بچھایا ہوا ہو تو وہ مباح ہے اور اگر اس کو لٹکایا ہوا ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے۔

اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر مکروہ نہیں ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا تصویر سر ہے، جب سر کاٹ دیا جائے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے، اگر تصویر کا اتنا حصہ کاٹ دیا جائے جتنا حصہ کاٹ دینے سے کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے مثلاً سینہ یا پیٹ یا سر کو باقی بدن سے الگ کر دیا جائے تو پھر یہ تصویر ممانعت کے تحت داخل نہیں ہے، اگر تصویر سے اتنا حصہ کاٹ دیا جائے جس کے نہ ہونے سے جاندار زندہ رہتا ہے مثلاً آنکھ، ہاتھ اور پیر وغیرہ تو یہ تصویر ممانعت کے تحت داخل ہے، اسی طرح جب ابتداءً بغیر سر کے صرف بدن کی تصویر بنائی جائے یا بغیر بدن کے صرف سر کی تصویر بنائی جائے یا سر اور بدن کے اتنے حصہ کی تصویر بنائی جائے جس کے ساتھ آدمی زندہ نہیں رہتا تو یہ صورتیں ممانعت کے تحت داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ جاندار کی تصویر نہیں ہیں۔

تصویر بنانا حرام ہے کیوں کہ حدیث میں ہے کہ "تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جن کو تم نے بنایا تھا ان کو زندہ کرو"، اور تصویر بنانے کا حکم (آرڈر) دینا بھی تصویر بنانے کی طرح حرام ہے۔ [1]

تصویر کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

اگر گھر میں قبلہ کی جانب ایسی تصاویر (یا مجسمے) ہوں جن کے سر کٹے ہوئے ہوں تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ تصویر سر کے ساتھ ہوتی ہے اور سر کٹنے سے وہ تصویر نہیں رہتی، کیونکہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کپڑا ہدیہ کیا گیا جس میں ایک پرندے کی تصویر تھی، صبح کو صحابہ نے دیکھا اس کا سر مٹا دیا گیا تھا، اور روایت ہے کہ حضرت جبرائیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی، حضرت جبرائیل نے کہا میں کیسے آسکتا ہوں جبکہ گھر میں ایک ایسا پردہ ہے جس پر گھوڑوں اور مردوں کی تصویریں ہیں، آپ یا تو ان تصویروں کے سر کاٹ دیں، یا ان پردوں کے بچھانے والے گدے بنا دیں، نیز سر کاٹ دینے کے بعد تصویر درخت کی طرح ہو جاتی ہے اور یہ مکروہ نہیں ہے، مکروہ، جاندار کی تصویر ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ

---

[1] علامہ موفق الدین عبداللہ بن محمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۷، ص ۲۱۶-۲۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو تصویر بنانے سے منع کیا، اس نے کہا میرے کمانے کا یہی طریقہ ہے پھر میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر تصویر بنانے کے سوا تمہارے لیے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے تو درختوں کی تصویر بنایا کرو، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے کسی جاندار کی تصویر بنائی اس کو قیامت کے دن اس میں روح پھونکنے کے لیے کہا جائے گا اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

اگر تصویر کا سر کٹا ہوا نہ ہو تو پھر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں تصویر کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب تصویر بڑی ہے اور دیکھنے والوں کو دور سے نظر آتی ہو، اگر تصویر چھوٹی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ تصویروں کی عبادت کرنے والے بہت چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کرتے کیونکہ حضرت ابو موسیٰ کی انگوٹھی پر دو مکھیوں کی تصویریں تھیں اور حضرت دانیال علیہ السلام کی انگوٹھی ملی تو اس کے نگینوں پر دو شیروں کی تصویریں تھیں، اور ان شیروں کے درمیان ایک آدمی کی تصویر تھی جس کو وہ شیر چاٹ رہے تھے، رہا اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم سے پہلی شریعت میں تصویر حلال تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل۔ (سبا: ۱۳) حضرت سلیمان جو کچھ چاہتے تھے وہ (جن) ان کے لیے بنا دیتے تھے اونچے قلعے اور مجسمے" تصویر جس طرح قبلہ کی جانب مکروہ ہے اسی طرح چھت پر یا قبلہ کی دائیں یا بائیں جانب بھی مکروہ ہے، کیونکہ حدیث میں ہے: "جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے" اس لیے نماز کی جگہوں کو تصویر سے منزہ کرنا واجب ہے، ہاں اگر نمازی کے پیچھے تصویر ہو تو اس میں کم درجہ کی کراہت ہے، کیونکہ اس موقع پر تصویر کی تعظیم یا تصویر کی عبادت سے مشابہت نہیں ہے اسی طرح اگر تصویر زمین یا تہبند یا پردوں پر ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، بستر پر تصویر مکروہ ہے لیکن ایسے بستر پر سونے یا بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بستر کو روندا جاتا ہے اور اس میں تصویر کی تعظیم نہیں ہے، گدے کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ حضرت جبرائیل نے کہا تھا کہ آپ اس کا گدا بنا لیں جس کو روندا جائے، اگر نمازی بستر پر نماز پڑھے اور اس کی پیشانی کی جگہ یا اس کے سامنے تصویر ہو تو یہ مکروہ ہے، کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے اور اگر اس کے قدموں کی جگہ تصویر ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اب تصویر کی تعظیم نہیں ہے۔[1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان تصویروں کے بنانے والے کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔" یہ تصویر عموم پر دلالت کرتی ہے خواہ وہ تصویر مجسم ہو یا نہ ہو، خواہ وہ تصویر کسی چیز میں کھود کر بنائی جائے یا نقش سے بنائی جائے، جس چیز پر بھی تصویر کا اطلاق ہو گا وہ حرام ہے۔[2]

نیز علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام طحاوی نے کہا ہے کہ کپڑے پر بنی ہوئی جس تصویر کا حدیث میں استثناء ہے اس سے مراد چادریں اور گدے ہیں جن کو عزت اور احترام سے نہیں رکھا جاتا چادروں کو بچھا کر بیٹھتے ہیں اور گدے کے اوپر بیٹھتے ہیں، فقہاء نے

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱ ص ۲۱۱-۲۱۰، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ،

[2] علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تصویر والے پردہ کو ناپسند کیا اور جس تصویر والی چادر پر بیٹھا جائے اس کو ناپسند نہیں کیا، حضرت سعد ابن ابی وقاص، سالم، عروہ، ابن سیرین، عطاء اور عکرمہ کا یہی قول ہے اور یہ متوسط مذہب ہے، امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے (امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے) شارع علیہ السلام نے ابتداءً مطلقاً تصاویر سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ لوگوں نے تازہ تازہ تصویروں (بتوں) کی عبادت کو چھوڑا تھا، اس لیے تمام تصویروں سے منع کر دیا خواہ وہ کپڑے پر بنی ہوئی ہوں پھر جب لوگوں کے دلوں میں ممانعت راسخ ہو گئی تو کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو مباح کر دیا تاکہ کپڑا بنانے کا کام جاری رہے اور ان کپڑوں کے استعمال کو بطور ذلت جائز کر دیا اور بطور عزت ان کی ممانعت باقی رکھی کیونکہ جب کوئی شخص تصویر والے کپڑے کو زمین پر بچھا ہوا دیکھے گا اور اس پر لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھے گا تو وہ اس تصویر کی تعظیم کا اعتقاد نہیں کرے گا۔[۱]

علامہ ابوالحسن المرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

ولو كانت الصورة صغيرة بحيث لا تبدو للناظر لا يكره لان الصغار جدا لا تعبد (واذا كانت التمثال مقطوع الراس) اى ممحو الراس فليس بتمثال لانه لا يعبد بدون الراس وصار كما اذا صلى الى شمع او سراج على ما قالوا (ولو كانت الصورة على وسادة ملقاة او على بساط مفروش لا يكره) لانها تداس وتوطأ بخلاف ما اذا كانت الوسادة منصوبة او كانت على السترة لانه تعظيم لها[۲]

جب تصویر بہت چھوٹی ہو بایں طور کہ (دور سے) دیکھنے والے کو دکھائی نہ دے، تو یہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ بہت چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور اگر تصویر کا سر کٹا ہوا ہو یا مٹایا ہوا ہو تو وہ تصویر نہیں ہے کیونکہ بغیر سر کے تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی اور یہ شمع یا چراغ کی طرف نماز پڑھنے کی مثل ہے، جیسا کہ فقہاء نے کہا ہے اور اگر بچھے ہوئے تکیے پر تصویر ہو یا بچھی ہوئی چادر پر تصویر ہو تو یہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ چادر یا گدے کو روندا جاتا ہے اس کے برخلاف اگر گدے کو نصب کیا ہوا ہو یا چادر لٹکی ہوئی ہو (تو پھر مکروہ ہے) کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

(ولا يكره لو كانت تحت قدميه) او محل جلوسه لانها مهانة (او فى يده) عبارة الشمنى بدنه لانها مستورة بثيابه (او على خاتمه) بنقش غير مستبين قال فى البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس او صرة او ثوب آخر واقره المصنف (او كانت صغيرة

اگر تصویر قدموں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے، کیونکہ یہ ذلت کی جگہ ہے، یا اس کے ہاتھ میں ہو یا بدن میں ہو تب بھی مکروہ نہیں کیونکہ کپڑوں میں چھپی ہوئی ہے یا اس کی انگوٹھی میں تصویر نقش ہو اور غیر ظاہر ہو، البحرالرائق میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو تصویر ظاہر ہو وہ مکروہ ہے اور جو تصویر جیب یا تھیلی یا کپڑے میں چھپی ہوئی ہو

---

[۱] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۱۲۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

لا تتبين تفاصيل اعضائها للناظر قائمًا وهي على الارض ذكره الحلبي او مقطوعة الراس والوجه) او ممحوة عضو لا تعيش بدونه او لغير ذي روح لا) يكره لانها لا تعبد ۔ ؎1

وہ مکروہ نہیں ہے، یا وہ تصویر اس قدر چھوٹی ہو کہ اگر وہ زمین پر ہو اور اس کو دیکھنے والا کھڑا ہو تو اس کو تصویر کے اعضاء کی تفصیل دکھائی نہ دے، اس کو علامہ حلبی نے ذکر کیا ہے، یا تصویر کا سر اور چہرہ کٹا ہوا ہو یا اس کا ایسا عضو مٹا ہوا ہو جس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے یا وہ تصویر غیر جاندار کی ہو تو یہ تمام صورتیں مکروہ نہیں ہیں کیونکہ ایسی تصویروں کی عبادت نہیں کی جاتی ۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے جن صورتوں میں تصویر کو غیر مکروہ کہا ہے ان صورتوں میں تصویر کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور تصویر بنانا بہر حال مکروہ ہے، علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

تصویر (فی نفسہ) حرام ہے خواہ چھوٹی تصویر ہو جیسی درہم پر تصویر ہوتی ہے، یا تصویر ہاتھ میں ہو یا کپڑوں میں چھپی ہوئی ہو، یا ذلت کے ساتھ رکھی ہو، ان صورتوں میں نماز حرام نہیں ہے، کیونکہ تصویر کی حرمت کی علت اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے اور یہ ان تمام صورتوں میں موجود ہے اور نماز کے مکروہ ہونے کی علت کفار کے ساتھ تشبہ ہے جو بتوں کے سامنے کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں ۔ ؎2

تاہم تصویر بنانے کی حرمت سے ایسی تصویر مستثنیٰ ہے جس میں ابتداءً ایسا عضو نہ ہو جس کے بغیر حیات ناگزیر ہو مثلاً سر یا سینے یا پیٹ کے بغیر کوئی تصویر بنائی گئی ہو اس صورت میں مضاہاۃ (مشابہت) بخلق اللہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی جاندار مخلوق نہیں بنائی جو سر یا سینے یا پیٹ کے بغیر ہو یا بعد میں کسی تصویر کا سر یا سینہ یا پیٹ کاٹ دیا گیا ہو ۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی اور علامہ ابن قدامہ حنبلی سے نقل کر چکے ہیں، یہاں تک ہم نے تصویر کے متعلق مذاہب اربعہ کے فقہاء کی آراء نقل کی ہیں، اب ہم تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق علماء ازہر کی آراء نقل کریں گے اور آخر میں ہم فوٹو گراف کے متعلق اپنی تحقیق کا بیان کریں گے ۔

تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق علماء ازہر کا نظریہ

ڈاکٹر احمد شرباصی لکھتے ہیں:

ہم یہ بات بداہۃً سمجھتے ہیں کہ فوٹو گراف کی تصاویر تحریم کے حکم میں داخل نہیں ہیں، کیونکہ یہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصاویر نہیں ہیں، اور نہ ان کا کوئی جسم ہوتا ہے، ان تصاویر میں صرف عکس اور ظل کو ایک کاغذ پر مقید کر دیا جاتا ہے اور چھوٹی لڑکیوں کے لیے گڑیوں کو حرام نہیں کیا گیا اور صورتوں کے وہ مجسمے حرام نہیں ہیں جن کی علم طب یا تعلیم میں ضرورت ہوتی ہے اور وہ تصاویر جن کو تعظیم یا تکریم کے لیے نہ بنایا جائے حرام نہیں ہیں کیونکہ تصاویر کی تحریم کی بنیاد بت سازی اور بت پرستی کا راستہ بند کرنا ہے ۔ ؎3

؎1 ۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۰۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

؎2 ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۰۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

؎3 ۔ ڈاکٹر احمد شرباصی، استاذ جامعہ ازہر، یسئلونک فی الدین والحیاۃ ج ۱ ص ۶۳۲، مطبوعہ دار الجیل بیروت

نیز علماء ازہر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

ہمارا مختار یہ ہے کہ جس تصویر کا کوئی جسم نہ ہو اس کو بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح جو تصویر کپڑے، دیوار یا کاغذ پر بنائی جائے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح آج کل کیمرے سے کھینچی جانے والی مروجہ تصاویر بھی جائز ہیں خواہ وہ تصویریں جاندار کی ہوں یا بے جان کی، جبکہ وہ تصویریں کسی علمی مقصد پر مبنی ہوں جس سے عام معاشرہ کو فائدہ حاصل ہو اور ان تصاویر کی تعظیم، تکریم اور عبادت کا شبہ نہ ہو تو پھر وہ تصویریں بے جان چیزوں کی تصویروں کے حکم میں ہیں اور وہ شرعاً جائز ہیں۔ [1]

تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق مصنف کا موقف

میرے نزدیک علماء ازہر کا یہ نظریہ صحیح نہیں ہے کہ کیمرے کی بنائی ہوئی تمام تصاویر اس لیے جائز ہیں کہ وہ ہاتھ سے نہیں بنائی جاتیں اور یہ کہ کیمرے کے ذریعہ صرف عکس کو مقید کر لیا جاتا ہے، دیکھئے پہلے شراب ہاتھ سے بنائی جاتی تھی اب مشینی عمل کے ذریعہ شراب بنائی جاتی ہے تو کیا اس فرق سے اب شراب جائز ہو جائے گی؟ پہلے ہاتھوں کی تراش خراش سے مجسمے بنائے جاتے تھے اب مشینوں کے ذریعہ پلاسٹک اور دوسری اجناس کے مجسمے ڈھال لیے جاتے ہیں تو کیا اب وہ جائز ہو جائیں گے؟

فوٹو کے متعلق اسلام کا منشاء یہ ہے کہ کسی بھی جاندار کی صورت اور شبیہ کو مستقل طور پر محفوظ کر لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ہمیشہ جانداروں کی تصویریں شرک اور فتنہ کی موجب بنتی رہی ہیں اب بھی ہندوستان اور بعض دوسرے ممالک میں تصویروں اور بتوں کی پوجا ہوتی ہے، ہندوستان میں گاندھی کی تصویر کی تعظیم اور تکریم ہوتی ہے، روس میں سٹالن کی تصویر کی تعظیم کی جاتی ہے، پاکستان کے تمام دفاتر، اسمبلیوں اور سفارت خانوں میں بڑے سائز کی قائد اعظم کی تصویر تعظیماً اونچی جگہ پر آویزاں کی جاتی ہے، اس لیے اصل فتنہ صورت کے محفوظ کرنے میں ہے، خواہ صورت کو سنگ تراشی سے محفوظ کیا جائے قلم کاری سے یا فوٹو گرافی سے، جس طریقہ سے بھی تصویر کو حاصل اور محفوظ کر لیا جائے گا اس سے حاصل شدہ تصویر ناجائز اور حرام ہوگی اور بت تراشی، مصوری اور فوٹو گرافی میں جواز اور عدم جواز کا فرق کرنا صحیح نہیں ہے۔

تصویر کی حرمت کا اصل منشاء غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت ہے، اگر لوگ فوٹو گراف کی تعظیم اور عبادت شروع کر دیں تو کیا وہ تعظیم اور عبادت ناجائز نہیں ہوگی؟ جب کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے قومی لیڈروں اور پیروں کے فوٹوؤں کی ہر ملک میں بالفعل تعظیم کی جاتی ہے اور غیر اللہ کی عبادت کا منشاء صورت اور شبیہ ہے، خواہ وہ سنگ تراشی سے حاصل ہو، قلم کاری سے یا فوٹو گرافی سے اس لیے جس طرح پتھر کا مجسمہ بنانا اور قلم اور برش سے تصویر بنانا حرام ہے اسی طرح کیمرے سے فوٹو بنانا بھی حرام (یعنی مکروہ تحریمی) ہے۔

تاہم بعض تمدنی، عمرانی اور معاشی امور کے لیے فوٹو ناگزیر ہے، مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ویزا، ڈومی سائل، امتحانی فارم، ڈرائیونگ لائسنس اور اس نوع کے دوسرے امور میں فوٹو کی لازمی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے دین میں تنگی نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] الفتاویٰ الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج، ص ۲۴۹۸، مطبوعہ قاہرہ مصر، ۱۴۰۲ھ

وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔
(حج: ۷۸)

اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں تنگی نہیں کی۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر
(بقرہ: ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور مشکل کا ارادہ نہیں کرتا۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ [1]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ ہے جو حق ہو اور آسان اور سہل ہو۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الدین یسر۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین آسان ہے۔

عن انس بن مالک یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا۔ [3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر آسانی کرو اور ان کو مشکل میں نہ ڈالو۔

اسلام میں جاندار چیزوں کی تصاویر بنانے کی ممانعت ہے اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانے کی اجازت ہے، اس لیے انسان کی صرف سینے تک کی تصویر بنانا جائز ہے کیونکہ کوئی انسان بغیر پیٹ کے زندہ نہیں رہ سکتا، اور جن تمدنی اور معاشی امور میں تصویر کی ضرورت پڑتی ہے (مثلاً شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ) ان میں اس قسم کی آدھی تصویر ہی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے اس قسم کی ضروریات میں بغیر پیٹ کے سینہ تک کی آدھی تصویر کھنچوانا جائز ہے، البتہ بلاضرورت شوقیہ فوٹوگرافی مکروہ ہے، اور تعظیم و تکریم کے لیے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے۔

ہم نے جو آدھی تصویر کو جائز کہا ہے اس کی اصل حدیث یہ ہے:

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال استاذن جبرائیل علیہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادخل فقال کیف ادخل وفی بیتک ستر فیہ تصاویر فاما ان تقطع رؤسھا او تجعل بساطا یوطا فانا معشر الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ تصاویر [4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا آجاؤ! انھوں نے کہا میں کیسے آؤں درآں حالیکہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں، پس یا تو آپ ان تصویروں کے سر کاٹ دیں یا اس پردہ کو پیروں تلے روندی جانے والی چادر بنادیں کیونکہ ہم گروہ ملائکہ

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[2] 〃 〃 〃 صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰، 〃 〃
[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[4] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۶۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

فاما لو کانت ممتھنة او غیر ممتھنة لکنھا غیرت من ھیئتھا اما قطعھا من نصفھا او بقطع راسھا فلا امتناع۔[۱]

اور اگر تصویر کو ذلت کے ساتھ رکھا جائے یا بغیر ذلت کے رکھا جائے لیکن اس کی ہیئت کو متغیر کر دیا جائے یا تو وہ تصویر آدھی کاٹ دی جائے یا اس کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر کوئی امتناع نہیں ہے۔

نیز علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

علامہ ابن عربی (مالکی) نے کہا ہے کہ تصویر بنانے کے حکم میں خلاصہ یہ ہے کہ جسم والی تصویر بنانا تو بالاجماع حرام ہے، اور اگر تصویر مرتسم یا مرقوم ہو (یا مطبوع ہو) تو اس میں چار قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ مطلقاً جائز ہے جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تصویر کپڑے پر بنی ہوئی ہو اس کا حکم مستثنیٰ ہے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۱) دوسرا قول یہ ہے کہ تصویر بنانا مطلقاً ممنوع ہے حتیٰ کہ قلم سے بنائی ہوئی تصویر بھی ممنوع ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر تصویر میں مکمل ہیئت اور شکل ہو تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کاٹ دیا جائے یا اس کے اجزاء متفرق ہوں تو پھر جائز ہے، علامہ ابن عربی نے کہا یہ قول زیادہ صحیح ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ اگر تصویر کو نیچے بچھایا جائے اور ذلت کے ساتھ رکھا جائے تو پھر جائز ہے اور اگر تصویر کو لٹکایا جائے تو پھر ناجائز ہے۔[۲]

مصر کے بعض علماء لکھتے ہیں:

ہمارے علماء نے یہ تصریح کی ہے کہ جاندار کا فوٹوگراف اگر بڑا ہو اور اس میں اس کے تمام اعضاء مکمل ہوں تو اس کا بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر فوٹوگراف چھوٹا ہو جس میں غور سے دیکھے بغیر اعضاء کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے، یا فوٹو تو بڑا ہو لیکن اس میں وہ اعضاء نہ ہوں جن کے بغیر حیات ناگزیر ہے تو اس فوٹوگراف کا بنانا مکروہ نہیں ہے۔[۳]

علامہ نور اللہ بصیر پوری (فقیہ العصر) لکھتے ہیں:

حج کے لیے عازم حج کے پورے جسم کا فوٹو ضروری نہیں بلکہ چہرے یا قدرے زائد کا فوٹو حکومت نے مصالح انتظامیہ کے لیے ضروری قرار دیا ہے، چنانچہ عموماً پاسپورٹوں پر ایسے ہی فوٹو چسپاں کیے جاتے ہیں جو نصف سینہ تک کے ہوتے ہیں حالانکہ انسان نصف سینہ یا سینہ کے نیچے سے کاٹ دیا جائے تو زندہ نہیں رہ سکتا، لہٰذا یہ فوٹو ایسے جسم کا فوٹو ہوگا جو شجر و حجر کی طرح بے جان ہے۔ (الی قولہ) بہر حال ان ارشادات کی روشنی میں حج فرض وغیرہ کے لیے، ایسے فوٹو کی اجازت ہے جو جسم کے ایسے حصّہ کا ہو جو صرف اتنا ہی زندہ نہ رہ سکتا ہو، (الی قولہ) ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ بلاضرورت فوٹو نہ کھنچوائے جائیں۔[۴]

---

[۱] علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ

[۲] " " " " ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۱،

[۳] الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۴ ص ۱۲۸۰، مطبوعہ قاہرہ مصر، ۱۴۰۱ھ

[۴] علامہ نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاوی نوریہ ج ۲ ص ۱۷۱-۱۶۹، مطبوعہ گنج شکر پرنٹرز لاہور، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۸ھ

حدیث صحیح اور اقوال فقہاء کی روشنی میں یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ تمدنی اور معاشی ضروریات کے لیے آدمی تصویر کھنچوانا جائز ہے، اور بلا ضرورت محض شوقیہ فوٹو گرافی ایک مکروہ عمل ہے اور کسی کی تنظیم اور تکریم کے لیے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے، تصویر کے مسئلہ میں بھی میں مدت العمر غور کرتا رہا ہوں اور آخر کار مجھ پر جو بات واضح ہوئی وہ یہی ہے، اگر یہ حق و صواب ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو میری فہم کا قصور اور مطالعہ کی کمی ہے، اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول صلے اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین۔

بَابُ ۴۵ كَرَاهَةِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

سفر میں گھنٹی اور کتا رکھنے کی ممانعت

۵۴۳۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (رحمت کے) فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ کتا یا گھنٹی ہو۔

۵۴۳۲ - وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ) كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں۔

۵۴۳۳ - وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔

سفر میں کتا یا گھنٹی رکھنے کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں کتا یا گھنٹی رکھنا مکروہ ہے، اور جس مسافر کے پاس کتا یا گھنٹی ہو اس کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے، اس سے مراد یہ ہے کہ رحمت اور استغفار کے فرشتے نہیں ہوتے ورنہ کراماً کاتبین بیت الخلاء اور وقت جماع کے علاوہ ہر وقت ساتھ رہتے ہیں، کتے کے ساتھ فرشتوں کے نہ رہنے کی وجہ باب سابق میں گذر چکی ہے اور گھنٹی کے ساتھ فرشتوں کے نہ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ناقوس کے مشابہ ہے، یا مزامیر شیطان سے ہونے کی وجہ

سے گھنٹی کی آواز مکروہ ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک گھنٹی کی آواز مکروہ تنزیہی ہے اور بعض شام کے متقدمین علماء نے کہا ہے کہ بڑی گھنٹی کی آواز مکروہ ہے اور چھوٹی گھنٹی کی آواز مکروہ نہیں ہے۔ [1]

بَابُ ۴۶ كَرَاهَةِ قِلَادَةِ الْوَتَرِ فِي رَقَبَةِ الْبَعِيرِ

اونٹ کی گردن میں تانت کا ہار ڈالنے کی ممانعت

۵۴۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ قَالَ مَالِكٌ أُرَى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ۔

حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد بھیجا، عبداللہ بن ابوبکر کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ انھوں نے کہا لوگ اپنی سونے کی جگہوں میں تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے اونٹ کی گردن سے تانت کا ہار یا فرمایا ہار کاٹ دیا جائے، امام مالک کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے وہ لوگ نظر لگنے کے ڈر سے یہ ہار ڈالتے تھے۔

اونٹ کی گردن میں ہار ڈالنے کی ممانعت کی وضاحت

علامہ نووی فرماتے ہیں یہ ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو نظر سے بچانے کے لیے اونٹ کے گلے میں ہار ڈالے، اور جو شخص زینت یا اور کسی وجہ سے اونٹ کے گلے میں ہار ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اونٹ یا اسی طرح دوسرے حیوان اور انسانوں کے گلے میں نظر کے ضرر سے بچانے کے لیے ہار ڈالے جائیں یا نہیں، بعض علماء نے حاجت سے پہلے ہار ڈالنے سے منع کیا اور بعض علماء نے کہا جب نظر لگ جائے تو ہار ڈالنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے اس کو دوا پر قیاس کر کے مطلقاً جائز کہا، علامہ ابوعبید نے کہا پہلے لوگ اونٹ کے گلے میں اس لیے ہار ڈالتے تھے کہ نظر نہ لگے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہار اتارنے کا حکم دیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ نظر سے بچانے میں ہار کا کوئی دخل نہیں ہے۔ [2]

☆

بَابُ ۴۷ النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْحَيَوَانِ فِي وَجْهِهِ وَوَسْمِهِ فِيهِ

جانوروں کے منہ پر مارنے اور منہ کو داغنے کی ممانعت

۵۴۳۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲، " " " "

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا۔

۵۴۳۶۔ وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، یہ حدیث بھی مثل سابق ہے۔

۵۴۳۷۔ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، آپ نے فرمایا جس نے اسے داغا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

۵۴۳۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ نَاعِمًا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ وَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا مَوْسُومَ الْوَجْهِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا أَسِمُهُ إِلَّا فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنَ الْوَجْهِ فَأَمَرَ بِحِمَارٍ لَهُ فَكُوِيَ فِي جَاعِرَتَيْهِ فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كَوَى الْجَاعِرَتَيْنِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا، آپ نے اس کو برا فعل قرار دیا، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں صرف اس عضو کو داغتا ہوں جو چہرے سے بہت دور ہو پھر آپ نے اپنے گدھے کو داغنے کا حکم دیا، سو اس کی سرین کو داغا گیا، اور سب سے پہلے آپ نے ہی (جانور کی) سرین کو داغا تھا۔

چہرہ پر مارنے اور داغ کر علامت لگانے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہر جاندار کے چہرے پر مارنا ممنوع ہے، خواہ انسان کا چہرہ ہو یا حیوان کا، لیکن انسان کے چہرے پر مارنا خصوصیت کے ساتھ ممنوع ہے، کیونکہ وہ تمام محاسن کا مجموعہ ہے نیز وہ جسم کا سب سے لطیف عضو ہے اور اس پر ضرب کا اثر زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور چہرہ پر داغ لگانا بالاجماع ممنوع ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے، اور انسان کے چہرے کو داغنا حرام ہے، اولاً تو انسان کا چہرہ مکرم ہے، ثانیاً اس لیے کہ داغ لگا کر انسان کے چہرے پر کسی علامت بنانے کی کوئی حاجت نہیں ہے، لہٰذا اس کو داغنے کی تکلیف پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور حیوانات کو داغنے کے متعلق ہمارے فقہاء شافعیہ کی ایک جماعت نے کراہت کے قول کو اختیار کیا ہے، اور فقہاء شافعیہ میں سے علامہ بغوی نے کہا کہ یہ ناجائز ہے اور اس قول سے تحریم کی طرف اشارہ کیا اور یہ قول...

کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے داغ لگانے والے پر لعنت کی ہے اور لعنت تحریم کا تقاضا کرتی ہے حیوان کے چہرے کے علاوہ اس کے کسی اور عضو پر داغ سے علامت لگانا ہمارے نزدیک بلا اختلاف جائز ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے اونٹوں میں یہ علامت لگانا مستحب ہے، ان کے علاوہ دوسرے حیوانات میں داغ سے علامت لگانا مستحب ہے نہ ممنوع ہے۔

بَابُ ۴۸ جَوَازِ وَسْمِ الْحَيَوَانِ غَيْرِ الْآدَمِيِّ فِي غَيْرِ الْوَجْهِ

حیوانوں کے منہ کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ کو داغنے کا جواز

۵۴۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِي يَا أَنَسُ انْظُرْ هَذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ قَالَ فَغَدَوْتُ فَإِذَا هُوَ فِي الْحَائِطِ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ جَوْنِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ام سلیم کے ہاں بچہ پیدا ہوا، تو انھوں نے مجھ سے کہا اے انس! اس بچہ کا دھیان رکھو، یہ کوئی چیز کھانے نہ پائے حتیٰ کہ صبح تم اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور آپ بطور گھٹی کوئی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں صبح آیا اس وقت آپ (قبیلہ جونیہ کی چادر اوڑھے ہوئے باغ میں تھے، اور فتح مکہ میں جو اونٹ حاصل ہوئے تھے آپ ان کو داغ رہے تھے۔

۵۴۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ أَنَّ أُمَّهُ حِينَ وَلَدَتِ انْطَلَقُوا بِالصَّبِيِّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ قَالَ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِرْبَدٍ يَسِمُ غَنَمًا قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ عِلْمِي أَنَّهُ قَالَ فِي آذَانِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی ماں کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ لوگ گھٹی کے لیے اس بچہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑہ میں بکریوں کو داغ رہے تھے، شعبہ کہتے ہیں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ حضرت انس نے کہا تھا کہ آپ بکریوں کے کانوں کو داغ رہے تھے۔

۵۴۴۱ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرْبَدًا وَهُوَ يَسِمُ غَنَمًا قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ فِي آذَانِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس باڑہ میں گئے اس وقت آپ بکریوں کو داغ رہے تھے، راوی نے کہا کہ بکریوں کے کانوں میں داغ رہے تھے۔

۵۴۴۲ - وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَيَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ كُلُّهُمْ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۵۴۴۳ - حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِيْسَمَ وَهُوَ يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں داغ کر علامت بنانے کا ایک آلہ دیکھا، آپ صدقہ کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔

حیوانوں کے جسم کو داغ کر علامت بنانے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس سے پہلے باب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ انسان کے جسم کو داغ کر علامت بنانا حرام ہے اور جانوروں کے چہرے کو داغ کر علامت بنانا ممنوع ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے اونٹوں میں چہرے کے علاوہ باقی اعضاء کو داغ کر علامت بنانا مستحب ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے سوا دوسرے جانوروں میں منہ کے علاوہ باقی اعضاء پر داغ کر علامت بنانا مستحب ہے نہ ممنوع۔ اور مستحب یہ ہے کہ بکریوں کے کانوں میں داغا جائے اور اونٹ اور گائے کی رانوں کی جڑ میں داغا جائے کیونکہ سخت جگہ میں جانوروں کو درد کم ہوگا اور اس جگہ بال کم ہوتے ہیں تو داغ کا اثر باقی رہے گا۔

داغ کے ذریعہ علامت بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ بعض حیوان بعض سے ممتاز ہو جاتے ہیں اور مستحب یہ ہے کہ جزیہ اور زکوٰۃ کے اونٹوں میں الگ الگ علامت بنائی جائے، امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ بکریوں کا نشان سب سے کم بنایا جائے اور گائے کا نشان اونٹ کے نشان سے کم بنایا جائے، تمام صحابہ اور جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے، ابن الصباغ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ صحابہ کا اس پر اجماع ہے، امام ابوحنیفہ نے جانور کے داغنے کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے جانور عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ مثلہ بھی ہے اور احادیث میں مثلہ سے منع کیا گیا ہے، اور جمہور فقہاء کا استدلال ان احادیث سے ہے جن کو امام مسلم اور دیگر محدثین نے ذکر کیا ہے اور حضرت عمر اور دیگر صحابہ سے بھی اس سلسلہ میں آثار مروی ہیں، نیز بسا اوقات جانور اپنے توحش کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں تو ان علامتوں کی وجہ سے ان کو پہچان کر پکڑ کے لایا جا سکتا ہے اور جن احادیث میں مثلہ کی ممانعت ہے وہ عام ہیں اور جانوروں کو داغنا اس عموم سے مستثنیٰ ہے اور استثناء کی دلیل یہ احادیث ہیں، اور خاص کو عام پر مقدم کرنا واجب ہے۔ [۱]

امام ابوحنیفہ کی طرف سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مثلہ سے ممانعت والی احادیث تحریم پر دلالت کرتی ہیں اور یہ احادیث اباحت پر دلالت کرتی ہیں اور جب تحریم اور اباحت میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کو دی جاتی ہے، نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہو۔

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سادہ اور متواضع تھے اور اپنے کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے حتیٰ کہ جانوروں کو خود داغ لیا کرتے تھے، نیز یہ کہ مسلمانوں کو اپنے جانوروں اور دیگر اموال کی حفاظت

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ نور محمد کراچی، ۱۳۷۵ھ

کے لیے استعمال کرنا چاہیے، ان احادیث میں بچوں کو گھٹی دینے کا بھی جواز ہے اور یہ کہ کسی بابرکت اور بزرگ شخص سے گھٹی دلوانی چاہیے۔

باب ۷۹ کراھۃ القزع

سر پر کچھ بال رکھنے اور کچھ کٹانے کی ممانعت

۵۴۴۴- حدثنی زھیر بن حرب حدثنی یحیی (یعنی ابن سعید) عن عبید اللہ اخبرنی عمر بن نافع عن ابیہ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن القزع قال قلت لنافع وما القزع قال یحلق بعض راس الصبی و یترک بعض۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا، میں نے نافع سے پوچھا: قزع کیا ہے؟ انھوں نے کہا بچے کے سر کے بعض حصہ کو منڈایا جائے اور بعض حصہ کو ترک کر دیا جائے۔

۵۴۴۵- حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابو اسامۃ ح وحدثنا ابن نمیر حدثنا ابی قالا حدثنا عبید اللہ بھذا الاسناد وجعل التفسیر فی حدیث ابی اسامۃ من قول عبید اللہ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اور اس میں قزع کی تفسیر کو عبید اللہ کا قول قرار دیا ہے۔

۵۴۴۶- وحدثنی محمد بن المثنی حدثنا عثمان بن عثمان الغطفانی حدثنا عمر بن نافع ح وحدثنی امیۃ بن بسطام حدثنا یزید (یعنی ابن زریع) حدثنا روح عن عمر بن نافع باسناد عبید اللہ مثلہ والحقا التفسیر فی الحدیث۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں اور دونوں راویوں نے اس حدیث کے ساتھ قزع کی تفسیر بھی بیان کی۔

۵۴۴۷- وحدثنی محمد بن رافع وحجاج بن الشاعر وعبد بن حمید عن عبد الرزاق عن معمر عن ایوب ح وحدثنا ابو جعفر الدارمی حدثنا ابو النعمان حدثنا حماد بن زید عن عبد الرحمن السراج کلھم عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

قزع کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر سر کے بالوں کو مختلف جگہوں سے کاٹا جائے اور درمیان میں جگہ چھوڑ دی جائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر علاج کی وجہ سے اس کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، امام مالک اس کو لڑکی اور لڑکے دونوں کے حق میں مکروہ کہتے ہیں، بعض مالکی فقہاء نے کہا ہے کہ

گدی کے کچھ بالوں کو بطور قزع کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور فقہاء شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مردوں اور عورتوں کے لیے مطلقاً مکروہ ہے، کیونکہ حدیث میں عموم ہے، علماء نے کہا ہے کہ اس کے مکروہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں خلقت کو بگاڑنا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ بُرے لوگوں کی روش ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہود کی مشابہت ہے، سنن ابوداؤد کی ایک روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ [۱]

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ وَإِعْطَاءِ الطَّرِيقِ حَقَّهُ

راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت اور راستوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید

۵۴۴۸ - حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّهُ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو! اصحاب نے کہا: یا رسول اللہ! ہمیں اپنی مجلسوں میں بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں! ہم وہاں بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم (راستہ میں) بیٹھے بغیر نہ مانو، تو راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے عرض کیا: راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہیں پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

۵۴۴۹ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ ح وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ -

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

راستوں پر بیٹھنے کے آداب اور احکام

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں اور اس کے احکام اور مسائل بالکل ظاہر ہیں اس حدیث کی رو سے راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرنا چاہیے، اور تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے میں غیبت اور بدگمانی سے اجتناب کرنا اور گذرنے والوں کو حقیر جاننا اور راستہ کو تنگ کرنا بھی داخل ہے، اسی طرح اگر بیٹھنے والوں سے گذرنے والے خوف زدہ ہوتے ہیں یا ان کے وہاں پر بیٹھنے کی وجہ سے وہ وہاں سے گذر نہ سکیں تو یہ بھی تکلیف دہ امور میں داخل ہے۔ [۲]

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۴

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

راستہ پر بیٹھنے والوں کے بارے میں دیگر احادیث ——— میں جو ہدایات دی گئی ہیں، ان سے اس سلسلہ میں چودہ احکام حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ بکثرت سلام کرنا (۲) احسن طریقہ سے کلام کرنا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) سلام کا جواب دینا (۵) نیکی کا جواب نیکی سے دینا (۶) بوجھ اٹھانے میں کسی کی مدد کرنا (۷) مظلوم کی مدد کرنا (۸) فریادی کی داد رسی کرنا (۹) جس کو راستہ معلوم نہ ہو اس کو راستہ بتانا (۱۰) حیران اور سرگشتہ کو ہدایت دینا (۱۱) نیکی کا حکم دینا (۱۲) برائی سے روکنا (۱۳) نظر جھکا کر رکھنا (۱۴) اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنا۔

اس حدیث میں نظر جھکانے کا جو حکم دیا ہے اس کی علت یہ ہے کہ اجنبی اور جوان عورتوں کے فتنہ سے بچنا لازم ہے اور ان کی طرف دیکھنے سے جس فتنہ کا خطرہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوان عورتوں کو راستوں اور شاہراہوں پر بے حجاب اور بے پردہ نہیں جانا چاہیے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اور مسلمانوں کے بعض حقوق ایسے ہیں جن کی ادائیگی صرف راستہ پر بیٹھنے سے لازم آتی ہے اور گھر میں بیٹھے رہنے کی صورت میں وہ احکام عائد نہیں ہوتے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ بری چیزوں کے دیکھنے سے اپنے آپ کو بچائے اور خود کو فتنہ میں نہ ڈالے اور اپنے اوپر اس چیز کو لازم نہ کرے جس کی طاقت نہیں رکھتا، انہی امور کی وجہ سے شارع علیہ السلام نے راستہ پر بیٹھنے سے اجتناب کرنے کو مستحسن قرار دیا، اور جب صحابہ نے راستہ پر بیٹھنے کی ضرورت کو بیان کیا تو پھر آپ نے اس کے آداب اور احکام بیان کیے اور ان آداب اور احکام کے لیے دوسری احادیث میں بھی شواہد ہیں، افشاء سلام اور حسن کلام کے متعلق حضرت ابوشریح ہانی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں من موجبات الجنۃ اطعام الطعام وافشاء السلام وحسن الکلام "کھانا کھلانا، بکثرت سلام کرنا اور حسن کلام (اچھی باتیں کرنا) ان امور میں سے ہیں جو جنت کو واجب کرتی ہیں، اور حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: فی الجنۃ غرف لمن اطاب الکلام "جو شخص شیریں گفتار ہو اس کے لیے جنت میں بالاخانہ ہے" اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آگ سے بچو، خواہ ایک کھجور کے ٹکڑے کو صدقہ کرنے کے سبب سے، اور جو یہ بھی صدقہ نہ کر سکے تو وہ ایک میٹھی بات کر کے جہنم کی آگ سے بچے، اور چھینک اور سلام کا جواب دینے کے متعلق یہ حدیث ہے: امام مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مسلم پر اپنے بھائی کے پانچ حقوق واجب ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) چھینک کا جواب دینا (۳) دعوت قبول کرنا (۴) مریض کی عیادت کرنا (۵) جنازہ کے ساتھ جانا۔ اور مظلوم کی مدد کے متعلق امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھ چیزوں کا حکم دیا ہے: مریض کی عیادت کرنا (۲) جنازہ کے ساتھ جانا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) کمزور کی مدد کرنا (۵) مظلوم کی مدد کرنا (۶) بکثرت سلام کرنا اور بوجھ اٹھانے کے متعلق یہ حدیث ہے، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: انسان کے ہر ہر جوڑ کی طرف سے اس پر صدقہ کرنا لازم ہے، اسی حدیث میں ہے کسی شخص کی اس کی سواری پر سوار ہونے میں مدد کرے اور اس کا سامان اٹھا کر اس کی سواری پر رکھے تو یہ بھی صدقہ ہے اور فریادی کے متعلق یہ حدیث ہے: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے: و یعین ذا الحاجۃ الملھوف۔ "ضرورت مند فریادی کی مدد کرے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت

کرتے ہیں: واللہ یحب اغاثۃ اللھفان " اللہ تعالیٰ فریادی کی مدد کو پسند کرتا ہے" اس کی سند ضعیف ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث مروی ہے جو اس کے لیے شاہد ہے، اور راستہ بتانے کے متعلق یہ حدیث ہے: امام ترمذی اور امام ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: کسی شخص کی رہنمائی کرنا بھی صدقہ ہے، اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے متعلق بہت زیادہ احادیث مروی ہیں، اور تکلیف دہ چیز کو دور کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس چیز کو دور کرے جو گذرنے والوں کے لیے تکلیف دہ ہو بایں طور کہ اس طرح نہ بیٹھے جس سے ان پر راستہ تنگ ہو جائے، یا کسی گھر کے دروازہ پر اس طرح نہ بیٹھے جس سے آنے والے کو تکلیف ہو، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کو تکلیف پہنچانے سے احتراز کرنا بھی صدقہ ہے، نگاہیں نیچی رکھنے کے متعلق قرآن مجید میں صریح حکم ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم (النور: ۳۰)

آپ مومنین سے کہیں کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اور ذکر الٰہی کی کثرت کے متعلق بہ کثرت آیات اور احادیث ہیں، قرآن مجید میں ہے:

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ (جمعہ: ۱۰)

اور اللہ کو بہ کثرت یاد کرو تاکہ تم کامیابی حاصل کر سکو۔

بَابُ تَحْرِيْمِ فِعْلِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ

مصنوعی بال لگانے، لگوانے، گودنے، گدوانے اور پلکوں کے بال نوچنے، نچوانے، دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے کی ممانعت

۵۴۵۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيَ ابْنَةً عُرَيِّسًا أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا أَفَأَصِلُهُ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری لڑکی دلہن بنی ہے اور اس کو چیچک نکل آئی ہے، جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ بال ملا کر پیوند کر دوں؟ آپ نے فرمایا: بال جوڑنے اور بال جڑوانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

۵۴۵۱ - حَدَّثَنَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ وَعَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں بیان کی ہیں، وکیع اور شعبہ کی روایت میں فتمرط شعرھا کے الفاظ ہیں۔

عَمْرٌو النَّاقِدُ اَخْبَرَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ غَيْرَ اَنَّ وَكِيْعًا وَشُعْبَةَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا فَتَمَرَّطَ شَعْرُهَا۔

۵۴۵۲۔ **وَحَدَّثَنِيْ** اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ زَوَّجْتُ ابْنَتِيْ فَتَمَرَّقَ شَعَرُ رَاْسِهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحْسِنُهَا اَفَاَصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَنَهَاهَا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہوکر عرض کیا: میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے، اس کے بال جھڑ گئے ہیں، اس کا شوہر بالوں کو پسند کرتا ہے، یا رسول اللہ! کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ دوسرے بال پیوند نہ کردوں؟ آپ نے اس سے منع فرمایا۔

۵۴۵۳۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ وَحَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جَارِيَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَاَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَرَّطَ شَعْرُهَا فَاَرَادُوْا اَنْ يَّصِلُوْهُ فَسَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَلَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی اور وہ بیمار ہوگئی جس سے اس کے بال جھڑ گئے لوگوں نے اس کے بالوں میں پیوند کرانے کا ارادہ کیا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا، آپ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی پر لعنت فرمائی۔

۵۴۵۴۔ **حَدَّثَنِيْ** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَافِعٍ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَةً لَهَا فَاشْتَكَتْ فَتَسَاقَطَ شَعْرُهَا فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجَهَا يُرِيْدُهَا اَفَاَصِلُ شَعَرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُعِنَ الْوَاصِلَاتُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کی پھر وہ لڑکی بیمار ہوگئی اور اس کے بال جھڑ گئے وہ عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کا خاوند اس (کو بلانے) کا قصد کرتا ہے، کیا میں اس کے بالوں کو جوڑ لگا دوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوڑ لگانے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۵۴۵۵۔ **وَحَدَّثَنِيْهِ** مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ لُعِنَ الْمَوْصِلَاتُ۔

اس میں بھی ہے کہ جوڑ لگانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۵۴۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جوڑ لگانے والی، جوڑ لگوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت کی ہے۔

۵۴۵۷ - وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حسب سابق روایت کی ہے۔

۵۴۵۸ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ) أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِيْ أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَمَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُّهُ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنِّيْ أَرٰى شَيْئًا مِّنْ هٰذَا عَلٰى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گودنے والیوں، گدوانے والیوں، بالوں کو نوچنے والیوں، نچوانے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے، یہ حدیث بنو اسد کی ایک عورت تک پہنچی جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا، وہ قرآن مجید پڑھتی تھی، اس نے حضرت ابن مسعود کے پاس آکر کہا میرے پاس آپ کی یہ کیسی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور بال نوچنے والی، اور حسن کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت (بناوٹ) کو تبدیل کرنے والی پر لعنت کی ہے؟ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ نے لعنت کی ہے، حالانکہ وہ لعنت اللہ کی کتاب میں ہے، اس عورت نے کہا میں نے تو پورا قرآن مجید پڑھا ہے میں نے تو اس میں یہ لعنت نہیں دیکھی، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اگر تم قرآن مجید کو پڑھتیں تو ضرور اس لعنت کو پاتیں، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے (ترجمہ:) اور رسول تم کو جو (احکام) دیں ان کو مانو، اور جن کاموں سے تم کو روکیں ان سے باز رہو،

امْرَأَتِكَ الْآنَ قَالَ اذْهَبِي فَانْظُرِي قَالَ فَدَخَلَتْ عَلَى امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمْ تَرَ شَيْئًا فَجَاءَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا فَقَالَ أَمَا لَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ نُجَامِعْهَا ۔

اس عورت نے کہا میرا خیال ہے کہ ان ممنوعہ کاموں میں سے کچھ کاموں کو تو آپ کی زوجہ بھی کرتی ہیں، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: جاؤ جاکر دیکھ لو، وہ عورت حضرت عبد اللہ کی زوجہ کے پاس گئی تو وہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھی، پھر آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی، میں نے ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھی، حضرت ابن مسعود نے فرمایا اگر وہ ان ممنوعہ کاموں کو کرتی تو ہم اس سے مجامعت نہ کرتے۔

۵۴۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ (وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهِلٍ) كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ جَرِيْرٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيْثِ سُفْيَانَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَفِي حَدِيْثِ مُفَضَّلٍ الْوَاشِمَاتِ وَالْمَوْشُوْمَاتِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، سفیان کی روایت میں واشمات اور مستوشمات ہے اور مفضل کی روایت میں واشمات اور موشومات ہے۔

۵۴۶۰ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ الْحَدِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَرَّدًا عَنْ سَائِرِ الْقِصَّةِ مِنْ ذِكْرِ أُمِّ يَعْقُوْبَ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے، اس میں ام یعقوب کے ذکر کو ترک کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۱ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۲ - وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ زَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئًا ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے بالوں میں بالوں کا پیوند کرانے سے منع فرمایا ہے۔

۵۴۶۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ۔

حمید بن عبد الرحمان بن عوف بیان کرتے ہیں کہ جس سال حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما نے حج کیا، اس سال حضرت معاویہ نے منبر پر بیٹھ کر بالوں کا ایک چٹلا لیا جو ان کے غلام کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ایسے چٹلوں سے منع فرماتے تھے، اور فرمایا جب بنو اسرائیل کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کیے تو وہ ہلاک ہو گئے۔

۵۴۶۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ إِنَّمَا عُذِّبَ بَنُو إِسْرَائِيلَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں، البتہ معمر کی حدیث میں یہ ہے کہ بنو اسرائیل کو عذاب دیا گیا۔

۵۴۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَنَا وَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُهُ إِلَّا الْيَهُودَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّورَ۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آ کر خطبہ دیا اور بالوں کا ایک گچھا نکال کر فرمایا: مجھے یہ گمان کبھی نہ تھا کہ یہود کے سوا کوئی شخص اس قسم کے چٹلے بناتا ہو گا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے اس کو جھوٹی زیبائش قرار دیا۔

۵۴۶۶ - وَحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا أَخْبَرَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ زِيَّ سُوءٍ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الزُّورِ قَالَ وَجَاءَ رَجُلٌ بِعَصًا عَلَى رَأْسِهَا

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے ایک دن فرمایا، تم لوگوں نے بری پوشش اختیار کر لی ہے! اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ سے منع فرمایا ہے، پھر ایک شخص ایسی لاٹھی لیے ہوئے آیا جس کے سرے پر ایک چیتھڑا تھا حضرت معاویہ نے کہا سنو! یہی جھوٹ ہے، قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہا یعنی عورتیں کپڑے باندھ کر اپنے بالوں کو

خِرْقَۃً قَالَ مُعَاوِیَۃُ اَلَا وَھٰذَا الزُّوْرُ قَالَ قَتَادَۃُ يَعْنِي مَا يُكَثِّرُ بِهِ النِّسَاءُ اَشْعَارَهُنَّ مِنَ الْخِرَقِ۔ لمبا کر لیتی ہیں۔

مصنوعی بال لگانے، گدوانے اور چٹلا وغیرہ لگانے کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنے پر صراحۃً لعنت کی گئی ہے اور یہی ظاہر اور مختار ہے، اور ہمارے اصحاب نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر عورت انسان کے بالوں کے ساتھ اپنے بالوں کو جوڑے تو یہ بالاتفاق حرام ہے، خواہ مرد کے بالوں کو جوڑے یا عورت کے، خواہ وہ مرد اس کا محرم ہو، خاوند ہو یا کوئی اور شخص ہو، کیونکہ احادیث میں عموم ہے، نیز اس لیے کہ انسان کے بالوں اور اس کے باقی اجزاء سے اس کی کرامت کی وجہ سے انتفاع حرام ہے اس لیے انسان کے بالوں، ناخنوں اور اس کے باقی اجزاء کو دفن کر دیا جائے گا، اور اگر عورت نے اپنے بالوں کے ساتھ غیر انسان کے بالوں کو پیوند کیا تو اگر اس کے بال نجس ہیں (مثلاً مردہ جانور کے بال یا حرام جانور کے بال) تو وہ بھی از روئے حدیث حرام ہیں، نیز اس وجہ سے کہ وہ نماز کی حالت اور عام حالات میں عمداً حامل نجاست ہو گی، اور اس حکم میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے، اور اگر غیر انسان کے بال پاک ہوں تو اگر اس عورت کا خاوند یا مالک موجود نہیں ہے تو یہ پھر بھی حرام ہے، اور اگر اس کا خاوند ہے تو پھر اس کی تین صورتیں ہیں، (اول) یہ ظاہر احادیث کی بناء ناجائز ہے۔ (الثانی) یہ حرام نہیں ہے، (الثالث) زیادہ صحیح یہ ہے کہ اگر اس نے اپنے مالک یا خاوند کی اجازت سے بالوں کو پیوند کیا تو جائز ہے ورنہ حرام ہے، اور عورت کا چہرے پر سرخی لگانے اور بالوں پر سیاہ خضاب لگانے اور مہندی سے پوروں کو رنگنے کا حکم یہ ہے کہ: اگر اس کا خاوند یا مالک نہ ہو یا خاوند اور مالک ہو اور اس نے ان کی اجازت کے بغیر یہ بناؤ سنگھار کیا ہو تو یہ حرام ہے اور اگر ان کی اجازت سے کیا ہو تو پھر صحیح مذہب کے مطابق جائز ہے، یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے (خاوند کی اجازت سے میک اپ کرنا اس لیے جائز ہے کہ خاوند کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو اس کی بیوی حسین معلوم ہو اور بیوی کا حسن، خوبصورتی اور جاذبیت اس کے ساتھ مباشرت کی محرک ہوتی ہے اور غیر شادی شدہ لڑکی کا بننا سنورنا اور میک اپ کرنا اجنبی مردوں کی شہوت اور سفلی جذبات کو بھڑکانے کے لیے ہوتا ہے اس لیے جائز نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہٗ)

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ: اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام مالک، امام طبری اور جمہور فقہاء نے کہا کہ بالوں کے ساتھ کسی چیز کو بھی پیوند کرنا جائز نہیں ہے، خواہ اس نے بالوں کو بالوں کے ساتھ پیوند کیا ہو، اون کے ساتھ پیوند کیا ہو یا کپڑے کے ساتھ، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس کو امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر کے بالوں کے ساتھ کسی چیز کو پیوند کرنے سے منع کیا ہے، اور لیث بن سعد نے کہا ہے کہ یہ ممانعت بالوں کو بالوں سے ملانے کے ساتھ مخصوص ہے اور بالوں کو اون یا کپڑے (مثلاً چٹلا) کے ساتھ ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ بالوں کے ساتھ ہر چیز کو ملانا جائز ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ ایک روایت ہے، لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جمہور کی طرح ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ ریشم یا کسی اور چیز کے دھاگوں کے ساتھ بالوں کو باندھنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقۃً یا حکماً پیوند نہیں ہے، بلکہ یہ تجمل اور

تحسین ہے، حدیث میں ہے کہ بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے والے پر لعنت ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فعل حرام پر معاونت کرنے والا بھی لعنت میں شریک ہوتا ہے، جیسا کہ عبادت میں معاونت کرنے والا ثواب میں شریک ہوتا ہے۔ [۱]

علامہ بدر الدین عینی حنفی نے بھی اسی طرح مذاہب بیان کیے ہیں۔ [۲]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

بعض بوڑھی عورتیں اپنی عمر کم ظاہر کرنے کے لیے اور دانتوں کو خوبصورت بنانے کے لیے دانتوں کے درمیان خفیف سی کشادگی کرالیتی ہیں، یہ کام کرنا اور کرانا دونوں حرام ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو تبدیل کرنا ہے اور اس میں تلبیس اور تزویر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو اظہار حسن کے لیے دانتوں میں جھریاں بنواتی ہیں، البتہ جو عورتیں علاج کی غرض سے یا کسی عیب کو دور کرنے کے لیے دانتوں میں جھریاں بنوائیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [۳]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

بالوں کے ساتھ آدمی کے بالوں کو ملانا (پیوند کرنا) حرام ہے، خواہ وہ عورت کے بال ہوں یا عورت کے علاوہ کسی اور کے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ملانے والی، ملوانے والی، گودنے والی، گدوانے والی اور بال نوچنے والی اور نچوانے والی پر لعنت کی ہے۔ [۴]

اگر کوئی عورت عورت کے علاوہ کسی اور کے بال ملائے تو وہ اس لیے حرام ہے کہ اس میں بھی آدمی کے جزء سے نفع حاصل کرنا ہے لیکن تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت کا غیر عورت کے بال ملانا مکروہ ہے اور غیر بنی آدم کے بال ملانا جائز ہے تاکہ اس کی مینڈھیاں بڑی ہو جائیں، امام ابو یوسف سے یہی مروی ہے اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر عورت اپنی زلفوں اور بالوں کے ساتھ اونٹوں کے بال ملائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سیاہ اون کے چٹلے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [۵]

بَابُ النِّسَاءِ الْكَاسِيَاتِ الْعَارِيَاتِ الْمَائِلَاتِ الْمُمِيلَاتِ
جو عورتیں ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہوں گی اور راہ حق سے متجاوز ہوں گی

۵۴۴۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کی دو ایسی قسمیں ہیں

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۶۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۳] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۴] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۲، ۲۶۳، دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ھ

[۵] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۴، دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ھ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔

جن کو میں نے نہیں دیکھا، ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں، دوسری وہ عورتیں ہیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی وہ راہ حق سے ہٹانے والی اور خود بھی ہٹی ہوئی ہوں گی ان کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی اور جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہے۔

ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہونے کی تشریح

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

یہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، کیونکہ یہ دونوں قسمیں اب موجود ہو گئی ہیں، اور اس میں ان دونوں قسموں کی مذمت ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ملبوس ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے شکر سے عاری ہوں گی، ایک قول یہ ہے کہ وہ عورتیں بدن کے بعض حصوں پر لباس پہنیں گی اور بعض حصوں کو اظہار جمال کے لیے عریاں رکھیں گی،[سے] اور ایک قول یہ ہے کہ وہ باریک اور عریاں لباس پہنیں گی جس سے کپڑے پہننے کے باوجود ان کا جسم برہنہ نظر آئے گا، اور مائلات کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکام سے روگردانی کریں گی اور ممیلات کا معنی یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّزْوِيْرِ فِي اللِّبَاسِ وَغَيْرِهِ وَالتَّشَبُّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَ

جھوٹا لباس پہننے اور جھوٹے اوصاف ظاہر کرنے کی ممانعت

۵۴۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقُوْلُ إِنَّ زَوْجِيْ أَعْطَانِيْ مَا لَمْ يُعْطِنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے کچھ چیزیں نہیں دیں تو کیا میں کہہ سکتی ہوں کہ اس نے مجھے وہ چیزیں دی ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرے کہ اس کے پاس وہ چیز ہے وہ جھوٹی زیبائش والے کپڑے پہننے والوں کی مثل ہے۔

۵۴۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میری ایک سوکن ہے، اگر میں اس پر یہ ظاہر کروں کہ مجھے میرے شوہر

سے۔ میں نے ۲۷ ستمبر ۱۹۹۱ء سے لے کر دسمبر تک برطانیہ کا تبلیغی دورہ کیا، وہاں پر یورپین خواتین برائے نام انڈرویئر اور بنیان پہن کر شاہراہوں اور بازاروں میں کھلے عام پھرتی ہیں، یہ عاریات لابسات کی واضح تفسیر اور علم نبوت کا زندہ ثبوت ہیں۔

وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَتَشَبَّعَ مِنْ مَالِ زَوْجِي بِمَا لَمْ يُعْطِنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ۔

نے فلاں مال دیا ہے حالانکہ اس نے وہ مال نہ دیا ہو تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرے کہ اس کے پاس وہ چیز ہے وہ جھوٹ کا لباس کے کپڑے پہننے والوں کی مثل ہے۔

۵۴۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

جھوٹے لباس پہننے کی وضاحت

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کے سامنے کسی چیز کی کثرت ظاہر کرے، حالانکہ اس کے پاس وہ چیز نہ ہو، اور اپنے کو باطل کے ساتھ مزین کرے تو یہ جھوٹ کا لباس پہننے کی طرح مذموم ہے، ابو عبید نے کہا اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا لباس پہنے اور اس کے دل میں جس قدر خشوع و خضوع نہ ہو لوگوں پر اس سے زیادہ ظاہر کرے وہ شخص جھوٹ اور ریا کاری کا لباس پہننے والا ہے، یا وہ شخص اس طرح ہے جیسے کوئی پرائے کپڑے پہنے اور ظاہر یہ کرے کہ وہ اس کے کپڑے ہیں یا وہ ایسے جھوٹے گواہ کی طرح ہے جو حسین و جمیل لباس پہن کر خود کو معزز شخص ظاہر کرے تاکہ اس کی گواہی قبول کی جائے حالانکہ وہ جھوٹی گواہی دینے والا ہو۔

☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

کتاب الآداب

ادب کا لغوی اور اصطلاحی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

اَدُب: ادیب لوگوں سے ادب سیکھتا ہے، اَدُب انسان کو اچھائیوں کی تعلیم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے، ادب کا اصل دعا ہے، ہمارے شیخ نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ ادب ایسا ملکہ ہے جس کی وجہ سے انسان مذمت کیے جانے سے محفوظ رہتا ہے، مصباح میں ہے نفس کی ریاضت اور محاسن اخلاق کو سیکھنا ادب ہے، ابوزید انصاری نے ادب کی یہ تعریف کی ہے۔

الادب کل ریاضۃ محمودۃ یتخرج بھا الانسان فی فضیلۃ من الفضائل۔ ہر اس پسندیدہ کاوش کو ادب کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان کو کسی قسم کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

توشیح میں لکھا ہے جس قول یا جس فعل کی تعریف کی جائے وہ ادب ہے اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا یا اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے، علامہ خفاجی نے عنایۃ القاضی میں لکھا ہے: لغت میں حسن اخلاق اور مکارم افعال کو ادب کہتے ہیں، اور علوم عربیہ پر ادب کا اطلاق کرنا متاخرین کی اصطلاح ہے۔ [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

ابو محمد نے کتاب الواعی میں لکھا ہے ادب کو اس لیے ادب کہتے ہیں کہ وہ محامد کی طرف دعوت دیتا ہے، جوہری نے کہا ادب کی دو قسمیں ہیں ادب النفس اور ادب الدرس، ابوزید سے منقول ہے الادب کل ریاضۃ محمودۃ یتخرج بھا الانسان فی فضیلۃ من الفضائل۔ "ادب ہر اس مستحسن ریاضت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو کوئی فضیلت حاصل ہو سکے" ایک قول یہ ہے الادب استعمال ما یحمد قولاً و فعلاً۔ جس چیز کی قولاً و فعلاً تعریف کی جائے وہ ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ مکارم اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ امور مستحسنہ کو جاننا ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا اور اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے۔ [2]

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ تاج العروس ج ۲ ص ۱۴۴، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ

[2] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۸۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَنِّي بِأَبِي الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ

ابو القاسم کنیت رکھنے کی ممانعت اور اچھے ناموں کا بیان

۵۴۷۱ - حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا (وَاللَّفْظُ لَهُ) قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ (يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ) عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَادَى رَجُلٌ رَجُلًا بِالْبَقِيعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ إِنَّمَا دَعَوْتُ فُلَانًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بقیع میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو یا ابا القاسم کہہ کر آواز دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آواز کی طرف دیکھا، اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا میں نے تو فلاں شخص کو پکارا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

۵۴۷۲ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ (وَهُوَ الْمُلَقَّبُ بِسَبَلَانَ) أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَخِيهِ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَهُ مِنْهُمَا سَنَةَ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَةٍ يُحَدِّثَانِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ناموں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمان ہیں۔

۵۴۷۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا نَدَعُكَ تُسَمِّي بِاسْمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِابْنِهِ حَامِلَهُ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لِي قَوْمِي لَا نَدَعُكَ تُسَمِّي بِاسْمِ رَسُولِ اللَّهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، اس شخص نے اس کا نام محمد رکھا، اس شخص سے اس کی قوم نے کہا تم نے اپنے بیٹے کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر رکھا ہے ہم تمہیں یہ نام نہیں رکھنے دیں گے، وہ شخص اپنے بیٹے کو اپنی پشت پر بٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور کہا یا رسول اللہ! میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام محمد رکھا، میری قوم نے کہا ہم تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں رکھنے دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو، میں صرف تقسیم کرنے والا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔

ہوں اور تم میں تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۴ - **حَدَّثَنَا** هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا لَا نُكَنِّيكَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَسْتَأْمِرَهُ قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّهُ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَإِنَّ قَوْمِي أَبَوْا أَنْ يَكْنُوْنِي بِهِ حَتّٰى تَسْتَأْذِنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا ہم نے اس سے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لے لو، اس وقت تک ہم تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی کنیت نہیں رکھنے دیں گے، سو وہ شخص حضور کے پاس گیا اور کہا میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس کا نام رکھا، اور میری قوم نے مجھے اس کے نام کے ساتھ کنیت رکھنے سے منع کیا، تاوقتیکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت نہ لے لوں، آپ نے فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں تو صرف قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۵ - **حَدَّثَنَا** رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي الطَّحَّانَ) عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فَإِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں یہ نہیں ہے کہ میں تو صرف قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۶ - **حَدَّثَنَا** أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِي أَبُوْ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي فَإِنِّي أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ وَلَا تَكْتَنُوْا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں تو ابوالقاسم ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور ابوبکر کی روایت میں ہے "ولا تکتنوا۔"

۵۴۷۷ - **وَحَدَّثَنَا** أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔

ایک اور سند کے ساتھ روایت ہے کہ میں قاسم بنایا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۸ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي.

ایک انصاری کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس نے ارادہ کیا کہ اس کا نام محمد رکھے، وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا، انصار نے اچھا کیا، میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

۵۴۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ ح وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَ مَنْصُوْرٍ وَسُلَيْمَانَ وَحُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا سَمِعْنَا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ مَنْ ذَكَرْنَا حَدِيْثَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ حَدِيْثِ النَّضْرِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ وَزَادَ فِيْهِ حُصَيْنٌ وَسُلَيْمَانُ قَالَ حُصَيْنٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَقَالَ سُلَيْمَانُ فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ بَيْنَكُمْ.

امام مسلم نے پانچ سندوں کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا، حصین کی روایت میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بطور قاسم مبعوث کیا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، اور سلیمان کی روایت میں ہے: میں تو صرف قاسم ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۸۰ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيْعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، اس شخص نے اس کا نام قاسم رکھا، ہم نے کہا ہم تمہیں ابو القاسم کنیت نہیں

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نَكْنِيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اِسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔

رکھنے دیں گے اور تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کریں گے، اس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر یہ واقع عرض کیا، آپ نے فرمایا: اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو

۵۴۸۱۔ وَحَدَّثَنِيْ أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ ح وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ (يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ) كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں یہ نہیں ہے کہ ہم تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہونے نہیں دیں گے۔

۵۴۸۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ قَالَ عَمْرٌو عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو، اور میری کنیت نہ رکھو عمرو نے عن ابی ہریرہ کہا اور سمعت نہیں کہا۔

۵۴۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ) قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُوْنِيْ فَقَالُوْا إِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ يَا أُخْتَ هَارُوْنَ وَمُوْسٰى قَبْلَ عِيْسٰى بِكَذَا وَكَذَا فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ جب میں نجران میں آیا تو لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ تم (سورۂ مریم میں) یا اخت ہارون پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ سے اتنی مدت پہلے تھے، جب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بنو اسرائیل گذشتہ انبیاء اور صالحین کے نام پر نام رکھتے تھے۔

ابوالقاسم کنیت رکھنے کے متعلق مذاہب کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۴۷۱ میں ہے: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں علماء کے کئی مذاہب ہیں جن کو قاضی عیاض وغیرہ نے جمع کیا ہے، ان مذاہب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(اول) امام شافعی اور اہل ظاہر (غیر مقلدین) کا مذہب یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے خواہ اس کا نام محمد یا احمد ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ظاہر حدیث کا تقاضا ہے۔

(ثانی) امام مالک، جمہور سلف اور فقہاء امصار کا مسلک یہ ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی کیونکہ یہ حکم ابتداء میں تھا اور اب ہر شخص کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز ہے خواہ اس کا نام محمد اور احمد ہو یا نہ ہو، شروع میں ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ ابوالقاسم پکارنے سے حضور کو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی نے آپ کو پکارا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے اور عصر اول سے لے کر اب تک بغیر کسی نکیر کے ابوالقاسم کنیت رکھی جاتی رہی ہے۔

(ثالث) علامہ ابن جریر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ممانعت منسوخ نہیں ہوئی۔ یہ ممانعت تنزیہ اور ادب کے لیے تھی تحریم کے لیے نہیں تھی۔

(رابع) متقدمین کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ جس شخص کا نام محمد یا احمد ہو اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے کی ممانعت ہے اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(خامس) ابوالقاسم کنیت رکھنا مطلقاً ممنوع ہے، اسی طرح "قاسم" نام رکھنا بھی منع ہے تاکہ اس کا باپ ابوالقاسم کنیت نہ رکھے، جب مروان کو یہ حدیث پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے کا نام بدل دیا پہلے اس کا نام قاسم تھا بعد میں اس کا نام عبدالملک رکھ دیا۔

(سادس) محمد نام رکھنا مطلقاً ممنوع ہے خواہ اس کی کوئی کنیت ہو یا نہ ہو، حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو پھر اس کو لعنت کرتے ہو، حضرت عمر نے کوفہ والوں کی طرف لکھا، نبی کے نام پر کسی شخص کا نام نہ رکھو اور جن لوگوں نے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا تھا انہیں نام بدلنے کا حکم دیا، حتیٰ کہ لوگوں نے حضرت عمر کو بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ نام (محمد) رکھنے کی اجازت دی ہے اور آپ نے خود ان کا نام محمد رکھا ہے، پھر حضرت عمر نے انھیں چھوڑ دیا، قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ اقدام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کی وجہ سے تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے تم محمد نام رکھتے ہو پھر اس پر لعنت کرتے ہو، ایک قول یہ ہے کہ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص محمد بن زید بن خطاب سے کہہ رہا تھا: "اے محمد! اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کرے" حضرت عمر نے اس کو بلایا اور کہا میرا گمان ہے کہ تمہاری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو برا کہا جاتا ہے، لہٰذا اب تم کو محمد کے نام سے نہیں بلایا جائے گا، اور اس کا نام عبدالرحمان رکھ دیا۔ [1]

کنیت رکھنے کی تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، اور امام بخاری کی روایت ہے: میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، اللہ دیتا ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وصف کے ساتھ کنیت رکھنا صحیح ہے جو وصف اس شخص میں

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص [illegible] مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی [illegible]

موجود ہو، یا بیٹے کے نام کے ساتھ کنیت رکھنا صحیح ہے، علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ کے مال سے کچھ اپنے پاس نہیں رکھ لیا، اور جب کسی کو زیادہ عطا فرمایا تو لوگوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے فرمایا: اللہ تعالیٰ دیتا ہے میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں، جس شخص کو میں کوئی چیز دیتا ہوں تو وہ اس کا نصیب ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ ابوالقاسم کے علاوہ کوئی اور کنیت رکھنے کے جواز پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، اس کا کوئی بیٹا یا بیٹی ہو تو وہ اس کے نام کے ساتھ کنیت رکھ لے، یا اس کی اولاد نہ ہو تو وہ کسی اور کے بچے کے نام کے ساتھ بھی کنیت رکھ سکتا ہے مثلاً مرد ابو فلاں اور ابو فلانہ کنیت رکھ سکتا ہے، اور عورت ام فلاں اور ام فلانہ کنیت رکھ سکتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی سے کہتے: یا ابا عمیر ما فعل النغیر [1]

انبیاء اور صالحین کے نام رکھنے کا جواز

حدیث نمبر ۵۴۸۳ میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل گزشتہ انبیاء اور صالحین کے نام رکھتے تھے، علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث سے انبیاء کے نام رکھنے پر استدلال کیا ہے اور اس کے جواز پر تمام علماء کا اجماع ہے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور ہم اس کی تاویل بیان کر چکے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند کا نام ابراہیم رکھا، اور آپ کے اصحاب میں سے بہت لوگوں کے نام انبیاء کے نام پر تھے، قاضی نے کہا ہے کہ بعض علماء نے ملائکہ کے نام رکھنے کو مکروہ کہا ہے، یہ حارث بن مسکین کا قول ہے اور امام مالک نے جبریل اور یاسین نام رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔ [2]

بَابُ كَرَاهَةِ التَّسْمِيَةِ بِالْأَسْمَآءِ الْقَبِيحَةِ — بُرے نام رکھنے کی کراہت

۵۴۸۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الرُّكَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا بِأَرْبَعَةِ أَسْمَاءٍ أَفْلَحَ وَرَبَاحٍ وَيَسَارٍ وَنَافِعٍ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے غلام کے لیے چار نام رکھنے سے منع فرمایا: افلح، رباح، یسار اور نافع۔

۵۴۸۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے لڑکے کا نام

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] ،، ،، ،، ،، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۷

بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا وَلَا أَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا۔

رباح، یسار، افلح، اور نافع نہ رکھو۔

۵۴۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ وَلَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ أَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُونُ فَيَقُولُ لَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ وَلَا تَزِيدُنَّ عَلَيَّ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلمات چار ہیں: سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، تم ان میں سے جس کلمہ کو پہلے کہو کوئی حرج نہیں ہے اور تم اپنے لڑکے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھنا، کیونکہ تم پوچھو گے مثلاً افلح ہے؟ اور افلح نہیں ہوگا تو کہنے والا کہے گا افلح نہیں ہے۔ حضور نے چار کلمات ہی فرمائے تھے، ان کلمات سے زائد مجھ سے نقل نہ کرنا۔

۵۴۸۷ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنِي جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ (وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ) ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ زُهَيْرٍ فَأَمَّا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَرَوْحٍ فَكَمِثْلِ حَدِيثِ زُهَيْرٍ بِقِصَّتِهِ وَأَمَّا حَدِيثُ شُعْبَةَ فَلَيْسَ فِيهِ إِلَّا ذِكْرُ تَسْمِيَةِ الْغُلَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَلَامَ الْأَرْبَعَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین مزید اسناد بیان کیں، ان میں شعبہ کی روایت میں صرف لڑکے کا نام رکھنے کا ذکر ہے، اور چار کلمات کا ذکر نہیں ہے۔

۵۴۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهٰى عَنْ أَنْ يُسَمّٰى بِيَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِأَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یعلی، برکت، افلح، یسار اور نافع کو بطور نام رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے بعد میں اس معاملہ میں سکوت فرمالیا، اور کوئی بات نہیں کہی، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصال فرماگئے اور آپ نے ان ناموں سے منع نہیں کیا، پھر حضرت عمر نے ان ناموں کے رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا اور پھر یہ ارادہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ تَرَكَهٗ۔

ترک کر دیا۔

بُرے نام رکھنے کے حکم کی تفصیل

افلح کا معنی ہے کامیاب، رباح کا معنی ہے نفع بخش تجارت، یسار کا معنی ہے آسان، نافع کا معنی ہے نفع دینے والا اور نجیح کا معنی بھی کامیاب ہے، ی
اور اس جیسے ناموں کا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اس کی کراہت کی وجہ وہی ہے جس کا حدیث میں بیان ہے کہ کوئی شخص پو
نافع ہے اور جب وہ نہیں ہوگا تو جواب میں کہا جائے گا نافع نہیں ہے، اور بعض لوگ اس جواب سے بدشگونی میں مبتلا
جائیں گے، اس باب کی آخری حدیث میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں سے منع کرنے کا ارادہ کیا، اور پھر منع نہ
فرمایا، اس کا مطلب ہے آپ نے اس کو بطور تحریم منع کرنے کا ارادہ کیا اور پھر اس کو حرام نہیں کیا، اور آپ نے جو ممانعت
ہے وہ تنزیہی ہے۔[1]

بَابُ ۵۶ اِسْتِحْبَابِ تَغْيِيرِ الْاِسْمِ الْقَبِيحِ إِلٰى حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اِسْمِ بَرَّةَ إِلٰى زَيْنَبَ وَنَحْوِهَا!

بُرے ناموں کو اچھے ناموں کے ساتھ بدلنے کا استحباب

۵۴۸۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةُ قَالَ أَحْمَدُ مَكَانَ أَخْبَرَنِي عَنْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام تبدیل کیا اور فرمایا کہ تم جمیلہ ہو، احمد نے اخبرنی کی جگہ عن کا لفظ کہا ہے۔

۵۴۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَةً لِعُمَرَ كَانَتْ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيلَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضر
عمر کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔

۵۴۹۱ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى آلِ طَلْحَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
جویریہ کا نام پہلے برّہ تھا، آپ نے اس کا نام تبدیل کر کے
جویریہ رکھ دیا۔ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ اَبِي عُمَرَ عَنْ كُرَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ.

کہ فلاں شخص برہ (نیکی) کے پاس سے نکل گیا۔ کریب کی روایت میں سمعت ابن عباس کے الفاظ ہیں۔

۵۴۹۲ - حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي مَيْمُونَةَ سَمِعْتُ اَبَا رَافِعٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِهٰؤُلَاءِ دُونَ ابْنِ بَشَّارٍ وَقَالَ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب کا نام برہ تھا، ان سے کہا گیا کہ تم اپنی پارسائی بیان کرتی ہو، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

۵۴۹۳ - حَدَّثَنِي اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ حَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ اسْمِي بَرَّةَ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ قَالَتْ وَدَخَلَتْ عَلَيْهِ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَاسْمُهَا بَرَّةُ فَسَمَّاهَا زَيْنَبَ.

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا نام برہ تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا نام زینب رکھ دیا، وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کے پاس ام المومنین حضرت زینب بنت جحش آئیں، ان کا نام بھی پہلے برہ تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام زینب رکھ دیا۔

۵۴۹۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمَّيْتُ ابْنَتِي بَرَّةَ فَقَالَتْ لِي زَيْنَبُ بِنْتُ اَبِي سَلَمَةَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا تو مجھ سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو رکھنے سے منع فرمایا ہے اور میرا نام پہلے برہ رکھا گیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی پارسائی بیان نہ کرو، اللہ تعالیٰ

نَهَى عَنْ هٰذَا الْاِسْمِ وَسُمِّيَتْ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ فَقَالُوْا بِمَ نُسَمِّيْهَا قَالَ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ۔

ہی خوب جانتا ہے کہ تم میں سے کون زیادہ نیکو کار ہے، صحابہ نے کہا پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں آپ نے فرمایا تم اس کا نام زینب رکھ دو۔

فائدہ: ان احادیث میں برے اور ناپسندیدہ ناموں کو تبدیل کرنے کا بیان ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بکثرت صحابہ کے اسماء کو تبدیل کیا اور نام بدلنے کی علت یا تو بدشگونی کا خوف ہے یا پارسائی کا اظہار ہے، سو ایسا نام جس سے اپنی پارسائی کا اظہار ہوتا ہو یا اس نام سے بدشگونی کا خدشہ ہو اس نام کو بدل دینا چاہیے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ التَّسَمِّيْ بِمَلِكِ الْاَمْلَاكِ

"شہنشاہ" نام رکھنے کی ممانعت

۵۴۹۵ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ) قَالَ الْاَشْعَثِيُّ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ زَادَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهِ لَا مَالِكَ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ الْاَشْعَثِيُّ قَالَ سُفْيَانُ مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ سَاَلْتُ اَبَا عَمْرٍو عَنْ اَخْنَعَ فَقَالَ اَوْضَعُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا نام یہ ہے کہ کوئی شخص شہنشاہ کہلائے، اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: اللہ عزوجل کے سوا کوئی مالک نہیں ہے۔ سفیان نے کہا ملک الاملاک کا مطلب شہنشاہ ہے، امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے ابوعمرو سے اخنع کے معنی دریافت کیے، انھوں نے کہا اس کا معنی ہے سب سے زیادہ ذلیل۔

۵۴۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهُ وَاَغْيَظُهُ عَلَيْهِ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ احادیث روایت کیں، ان میں سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ مبغوض اور خبیث شخص وہ ہوگا جو شہنشاہ کہلاتا ہوگا، اللہ کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

فائدہ: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ شہنشاہ نام رکھنا حرام ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء مخصوصہ کے ساتھ نام رکھنا بھی حرام ہے، مثلاً رحمٰن، قدوس، مہیمن، اور خالق الخلق وغیرہ۔ [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

باب ۵۸۴ استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله الی صالح یحنکه وجواز تسمیته یوم ولادته واستحباب التسمیة بعبد الله وابراهیم وسائر اسماء الانبیاء علیهم السلام

بچہ کی پیدائش کے وقت اس کو گھٹی دینے اور اس کی پیدائش کے دن اس کا نام رکھنے کا استحباب اور عبد اللہ، ابراہیم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے اسماء پر نام رکھنے کا استحسان

۵۴۹۷ - حدثنا عبد الاعلی بن حماد حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت البنانی عن انس بن مالک قال ذهبت بعبد الله ابن ابی طلحة الانصاری الی رسول الله صلی الله علیه وسلم حین ولد ورسول الله صلی الله علیه وسلم فی عباءة یهنأ بعیرا له فقال هل معک تمر فقلت نعم فناولته تمرات فالقاهن فی فیه فلاکهن ثم فغر فا الصبی فمجه فی فیه فجعل الصبی یتلمظه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم حب الانصار التمر وسماه عبد الله۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ پیدا ہو گئے تو میں ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے، آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کھجوریں ہیں؟ میں نے کہا ہاں! پھر میں نے کچھ کھجوریں آپ کو پیش کیں، آپ نے وہ کھجوریں اپنے منہ میں ڈال کر چبائیں، پھر آپ نے بچہ کا منہ کھول کر اسے بچہ کے منہ میں ڈال دیا، اور بچہ اس کو چوسنے لگا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کو کھجوروں سے محبت ہے اور اس بچہ کا نام عبد اللہ رکھا۔

۵۴۹۸ - حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا یزید بن هارون اخبرنا ابن عون عن ابن سیرین عن انس بن مالک قال کان ابن لابی طلحة یشتکی فخرج ابو طلحة فقبض الصبی فلما رجع ابو طلحة قال ما فعل ابنی قالت ام سلیم هو اسکن مما کان فقربت الیه العشاء فتعشی ثم اصاب منها فلما فرغ قالت واروا الصبی فلما اصبح ابو طلحة اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخبره فقال اعرستم اللیلة قال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ کا بیٹا بیمار تھا، حضرت ابو طلحہ باہر گئے تو وہ بچہ فوت ہو گیا، جب حضرت ابو طلحہ واپس لوٹے تو پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیم نے کہا وہ پہلے کی بہ نسبت پرسکون ہے، پھر حضرت ام سلیم نے ان کو شام کا کھانا پیش کیا، حضرت ابو طلحہ نے کھانا کھایا، پھر حضرت ام سلیم سے عمل زوجیت کیا، جب وہ فارغ ہو گئے تو حضرت ام سلیم نے کہا جاؤ جا کر بچہ کو دفن کر دو، جب صبح ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور

نعم قال اللهم بارك لهما فولدت غلاما فقال لي ابو طلحة احمله حتى تاتي به النبي صلى الله عليه وسلم فاتى به النبي صلى الله عليه وسلم وبعثت معه بتمرات فاخذه النبي صلى الله عليه وسلم فقال امعه شيء قالوا نعم تمرات فاخذها النبي صلى الله عليه وسلم فمضغها ثم اخذها من فيه فجعلها في في الصبي ثم حنكه وسماه عبد الله۔

آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، آپ نے پوچھا کیا رات کو تم نے عمل زوجیت کیا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما! پھر ایک بچہ پیدا ہوا، حضرت ابوطلحہ نے مجھ سے کہا: جاؤ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ، حضرت انس اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، اور حضرت ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھیجی تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو لیا اور پوچھا کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے؟ حاضرین نے کہا: جی کھجوریں ہیں آپ نے ان کھجوروں کو چبایا پھر ان کھجوروں کو اس بچہ کے منہ میں ڈال دیا اور یہ اس کی گھٹی تھی اور آپ نے اس بچہ کا نام عبد اللہ رکھا۔

۵۴۹۹ - حدثنا محمد بن بشار حدثنا حماد بن مسعدة حدثنا ابن عون عن محمد عن انس بهذه القصة نحو حديث يزيد۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۵۰۰ - حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة و عبد الله بن براد الاشعري و ابو كريب قالوا حدثنا ابو اسامة عن بريد عن ابي بردة عن ابي موسى قال ولد لي غلام فاتيت به النبي صلى الله عليه وسلم فسماه ابراهيم وحنكه بتمرة۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں اس کو لے کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کو کھجور کی گھٹی دی۔

۵۵۰۱ - حدثنا الحكم بن موسى ابو صالح حدثنا شعيب يعني ابن اسحق اخبرني هشام بن عروة حدثني عروة بن الزبير وفاطمة بنت المنذر بن الزبير انهما قالا خرجت اسماء بنت ابي بكر حين هاجرت وهي حبلى بعبد الله بن الزبير فقدمت قباء فنفست بعبد الله بقباء ثم خرجت حين نفست الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليحنكه فاخذه رسول الله صلى الله عليه وسلم منها فوضعه في حجره ثم دعا بتمرة قال قالت عائشة

عروہ اور فاطمہ بنت منذر بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے ہجرت کی تو وہ حاملہ تھیں اور حضرت عبد اللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے، جس وقت قبا پہنچیں تو حضرت عبد اللہ پیدا ہو گئے، وہ اس بچہ کو گھٹی دینے کی غرض سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور اس بچہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا، پھر آپ نے کھجوریں منگائیں، حضرت عائشہ نے فرمایا کھجوریں ملنے سے پہلے ہم لوگ کچھ دیر کھجوریں تلاش کرتے رہے آپ نے ان کھجوروں کو چبایا اور پھر بچہ کے منہ میں لعاب دہن ڈال دیا، اور جو چیز سب سے پہلے اس بچہ کے پیٹ

فَمَكَثْنَا سَاعَةً نَلْتَمِسُهَا قَبْلَ أَنْ نَجِدَهَا فَمَضَغَهَا ثُمَّ بَصَقَهَا فِي فِيهِ فَإِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ بَطْنَهُ لَرِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَتْ أَسْمَاءُ ثُمَّ مَسَحَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ ثُمَّ جَاءَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ أَوْ ثَمَانٍ لِيُبَايِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ بِذَلِكَ الزُّبَيْرُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُ مُقْبِلًا إِلَيْهِ ثُمَّ بَايَعَهُ۔

میں پہنچی وہ آپ کا لعاب تھا، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ پر ہاتھ پھیرا، اس کے حق میں دعا کی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ سال کے ہو گئے، تو حضرت زبیر کے حکم سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ نے تبسم فرمایا اور پھر ان کو بیعت کر لیا۔

۵۵۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ مکہ میں حاملہ تھیں، حضرت عبد اللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ جب میں مکہ سے نکلی تو میں پورے دنوں سے تھی، پھر میں مدینہ آئی اور قباء میں ٹھہری، اور قباء میں میں نے حضرت عبد اللہ کو جنم دیا، پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دیا، پھر آپ نے کھجوریں منگائیں ان کو چبایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب ڈال دیا، اور جو چیز ان کے پیٹ میں سب سے پہلے داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا، پھر آپ نے ان کو کھجور کی گھٹی دی، ان کے لیے دعا کی اور برکت کی دعا دی، حضرت ابن زبیر وہ پہلے بچے تھے جو (ہجرت کے بعد) مسلمانوں میں پیدا ہوئے۔

۵۵۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى بِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی، درآں حالیکہ وہ حاملہ تھیں اور ان کے پیٹ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر تھے، پھر حضرت ابو اسامہ کی مثل حدیث بیان کی۔

۵۵۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ (يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے، آپ ان کو برکت کی دعا دیتے اور گھٹی دیتے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ۔

۵۵۰۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جِئْنَا بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ فَطَلَبْنَا تَمْرَةً فَعَزَّ عَلَيْنَا طَلَبُهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم (حضرت) عبداللہ بن زبیر کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، آپ نے ان کو گھٹی دی، پھر ہم نے کھجور تلاش کی اور ہم کو اس کی تلاش میں دشواری ہوئی۔

۵۵۰۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (وَهُوَ ابْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو غَسَّانَ) حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِهِ وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ عَلَى فَخِذِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْلَبُوهُ فَاسْتَفَاقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ أَقْلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ۔

سہل بن سعد کہتے ہیں کہ منذر بن ابی اسید جب پیدا ہوئے تو ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ران پر بٹھایا، حضرت ابواسید بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے کسی کام میں مشغول ہو گئے، سو حضرت ابواسید نے اپنے بیٹے کو اٹھانے کا حکم دیا، ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ران سے اٹھا لیا گیا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کام سے فارغ ہوئے تو فرمایا بچہ کہاں ہے، حضرت ابواسید نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے اس کو اٹھا لیا تھا، آپ نے فرمایا اس کا نام کیا ہے؟ کہا: یا رسول اللہ! اس کا نام فلاں ہے، آپ نے فرمایا نہیں لیکن اس کا نام منذر ہے، پھر آپ نے اس کا نام منذر رکھ دیا۔

کسی عالم اور صالح شخص سے بچہ کو گھٹی دلوانے اور نام رکھوانے کا بیان

حدیث نمبر ۵۴۹۶ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا آپ نے کھجور چبا کر اس بچہ کے منہ میں گھٹی دی، اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے منہ میں گھٹی دی جائے اور یہ فعل بالاجماع سنت ہے، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ صالح مرد یا صالح عورت سے گھٹی دلوانی چاہیے، تیسرا فائدہ یہ ہے کہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے، چوتھا فائدہ یہ ہے کہ کھجور کی گھٹی دینا مستحب ہے اور کھجور کے علاوہ کسی اور چیز کی گھٹی دینا بھی جائز ہے، پانچواں فائدہ یہ ہے کہ چادر پہننا جائز ہے، چھٹا فائدہ تواضع ہے، اور بڑے آدمی کا اپنے کام میں مشغول رہنا مروت کے منافی نہیں ہے ساتواں

فائدہ یہ ہے کہ عبد اللہ نام رکھنا مستحب ہے، آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ بچہ کے نام رکھنے کا معاملہ کسی عالم اور صالح شخص کے سپرد کر دینا چاہیے اور نواں فائدہ یہ ہے کہ بچہ کی ولادت کے دن اس کا نام رکھنا چاہیے۔

حضرت ام سلیم کی ذہانت اور راضی برضاء الٰہی ہونے کا بیان

حدیث نمبر ۵۴۹۵ میں یہ ذکر ہے کہ جب حضرت ابو طلحہ نے اپنے بچہ کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا وہ پہلے سے زیادہ پرسکون ہے، حالانکہ وہ بچہ فوت ہو چکا تھا، اس میں تعریض اور توریہ کا ثبوت ہے، اور معاریض کی اباحت کی شرط یہ ہے کہ اس کے استعمال سے کسی کا حق ضائع نہ ہو، اس حدیث میں حضرت ام سلیم کی ذہانت کا بیان ہے کیونکہ ان کے شوہر جب سفر سے تھکے ہارے واپس لوٹے تو انھوں نے خوش دلی سے ان کا استقبال کیا اور کوئی افسردہ خبر ان کو نہیں سنائی انھیں کھانا کھلایا اور ان کو عمل زوجیت کا موقع فراہم کیا اور صبح کو یہ خبر سنائی کہ بچہ فوت ہو چکا ہے، انھوں نے اللہ کی قضاء پر صبر اور راضی برضائے الٰہی ہونے کا اظہار کیا، اپنے شوہر کی خدمت کی اور اس کو سکون اور آرام پہنچایا اور اس سلسلے میں انتہائی ذہانت سے کام لیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابو طلحہ سے عمل زوجیت کے متعلق سوال کیا اس کی وجہ ان کے اس صبر اور راضی برضائے الٰہی رہنے کے حیرت انگیز جذبہ پر تعجب کا اظہار تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا کی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس دعا کو قبول فرمایا اور حضرت عبد اللہ بن ابی طلحہ پیدا ہوئے۔

حدیث نمبر ۵۵۰۰ میں ہے: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنے کا ثبوت ہے۔ [1]

بَابُ ۵۹۹ جَوَازِ تَكْنِيَةِ مَنْ لَمْ يُوْلَدْ لَهٗ وَتَكْنِيَةِ الصَّغِيْرِ

لاولد شخص کے لیے کنیت رکھنے کا جواز

۵۵۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِيْ أَخٌ يُقَالُ لَهٗ أَبُوْ عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهٗ قَالَ كَانَ فَطِيْمًا قَالَ فَكَانَ إِذَا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ قَالَ أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ قَالَ فَكَانَ يَلْعَبُ بِهٖ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے، میرا ایک بھائی تھا جس کو ابو عمیر کہا جاتا تھا، راوی کہتا ہے کہ میرا گمان ہے حضرت انس نے فرمایا وہ اس وقت ٹھوس غذا کھانے لگا تھا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو فرماتے: اے ابو عمیر! اس نغیر (ایک پرندہ) نے کیا کیا، وہ بچہ اس پرندہ سے کھیلتا تھا۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

پرندوں کو گھر میں رکھنے اور ان کے ساتھ بچوں کے کھیلنے کا بیان

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اولاد کے نام پر کنیت رکھنا ضروری نہیں ہے اور لاولد شخص بھی کنیت رکھ سکتا ہے، اور بچہ کی کنیت بھی رکھی جا سکتی ہے، نیز یہ معلوم ہوا کہ جس بات میں جھوٹ نہ ہو اس کو بطور مزاح کہنا جائز ہے، اور نام کی تصغیر جائز ہے اور بچوں کا چڑیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے، اور ہم وزن کلام کرنا جائز ہے اور بچوں کے ساتھ لطف اور محبت کے ساتھ پیش آنا چاہیے اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق اور تواضع کا بیان ہے، بعض مالکیہ نے اس حدیث سے حرم مدینہ کے جانوروں کے شکار کرنے پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ اس پرندہ کو مدینہ میں پکڑا گیا تھا۔ [۱]

بَابُ[۶] جَوَازِ قَوْلِهٖ لِغَيْرِ ابْنِهٖ يَا بُنَيَّ وَ اسْتِحْبَابِهٖ لِلْمُلَاطَفَةِ

کسی اور کے بیٹے کو بطور شفقت بیٹا کہنے کا جواز

۵۵۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے بیٹے۔

۵۵۰۹ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ) قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ لِي أَيْ بُنَيَّ وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ إِنَّهُ لَنْ يَضُرَّكَ قَالَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ مَعَهُ أَنْهَارَ الْمَاءِ وَ جِبَالَ الْخُبْزِ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق جتنے سوالات میں نے کیے ہیں اتنے کسی اور نے نہیں کیے، آپ نے فرمایا اے بیٹے تم کو اس سے کچھ ضرر نہیں ہوگا، میں نے کہا لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے، آپ نے فرمایا وہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہوگا۔

۵۵۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ

امام مسلم نے اس حدیث کی چار اور سندیں بیان کیں اور ان سندوں کی روایات میں سے یزید کی روایت کے سوا کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے حضرت مغیرہ کو بیٹا فرمایا۔

---

[۱] - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُغِيرَةِ أَيْ بُنَيَّ إِلَّا فِي حَدِيثِ يَزِيدَ وَحْدَهُ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں کم سن لڑکے کو بیٹا کہنے کا جواز ہے خواہ وہ اس شخص کا بیٹا نہ ہو، دوسری حدیث میں دجال کا ذکر ہے، امام مسلم نے کتاب کے آخر میں دجال کا ذکر کیا ہے، وہاں ان شاء اللہ اس کی پوری تفصیل اور تحقیق آئے گی۔

بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ ۷۶۱

اجازت طلب کرنے کا بیان

۵۵۱۱۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنْتُ جَالِسًا بِالْمَدِينَةِ فِي مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَأَتَانَا أَبُو مُوسٰى فَزِعًا أَوْ مَذْعُورًا قُلْنَا مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُكَ فَسَلَّمْتُ عَلَى بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدُّوا عَلَيَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ أَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا أَوْجَعْتُكَ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ لَا يَقُومُ مَعَهُ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ قُلْتُ أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ قَالَ فَاذْهَبْ بِهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں انصار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں حضرت ابو موسیٰ سہمے ہوئے آئے، ہم نے ان سے پوچھا آپ کو کیا ہوا؟ انھوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا تھا، میں ان کے دروازہ پر گیا اور ان کو تین مرتبہ سلام کیا، انھوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، میں واپس لوٹ آیا، انھوں نے کہا تم کیوں نہیں آئے تھے؟ میں نے کہا میں نے آپ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر تین بار سلام کیا، مجھے کسی نے جواب نہیں دیا سو میں واپس لوٹ گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو کوئی جواب نہ دیا جائے تو وہ واپس لوٹ جائے، حضرت عمر نے فرمایا: اس حدیث پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، حضرت ابی بن کعب نے کہا ان کے ساتھ وہ شخص جائے گا جو قوم میں سب سے کم عمر ہو، حضرت ابو سعید نے کہا میں سب سے کم عمر ہوں فرمایا اچھا تم جاؤ۔

۵۵۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَقُمْتُ مَعَهُ فَذَهَبْتُ إِلَى عُمَرَ فَشَهِدْتُ.

امام مسلم نے ایک اور سند ذکر کی اس میں یہ ہے: حضرت ابو سعید نے کہا میں حضرت ابو موسیٰ کے ساتھ کھڑا ہوا اور جا کر حضرت عمر کے پاس گواہی دی۔

۵۵۱۳۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا فِي مَجْلِسٍ عِنْدَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَأَتَى أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ مُغْضَبًا حَتَّى وَقَفَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللَّهَ هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ قَالَ أُبَيٌّ وَمَا ذَاكَ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمْسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ ثُمَّ جِئْتُهُ الْيَوْمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي جِئْتُ أَمْسِ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ انْصَرَفْتُ قَالَ قَدْ سَمِعْنَاكَ وَنَحْنُ حِينَئِذٍ عَلَى شُغْلٍ فَلَوْ مَا اسْتَأْذَنْتَ حَتَّى يُؤْذَنَ لَكَ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ كَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَاللَّهِ لَأُوجِعَنَّ ظَهْرَكَ وَبَطْنَكَ أَوْ لَتَأْتِيَنَّ بِمَنْ يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَوَاللَّهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَحْدَثُنَا سِنًّا قُمْ يَا أَبَا سَعِيدٍ فَقُمْتُ حَتَّى أَتَيْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا۔

۵۵۱۴۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى أَتَى بَابَ عُمَرَ فَاسْتَأْذَنَ فَقَالَ عُمَرُ وَاحِدَةٌ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ عُمَرُ ثِنْتَانِ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ عُمَرُ ثَلَاثٌ

ہم حضرت ابی بن کعب کے پاس ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غصہ میں آئے، اور کھڑے ہوکر کہنے لگے: میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین بار اجازت طلب کی جائے اگر تم کو اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ لوٹ جاؤ؟ حضرت ابی نے کہا تم اس حدیث کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہو؟ انھوں نے کہا میں نے حضرت عمر بن الخطاب سے کل تین بار اجازت طلب کی مجھے اجازت نہیں دی گئی، میں واپس لوٹ گیا، پھر آج میں ان کے پاس گیا اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی کہ میں کل آپ کے پاس آیا تھا میں نے تین بار سلام کیا اور پھر واپس لوٹ گیا، حضرت عمر نے کہا ہم نے تمہارے سلام کی آواز سنی تھی لیکن ہم اس وقت ایک کام میں مشغول تھے، کاش! تم مسلسل اجازت طلب کرتے رہتے حتیٰ کہ تم کو اجازت دے دی جاتی، حضرت ابوموسیٰ نے کہا میں نے آپ سے اتنی ہی بار اجازت طلب کی جتنی بار اجازت طلب کرنے کے متعلق میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، حضرت عمر نے کہا بہ خدا میں تمہاری پیٹھ پر یا پیٹ پر سزا دوں گا، ورنہ تم اس حدیث پر کوئی گواہ پیش کرو، حضرت ابی بن کعب نے کہا صرف ہم میں سے کم سن شخص ہی اس پر گواہی دے سکتا ہے، اے ابوسعید تم اٹھو! (حضرت ابوسعید کہتے ہیں) پھر میں اٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گئے، اور اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ ایک بار ہوئی، پھر انھوں نے دوبارہ اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ دو بار ہوئی، پھر انھوں نے تیسری بار اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ تیسری بار ہوئی، پھر وہ واپس لوٹ گئے، حضرت عمر نے

ثُمَّ انْصَرَفَ فَاتَّبَعَهُ فَرَدَّهُ فَقَالَ إِنْ كَانَ هٰذَا شَيْئًا حَفِظْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَا وَإِلَّا فَلَأَجْعَلَنَّكَ عِظَةً قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَأَتَانَا فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمُوْا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ قَالَ فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ قَالَ فَقُلْتُ أَتَاكُمْ أَخُوْكُمُ الْمُسْلِمُ قَدْ أُفْزِعَ تَضْحَكُوْنَ انْطَلِقْ فَأَنَا شَرِيْكُكَ فِيْ هٰذِهِ الْعُقُوْبَةِ فَأَتَاهُ فَقَالَ هٰذَا أَبُوْ سَعِيْدٍ.

کسی شخص کو ان کے پیچھے بھیجا وہ ان کو واپس لایا، حضرت عمر نے کہا اگر اس سلسلہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد ہے تو اس کو پیش کرو ورنہ میں تم کو عبرتناک سزا دوں گا، حضرت ابوسعید نے کہا پھر حضرت ابوموسیٰ ہمارے پاس آئے اور یہ فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اجازت تین مرتبہ طلب کی جاتی ہے؟ حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ لوگ ہنسنے لگے، میں نے کہا تمہارے پاس تمہارا مسلمان بھائی مصیبت میں گرفتار ہو کر آیا ہے اور تم ہنس رہے ہو! میں نے کہا چلو اس مصیبت میں میں تمہارا ساتھی ہوں، پھر وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور کہا یہ ابوسعید بطور گواہ ہے۔

۵۵۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ وَسَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ قَالَا سَمِعْنَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ بِشْرِ بْنِ مُفَضَّلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْلَمَةَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کیں۔

۵۵۱۶ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوْسٰى اسْتَأْذَنَ عَلٰى عُمَرَ ثَلَاثًا فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ تَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ لَتُقِيْمَنَّ عَلٰى هٰذَا بَيِّنَةً أَوْ لَأَفْعَلَنَّ فَخَرَجَ فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا فَقَامَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ

عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ آنے کی اجازت طلب کی، انھوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشغول پایا، تو لوٹ گئے، حضرت عمر نے کہا کیا تم نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی تھی؟ اس کو آنے کی اجازت دو، حضرت ابوموسیٰ کو بلایا گیا، حضرت عمر نے کہا تم واپس کیوں لوٹ گئے تھے؟ انھوں نے کہا ہمیں اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے، حضرت عمر نے فرمایا تم اس پر گواہ قائم کرو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، حضرت ابوموسیٰ انصار کی مجلس میں گئے، انھوں نے کہا تمہارے اس موقف پر صرف ہم میں سے کم سن گواہی دے سکتا ہے، سو حضرت

كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ۔

ابوسعید کھڑے ہوئے اور کہا ہمیں اس چیز کا حکم دیا جاتا تھا، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ پر مخفی رہا، بازار میں سودا سلف کی مشغولیت کی وجہ سے مجھ پر یہ حدیث مخفی رہی۔

۵۵۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ح وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ (يَعْنِي ابْنَ شُمَيْلٍ) قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ النَّضْرِ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں یہ نہیں ہے کہ بازار کی خرید وفروخت نے مجھے مشغول رکھا۔

۵۵۱۸۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ جَاءَ أَبُو مُوسَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا أَبُو مُوسَى السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا الْأَشْعَرِيُّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رُدُّوا عَلَيَّ فَجَاءَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى مَا رَدَّكَ كُنَّا فِي شُغْلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ قَالَ لَتَأْتِيَنِّي عَلَى هٰذَا بِبَيِّنَةٍ وَإِلَّا فَعَلْتُ وَفَعَلْتُ فَذَهَبَ أَبُو مُوسَى قَالَ عُمَرُ إِنْ وَجَدَ بَيِّنَةً تَجِدُوهُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ عَشِيَّةً وَإِنْ لَمْ يَجِدْ بَيِّنَةً فَلَمْ تَجِدُوهُ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ بِالْعَشِيِّ وَجَدُوهُ قَالَ يَا أَبَا مُوسَى مَا تَقُولُ أَقَدْ وَجَدْتَ قَالَ نَعَمْ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قَالَ عَدْلٌ قَالَ يَا أَبَا الطُّفَيْلِ مَا يَقُولُ هٰذَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذٰلِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَلَا تَكُونَنَّ عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَمِعْتُ شَيْئًا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گئے، اور کہا اسلام علیکم، یہ عبداللہ بن قیس حاضر ہے! حضرت عمر نے آنے کی اجازت نہیں دی، انھوں نے پھر کہا، السلام علیکم یہ ابوموسیٰ ہے، السلام علیکم یہ اشعری ہے! اس کے بعد واپس چلے گئے حضرت عمر نے کہا ان کو میرے پاس واپس لاؤ، ______ ______ حضرت ابوموسیٰ آئے، حضرت عمر نے کہا اے ابوموسیٰ تم کیوں واپس چلے گئے؟ ہم کام میں مشغول تھے، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، تین بار اجازت طلب کی جائے، اگر تم کو اجازت دے دی جائے تو فبہا ورنہ واپس لوٹ جاؤ، حضرت عمر نے کہا تم اس پر گواہ لاؤ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، حضرت ابوموسیٰ چلے گئے، حضرت عمر نے کہا اگر ابوموسیٰ کو گواہ مل گیا تو وہ شام کو منبر کے پاس تم کو ملیں گے، اور اگر ان کو گواہ نہیں ملا تو ان کو نہیں پاؤ گے، جب حضرت عمر شام کو آئے تو انھوں نے حضرت ابوموسیٰ کو موجود پایا، حضرت عمر نے کہا، اے ابوموسیٰ کیا کہتے ہو تم کو گواہ مل گیا؟ انھوں نے کہا ہاں! ابی بن کعب ہیں، حضرت عمر نے کہا وہ نیک شخص ہیں، حضرت عمر نے کہا اے ابوالطفیل! (یعنی حضرت ابی بن کعب) یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: اے ابن الخطاب!

فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَثَبَّتَ۔

میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے! آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنیں، حضرت عمر نے کہا سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور میں نے اس کی تحقیق کرنے کو مناسب جانا۔

۵۵۱۹- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبَانٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ فَلَا تَكُنْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ عَذَابًا عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا بَعْدَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابی بن کعب سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! اے ابن الخطاب تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنو! اس حدیث میں حضرت عمر بن الخطاب کا یہ جواب نہیں ہے سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور اس کی تحقیق کرنے کو پسند کیا۔

پرائے گھر میں داخل ہونے کے لیے اہل خانہ سے اجازت طلب کرنے کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۵۱۱ میں ہے: "جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ واپس لوٹ جائے"۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اجازت طلب کرنا مشروع ہے، قرآن، سنت اور اجماع امت سے اس پر دلائل قائم ہیں، سنت یہ ہے کہ پہلے سلام کرے اور پھر تین بار آنے کی اجازت طلب کرے، اور سلام کرنے اور اجازت طلب کرنے کو جمع کرے، جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے، اس میں اختلاف ہے کہ پہلے سلام کرے یا پہلے اجازت طلب کرے، احادیث صحیحہ اور اقوال محققین کے مطابق صحیح قول یہ ہے کہ وہ کہے السلام علیکم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ پھر دو مرتبہ اور کہے کیا میں داخل ہو سکتا ہوں اور جب وہ تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے اور اس کو یہ گمان ہو کہ صاحب خانہ نے نہیں سنا، تو اس میں تین مذہب ہیں، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وہ واپس لوٹ جائے اور دوبارہ اجازت طلب نہ کرے، دوسرا مذہب یہ ہے کہ مزید اجازت طلب کرے، تیسرا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے اجازت طلب کرنے کے لیے صریح الفاظ کو پہلے ذکر کیا تھا، تو پھر ان کو نہ دہرائے اور اگر یہ الفاظ نہیں کہے تھے تو پھر اجازت طلب کرے، جن کا مذہب یہ ہے کہ تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد پھر اجازت نہ طلب کرے ان کی دلیل یہ احادیث ہیں، اور دوسرے مذہب کی دلیل یہ ہے کہ یہ احادیث اس صورت پر محمول ہیں جب اجازت طلب کرنے والے کو یہ یقین ہو کہ صاحب خانہ نے سننے کے باوجود اجازت نہیں دی۔ [1]

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۱ - ۲۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اجازت طلب کرنے اور سلام کرنے میں تقدیم و تاخیر کی بحث

قرآن مجید میں ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ط ذٰلکم خیر لکم لعلکم تذکرون ہ فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم۔

(النور: ۲۷ - ۲۸)

اے ایمان والو! اس وقت تک اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک کہ تم اجازت نہ لے لو اور اہل خانہ کو سلام نہ کر لو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ اور اگر تم ان (گھروں) میں کسی کو نہ پاؤ، تب بھی ان گھروں میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو، اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس لوٹ جاؤ تو واپس لوٹ جاؤ، یہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں پہلے اجازت طلب کرنے کا ذکر ہے اور اس کے بعد سلام کرنے کا ذکر ہے اور احادیث میں پہلے سلام کرنے کا ذکر ہے، امام رازی اس کے جواب میں لکھتے ہیں: حسن بصری سے مروی ہے اس آیت میں تقدیم اور تاخیر ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس وقت تک دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اہل خانہ پر سلام نہ کرو اور ان سے اجازت نہ لے لو، اور حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے "حتی تسلموا علی اھلھا وتستاذنوا" لیکن یہ جواب خلاف ظاہر ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے استیناس انس سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے حتی کہ تم یہ جان لو کہ وہاں کوئی انسان ہے یا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ معنی سلام پر مقدم ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ واؤ ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی، اس لیے اس آیت کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ پہلے سلام کرو اور پھر اجازت طلب کرو۔ [1]

اجازت طلب کرنے کی حکمت

امام رازی لکھتے ہیں کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنے کی حکمت یہ ہے کہ بلا اجازت اور اچانک داخل ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ داخل ہونے والے کی نظر کسی ایسی چیز پر پڑے جس کا دیکھنا جائز نہیں ہے، یا ہو سکتا ہے کہ گھر والے اس حال میں ہوں جس میں وہ اپنے دیکھے جانے کو ناپسند کرتے ہوں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر میں بلا اجازت داخل ہونے کی اجازت دی ہے جس میں لوگ سکونت پذیر نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔

(النور: ۲۹)

تمہارے لیے ان گھروں میں داخل ہونے پر کوئی گناہ نہیں ہے جن میں کسی کی رہائش نہ ہو اور وہاں تمہارا کوئی سامان ہو اور تم جو ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۳ ص ۱۹۷-۱۹۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

اجازت طلب کرنے کی کیفیت اور اس کے عموم کی بحث

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

علامہ ابن عبد البر نے تمہید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا: "السلام علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، کیا عمر حاضر ہو سکتا ہے؟" بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر صراحۃً اجازت طلب نہ کرے اور کوئی ایسا کلمہ کہہ دے جس سے اہل خانہ کو اس کے آنے کا علم ہو جائے تو بھی کافی ہے، مثلاً باواز بلند سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ دے، قرآن مجید کی اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار اجازت طلب کرنا کافی ہے، اور امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داؤد نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جائے اور تین بار کی حکمت یہ ہے کہ پہلی بار اجازت طلب کرنے سے اہل خانہ کو اطلاع ہو جائے، دوسری بار اجازت طلب کرنے کے وقفہ میں ان کو یہ مہلت ملے گی کہ وہ اپنی ہیئت کذائی ٹھیک کر لیں اور جس چیز کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہو اس کو چھپا لیں اور تیسری بار میں ان کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اس کو اجازت دیں یا منع کر دیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اجازت طلب کرنے کا حکم مطلقاً ہے یعنی محارم کے گھر جائے یا غیر محارم کے آنے والے کو بہر حال اجازت طلب کرنی چاہیے، امام مالک نے موطا میں عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا میرے علاوہ میری ماں کا اور کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے، کیا میں ہر بار آنے کے لیے اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا کیا تم اپنی ماں کو برہنہ دیکھنا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا پھر اجازت لے کر جایا کرو، اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تم اپنی ماؤں اور بہنوں کے پاس آنے سے پہلے اجازت طلب کرو، ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ عورتیں بھی جب دوسری عورتوں کے گھر جائیں تو اجازت لے کر جائیں، ابن ابی حاتم نے ام ایاس سے روایت کیا ہے کہ ہم چار عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں نے کہا کیا ہم داخل ہو سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر ہم میں سے کسی ایک نے کہا السلام علیکم، کیا ہم داخل ہو سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا آجاؤ، اور پھر آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم الآیۃ (النور: ۲۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ حکم عام ہے اور مردوں کا ذکر تغلیباً ہے، اور عورتوں کے لیے بھی اس حکم کی یہی حکمت ہے کیونکہ کبھی گھر میں عورتیں اس حال میں ہوتی ہیں کہ وہ دوسری عورتوں کے اس حال پر مطلع ہونے کو پسند نہیں کرتیں۔ [1]

خبر واحد کی حجیت پر ایک اشکال کا جواب

حدیث نمبر ۵۵۱۱ میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا اس حدیث پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا، بعض منکرین حدیث نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کو خبر واحد ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا، یہ استدلال قطعاً باطل ہے اور تمام قابل ذکر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ خبر واحد حجت ہے اور اس کے تقاضے پر عمل کرنا واجب ہے، اور یہ چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] علامہ سید محمد آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

کی سنت، خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کے آثار اور بعد کے بکثرت فقہاء کے اقوال سے ثابت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ سے جو یہ کہا تھا کہ اس حدیث پہ گواہ لاؤ، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے نزدیک خبر واحد حجت نہیں تھی، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ تھا کہ بعض مبتدعین کاذبین اور منافقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی احادیث گھڑ کر منسوب کرنا شروع نہ کر دیں، اور جس شخص کو بھی جو معاملہ در پیش ہو وہ اس کے متعلق ایک حدیث بنا کر پیش کر دے، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضع حدیث کے سد باب کا ارادہ کیا۔ حضرت عمر کو حضرت ابوموسیٰ کی ـــــــ روایت میں کوئی شک نہیں تھا، ان کے نزدیک حضرت ابوموسیٰ کا مرتبہ اس سے کہیں بلند تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کو منسوب کریں جو آپ نے بیان نہ فرمائی ہو، بلکہ حضرت عمر کا ارادہ دوسرے لوگوں کی سرزنش اور تنبیہ کرنا تھا، کیونکہ جب ان کو اس واقعہ کا علم ہوگا تو وہ جھوٹی احادیث روایت کرنے سے ڈریں گے اور کوئی شخص بھی بغیر پختہ یقین اور قوی ثبوت کے کسی حدیث کو روایت نہیں کرے گا، اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق اور الحاد کی بیماری ہے ان کو اپنے باطل مزعوم کی تائید میں روایات گھڑنے کا موقع نہیں ملے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو خبر واحد ہونے کی وجہ سے مسترد نہیں کیا تھا، اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کی شہادت کے بعد اس حدیث کو قبول کر لیا، حالانکہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کی روایت بھی خبر واحد ہے اور جب تک روایت کرنے والوں کی تعداد حد تواتر تک نہ پہنچے وہ خبر واحد ہی رہتی ہے، نیز جب حضرت ابی نے حضرت عمر سے کہا اے ابن الخطاب آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنیں تو حضرت عمر نے فرمایا سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور میں نے اس کا ثبوت حاصل کرنے کو پسند کیا۔ [1]

بَابُ ۶۲ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْمُسْتَأْذِنِ أَنَا إِذَا قِيلَ مَنْ هٰذَا

اجازت طلب کرنے والے کا "کون" ہے کے جواب میں "میں" کہنا مکروہ ہے۔

۵۵۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَوْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَنَا قَالَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ أَنَا أَنَا -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آواز دی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کون ہے؟" میں نے کہا میں ہوں، آپ باہر تشریف لائے درآں حالیکہ آپ فرما رہے تھے "میں میں"۔

۵۵۲۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ نے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَنَا۔

نے فرمایا "کون ہے؟" میں نے کہا: میں ہوں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں میں!

۵۵۲۲۔ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِهِمْ كَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ

امام مسلم نے ان احادیث کی تین سندیں بیان کیں، ان روایات میں ہے کہ آپ نے "میں ہوں" کہنے کو ناپسند فرمایا۔

"میں" کہنے کے مکروہ ہونے کی وجہ

علامہ نووی لکھتے ہیں: علماء نے کہا کہ جب کوئی شخص اجازت طلب کرے اور گھر والے پوچھیں کہ تم کون ہو تو اس کا جواب میں "میں" کہنا مکروہ ہے، کیونکہ اس کے "میں" کہنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا اور جس ابہام کی وجہ سے سوال کیا گیا تھا وہ اسی طرح باقی رہا اس لیے جواب میں فلاں بن فلاں کہنا چاہیے جیسا کہ جب حضرت ام ہانی نے اجازت طلب کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ تو انھوں نے جواب میں کہا، ام ہانی! اور اگر یہ کہے کہ میں ابو فلاں ہوں یا فلاں قاضی ہوں یا فلاں شیخ ہوں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات صرف نام بتانے سے پوری معرفت حاصل نہیں ہوتی اور بہتر یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں وہ شخص ہوں جو فلاں نام سے معروف ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ النَّظَرِ فِيْ بَيْتِ غَيْرِهٖ

اجنبی کے مکان میں جھانکنے کی ممانعت

۵۵۲۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى) ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ فِيْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِيْ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کی جھری سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آلہ تھا جس سے آپ سر کھجار ہے تھے، جب اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں اس کو تیری آنکھوں میں چبھو دیتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجازت لینے کا حکم دیکھنے ہی کی وجہ سے تو مقرر کیا گیا ہے۔

عينك وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما جعل الإذن من أجل البصر.

۵۵۲۴ - وحدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أن سهل بن سعد الأنصاري أخبره أن رجلا اطلع من جحر في باب رسول الله صلى الله عليه وسلم ومع رسول الله صلى الله عليه وسلم مدرى يرجل به رأسه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لو أعلم أنك تنظر طعنت به في عينك إنما جعل الله الإذن من أجل البصر.

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی جھری میں سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر کے بالوں میں کنگھی کر رہے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں اس کنگھے کو تمہاری آنکھوں میں چبھو دیتا، اللہ تعالیٰ نے اجازت لینے کا حکم نظر کی وجہ سے ہی تو دیا ہے۔

۵۵۲۵ - وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وعمرو الناقد وزهير بن حرب وابن أبي عمر قالوا حدثنا سفيان بن عيينة ح وحدثنا أبو كامل الجحدري حدثنا عبد الواحد بن زياد حدثنا معمر كلاهما عن الزهري عن سهل بن سعد عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو حديث الليث ويونس.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کیا ہے۔

۵۵۲۶ - حدثنا يحيى بن يحيى وأبو كامل فضيل بن حسين وقتيبة ابن سعيد (واللفظ ليحيى وأبي كامل) قال يحيى أخبرنا وقال الآخران حدثنا حماد بن زيد عن عبيد الله بن أبي بكر عن أنس بن مالك أن رجلا اطلع من بعض حجر النبي صلى الله عليه وسلم فقام إليه بمشقص أو مشاقص فكأني أنظر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يختله ليطعنه.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانکا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک تیر یا کئی تیر لے کر اٹھے گویا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں، آپ اس کی آنکھوں میں تیر چبھونے کی تدبیر کر رہے تھے۔

۵۵۲۷ - حدثني زهير بن حرب حدثنا جرير عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من اطلع

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کے گھر ان کی اجازت کے بغیر جھانکے ان کے لیے اس کی آنکھ پھوڑ دینا جائز ہے۔

فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَؤُا عَيْنَهُ.

۵۵۲۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے مکان میں جھانکے اور تم کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

فائدہ: حدیث نمبر ۵۵۲۴ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھی کرنے کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ بالوں میں کنگھی کرنا جائز ہے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، نیز اس باب کی احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اجنبی کے گھر میں جھانکنا حرام ہے اور اگر گھر والا اس جھانکنے والے کی آنکھ کو کنکری یا تیر سے پھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ

اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جانے کا حکم

۵۵۲۹۔ حَدَّثَنِيْ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنْ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِيْ.

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق سوال کیا، آپ نے مجھے نظر ہٹانے کا حکم دیا۔

۵۵۳۰۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

اجنبی عورت کو دیکھنے کا حکم علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اچانک نظر پڑ جانے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر قصد کے اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے، سو پہلی بار اگر نظر پڑ گئی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر واجب ہے کہ اسی وقت اپنی نظر ہٹالے، اگر اس نے اسی وقت نظر ہٹالی تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس نے نظر جمائے رکھی تو وہ اس حدیث کی رو سے گنہ گار ہوگا، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو نظر ہٹانے کا حکم دیا ہے، نیز قرآن مجید میں ہے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ "آپ مسلمانوں سے کہیے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں"۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ راستہ میں چلتے وقت عورتوں پر اپنے چہرے کو چھپانا واجب نہیں ہے، یہ صرف اس

کے لیے سنت اور مستحب ہے اور مردوں پر واجب ہے کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں اور غرض شرعی کے سوا اجنبی عورت کو ک
حال میں نہ دیکھیں، غرض شرعی میں حالت شہادۃ، حالت علاج، عورت سے منگنی کا ارادہ، باندی کو خریدنے کا ارادہ، اور خرید و ف
وغیرہ کے معاملات داخل ہیں، ان تمام صورتوں میں عورت کو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے اور اس سے زیادہ دیکھنا جا
نہیں ہے۔ [1]

اس مسئلہ کی پوری تفصیل اور تحقیق ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ستر اور حجاب کی بحث میں بیان کر دی ہے
وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب السلام

سلام کا لغوی اور شرعی معنی

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

سلام، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نقص، عیب اور فانی ہونے سے سلامت ہے یعنی فی ذاتہ بری ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ ان عوارض سے بری ہے جو اس کے غیر کو لاحق ہوتے ہیں، وہ باقی اور دائم ہے جو مخلوق کو فنا کرتا ہے اور خود فنا نہیں ہوتا، ابن قتیبہ نے کہا کہ سلام اور سلامت دو مختلف لغتیں ہیں اور سہیلی نے الروض الانف میں لکھا ہے کہ اکثر اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ سلام اور سلامت کا ایک معنی ہے جس طرح رضاع اور رضاعت کا ایک معنی ہے، اللہ تعالیٰ کا نام سلام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اختلال اور تفاوت سے محفوظ رکھا ہے، کیونکہ مخلوق کا تمام نظام حکمت اور عدل پر قائم ہے، اسی طرح اس نے جن اور انس کو جور اور ظلم سے سلامت رکھا ہے، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے تمام افعال میں سلام ہے، اس کے افعال میں سے کسی فعل میں ظلم، تفاوت اور اختلال نہیں ہے۔ [1]

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

السلام هو اسم من اسماء الله تعالى، ومعناه اسم الله عليك اى انت فى حفظه، كما يقال يصحبك الله معك۔ [2]

سلام، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے السلام علیکم کا معنی ہے تم پر اللہ کا نام ہو، یعنی تم اس کی حفاظت میں رہو، جیسے کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ تمہارا صاحب ہو۔

انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر اللہ تعالیٰ کے سلام کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء اور صفات میں سے سلام کا ذکر فرمایا ہے: الملك القدوس السلام (حشر: ۲۳) اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر سلام بھیجا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کے متعلق فرمایا:

قيل يا نوح اهبط بسلم منا وبركات

فرمایا گیا: اے نوح کشتی سے اترو، ہماری طرف

---

[1] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۳۳۹-۳۳۸، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

[2] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۳ ص ۵۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثالثہ ۱۴۰۹ھ

عليك وعلى امم ممن معك۔ (هود : ۴۸)
سے تم پر اور تمہارے ساتھ والی جماعتوں پر سلام اور برکتیں ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:
سلٰم على ابراهيم۔ (الصّٰفّٰت : ۱۰۹)
ابراہیم پر سلام ہو۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے متعلق فرمایا:
سلٰم على موسٰى وهٰرون (الصّٰفّٰت : ۱۲۰)
موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔

حضرت الیاس کے متعلق فرمایا:
سلام على ال ياسين (الصّٰفّٰت : ۱۳۰)
الیاس پر سلام ہو۔

تمام رسولوں کے متعلق فرمایا:
سلام على المرسلين۔ (الصّٰفّٰت : ۱۸۱)
رسولوں پر سلام ہو۔

مومنین کے متعلق ارشاد فرمایا:
واذا جاءك الذين يؤمنون باٰياتنا فقل سلام عليكم۔ (انعام : ۵۴)
اور جب آپ کے پاس ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے آئیں تو کہیے "تم پر سلام ہو"

قل الحمد لله وسلٰم على عباده الذين اصطفٰى۔ (النمل : ۵۹)
آپ کہیے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

والسلام على من اتبع الهدٰى۔ (طٰہٰ : ۴۷)
جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو۔

آخرت میں مومنوں کے متعلق فرمایا:
وتحيتهم فيها سلٰم۔ (یونس : ۱۰)
اور جنت میں ان کی باہمی دعا خیر سلام ہے۔

سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار۔ (رعد : ۲۴)
تم پر سلام ہو! کیونکہ تم نے صبر کیا اور آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے!

ويلقون فيها تحية وسلاما۔ (فرقان : ۷۵)
اور جنت میں ان کا دعا اور سلام کے ساتھ استقبال کیا جائے گا۔

قرآن مجید میں سلام کرنے کے احکام اور آداب

فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة۔ (نور : ۶۱)
پھر جب تم کسی کے گھر میں داخل ہو تو اپنوں پر سلام کرو، (ملاقات کے وقت کی) اچھی دعا، اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ۔

يا ايها الذين اٰمنوا لا تدخلوا بيوتا غير
اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے

بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا

(نور: ۲۷)

گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔

ولقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشری قالوا سلما قال سلم (ھود: ۶۹)

اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے انھوں نے کہا "سلام" ابراہیم نے کہا "سلام"

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا

(نساء: ۸۵)

اور جب تمہیں کسی لفظ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر (لفظ کے ساتھ اس کو) سلام کرو یا اسی (لفظ) کے ساتھ جواب دو۔

احادیث میں سلام کرنے کے احکام اور آداب

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا فلما خلقہ قال اذھب فسلم علی اولئک نفر من الملئکۃ جلوس فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال السلام علیکم فقالوا السلام علیکم ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت (یعنی صفت علم) پر پیدا فرمایا ان کا طول ساٹھ ہاتھ تھا جب ان کو پیدا کر لیا تو فرمایا جاؤ فرشتوں کی یہ جماعت جو بیٹھی ہوئی ہے اس کو سلام کرو، اور سنو وہ سلام کے جواب میں کیا کہتے ہیں، وہی تمہارا سلام ہوگا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا، حضرت آدم نے کہا السلام علیکم، فرشتوں نے جواب میں کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کا لفظ زائد کہا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی امر اذا انتم فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، اور جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو مومن نہیں ہو گے، کیا میں تمہاری راہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں جسے کرنے کے بعد تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو! آپس میں (کثرت) سلام کیا کرو۔

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

۲۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گذرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

عن ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم زیادہ کو سلام کریں۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمران بن حصین ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر وجاء اٰخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرون ثم جاء اٰخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثون۔ [3]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو عرض کیا السلام علیکم! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس (نیکیاں) دوسرے شخص نے حاضر ہو کر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس (نیکیاں)، پھر ایک اور شخص نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس (نیکیاں)۔

عن سعید بن المسیب قال قال انس قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی اذا دخلت علی اھلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلی اھل بیتک۔ [4]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے! جب تم اپنے اہل کے پاس جاؤ تو سلام کرو، وہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا سبب ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولی الناس باللہ تعالیٰ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سب سے

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۱، " "

[3] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] " " ، جامع ترمذی ص ۳۸۶، " "

من بدأهم بالسلام[1]

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتهی احدکم الی المجلس فلیسلم فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الاولی باحق من الاخرة[2]

زیادہ قریب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب وہاں سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو سلام کرے، کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ ثواب والا نہیں ہے۔

عن علی بن ابی طالب قال ابوداؤد ورفعه الحسن بن علی قال یجزئ عن الجماعة اذا مروا ان یسلم احدهم ویجزئ عن الجلوس ان یرد احدهم[3]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک جماعت کا گزر ہو تو ان میں سے ایک شخص کا سلام کرنا کافی ہے، اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے۔

سلام کے فضائل

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

نصاریٰ کے سلام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ منہ پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں، اور یہود کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں، اور مجوس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جھک جاتے ہیں، اور عربوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کہتے تھے: حیاک اللہ (اللہ تم کو زندہ رکھے) اور بادشاہوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کہتے تھے انعم صباحا۔ (صبح بخیر)

اور مسلمانوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور بلاشبہ یہ سلام کرنے کا سب سے افضل طریقہ ہے کیونکہ سلام کا لفظ اس دعا کو ظاہر کرتا ہے کہ تم آفات اور بلیات سے محفوظ رہو اور ضرر سے بچانے کی سعی کرنا، نفع پہنچانے کی سعی سے افضل ہے، نیز انسان کسی سے نفع پہنچانے کا وعدہ کرے تو وہ کبھی اس وعدہ کو پورا کرنے پر قادر ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا لیکن اگر کسی سے یہ وعدہ کرے کہ وہ اس کو ضرر نہیں دے گا تو وہ اس پر بہرحال قادر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب تم کو کوئی شخص سلام کرے تو تم اس کو اس سے اچھا جواب دو یا ویسا ہی جواب دو، سو اگر کوئی شخص کہے السلام علیکم تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہو، اور اگر کوئی کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو، اور اگر کوئی شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو پھر جواب میں یہی کلمات کہے جائیں گے۔

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم نہیں مشروع کیا گیا بلکہ وعلیکم السلام مشروع کیا گیا ہے تاکہ اول آخر اللہ کا نام

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

[2] ″ ″ ″ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۱، ″ ″ ″ ″

[3] ″ ″ ″ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۲، ″ ″ ″ ″

یعنی سلام کا ذکر ہو، اور جب مجلس کے اول آخر میں اللہ کے نام اور سلامتی کی دعا کا ذکر ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور سلامتی کی زیادہ توقع ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ اقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات۔ دن کی دو طرفوں میں اور رات کے قریب نماز پڑھو، کیونکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں" یعنی جب دن کے اول اور آخر میں نماز پڑھی جائے گی تو اس کی برکت سے درمیان کے گناہ مٹ جائیں گے، سو اسی طرح جب مجلس کے اول آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے گا تو اس کی برکت سے تمام مجلس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی شامل رہے گی۔[1]

سلام کے مسائل

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

ابتداءً سلام کرنا سنت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: افشوا السلام بینکم۔ (صحیح مسلم و ابوداؤد) آپس میں سلام کو پھیلاؤ، اگر کسی ایک شخص کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب دینا فرض عین ہے اور اگر جماعت کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب دینا فرض کفایہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا اوردوھا۔	اور جب تمہیں کسی لفظ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر (لفظ کے ساتھ) جواب دو یا اسی (لفظ) کے ساتھ جواب دو۔ (نساء: ۸۵)

سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے، اجنبی عورت کو سلام کرنا مکروہ ہے، حمام میں سلام کرنا مکروہ ہے، کھانا کھانے والے شخص کو بھی سلام کرنا مکروہ ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے، اللہ کا ذکر کرنے والے، تلبیہ پڑھنے والے، حدیث پڑھنے والے، خطبہ دینے والے، وعظ کرنے والے، فقہ کا مذاکرہ کرنے والے، علم دین پڑھنے یا پڑھانے والے اور اذان دینے والے یا اقامت پڑھنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے، اسی طرح قضائے حاجت میں مشغول یا مقدمات کا فیصلہ کرنے والے کو سلام کرنا بھی مکروہ ہے۔[2]

مصافحہ کا شرعی حکم

عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقی المسلمان فتصافحا وحمدا اللہ واستغفراہ غفر لھما۔[3]	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی قتادۃ قلت لانس اکانت	قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

---

[1] امام محمد بن ضیاء الدین عمر فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۷۹ - ۲۷۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

[2] ڈاکٹر وہبہ زحیلی الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۳ ص ۵۷۹ - ۵۷۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۹ھ

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

المصافحۃ فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم[1]

پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مصافحہ کرتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں!

صافح حماد بن زید ابن المبارک بیدیہ۔[2]

حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں کے مصافحہ کیا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے کہا ہے کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے اور صبح کی نماز کے بعد جو لوگوں نے مصافحہ کرنے کی عادت بنالی ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے کیونکہ مصافحہ کی اصل سنت ہے اور بعض اوقات میں مصافحہ کی پابندی کرنا اور بعض اوقات اس میں تقصیر کرنا اس کو مصافحہ کی اصل یعنی سنت ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ (علامہ نووی کی عبارت ختم ہوئی، علامہ شامی فرماتے ہیں:) البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ نماز کے بعد دائماً مصافحہ کرنا جاہلوں کے اس اعتقاد کا موجب ہوگا کہ مصافحہ کرنے کی اس وقت میں کوئی خاص خصوصیت ہے جو دوسرے اوقات میں نہیں ہے، حالانکہ سلف صالحین سے اس وقت میں مصافحہ کرنے کی کوئی خصوصیت منقول نہیں ہے، علامہ ابن الحاج مالکی نے لکھا ہے کہ یہ بدعت ہے اور شریعت میں مصافحہ کا موقع ملاقات کا وقت ہے، جب ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے ملاقات ہو اس وقت مصافحہ کرے نہ کہ نمازوں کے بعد پس شارع علیہ السلام نے جس کام کے لیے جو وقت مقرر کیا ہے وہ کام اسی وقت کیا جائے اور دوسرے اوقات میں منع کیا جائے، کیونکہ وہ سنت کے خلاف کر رہا ہے۔

مصافحہ کرنے میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور ہاتھوں کے درمیان کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو، اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ کیا جائے اور انگوٹھے کو پکڑا جائے، کیونکہ اس میں ایک رگ ہے جو محبت کو زیادہ کرتی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (قہستانی)۔[3]

باب ۶۵ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

سوار پیدل کو اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں

۵۵۳۱ - حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل کو سلام کرے، اور چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے، اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۶،

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۶-۲۳۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

زَيْدًا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔

سلام کے احکام

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ابتداءً سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے، اگر بہت سے مسلمان ہوں تو پھر ان کے حق میں سلام کرنا سنت کفایہ ہے، جب بعض لوگ سلام کر لیں گے تو سب کی طرف سے سلام کی سنت ادا ہو جائے گی، اگر ایک شخص کو سلام کیا جائے تو پھر وہ جواب دینے کے لیے متعین ہے، اور اگر ایک جماعت کو سلام کیا جائے تو پھر جواب دینا ان پر فرض کفایہ ہے اور جب ان میں سے ایک شخص جواب دے دے گا تو باقیوں سے جواب کی فرضیت ساقط ہو جائے گی، اور افضل یہ ہے کہ تمام جماعت ابتداء بالسلام کرے اور تمام جماعت جواب دے، اور امام ابویوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ سب کا جواب دینا ضروری ہے، علامہ ابن عبدالبر وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ سلام کی ابتداء کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے اور سلام کرنے کا کم از کم طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم کہے، اگر ایک شخص کو سلام کرنا ہو تو السلام علیک کہے اور افضل یہ ہے السلام علیکم کہے تاکہ اس کو اور اس کے فرشتوں کو سلام ہو اور اکمل طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور اگر اس نے سلام علیک کہا تو یہ بھی کافی ہے، علماء نے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے اضافہ پر قرآن مجید میں فرشتوں کے اس جواب سے استدلال کیا ہے، رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت نیز تشہد میں ہے: السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ابتداء بالسلام کرنے والے کا علیکم السلام کہنا مکروہ ہے لیکن اگر اس نے یہ کہا تو وہ جواب کا مستحق ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ مستحق نہیں ہوگا، حدیث صحیح میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک السلام نہ کہو، کیونکہ علیک السلام مردوں کا سلام ہے، واللہ اعلم، اور سلام کے جواب میں افضل اور اکمل طریقہ یہ ہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور اگر وعلیکم السلام یا علیکم السلام پر اقتصار کیا تو یہ بھی کافی ہے اور اگر علیکم پر اقتصار کیا تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر وعلیکم پر اقتصار کیا تو اس میں دو قول ہیں۔

سلام کا جواب علی الفور دینا چاہیے، اگر کسی قاصد کے ذریعہ غائب کا سلام پہنچے یا خط میں غائب کا سلام ملے تو اس کا بھی فوراً جواب دینا واجب ہے، میں نے کتاب الاذکار میں سلام کے متعلق فوائد ذکر کیے ہیں، اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ سوار چلنے والے کو، کھڑا ہوا، بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں، اور امام بخاری کی روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے، یہ حکم مستحب ہے اگر اس کے برعکس کر دیں تب بھی جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔

سلام کے معنی میں ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے اور السلام علیک کا معنی یہ ہے اسم اللہ علیک یعنی تم اللہ کی حفاظت میں ہو اور ایک قول یہ ہے کہ سلام سلامتی کے معنی میں ہے، یعنی تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔ [1]

※

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۳/۲۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بَابٌ مِنْ حَقِّ الْجُلُوْسِ عَلَى الطَّرِيْقِ رَدُّ السَّلَامِ

راستہ میں بیٹھنے کا حق یہ ہے کہ سلام کا جواب دے

۵۵۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ كُنَّا قُعُوْدًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ اجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ فَقُلْنَا إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَأْسٍ قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ إِمَّا لَا فَأَدُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَحُسْنُ الْكَلَامِ

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکانوں کے سامنے کی زمین پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے، آپ نے فرمایا تمہیں راستوں پر مجلس منعقد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ راستوں میں مجالس منعقد کرنے سے اجتناب کرو، ہم نے کہا ہم کسی بُرے قصد سے نہیں بیٹھے، ہم آپس میں مذاکرہ اور بحث کرنے کے لیے بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم نہیں مانتے تو راستے کا حق ادا کرو، نظر جھکا کر رکھنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی باتیں کرنا۔

۵۵۳۳ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا حَقُّهُ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کرو، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے لیے راستہ میں بیٹھنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے، ہم راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم راستہ میں بیٹھنے کو نہیں چھوڑتے تو پھر راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ راستہ کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

۵۵۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ فُدَيْكٍ عَنْ هِشَامٍ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

راستہ میں بیٹھنے کی فتنہ سامانیاں

اس حدیث کی مفصل شرح باب: ۵۰ میں گذر چکی ہے اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرنا مکروہ ہے اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے انسان فتنہ میں مبتلا ہوتا ہے، کیونکہ راستہ سے اجنبی عورتیں گذرتی ہیں اور کبھی انسان ان کی نسوانیت یا ان کے حسن و جمال

سے مسحور ہو کر ان کو دیکھنے لگتا ہے، یا ان کے متعلق غور و فکر کرتا ہے اور ان کو دیکھ کر شہوت انگیز خیال آتے ہیں یا کسی اور گذرنے والے شخص کے متعلق بدگمانی کرتا ہے یا گذرنے والوں کو حقیر جانتا ہے یا ان کی غیبت کرتا ہے، یا بعض اوقات سلام کا جواب دینا، یا نیکی کا حکم دینا یا برائی سے روکنا بھول جاتا ہے، یا اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو دانستہ ترک کر دیتا ہے، اس قسم کے اور دوسرے امور ہیں جن سے وہ گھر میں بیٹھ کر محفوظ رہتا ہے، اور راستہ میں بیٹھ کر ان فتنوں میں مبتلاء ہوتا ہے، نیز راستوں میں بیٹھنے کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر کسی اور شخص کے دروازے کے آگے بیٹھ گیا تو اس کو آنے جانے میں دقت اور تکلیف ہوگی، اور کبھی وہ لوگوں کو اس حال میں دیکھے گا جس حال میں دیکھے جانا ان لوگوں کو پسند نہیں ہوگا، اور جب لوگ آپس میں بیٹھتے ہیں تو دوسروں کی غیبت کرتے ہیں اور بعض لوگ دوسروں کی چغلی کرتے ہیں اور بعض محض ہنسنے ہنسانے کے لیے دانستہ غلط بیانی کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں، اس لیے سلامتی اس میں ہے کہ راستہ میں نہ بیٹھے اور اگر بیٹھے تو نظریں جھکا کر رکھے، گذرنے والوں کے سلام کا جواب دے، اور میٹھی باتیں کرے اور جو شخص کسی جگہ کا راستہ نہ جانتا ہو اس کو راستہ بتائے یہ سب باتیں حسن کلام میں داخل ہیں۔ [1]

بَابٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ رَدُّ السَّلَامِ

سلام کا جواب دینا مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے۔

۵۵۳۵۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كَانَ مَعْمَرٌ يُرْسِلُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَسْنَدَهُ مَرَّةً عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ایک مسلمان کے لیے اس کے بھائی پر واجب ہیں، اپنے بھائی کے سلام کا جواب دینا، چھینک کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا۔

۵۵۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کون سے حقوق ہیں؟ آپ

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ۔

نے فرمایا جب تم مسلمان سے ملو تو اس کو سلام کرو، اور جب وہ تم کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، اور جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کو نصیحت کرو، اور جب وہ چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دو، اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں جاؤ۔

اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں گذر چکی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ

اہل کتاب کو ابتداءً سلام کرنے کی ممانعت اور ان کے سلام کا جواب دینے کا طریقہ

۵۵۳۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم ان کے جواب میں (صرف) وعلیکم کہو۔

۵۵۳۸ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لَهُمَا) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْنَا فَكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَالَ قُولُوا وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ اہل کتاب ہم کو سلام کرتے ہیں، ہم ان کو کیسے جواب دیں، آپ نے فرمایا تم کہو "وعلیکم"۔

۵۵۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى) قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود جب تم کو سلام کرتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے السام علیکم تم کہو علیک،

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ.

۵۵۴۰ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقُولُوا وَعَلَيْكَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے، اس میں یہ ہے کہ تم کہو وعلیک۔

۵۵۴۱ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ قَالَتْ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور انھوں نے کہا "السام علیکم" (یعنی تم پر موت ہو) حضرت عائشہ نے فرمایا: بلکہ تم پر سام ہو اور لعنت ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں ملائمت کو پسند کرتا ہے، حضرت عائشہ نے عرض کیا کیا آپ نے سنا نہیں انھوں نے کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا میں نے "وعلیکم" کہہ دیا تھا۔

۵۵۴۲ - حَدَّثَنَاهُ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلاَهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْوَاوَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں ان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے علیکم کہہ دیا تھا اور واؤ کا ذکر نہیں ہے۔

۵۵۴۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ وَعَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ یہودی آئے انھوں نے کہا السام علیک یا ابا القاسم، آپ نے فرمایا: "وعلیکم" حضرت عائشہ نے فرمایا بلکہ تم پر سام اور ذام (موت اور ذلت) ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ بدزبان مت بنو،

السَّامُ وَالذَّامُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَا تَكُونِي فَاحِشَةً فَقَالَتْ مَا سَمِعْتَ مَا قَالُوا فَقَالَ أَوَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمُ الَّذِي قَالُوا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت عائشہ نے کہا آپ نے سنا نہیں، انھوں نے کیا کہا تھا! آپ نے فرمایا کیا میں نے ان کے قول کو ان کی طرف واپس نہیں کیا؟ میں نے کہا "وعلیکم"۔

۵۵۴۴۔ حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَفَطِنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَبَّتْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ وَزَادَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ ان کے سلام کے ضمن میں جو بد دعا تھی اس کو حضرت عائشہ نے جان لیا، پھر حضرت عائشہ نے ان کو برا بھلا کہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ صبر کرو، اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بد زبانی کو پسند نہیں کرتا اور تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ:) جب یہ آکر آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا۔

۵۵۴۵۔ حَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ سَلَّمَ نَاسٌ مِنْ يَهُودَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَغَضِبَتْ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ بَلٰى قَدْ سَمِعْتُ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِمْ وَإِنَّا نُجَابُ عَلَيْهِمْ وَلَا يُجَابُونَ عَلَيْنَا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، انھوں نے کہا: السام علیک یا ابا القاسم، آپ نے فرمایا: "وعلیکم" حضرت عائشہ نے غصہ میں آکر کہا کیا آپ نے نہیں سنا انھوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے سنا ہے اور میں نے ان کو جواب دے دیا ہے ہماری دعا ان کے خلاف قبول ہوگی اور ہمارے خلاف ان کی بد دعا قبول نہیں ہوگی۔

۵۵۴۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلٰى أَضْيَقِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام مت کرو اور جب تمہاری ان سے راستہ میں ملاقات ہو تو ان کو تنگ راستہ کی طرف مجبور کرو۔

۵۵۴۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، وکیع کی روایت میں ہے جب تمہاری یہود سے ملاقات ہو اور

أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كُلُّهُمْ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ إِذَا لَقِيتُمُ الْيَهُودَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

جریر کی روایت میں ہے جب تمہاری ان سے ملاقات ہو اور کسی مشرک کا نام نہیں لیا۔

حدیث نمبر ۲۵۳۶ میں ہے: جب یہودیوں نے آپ سے کہا السام علیکم (تم پر موت آئے) تو آپ نے جواب میں فرمایا: وعلیکم، اس کے کئی معنی ہیں ایک معنی یہ ہے کہ "تم پر موت آئے" دوسرا معنی ہے موت میں ہم اور تم دونوں مساوی ہیں دونوں نے مرنا ہے، اور تیسرا معنی یہ ہے کہ جس مذمت کے تم مستحق ہو تم پر وہ مذمت ہو۔

کفار اور بدعقیدہ لوگوں کو سلام کرنے کا حکم اور مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی فرماتے ہیں: کفار کو ابتداءً سلام کرنے اور ان کے سلام کا جواب دینے میں علماء کا اختلاف ہے، ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا حرام ہے اور صرف وعلیکم کہہ کر ان کے سلام کا جواب دینا واجب ہے، ابتداءً سلام کرنے کی ممانعت کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو، اور جواب کے متعلق یہ دلیل ہے کہ آپ نے فرمایا تم وعلیکم کہو، اکثر علماء اور عام متقدمین کا یہی مذہب ہے اور ایک جماعت کا یہ مسلک ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا جائز ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابو امامہ اور حضرت ابن ابی محیریز سے اسی طرح مروی ہے، بعض شافعیہ کا بھی یہی مسلک ہے، لیکن انھیں السلام علیک کہا جائے، السلام علیکم نہ کہا جائے، ان کا استدلال ان احادیث سے ہے جن میں عمومی طور پر سلام کرنے کا ذکر ہے لیکن یہ استدلال باطل ہے کیونکہ یہ احادیث عام مخصوص عنہ البعض کے قبیل سے ہیں، اور مخصص یہ حدیث ہے "یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو" ہمارے بعض شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا مکروہ ہے، حرام نہیں ہے، لیکن یہ قول بھی ضعیف ہے، کیونکہ اس حدیث میں ممانعت تحریم کے لیے ہے، قاضی عیاض مالکی نے ایک جماعت سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی ضرورت، حاجت، یا کسی سبب کی وجہ سے ان کو ابتداءً سلام کرنا جائز ہے، علقمہ اور نخعی کا بھی یہی قول ہے، اور امام اوزاعی سے یہ منقول ہے کہ اگر تم نے ان کو سلام کیا تو صالحین نے ان کو سلام کیا ہے اور اگر تم نے ان کو سلام نہیں کیا تو صالحین نے ان کو سلام نہیں کیا اور ابن وہب اور اشہب نے امام مالک سے یہ نقل کیا ہے اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ان کے سلام کا جواب نہ دیا جائے، اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ ان کے جواب میں السلام علیکم کہا جائے اور ورحمۃ اللہ نہ کہا جائے لیکن یہ قول بھی ضعیف ہے اور احادیث کے خلاف ہے، اور جس جماعت میں مسلمان اور کفار دونوں بیٹھے ہوں وہاں السلام علیکم کہنا جائز ہے لیکن سلام میں صرف مسلمانوں کی نیت کی جائے، کیونکہ یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی مجلس میں آکر سلام کیا جس میں مسلمان اور کفار دونوں تھے [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

بدعقیدہ اور گمراہ لوگوں کو بھی سلام کرنا جائز نہیں ہے، اگر کبھی ان کو سلام کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو فتنہ سے بچنے کے لیے فرشتوں کی نیت کر کے ان کو سلام کر لیا جائے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

ابن بطال نے کہا ہے کہ ایک قوم کا مختار یہ ہے کہ اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بر سبیل عموم فرمایا ہے:

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منها اوردوها۔ (نساء: ۸۶)

جب تم کو کسی دعائیہ کلمہ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر کلمے کے ساتھ جواب دو ورنہ اسی کلمے کے ساتھ سلام کا جواب دو۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص تم کو سلام کرے تم اس کے سلام کا جواب دو، خواہ وہ شخص مجوسی ہو، شعبی اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے، امام مالک اور جمہور فقہاء نے اس سے منع کیا ہے، اور عطاء نے کہا کہ یہ آیت مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے کفار کو مطلقاً جواب نہ دیا جائے۔[1]

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں: بعض علماء نے کفار کو سلام کرنے پر اس آیت سے استدلال کیا ہے:

فاصفح عنهم وقل سلام فسوف يعلمون۔ (زخرف: ۸۹)

پس (اے حبیب) ان سے درگذر کیجئے اور سلام کہیے، یہ لوگ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے۔

اور حضرت ابن عباس اور علقمہ سے یہ روایت ہے کہ بوقت ضرورت کفار کو سلام کرنا جائز ہے، اور سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ ان کے سلام کا بالکل جواب نہ دیا جائے اور بعض علماء نے اہل ذمہ اور اہل حرب میں فرق کیا ہے۔[2]

باب ۷۶۹ استحباب السلام على الصبيان

بچوں کو سلام کرنے کا استحباب

۵۵۴۸۔ حدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا هشيم عن سيار عن ثابت البنانی عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على غلمان فسلم عليهم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے پاس سے گذرے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔

۵۵۴۹۔ وحدثنيه اسماعيل بن سالم اخبرنا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

سے۔ (صفحہ گذشتہ سے) امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ واقعہ بدر سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے گئے آپ کا گذر ایک مجلس سے ہوا جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست، اور یہودی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا، الحدیث (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۴)

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۴۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

[2] " " " " ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۴۹، " " "

هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

۵۵۵۰- وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ ثَابِتٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ أَنَسٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

یسار کہتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ جا رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گذرے تو انھوں نے ان کو سلام کیا، اور ثابت نے یہ حدیث بیان کی کہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے، حضرت انس بچوں کے پاس سے گذرے تو انھوں نے ان کو سلام کیا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچوں کے پاس سے گذرے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔

بچوں کو سلام کرنے کے احکام

علامہ یحیٰی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث میں سمجھ دار بچوں کو سلام کرنے کا استحباب ہے اور انکسار اور تواضع کے استحسان کا بیان ہے، اور یہ کہ تمام لوگوں کو سلام کرنا چاہیے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور شفقت کا بیان ہے، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے، اگر کسی شخص نے مردوں اور بچوں کی ایک جماعت کو سلام کیا اور کسی بچے نے اس کے سلام کا جواب دیا تو آیا مردوں سے اس کے سلام کا جواب ساقط ہو گا یا نہیں؟ اس میں ہمارے اصحاب شافعیہ کے دو قول ہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کے سلام کا جواب ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر بچہ کسی مرد کی نماز جنازہ پڑھ لے تو مردوں سے نماز جنازہ کی فرضیت کے سقوط میں اختلاف ہے، اور اگر بچہ کسی مرد کو سلام کرے تو مرد پر اس کے سلام کا جواب دینا لازم ہے، یہی وہ صحیح نظریہ ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہے۔ اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ مرد پر بچہ کے سلام کا جواب دینا لازم نہیں ہے، یہ قول ضعیف ہے یا غلط ہے[1]

عورتوں کو سلام کرنے اور ان کے سلام کا جواب دینے میں مذاہب فقہاء

عورتوں کی اگر ایک جماعت ہو تو مرد ان کو سلام کر سکتا ہے اور اگر ایک عورت ہو تو اس کو عورتیں سلام کریں یا اس کا خاوند یا اس کا مالک یا اس کا محرم خواہ وہ خوبصورت ہو یا نہ ہو، اور اجنبی عورت اگر بوڑھی ہو اور غیر مشتہاۃ ہو تو مرد کا اس کو سلام کرنا مستحب ہے اور اس کا مرد کو سلام کرنا بھی مستحب ہے، اور ایک دوسرے کو سلام کا جواب دینا لازم ہے اور اگر جوان عورت ہو یا بوڑھی اور مشتہاۃ ہو تو اس کو اجنبی مرد سلام نہ کرے اور نہ وہ کسی اجنبی مرد کو سلام کرے اور اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو سلام کرے تو وہ جواب کا مستحق نہیں ہے بلکہ اس کو جواب دینا مکروہ ہے۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: یہ ہمارا اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے اور کوفہ کے فقہاء نے کہا ہے کہ جب عورتوں میں کوئی محرم نہ ہو تو مرد عورتوں کو سلام نہ کریں۔[2]

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۵-۲۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۵،

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ جوان عورتوں کے علاوہ دیگر عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے، کیونکہ جوان عورتوں سے بات کرنے میں منظر کی خیانت کا یا شیطان کے بہکانے کا خدشہ ہے، یہ قتادہ کا قول ہے اور امام مالک اور علماء کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے، علماء کوفہ نے یہ کہا ہے کہ جب عورتوں میں محرم نہ ہو تو پھر مردان کو سلام نہ کریں، اور انھوں نے کہا ہے کہ عورتوں سے اذان، اقامت اور جہری نمازوں میں قرأت ساقط نہیں ہوتی اور سلام کا جواب دینا ان سے ساقط ہو جاتا ہے، اس لیے عورتوں کو سلام نہ کیا جائے، (علامہ عینی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہ فقہاء احناف کا مذہب نہیں ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عورتوں پر اذان اور اقامت واجب نہیں ہے۔[1]

عورتوں کا اذان دینا اور اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ صحیح مذہب یہ ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل بحث شرح صحیح مسلم جلد خامس میں گذر چکی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: جوان عورت کی چھینک کا جواب دے، نہ اس کے سلام کا جواب دے، اسی طرح مرد عورت کے سلام کا جواب دے نہ اس کی چھینک کا جواب دے، (خانیہ) جب کوئی اجنبی عورت مرد کو سلام کرے تو اگر وہ بوڑھی عورت ہو تو مرد بلند آواز سے اس کے سلام کا جواب دے، اور اگر جوان عورت ہو تو دل میں اس کے سلام کا جواب دے، اسی طرح بوڑھی عورت مرد کے سلام کا بلند آواز سے جواب دے اور جوان عورت دل میں اس کے سلام کا جواب دے۔[2]

بَابُ جَوَازِ جَعْلِ الْإِذْنِ رَفْعَ حِجَابٍ أَوْ نَحْوِهِ مِنَ الْعَلَامَاتِ

پردہ اٹھانے کو اجازت دینے کی علامت مقرر کرنا

۵۵۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ (وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ يُرْفَعَ الْحِجَابُ وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِي حَتَّى أَنْهَاكَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہارے لیے میری یہی اجازت ہے کہ حجاب اٹھا دیا جائے اور تم میرے راز کی بات سن لو تا وقتیکہ میں تم کو اس سے منع نہ کروں۔

۵۵۵۲ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ ھ

قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

ف: اس حدیث میں اجازت کی علامت مقرر کرنے کا جواز ہے، مثلاً پردہ اٹھانے کو امیر یا قاضی کی اجازت کی علامت مقرر کر دیا جاتے۔

بَابُ إِبَاحَةِ الْخُرُوجِ لِلنِّسَاءِ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الْإِنْسَانِ

قضائے حاجت کے لیے عورتوں کو باہر جانے کی اجازت

۵۵۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ لِتَقْضِيَ حَاجَتَهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً تَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمًا لَا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأْتُ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشّٰى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي خَرَجْتُ فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ يَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمُهَا زَادَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ فَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ اوڑھنے کے بعد قضاء حاجت کے لیے باہر نکلیں، حضرت سودہ دیگر خواتین سے قد اور جسامت میں بہت بڑی تھیں اور جو شخص انھیں جانتا ہو اس پر (باوجود پردہ کے) مخفی نہیں رہتی تھیں، حضرت عمر بن الخطاب نے انھیں دیکھ کر کہا: اے سودہ! بخدا آپ ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں! سو آپ سوچئے کہ آپ کیسے باہر نکلیں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں، یہ سن کر حضرت سودہ لوٹ آئیں، دراں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر کھانا کھا رہے تھے، اور آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی، حضرت سودہ نے آکر کہا: یارسول اللہ! میں باہر گئی تھی اور حضرت عمر نے مجھے اس طرح اس طرح کہا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اسی وقت آپ پر وحی نازل ہوئی، پھر وحی منقطع ہوئی اور آپ اسی طرح ہڈی پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: قضاء حاجت کے لیے تمہیں باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے، ابوبکر کی روایت یفرع النساء جسمہا اور ابوبکر کی روایت میں قضاء حاجت کے لیے کھلے میدان میں جانے کی تصریح ہے۔

۵۵۵۴ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَكَانَتِ امْرَأَةً يَفْرَعُ النَّاسَ جِسْمُهَا قَالَ وَإِنَّهُ لَيَتَعَشّٰى.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے، اس میں یہ ہے کہ لوگوں سے ان کا جسم بلند تھا، اور اس میں یہ ہے کہ آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے۔

۵۵۵۵ - وَحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۵۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْحِجَابَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج رات کو باہر کھلے میدانوں میں قضاءِ حاجت کے لیے جاتی تھیں اور حضرت عمر بن الخطاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرتے رہتے تھے کہ آپ اپنی ازواج کو حجاب میں رکھیے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کسی حکمت کی بنا پر) ان کی اس گذارش کو قبول نہیں فرماتے تھے، پھر ایک رات کو عشاء کے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا قضاءِ حاجت کے لیے باہر گئیں، وہ ایک دراز قد خاتون تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو آواز دے کر کہا: "اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے"۔ انھوں نے حجاب کی توقع میں ایسا کہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے حجاب کے احکام نازل فرما دیئے۔

۵۵۵۷ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

حجاب کے تین مراحل

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

حجاب کے تین مراحل ہیں: پہلے مرحلے میں عورتوں کو اپنا چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن۔ (احزاب: ۵۹)

اے نبی! اپنی ازواج مطہرات، اپنی صاحبزادیوں، اور تمام اہل ایمان کی عورتوں سے کہیے کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) اپنے منہ پر اپنی چادروں کا پلو ڈال لیا کریں۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ امہات المؤمنین کو بالخصوص یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے چہرہ اور اپنے ہاتھوں (کو بھی) مستور رکھیں اور کسی حالت میں بھی ان کے لیے چہرہ کھولنا جائز نہیں ہے، خواہ شہادت کا موقع ہو یا کسی اور چیز کا۔ (اس کے برخلاف عام عورتوں کے لیے شہادت یا کسی اور ضرورت کے موقع پر چہرہ کھولنا جائز ہے، سعیدی غفرلہٗ)

حجاب کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہو، قرآن مجید میں ہے:

واذا سألتموھن متاعا فسئلوھن من وراء حجاب۔ (احزاب: ۵۳)

اور جب تم ان سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردہ کی اوٹ سے سوال کرو۔

اور حجاب کا تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ بغیر ضرورت شرعیہ کے عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے اور جب وہ کسی ضرورت شرعیہ کی وجہ سے گھر سے باہر جائیں تو پردہ اوڑھ کر جائیں کیونکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پردہ کر کے گھر سے باہر نکلیں۔ [1]

قضاء حاجت کے لیے ازواج مطہرات کے گھر سے باہر نکلنے کے تین احوال

ازواج مطہرات کے قضاء حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے بھی تین احوال تھے:

اول: رات کے اندھیرے میں گھر سے باہر نکلیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات رات کو گھر سے نکلتی تھیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶) اور واقعہ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ام مسطح میرے ساتھ میدان کی طرف گئیں اور وہ ہماری جائے حاجت تھی اور ہم صرف رات کو وہاں جاتی تھیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۴)

ثانی: اس کے بعد حجاب کا حکم نازل ہوا پھر ازواج مطہرات کپڑوں میں مستور ہو کر قضاء حاجت کے لیے جاتی تھیں، لیکن بسا اوقات وہ اپنی جسامت کی وجہ سے پہچان لی جاتی تھیں، جیسا کہ حضرت عمر نے فرمایا: اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔

ثالث: اس کے بعد گھر میں بیت الخلاء بنایا گیا، اور ازواج مطہرات کو گھر سے نکلنے سے روک دیا گیا جیسا کہ حضرت عائشہ نے واقعہ افک میں بیان فرمایا کہ یہ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے کا واقعہ ہے، [2] (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۴)

حدیث الباب کے مسائل

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواج مطہرات کے پردہ کے متعلق گذارش کی، اس سے معلوم ہوا کہ کسی معاملہ میں چھوٹے بڑوں کو مشورہ دے سکتے ہیں۔

۲۔ اگر ضد اور ہٹ دھرمی نہ ہو تو ایک سوال کو بار بار دہرانا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عمر بار بار پردہ کے متعلق عرض کرتے رہے تا آنکہ آیات حجاب نازل ہو گئیں۔

۳۔ اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کیونکہ ان کی فکر منشاء الٰہی کے مطابق تھی اور ان کی تائید میں وحی نازل ہوتی۔

۴۔ اس حدیث میں مردوں کا عورتوں کے ساتھ گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔

۵۔ اس حدیث میں وعظ و نصیحت میں درشتی اختیار کرنے کا ذکر ہے جبکہ نیت خیر ہو کیونکہ حضرت عمر نے حضرت ام المومنین سے کہا اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا۔

۶۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا ذکر ہے، حضرت عمر

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۸۴-۲۸۳ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] " " " " ، عمدۃ القاری ج ۲۲، ص ۲۸۴

حضور سے بار بار کہتے تھے کہ اپنی ازواج کو پردہ میں رکھیے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ وحی کے انتظار میں تھے اس لیے آپ نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا۔

۷۔ اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ عورتیں اپنی ضروریات کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہیں، تاہم اب چونکہ فتنہ اور فساد کا دور دورہ ہے اس لیے اب عورتوں کو ضرورت شرعیہ کے سوا گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ستر اور حجاب کی بحث میں ہم نے اس مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا — اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں جانے کی ممانعت

۵۵۵۸۔ حدثنا يحيى بن يحيى وعلي بن حجر قال يحيى أخبرنا وقال ابن حجر حدثنا هشيم عن أبي الزبير عن جابر ح وحدثنا محمد بن الصباح وزهير بن حرب قالا حدثنا هشيم أخبرنا أبو الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحا أو ذا محرم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! شوہر یا محرم کے سوا کوئی شخص کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گذارے (اس سے معلوم ہوا کہ کنواری کے پاس اجنبی مرد کا رات گذارنا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔)

۵۵۵۹۔ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا ليث ح وحدثنا محمد بن رمح أخبرنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخير عن عقبة بن عامر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إياكم والدخول على النساء فقال رجل من الأنصار يا رسول الله أفرأيت الحمو قال الحمو الموت۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (اجنبی) عورتوں کے پاس جانے سے بچو! انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! دیور کے متعلق بتائیے! آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔

۵۵۶۰۔ وحدثني أبو الطاهر أخبرنا عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث والليث بن سعد وحيوة بن شريح وغيرهم أن يزيد بن أبي حبيب حدثهم بهذا الإسناد مثله۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۵۶۱۔ وحدثني أبو الطاهر أخبرنا ابن وهب قال وسمعت الليث بن سعد يقول الحمو أخ الزوج وما أشبهه من أقارب الزوج ابن العم ونحوه۔

لیث بن سعد کہتے ہیں کہ دیور خاوند کا بھائی ہے یا اس کے مشابہ جیسے خاوند کا چچازاد بھائی یا کوئی اور رشتہ دار۔

۵۵۶۲۔ حدثنا هارون بن معروف حدثنا عبد الله بن وهب أخبرني عمرو ح وحدثني

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو ہاشم کے کچھ لوگ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ

بن طاهر اخبرنا عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث ان بكر بن سوادة حدثه ان عبد الرحمن بن جبير حدثه ان عبد الله بن عمرو بن العاص حدثه ان نفرا من بني هاشم دخلوا على اسماء بنت عميس فدخل ابو بكر الصديق وهي تحته يومئذ فراهم فكره ذلك فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قد براها من ذلك ثم قام رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر فقال لا يدخلن رجل بعد يومي هذا على مغيبة الا ومعه رجل او اثنان۔

عنہا کے پاس گئے، پھر حضرت ابوبکر بھی آ گئے، اور ان کو یہ ناگوار ہوا، اسماء اس وقت ان کے نکاح میں تھی، حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا میں نے سوا خیر کے اور کوئی بات نہیں دیکھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماء کو اس (برائی) سے بری رکھا ہے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: آج کے بعد کوئی شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا خاوند اس وقت حاضر نہ ہو، ہاں اگر اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

محرم کی تعریف اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں رہنا حرام ہے اور محرم کے ساتھ جائز ہے، محرم سے مراد وہ عورت ہے جس سے بغیر کسی خارجی سبب کے دائمی طور پر نکاح حرام ہو، بیوی کی بہن اور بیوی کی خالہ وغیرہ سے نکاح دائماً حرام نہیں ہے اس لیے وہ محرم نہیں ہیں، اور جس عورت سے شبہ میں وطی کر لی ہو اس کی ماں سے نکاح کرنا اس خارجی سبب کی وجہ سے حرام ہے اس لیے وہ بھی محرم نہیں ہے۔

باب٣ بيان انه يستحب لمن رؤي خاليا بامراة وكانت زوجته او محرما له ان يقول هذه فلانة ليدفع ظن السوء به

جو شخص اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ تنہا ہو تو وہ بدگمانی کے ازالہ کے لیے دیکھنے والوں کو بتا دے یہ فلاں ہے۔

٥٥٦٣ - حدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم كان مع احدى نسائه فمر به رجل فدعاه فجاء فقال يا فلان هذه زوجتي فلانة فقال يا رسول الله من كنت اظن به فلم اكن اظن بك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان يجري من الانسان

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ تھیں، آپ کے پاس سے ایک شخص گزرا آپ نے اس کو بلایا جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! یہ میری فلاں زوجہ ہے، اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اگر میں کسی کے متعلق گمان بھی کرتا تو آپ کے بارے میں تو کوئی گمان نہیں کر سکتا تھا! آپ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

مَجْرَى الدَّمِ.

۵۵۶۴ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ) قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا.

حضرت صفیہ بنت حیی ام المومنین بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے، میں رات کو آپ کی زیارت کے لیے آئی، میں نے آپ سے باتیں کیں، پھر میں واپسی کے لیے کھڑی ہو گئی، آپ بھی مجھے رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے، حضرت صفیہ کی قیام گاہ حضرت اسامہ بن زید کی حویلی میں تھی، اس وقت انصار کے دو آدمیوں کا گذر ہوا جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستگی سے چلو، یہ صفیہ بنت حیی ہیں، ان دونوں نے کہا سبحان اللہ! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے مجھے یہ خدشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

۵۵۶۵ - وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ وَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَعْمَرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَلَمْ يَقُلْ يَجْرِي.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے، حضرت صفیہ آپ کی زیارت کے لیے گئیں، اور کچھ دیر آپ سے باتیں کیں پھر وہ واپسی کے لیے کھڑی ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کو رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح پہنچ جاتا ہے اور دوڑنے کا ذکر نہیں ہے۔

بدگمانی کے مواقع پر عذر صحیح بیان کرنے کا استحباب

اس باب کی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت کرنے کا، ان کی مصلحتوں کی رعایت کرنے کا اور ان کے دلوں کو وساوس شیطان سے محفوظ رکھنے کا بیان ہے، آپ مسلمانوں پر رحیم تھے اس لیے آپ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں شیطان ان کے دلوں میں آپ کے متعلق کوئی بدگمانی ڈال کر ان کو ہلاک نہ کر دے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے

متعلق بدگمانی کرنا کفر ہے اور انبیاء علیہم السلام سے گناہوں کا صدور شرعاً جائز نہیں ہے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب خاوند اعتکاف میں ہو تو بیوی دن یا رات کے کسی وقت میں اس سے ملنے کے لیے جا سکتی ہے لیکن اس کو زیادہ دیر وہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے، تاکہ اس کا خاوند اس کے ساتھ بوس و کنار یا جماع میں مبتلا ہو کر اپنے اعتکاف کو فاسد نہ کر دے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو لوگوں کی بدگمانی کے مواقع سے بچنا چاہیے اور اس قسم کے موقعوں پر صحیح عذر بیان کر دینا چاہیے اور جب انسان کوئی جائز کام کرے اور اس میں کسی ناجائز کام کے گمان کا وہم یا خدشہ ہو تو وہ اس ناجائز کام سے اپنی برائت بیان کر دے تاکہ کوئی شخص اس کے متعلق بدگمانی نہ کرے۔

شیطان کے رگوں میں دوڑنے کی تحقیق اس باب کی احادیث میں ہے کہ شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے، قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسان کی رگوں میں دوڑنے کی قوت عطا کی ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ استعارہ اور مجاز ہے کیونکہ شیطان بہ کثرت وسوسہ ڈالتا ہے اور لوگوں کو بہکاتا ہے گویا کہ وہ انسان سے بالکل جدا نہیں ہوتا جس طرح خون انسان سے الگ نہیں ہوتا، اور ایک قول یہ ہے کہ وہ انسان کے باریک مسام میں وسوسہ ڈالتا ہے جو اس کے قلب تک پہنچ جاتا ہے۔[۱]

بَابُ مَنْ اَتٰى مَجْلِسًا فَوَجَدَ فُرْجَةً فَجَلَسَ فِيهَا وَاِلَّا وَرَآءَهُمْ

مجلس میں جہاں گنجائش ہو وہاں بیٹھے ورنہ پیچھے بیٹھ جاتے

۵۵۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيلِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ اِذْ اَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ

حضرت ابو واقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، اور صحابہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں تین شخص آئے، دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے اور ایک واپس لوٹ گیا، وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے، ان میں سے ایک شخص نے مجلس میں گنجائش دیکھی اور وہاں جا کر بیٹھ گیا، اور دوسرا سب کے پیچھے بیٹھ گیا، اور تیسرا پیٹھ موڑ کر چلا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو ان تین آدمیوں کے متعلق نہ بتلاؤں! ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی، اور دوسرے نے حیا کی تو اللہ بھی اس سے حیا فرمائے گا، اور تیسرے نے

[۱]- علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

اعراض کیا سو اللہ بھی اس سے اعراض فرمائے گا۔

۵۵۶۷۔ وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ (وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ) ح وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ اِسْحٰقَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ حَدَّثَهُ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ فِي الْمَعْنٰى۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں ہیں۔

۵۵۶۸۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيْمَنَّ اَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔

۵۵۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِي الثَّقَفِيَّ) كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔ لیکن مجلس میں (دوسروں کے لیے) کشادگی اور وسعت سے کام لو۔

۵۵۷۰۔ وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ وَاَبُوْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ ح وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے، اس میں ہے لیکن وسعت اور کشادگی سے کام لو، ابن جریج کی روایت میں ہے میں نے پوچھا کیا جمعہ میں یہ حکم ہے انہوں

جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِي الْحَدِيثِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا

نے کہا جمعہ اور غیر جمعہ میں۔

۵۵۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ ثُمَّ يَجْلِسُ فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ عَنْ مَجْلِسِهِ لَمْ يَجْلِسْ فِيهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے، سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کے لیے جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھتا تھا تو وہ اس کی جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔

۵۵۷۲- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۵۷۳- وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ (وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لِيُخَالِفْ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدَ فِيهِ وَلٰكِنْ يَقُولُ افْسَحُوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے، لیکن یوں کہو کر مجلس میں کشادگی سے کام لو۔

علم اور ذکر کی مجلس میں بیٹھنے کے آداب اور احکام

حدیث نمبر ۵۵۶۶ میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے الحدیث: اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ عالم دین کا اپنے اصحاب وغیرہ کے ساتھ کسی کھلی جگہ یا مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے، اور مسجد افضل ہے، ان سے وہاں علم اور دوسرے خیر کے موضوعات پر گفتگو کرے، نیز اس حدیث میں مسجد کے اندر علم اور ذکر کی محفل منعقد کرنے کا بھی ثبوت ہے، اور علم اور ذکر کی مجلس کے لیے مسجد میں آنا مستحب ہے، اور بغیر عذر کے ان مجالس سے اعراض کرنا مکروہ ہے، اور حلقہ کے امیر کے قریب بیٹھنا مستحب ہے، تاکہ آسانی کے ساتھ اس کا کلام سن سکے، اور جو شخص مجلس میں آئے اس کو جہاں بیٹھنے کی جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے، اور اگر جگہ نہ ہو تو پیچھے جا کر بیٹھ جائے۔

نیز اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ جو شخص کوئی اچھا کام کرے اس کی تعریف کرنی چاہیے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں آنے والے دو شخصوں کی تعریف کی، اور جب کوئی شخص کوئی برا اور مذموم کام کرے تو اس برائی کو اس کی طرف منسوب کرنا جائز ہے۔

جو شخص مجلس میں پیچھے جاکر بیٹھ گیا اس کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے حیا کی اللہ تعالیٰ بھی اس سے حیا فرماتے گا، یعنی اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگیں، اور اللہ تعالیٰ کے حیا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا اور اس کو عذاب نہیں دے گا، اور جس شخص نے اعراض کیا اس پر رحم نہیں فرمائے گا اور اس پر ناراض ہوگا، اور یہ اس پر محمول ہے کہ اس شخص نے بغیر کسی ضرورت اور عذر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اعراض کیا۔

حدیث نمبر ۵۵۷۱ میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی خاطر اگر کوئی شخص مجلس سے اٹھتا تب بھی وہ اس کی جگہ نہیں بیٹھتے تھے، ہر چند کہ اس صورت میں اس شخص کی جگہ بیٹھنا حرام نہیں ہے، لیکن حضرت ابن عمر نے زیادتی تقویٰ کی وجہ سے وہاں بیٹھنے کو پسند نہیں کیا، اولاً اس وجہ سے کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے طیب خاطر سے جگہ نہ چھوڑی ہو، ثانیاً اس وجہ سے کہ عبادات میں دوسرے کو ترجیح دینا مکروہ ہے، بایں طور کہ کوئی شخص خود صف اول سے اٹھ کر دوسرے کو وہاں بٹھائے ترجیح دینے کا محل یہ ہے کہ کوئی شخص دنیاوی معاملات میں دوسرے شخص کو خود پر ترجیح دے، نیز علماء نے بیان کیا ہے کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [۱]

بَابٌ اِذَا قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ

اگر کوئی شخص مجلس میں سے اٹھ جائے اور پھر آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حق دار ہے

۵۵۷۴ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ اَيْضًا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ عَوَانَةَ مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو (دوسری روایت میں ہے) جب تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہو پھر اس مجلس کی طرف لوٹے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے متعلق ہے، جو مسجد یا کسی اور جگہ پر نماز کے لیے بیٹھے، پھر وہاں سے اٹھ کر وضو یا قضائے حاجت کے لیے جائے یا کسی اور کام کی خاطر تھوڑی دیر کے لیے جائے اور پھر لوٹ آئے تو اس کا استحقاق ختم نہیں ہوگا، بلکہ جب وہ لوٹ آئے گا تو اس جگہ نماز پڑھنے کے لیے

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اسی کا استحقاق ہوگا، اور اگر دوسرا شخص اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھانے کا حق رکھتا ہے، اور جو شخص وہاں بیٹھ گیا
اس پر پہلے شخص کے آنے پر وہاں سے اٹھنا واجب ہے، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حکم مستحب ہے واجب نہیں
اور صحیح پہلا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہ حکم مستحب ہے۔ [۱]

بَابُ مَنْعِ الْمُخَنَّثِ مِنَ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ الْأَجَانِبِ

مخنث کو اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے منع کرنا

۵۵۷۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَيْضًا (وَاللَّفْظُ هٰذَا) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ قَالَ فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَدْخُلْ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ۔

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ ان کے پاس ایک مخنث (بیٹھا) تھا، اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے، اس مخنث نے حضرت
ام سلمہ کے بھائی سے کہا: اے عبداللہ بن ابی امیہ اگر
اللہ تعالیٰ نے کل تم پر طائف فتح کر دیا تو میں غیلان کی بیٹی کی
طرف تمہاری راہنمائی کروں گا جب وہ سامنے ہوتی ہے
تو (فربہی کی وجہ سے) اس کے پیٹ پر چار سلوٹیں
ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سن لیا، آپ نے
فرمایا: یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے۔

۵۵۷۶ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ قَالَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً قَالَ إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا، او
ازواج کے نزدیک وہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جن کو جنس
خواہش نہیں ہوتی، ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے درآں حالیکہ وہ آپ کی ایک زوجہ کے پاس بیٹھا ہوا ایک
عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ جب وہ سامنے ہوتی ہے تو
اس کی چار سلوٹیں ہوتی ہیں اور جب وہ پیچھے ہوتی ہے تو اس
کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَرٰى هٰذَا يَعْرِفُ مَا هٰهُنَا لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ قَالَتْ فَحَجَبُوْهُ۔

میں نہیں دیکھ رہا کہ جو کچھ یہاں ہے یہ اس کو پہچانتا ہے، یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر لوگوں نے اس کو روک دیا۔

مخنث کی اقسام

علامہ نووی فرماتے ہیں: مخنث کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو اسی طرح پیدا کیا گیا ہو اور اس نے تکلف سے عورتوں کے اخلاق ان کی ہیئت اور طور اطوار کو نہ اپنایا ہو بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی خلقت پر ہو، اس کی نہ کوئی مذمت ہے، نہ اس کو ملامت ہے، نہ اس کو آخرت میں گناہ ہوگا، کیونکہ یہ معذور ہے اور اس خلقت میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس مخنث کو اپنے گھر آنے سے نہیں منع کیا تھا (اور جب معلوم ہوا کہ یہ عورتوں میں رغبت رکھتا ہے تو پھر اس کو منع کر دیا) مخنث کی دوسری قسم یہ ہے جو تکلف سے عورتوں کی ہیئت ان کی وضع قطع اختیار کرے، ان کا لباس پہنے اور ان کی طرح حرکات کرے، اور ان کی طرح باتیں کرے اس کی احادیث صحیحہ میں مذمت کی گئی ہے۔

بَابُ جَوَازِ اِرْدَافِ الْمَرْاَةِ الْاَجْنَبِيَّةِ اِذَا اَعْيَتْ فِي الطَّرِيْقِ

راستہ میں تھکی ہوئی اجنبی عورت کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھانے کا جواز

۵۵۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَبُوْ كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْاَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوْكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرَ فَرَسِهِ قَالَتْ فَكُنْتُ اَعْلِفُ فَرَسَهُ وَاَكْفِيْهِ مُؤْنَتَهُ وَاَسُوْسُهُ وَاَدُقُّ النَّوٰى لِنَاضِحِهِ وَاَعْلِفُهُ وَاَسْتَقِي الْمَاءَ وَاَخْرُزُ غَرْبَهُ وَاَعْجِنُ وَلَمْ اَكُنْ اُحْسِنُ اَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ لِيْ جَارَاتٌ لِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ قَالَتْ وَكُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ اَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ اَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاْسِيْ وَهِيَ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ قَالَتْ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوٰى عَلٰى رَاْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ اِخْ اِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهُ قَالَتْ فَاسْتَحْيَيْتُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰى عَلٰى رَاْسِكِ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زبیر نے مجھ سے نکاح کیا درآں حالیکہ ان کے پاس ایک گھوڑے کے سوا کچھ مال تھا، غلام تھا نہ کوئی اور چیز تھی، میں گھوڑے کو چارا ڈالتی تھی، حضرت زبیر کی طرف سے اس کی خبر گیری اور نگہداشت کرتی تھی، اور ان کے اونٹ کے لیے گٹھلیوں کو کوٹتی، ان کو چارا ڈالتی اور پانی پلاتی، ڈول سے پانی نکالتی اور آٹا گوندھتی، میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی، میرے پڑوس میں جو انصار کی عورتیں تھیں وہ مجھے روٹیاں پکا دیتی تھیں، وہ بہت مخلص عورتیں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو جو زمین عطا فرمائی تھی میں اس سے گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی، یہ زمین دو تہائی فرسخ دور تھی، ایک دن میں سر پر گٹھلیاں اٹھائے آرہی تھی کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، آپ کے ساتھ آپ کے کچھ اصحاب بھی تھے، آپ نے مجھے بلایا، پھر اپنے اونٹ کو (بٹھانے کے لیے) اِخ اِخ فرمایا تاکہ آپ مجھے اپنے پیچھے بٹھالیں، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ مجھے

أَشَدُّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ قَالَتْ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ فَكَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَتْنِي ۔

حیاء آئی، اور مجھے تمہاری (حضرت زبیر کی) غیرت یاد آئی، آپ نے فرمایا کہ تمہارا گٹھلیوں کا اپنے سر پر اٹھانا میرے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ سخت ہے، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر نے ایک خادمہ بھیجی، پھر میرے بدلہ میں وہ گھوڑے کا کام کاج کرنے لگی، گویا کہ اس خادمہ نے مجھے آزاد کر دیا۔

۵۵۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ قَالَتْ كُنْتُ أَخْدُمُ الزُّبَيْرَ خِدْمَةَ الْبَيْتِ وَكَانَ لَهُ فَرَسٌ وَكُنْتُ أَسُوسُهُ فَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْخِدْمَةِ شَيْءٌ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ سِيَاسَةِ الْفَرَسِ كُنْتُ أَحْتَشُّ لَهُ وَأَقُومُ عَلَيْهِ وَأَسُوسُهُ قَالَ ثُمَّ إِنَّهَا أَصَابَتْ خَادِمًا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَأَعْطَاهَا خَادِمًا قَالَتْ كَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَأَلْقَتْ عَنِّي مَؤُونَتَهُ فَجَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ يَا أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيرٌ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ قَالَتْ إِنِّي إِنْ رَخَّصْتُ لَكَ أَبَى ذَاكَ الزُّبَيْرُ فَتَعَالَ فَاطْلُبْ إِلَيَّ وَالزُّبَيْرُ شَاهِدٌ فَجَاءَ فَقَالَ يَا أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيرٌ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ فَقَالَتْ مَا لَكَ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا دَارِي فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ مَا لَكِ أَنْ تَمْنَعِي رَجُلًا فَقِيرًا يَبِيعُ فَكَانَ يَبِيعُ إِلَى أَنْ كَسَبَ فَبِعْتُهُ الْجَارِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ وَثَمَنُهَا فِي حَجْرِي فَقَالَ هَبِيهَا لِي قَالَتْ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهَا ۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر کا کام کرتی تھی، ان کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کی دیکھ بھال میں کرتی تھی، اور اس گھوڑے کی دیکھ بھال سے زیادہ میرے نزدیک کوئی سخت کام نہیں تھا، میں اس کے لیے گھاس لاتی، اس کی حفاظت کرتی اور اس کی خدمت کرتی، پھر مجھے ایک خادمہ مل گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے تو آپ نے ایک باندی کو مجھے بطور خادم عنایت فرمایا، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ اس خادمہ نے گھوڑے کی مشقت مجھ سے دور کر دی، میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ام عبد اللہ! میں ایک محتاج آدمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ تمہارے گھر کے سایہ میں خرید و فروخت کروں، میں نے کہا اگر میں تم کو اجازت دے بھی دوں تو حضرت زبیر نہیں مانیں گے، پس جب حضرت زبیر موجود ہوں تم اس وقت آکر اجازت طلب کرنا، سو وہ پھر آیا اور کہا اے ام عبد اللہ! میں ایک محتاج شخص ہوں، میں آپ کے گھر کے سایہ میں ایک دکان کھولنا چاہتا ہوں، حضرت اسماء نے کہا کیا تمہیں پورے مدینہ میں میرے گھر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملی؟، حضرت زبیر نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ ایک محتاج شخص کو خرید و فروخت سے منع کر رہی ہو، پھر وہ دکانداری کرنے لگا، یہاں تک کہ اس نے کافی کمائی کی اور میں نے وہ باندی اس کے ہاتھ فروخت کر دی، حضرت زبیر آئے دراں حالیکہ اس کی قیمت میری گود میں تھی، انھوں نے کہا یہ پیسے مجھے دے دو، حضرت اسماء نے کہا میں ان کو صدقہ کر چکی ہوں۔

بیوی کے لیے کھانا پکانا اور گھر کے دیگر کام کاج کا شرعی حکم

حدیث نمبر ۵۵۰۵ میں ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت زبیر کے گھوڑے کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرتی تھیں اور ان کے لیے آٹا گوندھ کر روٹی پکاتی تھیں، کنوئیں سے پانی لاتی تھیں، علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت اسماء کا خاوند کے لیے کھانا پکانا اور دیگر گھر کے کام کاج کرنا ان امور معروفہ میں سے ہے جن کو بطور مروت اور احسان کرنے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے، عورت خاوند کے لیے روٹی پکاتی ہے، کپڑے دھوتی ہے اور دیگر معاملات میں اس کی خدمت کرتی ہے اور یہ تمام امور عورت کی طرف سے خاوند پر تبرع اور احسان ہیں اور حسن معاشرت اور افعال معروفہ ہیں، عورت پر ان میں سے کوئی چیز واجب نہیں ہے، بلکہ اگر عورت ان کاموں میں سے کوئی کام نہ کرے تو وہ گنہ گار نہیں ہوگی، اور خاوند پر لازم ہوگا کہ وہ عورت کے لیے پکے پکائے کھانے اور دھلے دھلائے کپڑے مہیا کرے اور خاوند کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کاموں میں سے کسی کام کو عورت پر لازم کرے، عورت ازخود جو ان کاموں کو کرتی ہے یہ اس کی عادت جمیلہ ہے جس پر شروع زمانہ سے لے کر آج تک کی عورتیں قائم ہیں، عورت پر صرف دو چیزیں واجب ہیں، مرد کو مباشرت کرنے کا موقع دے اور اس کے گھر میں رہے۔ [1]

سرکاری زمین کا کسی کو مالک بنانے میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۵۵۰۵ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو زمین عطاء فرمائی تھی، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ امام (سربراہ مملکت) سرکاری زمین جس کو چاہے عطاء کر سکتا ہے، اور جو زمین بیت المال کی ملکیت ہو، امام کی عطاء کے بغیر کوئی شخص اس کا مالک نہیں ہو سکتا، کبھی امام کسی زمین کو بنفسہ عطا کر دیتا ہے اور کبھی زمین بیت المال کی ملکیت رہتی ہے اور اس کے منافع حاصل کرنے کی کسی کو اجازت دے دیتا ہے، اور اس کے منافع کے حصول کی مدت مقررہ تک اجازت ہوتی ہے، اور جو زمینیں غیر آباد اور بنجر ہوں ان کو ہر شخص آباد کر سکتا ہے اس میں امام سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، امام مالک، امام شافعی اور جمہور فقہاء کا یہی نظریہ ہے اور امام ابوحنیفہ کا یہ نظریہ ہے کہ امام کی اجازت کے بغیر بنجر زمین کو آباد کرنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ [2]

اجنبی عورت کو اپنے ساتھ سوار کرنے کا بیان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء کو جو اپنی سواری پر بیٹھنے کے لیے فرمایا تھا اس میں یہ دلیل ہے کہ اگر سواری کو طاقت ہو تو انسان سواری پر اپنے پیچھے کسی اور کو بھی بٹھا سکتا ہے، نیز اس میں مسلمان مردوں اور عورتوں پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور رحمت کا بھی بیان ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہے کہ اگر کوئی غیر محرم عورت راستہ میں تھک جائے تو اس کو کوئی شخص اپنی سواری پر بٹھا سکتا ہے، خصوصاً اس وقت جب کہ وہ مرد نیک مردوں کی جماعت کے ساتھ ہو، اس کے جواز میں کوئی

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۸ھ

[2] " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، "

شک نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ امر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ مرد اجنبی عورتوں سے اور عورتیں اجنبی مردوں سے دور رہیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی اجنبی عورتوں سے دور رہتے تھے تاکہ آپ کی اقتدار کی جا سکے اور اس معاملہ میں آپ کی خصوصیت تھی کیونکہ حضرت اسماء حضرت ابوبکر کی بیٹی، حضرت عائشہ کی بہن اور حضرت زبیر کی زوجہ تھیں گویا وہ آپ کے اہل کی ایک فرد تھیں، علاوہ ازیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو اپنے نفس پر ضبط اور اعتماد تھا وہ خصوصیت کی الگ وجہ ہے، البتہ جو عورت محرم ہو اس کو اپنے ساتھ بٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [1]

بَابُ تَحْرِيمِ مُنَاجَاتِ الِاثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ رِضَاءِهِ

تیسرے شخص کی موجودگی میں اس کی رضامندی کے بغیر دو آدمیوں کو سرگوشی کرنے کی ممانعت

۵۵۷۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین شخص ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

۵۵۸۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ) كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَيُّوبَ بْنَ مُوسَى كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چھ سندیں ذکر کیں ان میں حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۵۵۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین ہو تو ایک کے بغیر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں، تاآنکہ اور لوگ آجائیں تاکہ اس شخص کی دل آزاری نہ ہو۔

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۴۸ھ

إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يُحْزِنَهُ۔

۵۵۸۲۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى) قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو اپنے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کرو کیونکہ یہ چیز اس کو غمزدہ کرے گی۔

۵۵۸۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی کرنے میں مذاہب

علامہ نووی لکھتے ہیں: ان احادیث میں تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی کرنا ممنوع ہے، یہ ممانعت تحریمی ہے، سو ایک شخص کو چھوڑ کر باقی جماعت کا آپس میں سرگوشی کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر وہ شخص اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابن عمر، امام مالک، فقہاء شافعیہ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ یہ ممانعت ہر زمانہ میں اور سفر و حضر کے ہر حال میں عام ہے، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ سفر میں سرگوشی کرنا منع ہے، اور حضر میں سرگوشی کرنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ سفر میں خوف کا اندیشہ ہے، اور بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے، یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور جب اسلام پھیل گیا اور لوگ مامون ہو گئے تو یہ ممانعت ساقط ہو گئی، کیونکہ مسلمانوں کی موجودگی میں منافقین آپس میں سرگوشیاں کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کو رنج پہنچے۔ اور جب چار آدمی ہوں اور دو کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقٰى

طب، بیماری اور جھاڑ پھونک

۵۵۸۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ (وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَاهُ جِبْرِيلُ قَالَ بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ.

اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو جبریل آکر آپ کو دم کرتے اور یہ کلمات کہتے (ترجمہ:) اللہ کے نام سے، وہ آپ کو تندرست کرے گا، اور ہر بیماری سے شفا دے گا اور حسد کرنے والے حاسد کے ہر شر سے اور نظر لگانے والی آنکھ کے ہر شر سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے گا۔

۵۵۸۵- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور کہا: اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں! حضرت جبرائیل نے یہ کلمات کہے: میں آپ کو ہر ایذاء دینے والی چیز کے شر سے اور ہر نفس اور ہر حسد والی آنکھ کے ضرر سے اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دیگا میں آپ کو اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں۔

۵۵۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کیں، ان میں سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے۔

۵۵۸۷- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی ہے تو نظر ہے اور جب تم سے (نظر کے علاج کے لیے) غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو غسل کر لو۔

دم کرنے کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں ہے "جو لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ جھاڑ پھونک کریں گے اور نہ جھاڑ پھونک کرائیں گے وہ صرف اپنے رب پر توکل کرنے والے ہوں گے" (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۵۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۶) اس حدیث میں جھاڑ پھونک نہ کرانے کی مدح کی ہے اور اس باب کی احادیث میں یہ ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبرئیل نے آپ کو دم کیا، سو اول الذکر صحیحین کی حدیث اور اس باب کی احادیث میں کھلا ہوا تعارض ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں جھاڑ پھونک کی نفی ہے ان احادیث میں ان کلمات سے جھاڑ پھونک اور دم کرنا مراد ہے جو کفار کے کلمات ہوں یا وہ عجمی کلمات ہوں جن کا معنی مجہول ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو یا کفر کے قریب ہو یا وہ کلمات مکروہ ہوں، اور اگر قرآن مجید کی آیات پڑھ کر دم کیا جائے یا اذکار ماثورہ یا معروفہ پڑھ کر دم کیا جائے تو ان کی ممانعت نہیں ہے بلکہ ان کلمات کو پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔

بعض علماء نے ان احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر جھاڑ پھونک اور دم کرنے کے عمل کو مطلقاً ترک کر دیا جائے تو یہ افضل ہے اور توکل کے عین مطابق ہے اور اگر دم کیا جائے تو یہ خلاف افضل ہونے کے باوجود جائز ہے، علامہ ابن عبدالبر مالکی نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے لیکن مختار پہلا جواب ہے۔ علماء نے قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنے کے جواز پر اجماع کو نقل کیا ہے، علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے ذکر کے ساتھ ہر قسم کا دم کرنا جائز ہے اور اگر وہ کلمات عجمیہ ہوں یا ان کا معنی مجہول ہو تو پھر ان کلمات کے ساتھ دم کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو، علامہ مازری نے کہا کہ اہل کتاب کے کلمات کے ساتھ دم کرنے میں اختلاف ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے، اور امام مالک نے اس کو اس خدشہ سے مکروہ کہا ہے کہ ہو سکتا ہے انھوں نے ان کلمات میں تحریف کر دی ہو، اور جنھوں نے جائز کہا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ان کلمات میں تحریف کرنے کے ساتھ ان کی کوئی غرض متعلق نہیں ہے اور اس باب کے بعد امام مسلم نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ اپنے دم درود (جھاڑ پھونک) کو مجھ پر پیش کرو، اگر ان میں کوئی (قابل اعتراض) چیز نہ ہو تو ان کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے! (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۴) علماء نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیئے ہیں:

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً دم کرنے سے منع فرمایا تھا بعد میں اس کی اجازت دے دی۔

۲۔ یہ ممانعت مجہول کلمات کے ساتھ دم کرنے پر محمول ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

۳۔ یہ ممانعت ان لوگوں سے متعلق ہے جن کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ اشیاء میں تاثیر اور منفعت ان اشیاء کی طبیعت اور ماہیت کی وجہ سے ہوتی ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اکثر اشیاء کے متعلق یہی عقیدہ تھا۔

بعض احادیث میں ہے کہ صرف نظر اور بخار کی وجہ سے دم کرنا جائز ہے یعنی کسی اور چیز کی وجہ سے دم نہ کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حصر اولویت کے اعتبار سے ہے یعنی چونکہ نظر اور بخار کا ضرر زیادہ ہوتا ہے اس لیے ان میں دم کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنتر کے متعلق

پوچھا گیا تو آپ نے اس کی شیطان کی طرف نسبت کی، حسن بصری نے کہا منتر جادو ہے، قاضی عیاض نے کہا یہ ممانعت اس پر محمول ہے کہ یہ چیزیں کتاب اللہ، اذکار ماثورہ معروفہ اور امور مباحہ سے خارج ہیں، امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ سعید بن مسیب سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص پر ایک قسم کا جنون طاری ہے کیا اس پر منتر کیا جائے تو سعید بن مسیب نے کہا کوئی حرج نہیں وہ اس سے صلاح اور شفار کا ارادہ کرتے ہیں، دیکھئے سعید بن مسیب نے نفع دینے والی چیز سے منع نہیں کیا، علامہ طبری نے بھی منتر کی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو حشرات الارض یا کسی اور چیز سے کوئی ضرر پہنچے تو اس کا دم اور جھاڑ پھونک کرانا صحیح ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بستر پر جاتے تو تینوں قل (سورۂ اخلاص اور معوذتین) پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دم کرتے پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا اس کو پھیرتے۔ [1]

تعویذات لٹکانے کی تحقیق

تعویذات کی اصل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين (بنی اسرائیل: ۸۲) اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے رحمت اور شفار ہے اور حدیث میں تعویذات کی اصل یہ روایت ہے:

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا کلمات نقولهن عند النوم من الفزع بسم الله اعوذ بكلمات الله التامة من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون قال فكان عبد الله بن عمرو يعلمها من بلغ من ولده ان يقولها عند نومه ومن كان منهم صغيرا لا يعقل ان يحفظها كتبها له فعلقها فی عنقه۔ [2]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چند کلمات سکھاتے جن کو ہم خوف اور دہشت کی وجہ سے سوتے وقت پڑھتے تھے وہ کلمات یہ تھے: بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامة من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون۔ حضرت عبداللہ بن عمرو اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت ان کلمات کے پڑھنے کی تلقین کرتے اور جو کم سن بچے ان کلمات کو یاد نہیں کر سکتے تھے ان کے گلوں میں ان کلمات کو لکھ کر ان کا تعویذ ڈال دیتے۔

امام ابوداؤد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے [3]

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

وقال مالك: لا باس بتعليق الكتب

امام مالک نے کہا ہے کہ جن تعویذات میں اللہ تعالیٰ کے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۸۷، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

التی فیھا اسماء اللہ تعالٰی علی اعناق المرضی علی وجه التبرک بھا اذا لم یرد معلقھا بذالک مدافعة العین. وعنی بذالک انه لا بأس بالتعلیق بعد نزول البلاء رجاء الفرج والبرء کالرقی التی وردت السنة بھا من العین، واما قبل النزول ففیه بأس وھو غریب، وعند ابن المسیب یجوز تعلیق المعوذة من کتاب اللہ تعالٰی فی قصبة و نحوھا وتوضع عند الجماع، وعند الغائط ولم یقید بقبل او بعد، ورخص الباقر فی العوذة تعلق علی الصبیان مطلقًا، وکان ابن سیرین لا یری بأسا بالشئ من القرآن یعلقه الانسان کبیرًا او صغیرًا مطلقًا، وھو الذی علیه الناس قدیمًا وحدیثًا فی سائر الامصار. [1]

اسماء ہوں ان کو بطور تبرک مریضوں کے گلوں میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ لٹکانے والا اس سے نظر دور کرنے کا ارادہ نہ کرے، اس سے امام مالک کی مراد یہ ہے کہ مصیبت نازل ہونے کے بعد راحت اور خوشی کی امید میں تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ اس دم کرنے کے حکم میں ہے جو نظر لگنے کے سلسلہ سنت میں وارد ہے، اور مصیبت نازل ہونے سے پہلے تعویذ لٹکانے میں حرج ہے، اور امام مالک کا یہ حکم غریب ہے، ابن مسیب کے نزدیک قرآن مجید سے تعویذ لکھ کر کسی بانس وغیرہ پر لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جماع اور بیت الخلاء کے وقت تعویذ کو اتار لیا جائے، انھوں نے قبل اور بعد کے ساتھ مقید نہیں کیا، امام باقر نے بچوں کے گلوں میں تعویذ لٹکانے کی مطلقًا اجازت دی ہے، امام ابن سیرین کے نزدیک بچہ ہو یا بڑا تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، تمام شہروں میں ابتدائی زمانہ سے لے کر اب تک تمام لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ قرطبی نے اس مسئلہ پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے، تعویذ لکھنے اور اس کے لٹکانے کا جواز بیان کیا ہے اور اس کے ثبوت میں احادیث ذکر کی ہیں۔

اور علماء اور ائمہ کے اقوال بیان کیے ہیں، اور جن احادیث میں تعویذوں کی ممانعت ہے ان کو زمانہ جاہلیت کے کفریہ اور شرکیہ کلمات پر محمول کیا ہے۔ [2]

علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں:

اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بان یقرأ علی المریض او الملدوغ الفاتحة او یکتب فی ورق یعلق علیه او فی طست ویغسل ویسقی وعن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه کان یعوذ نفسه قال لو رضا اللہ عنه وعلی الجواز عمل الناس الیوم وبه وردت الآثار ولا بأس بان یشد الجنب والحائض

قرآن مجید سے شفاء طلب کرنے میں اختلاف ہے بایں طور کہ مریض یا ڈسے ہوئے پر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے، یا کسی ورق پر لکھ کر اس کو تعویذ ڈال دیا جائے یا کسی طشتری میں لکھ کر اس کو دھو کر اس کا غسالہ اس کو پلا دیا جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر معوذات پڑھتے تھے، اس کے جواز پر آج تک لوگوں کا عمل ہے اور اسی کے ثبوت

---

[1] علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ روح المعانی ج ۵ ص ۱۴۶، ۱۴۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان
[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۱-۲۳۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

التعاويذ على العضد اذا كانت ملفوفة اھ قال ط وانظر هل كتابة القرآن فی نحو التمائم حروفاً مقطعة تجوز ام لا لانه غير ما وردت به كتابة القرآن وحرره اھ وفی الخانية بساط او مصلى كتب عليه فی المنسج الملك لله يكره استعماله وبسطه والعقود عليه ولو قطع الحرف من الحرف او خيط على بعض الحروف حتى لم تبق الكلمة متصلة لا تزول الكراهة لان للحروف المفردة حرمة وكذا لو كان عليها الملك او الالف وحده او اللام اھ(ملخصاً)

نیز علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

قال الزيلعی وعن ابن مسعود رضی الله تعالى عنه انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الرقى والتمائم والتولة شرك رواه ابوداود وابن ماجه والتولة ای بوزن عنبة ضرب من السحر قال الاصمعی هو تحبيب المرأة الى زوجها وعن عروة بن مالك رضی الله عنه انه قال كنا فی الجاهلية نرقی فقلنا يا رسول الله كيف ترى فی ذلك فقال اعرضوا علی رقاكم لا باس بالرقى ما لم يكن فيها شرك رواه مسلم وابو داود اھ [1]

میں آثار وارد ہیں، اگر تعویذ کسی لفافے (موم جامے) میں ہوں اور یہ کسی جنبی یا حائض کے بازو پر بندھے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، علامہ طحطاوی نے کہا ہے کہ اس پر غور کرنا چاہیے کہ تعویذات میں قرآن مجید کو حروف مقطعہ میں لکھا جاتا ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ قرآن مجید کو اس طرح لکھنا منقول نہیں ہے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ جس چادر یا مصلے پر "الملک للہ" بنا ہوا ہو، اس کو استعمال کرنا، اس کو بچھانا اور اس پر بیٹھنا مکروہ ہے، اگر ایک حرف کو دوسرے حرف سے منقطع کر دیا جائے یا ایک حرف کو دوسرے حرف پر سی دیا جائے پھر بھی کراہت زائل نہیں ہوتی، کیونکہ حروف مفردہ کی بھی تعظیم ہے۔

علامہ زیلعی نے کہا ہے کہ امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دم کرنا، تعویذ لٹکانا اور تولہ شرک ہے تولہ، عنبہ کے وزن پر لفظ ہے اس کا معنی جادو کی ایک قسم ہے اصمعی نے کہا اس جادو سے خاوند کے دل میں عورت کی محبت پیدا کی جاتی ہے، عروہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم کرتے تھے، ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! ہمارے اس دم کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر اپنے دم کے کلمات پیش کرو، اگر دم میں شرکیہ کلمات نہ ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث کو امام مسلم اور امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے

خون اور کسی دوسری نجس چیز کے ساتھ تعویذ لکھنے کا شرعی حکم

تعویذ لکھتے وقت یہ چیز ملحوظ رکھنی چاہیے کہ پاک چیز سے تعویذ لکھا جائے، کسی ناپاک چیز سے تعویذ لکھنا جائز نہیں ہے، بعض لوگ مرغ کے خون سے تعویذ لکھتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے، ہر جاندار کا بہنے والا خون ناپاک ہے اور ناپاک چیز کے ساتھ قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسماء لکھنا جائز نہیں ہے۔ مجھے بہت حیرت اور افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ علامہ شامی نے ایک نہایت افسوس ناک بات لکھی ہے:

وكذا اختاره صاحب الهداية فی التجنيس فقال لو رعف فكتب الفاتحة بالدم على جبهته وانفه جاز للاستشفاء وبالبول ايضا ان علم فيه شفاء

ناپاک چیز سے علاج کرنا جائز ہے، صاحب ہدایہ نے تجنیس میں یہی اختیار کیا ہے، انھوں نے کہا اگر کسی آدمی کی نکسیر پھوٹ گئی اور اس نے خون کے ساتھ اپنی ناک اور پیشانی پر سورۃ فاتحہ کو لکھ دیا تو یہ طلب شفاء

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار علی الدر المختار ج ۵ ص ۳۷۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

لكن لم ينقل وهذا لان الحرمة ساقطة عند الاستشفاء كحل الخمر والميتة للعطشان والجائع اھ من البحر۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴)

کے لیے جائز ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ پیشاب کے ساتھ لکھنے سے شفاء ہو گی تو پیشاب کے ساتھ لکھنا بھی جائز ہے، لیکن یہ منقول نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ طلب شفاء کی وجہ سے حرمت ساقط ہو جاتی ہے، جیسے بھوکے اور پیاسے کے لیے خنزیر کھانا اور شراب پینا حرام نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ خون یا پیشاب کے ساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے، اگر کسی آدمی کو روز روشن سے زیادہ یقین ہو کہ اس عمل سے اس کو شفاء ہو جائے گی تب بھی اس کا مر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ خون یا پیشاب کے ساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے کی جرأت کرے۔ اللہ تعالیٰ ان فقہاء کو معاف کرے، بال کی کھال نکالنے اور جزئیات مستنبط کرنے کی عادت کی وجہ سے ان سے یہ قول شنیع سرزد ہو گیا، ورنہ ان کے دلوں میں قرآن مجید کی عزت اور حرمت بہت زیادہ تھی۔

ہم نے قرآن اور سنت سے تعویذ کی اصل بیان کی اور مفسرین اور فقہاء کے اقوال سے اس کی تائید کی اور جن احادیث میں اس کی ممانعت ہے ان کا محمل بیان کیا، اس تحریر کو غنیمت سمجھنا چاہیے شاید اس قدر تفصیل آپ کو کسی اور جگہ نہیں ملے گی۔ والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین

بَابُ السِّحْرِ ۸۰

جادو کا بیان

۵۵۸۸ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدِيٌّ مِنْ يَهُوْدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَتْ حَتّٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا ثُمَّ دَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ فِيْهِ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِيْ لِلَّذِيْ عِنْدَ رِجْلَيَّ اَوِ الَّذِيْ عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِيْ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيْ اَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ قَالَ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذِيْ اَرْوَانَ قَالَتْ فَاَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُنَاسٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنو زریق کے یہودیوں میں سے لبید بن اعصم نام کے ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا، حتیٰ کہ (اس کے جادو کے اثر سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آتا کہ میں یہ کام کر رہا ہوں، حالانکہ آپ وہ کام نہیں کر رہے ہوتے تھے، حتیٰ کہ ایک دن یا ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، پھر دوبارہ دعا کی پھر سہ بارہ دعا کی پھر فرمایا اے عائشہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا، میرے پاس دو شخص آئے، ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پیروں کے جانب بیٹھ گیا، سو جو شخص میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے پیروں کی جانب والے سے کہا یا پیروں کی جانب بیٹھنے والے نے سرہانے والے سے کہا، اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے، پہلے نے کہا کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے، پہلے نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی میں اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں میں اور کہا نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، پہلے نے کہا یہ

وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللّٰهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ ـ

چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا ذی اروان کے کنوئیں میں، حضرت عائشہ نے کہا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر گئے، پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ بہ خدا اس کنوئیں کا پانی مہندی کے پانی کی مانند تھا، اور وہاں کھجور کے درخت شیاطین کے سر کی طرح تھے، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں میں نے کہا: یا رسول اللہ آپ نے اس کو جلا کیوں نہ دیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں اللہ تعالے نے مجھے اچھا کر دیا اور میں لوگوں میں فساد بھڑکانے کو برا سمجھتا ہوں، اس لیے میں نے اس کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

۵۵۸۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ أَبُو كُرَيْبٍ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ فِيهِ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ وَقَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَخْرِجْهُ وَلَمْ يَقُلْ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا، اس کے بعد راوی نے حسب سابق واقعہ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنوئیں کی طرف گئے، آپ نے اس کی طرف دیکھا، اس کنوئیں پر کھجور کے درخت تھے، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کو نکال لیجئے اور یہ نہیں کہا کہ آپ نے اس کو جلا کیوں نہ دیا؟ اور اس حدیث میں آپ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ میں نے اس کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

جادو کی تحقیق

علامہ نووی لکھتے ہیں:

امام مازری رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ اہل سنت اور جمہور علماء امت کا مذہب یہ ہے کہ جادو ثابت ہے اور جس طرح دوسری اشیاء ثابتہ کی حقیقت ہے اسی طرح جادو کی بھی حقیقت ہے، اس کے برخلاف بعض لوگوں نے جادو کا انکار کیا اور اس کی حقیقت کی نفی کی اور جادو کے اثرات کے متعلق کہا یہ محض خیالات باطلہ ہیں، ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جادو کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ جادو سیکھتے تھے نیز یہ فرمایا کہ جادو کرنے سے کفر ہو جاتا ہے اور جادو سے عورت اور اس کے شوہر کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے، اور ان تمام اُمور کے متعلق یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، نیز اس حدیث میں بھی جادو کا ثبوت ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ جادو کیا گیا جن کو کنوئیں سے نکالا گیا اور بعد میں دفن کر دیا گیا، قرآن اور سنت کی ان تصریحات سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو جادو کا انکار کرتے ہیں، اور عقل کے نزدیک یہ محال نہیں ہے کہ بعض کلمات کے صدور پر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو خلاف عادت پیدا فرما دے، اور جب ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ بعض چیزیں ہلاکت کا سبب ہیں اور بعض چیزوں سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور بعض چیزوں سے اس کو نقصان پہنچتا ہے تو پھر عقل کے نزدیک یہ کس طرح مستبعد ہو گا کہ جادوگر

کسی ایسے علم کو جانتا ہو جس سے وہ لوگوں کو ہلاک کرنے یا ان کو نقصان پہنچانے پر قادر ہو۔

نبی پر جادو کیا جانا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے

بعض مبتدعین نے اس حدیث کا اس وجہ سے انکار کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونا منصب نبوت کے خلاف ہے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونے کو مان لیا جائے تو پھر شریعت پر اعتماد نہیں رہے گا، (کیونکہ ہو سکتا ہے ہم تک جو آپ کے احکام پہنچے ہیں وہ جادو کے اثر سے ہوں۔) مبتدعین اور منکرین حدیث کا یہ قول باطل ہے، کیونکہ امور تبلیغیہ کی صحت، صدق اور ان میں آپ کی عصمت پر دلائل قطعیہ قائم ہیں، اور معجزات ان پر شاہد ہیں' اور وہ امور جن کا تعلق امور دنیاویہ سے ہے جو آپ کو بشریت کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں تو اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کہ ان امور دنیاویہ میں سے وہ چیزیں آپ کے خیال میں آئیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کو خیال آتا تھا کہ آپ نے اپنی ازواج سے مباشرت کی ہے حالانکہ آپ نے مباشرت نہیں کی تھی، انسان کو نیند میں اس قسم کے خیالات آتے ہیں تو اگر بیداری میں بھی اس قسم کا خیال آجائے تو اس میں کیا استبعاد ہے، بعض احادیث میں یہ آیا ہے کہ آپ خیال کرتے کہ آپ نے کوئی کام کیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا تھا، یہ تمام احادیث تخییل بالبصر پر محمول ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ پر اپنی رسالت ملتبس ہو اور نہ اس میں مبتدعین کے اعتراض کی کوئی وجہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جادو کا اثر آپ کی ذاتی اور نجی زندگی پر ہوا تھا، نبوت اور رسالت کی زندگی پر جادو کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

جادو کا دائرہ کار اور جادو اور معجزہ میں فرق

علامہ ماوردی نے کہا ہے کہ جادو کے دائرہ کار میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء نے یہ کہا کہ عورت اور اس کے زوج میں تفریق سے زیادہ جادو کا اور کوئی اثر نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بڑی اہمیت سے ذکر کیا ہے، اگر اس سے بڑا کوئی اور جادو کا اثر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ذکر کر دیتا، اور اشاعرہ کا مذہب یہ ہے کہ جادو کا اثر اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے' اور یہی بات عقلاً صحیح ہے کیونکہ ہر چیز کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے، اگر یہ سوال کیا جائے کہ جب جادوگر کے ہاتھ سے بھی خلاف عادت کاموں کا ظہور جائز ہے تو نبی اور جادوگر میں کیا فرق ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی، ولی اور جادوگر ان سب سے خلاف عادت کام ظاہر ہوتے ہیں لیکن نبی جس خلاف عادت چیز کو ظاہر کرتا ہے وہ اس کے صدور میں تمام مخلوق کو چیلنج کرتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی مثل لانے سے تمام مخلوق عاجز ہے' اور اس خلاف عادت کام کو اپنی نبوت کی دلیل قرار دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو اس دعویٰ میں سچا کر دیتا ہے۔ اور جو شخص نبوت کے دعویٰ میں جھوٹا ہو اس کے ہاتھ پر ایسا خلاف عادت کام پیدا نہیں کرتا جو اس کے دعویٰ کا مؤید اور مصدق ہو، اور ولی اور جادوگر دونوں خرق عادت ظاہر کرتے ہیں لیکن وہ اس کے ساتھ مخلوق کو چیلنج نہیں کرتے نہ اس کو نبوت کی دلیل قرار دیتے ہیں اور جادوگر اور ولی میں فرق یہ ہے کہ جادو ہمیشہ کسی فاسق شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت کسی مومن عابد اور متقی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے

جادو کے احکام شرعیہ

جادو کرنا حرام ہے اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے، بعض اوقات جادو کرنا کفر ہوتا ہے اور بعض اوقات گناہ کبیرہ ہوتا ہے، اگر جادو میں ایسا قول یا فعل ہو جس کا تقاضا کفر ہو تو جادو کفر ہوگا، ورنہ محض گناہ کبیرہ ہوگا، جادو کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اگر جادو میں کفریہ

کلمات ہوں تو پھر اس کا سیکھنا اور سکھانا کفر ہے ورنہ نہیں، اگر جادو میں کلمات کفر نہ ہوں تو پھر جادو کرنے والے کو تعزیراً سزا دی جائے گی، اور اس سے توبہ طلب کی جائے گی، اور ہمارے نزدیک اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی، امام مالک نے کہا کہ جادو کرنے والا کافر ہے اس کو جادو کی بناء پر قتل کردیا جائیگا۔ اس سے توبہ طلب کی جائے گی نہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی، بلکہ اس کو حتمی طور پر قتل کردیا جائے گا، یہ مسئلہ توبہ زندیق پر متفرع ہے، ان کے نزدیک جادوگر کافر ہے اور ہمارے نزدیک کافر نہیں ہے اور ہمارے نزدیک منافق اور زندیق کی توبہ قبول ہوتی ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ امام احمد کا قول بھی امام مالک کی طرح ہے اور صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے، اگر جادوگر اپنے جادو سے کسی شخص کو قتل کردے اور یہ اعتراف کرے کہ وہ شخص اس کے جادو کی وجہ سے مرا ہے اور اس جادو سے آدمی غالباً مر جاتا ہو تو اس جادوگر کو قصاص میں قتل کردیا جائے گا اور اگر جادوگر یہ کہے کہ وہ شخص اس جادو سے مرا ہے اور اس جادو سے کبھی آدمی مرتا ہے اور کبھی نہیں مرتا تو پھر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اور اس پر دیت اور کفارہ لازم ہوگا، اور دیت جادوگر کے مال سے ادا کی جائے گی، جادوگر کے عاقلہ سے دیت نہیں لی جائے گی، ہمارے فقہاء نے کہا ہے کہ قصاص صرف جادوگر کے اعتراف کی بناء پر ہوگا، گواہوں کی گواہی کی بناء پر جادوگر سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ ؎

بَابُ ۴۸۱ السَّمِّ!

۵۵۹۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ أَرَدْتُ لِأَقْتُلَكَ قَالَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلَى ذَاكِ قَالَ أَوْ قَالَ عَلَيَّ قَالَ قَالُوا أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا قَالَ فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛

زہر کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا زہر آلودہ گوشت لے کر آئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت سے کچھ کھا لیا، پھر اس عورت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اس عورت سے اس گوشت کے متعلق سوال کیا، اس نے کہا میں نے (معاذ اللہ) آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس پر قادر نہیں کرے گا، یا فرمایا مجھ پر قادر نہیں کرے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا ہم اس کو قتل نہ کردیں! آپ نے فرمایا: نہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس زہر کا اثر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوّے (منہ) میں ہمیشہ پایا گیا۔

(۵۵۹۱) وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے گوشت میں زہر ملایا اور رسول اللہ

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

زَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَعَلَتْ سَمًّا فِي لَحْمٍ ثُمَّ أَتَتْ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ خَالِدٍ ؛

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ گوشت لے کر آئی ، اس کے بعد حسب سابق ہے ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زہر آلود گوشت کھانے کا بیان

علامہ نووی لکھتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : واللہ یعصمك من الناس " اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا " اس حدیث میں اس کی تصدیق ہے اور یہ آپ کا معجزہ ہے کیونکہ عادۃً کوئی شخص زہر کھا کر زندہ نہیں رہتا ، نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا کہ اس گوشت میں زہر ملا ہوا ہے ، صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب میں یہ روایت ہے کہ اس گوشت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے ، جس یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا تھا اس کا نام زینب بنت الحارث تھا ، یہ مرحب نامی یہودی کی بہن تھی ، اس عورت کو قتل کرنے کے سلسلہ میں آثار مختلف ہیں ، صحیح مسلم کی روایت میں ہے آپ نے اس کو قتل نہیں کیا ، اور بعض دیگر روایات میں ہے آپ نے اس کو قتل کر دیا ۔ ابن سحنون نے کہا ، اس کے قتل کرنے پر محدثین کا اجماع ہے ، ہو سکتا ہے کہ پہلے مرحلہ میں آپ نے اس کو قتل نہ کیا ہو اور بعد میں اس کو قتل کر دیا ہو ۔ لہ

اس جگہ یہ بحث بھی کی جاتی ہے کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ زہر آلود گوشت نہ کھاتے ، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے بعض مغیبات پر مطلع فرمایا ہے ، آپ مطلقاً عالم الغیب نہیں ہیں ، نیز جن مغیبات پر آپ کو مطلع کیا ہے ان میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی بعض حکمتوں کو پورا کرنے کے لیے بعض اوقات بعض چیزوں سے آپ کی توجہ ہٹا لیتا ہے ۔

باب ۸۲ استحباب رُقية المريض !

مریض پر دم کرنے کا استحباب

۵۵۹۲) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى مِنَّا إِنْسَانٌ مَسَحَهُ بِيَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَلَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَقُلَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ لِأَصْنَعَ بِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے پھر فرماتے : (ترجمہ) اے انسانوں کے مالک تکلیفوں کو دور کر دے ، شفا دے ، تو ہی شفا دینے والا ہے ، تیری شفاء کے سوا اور کوئی شفا نہیں ہے ، ایسی شفا دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے ، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو میں آپ کا ہاتھ لے کر اسے آپ کی طرح آپ کے جسم پر پھیرنے لگی ، آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا

لہ ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۲ ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ، ۱۳۷۵ھ

نَحْوَ مَا كَانَ يَصْنَعُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَاجْعَلْنِي مَعَ الرَّفِيقِ الْاَعْلٰى قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ قَدْ قَضٰى ؂

لیا اور فرمایا اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ کر دے، حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر میں نے دیکھا تو آپ واصل الی اللہ ہو چکے تھے۔

۵۵۹۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ سُفْيَانَ كُلُّ هٰؤُلَاۗءِ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيْرٍ فِي حَدِيْثِ هُشَيْمٍ وَشُعْبَةَ مَسَحَهُ بِيَدِهٖ قَالَ وَفِي حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ مَسَحَهُ بِيَمِيْنِهٖ وَقَالَ فِي عَقِبِ حَدِيْثِ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٖ مَنْصُوْرًا فَحَدَّثَنِي عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهٖ ؂

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں بیان کیں، شعبہ کی روایت میں ہے آپ نے اپنا ہاتھ پھیرا، ثوری کی روایت میں ہے آپ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیرا۔

۵۵۹۴- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَادَ مَرِيْضًا يَقُوْلُ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِهٖ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاۗءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاۗءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ؂

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو فرماتے اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے، اے اللہ اس کو شفاء دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے سوا اور کسی کی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

۵۵۹۵- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى الْمَرِيْضَ يَدْعُوْلَهٗ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاۗءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاۗءً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس جاتے تو یہ دعا کرتے، اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے، اے اللہ! اس کو شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کسی کی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے، ابوبکر

لَا يُغَادِرُ سَقَمًا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ فَدَعَا لَهُ وَقَالَ وَاَنْتَ الشَّافِيْ۔

کی روایت میں ہے آپ اس کے لیے دعا فرماتے اور فرماتے تو ہی شفاء دینے والا ہے۔

۵۵۹۶ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَمُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ عَوَانَةَ وَجَرِيْرٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس کے بعد ابو عوانہ اور جریر کی مثل حدیث ہے۔

۵۵۹۷ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِيْ بِهٰذِهِ الرُّقْيَةِ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا اَنْتَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دم کرتے تھے: اے لوگوں کے رب اس تکلیف کو دور کر دے، تیرے دست قدرت میں ہی شفاء ہے، تیرے سوا کوئی مصیبت کو دور کرنے والا نہیں ہے۔

۵۵۹۸ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۵۵۹۹ حَدَّثَنِيْ سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ جَعَلْتُ اَنْفُثُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُهٗ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِاَنَّهَا كَانَتْ اَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْ يَدِيْ وَفِيْ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ بِمُعَوِّذَاتٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اس پر دم کرتے، جب آپ مرض وصال میں مبتلا تھے تو میں آپ پر دم کرتی اور آپ کے ہاتھ کو آپ پر پھیرتی کیونکہ آپ کے ہاتھ میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی، اور یحیی بن ایوب کی روایت میں بمعوذات کا لفظ ہے۔

۵۶۰۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو آپ سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر دم کرتے اور جب آپ کا درد زیادہ ہوا تو میں پڑھتی

يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ اَقْرَأُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ عَنْهُ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔

تھی اور برکت کی امید سے آپ ہی کا ہاتھ پھیرتی تھی۔

۵۶۰۱ وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِاِسْنَادِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَحَدٍ مِنْهُمْ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا اِلَّا فِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَفِيْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَزِيَادٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں بیان کیں، مالک کے علاوہ اور کسی کی سند میں یہ نہیں ہے کہ آپ کے ہاتھ کی برکت کی اُمید سے نیز مالک کی اور یونس اور زیاد کی روایت میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو اپنے نفس پر سورہ فلق اور سورہ ناس کو پڑھ کر دم کرتے اور اپنا ہاتھ پھیرتے۔

ف: ان احادیث میں قرآن مجید اور دیگر اذکار کے ساتھ دم کرنے کا ثبوت ہے۔ دم کے ساتھ تھوک کا لعاب نہیں اڑانا چاہیے، اگر بلا قصد کچھ لعاب کی چھینٹیں اڑجائیں تو کوئی حرج نہیں، حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلا لعاب کے دم کرتے تھے اور جنھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا انھوں نے قصداً تھوک نہیں اڑایا تھا۔

بَابُ ۸۳: اِسْتِحْبَابِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ وَالنَّظْرَةِ

نظر لگنے، پھوڑے پھنسی زہریلے ڈنک وغیرہ کی تکلیف میں دم کرانے کا استحباب

۵۶۰۲ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دم کرانے کے متعلق دریافت کیا، حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ انصار کے ایک گھرانے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر زہریلے ڈنک کی تکلیف میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

۵۶۰۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک گھرانے کو ہر زہریلے ڈنک کی تکلیف میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

۵۶۰۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ سَبَّابَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا بِاسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ يُشْفَى وَقَالَ زُهَيْرٌ لِيُشْفَى سَقِيمُنَا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کوئی انسان بیمار ہوتا یا اس کو کوئی چھالا یا زخم ہوتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اس انگلی (سفیان نے کہا آپ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ کر پھر اٹھاتے) سے اشارہ کر کے فرماتے اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے لعاب دہن سے ہمارا بیمار اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفاء پائیگا۔ زہیر کی روایت میں ہے تاکہ ہمارا بیمار شفاء پائے۔

۵۶۰۵ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُمَا) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہیں نظر لگنے کی تکلیف میں دم کرانے کا حکم دیتے تھے۔

۵۶۰۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۰۷ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہیں نظر لگنے کی صورت میں دم کرانے کا حکم دیتے تھے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ۔

٥٦٠٨- وحدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا أبو خيثمة عن عاصم الأحول عن يوسف بن عبد الله عن أنس بن مالك في الرقى قال رخص في الحمة والنملة والعين.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دم کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا زہریلے ڈنک، پھوڑے پھنسی اور نظر لگنے کی صورت میں دم کرانے کی اجازت ہے۔

٥٦٠٩- وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا يحيى بن آدم عن سفيان ح وحدثني زهير بن حرب حدثنا حميد بن عبد الرحمن حدثنا حسن (وهو ابن صالح) كلاهما عن عاصم عن يوسف بن عبد الله عن أنس قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم في الرقية من العين والحمة والنملة وفي حديث سفيان يوسف بن عبد الله بن الحارث.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نظر لگنے، ڈنک لگنے اور پھوڑے پھنسی کی صورت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرانے کی اجازت دی ہے۔

٥٦١٠- حدثني أبو الربيع سليمان بن داود حدثنا محمد بن حرب حدثني محمد بن الوليد الزبيدي عن الزهري عن عروة بن الزبير عن زينب بنت أم سلمة عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لجارية في بيت أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم رأى بوجهها سفعة فقال بها نظرة فاسترقوا لها يعني بوجهها صفرة۔

زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ حضرت ام سلمہ کے گھر ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر جھائیاں تھیں، آپ نے فرمایا اس کو نظر لگ گئی ہے، اس پر دم کراؤ، یعنی اس کے چہرے پر زردی تھی۔

٥٦١١- حدثني عقبة بن مكرم العمي حدثنا أبو عاصم عن ابن جريج قال وأخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول رخص النبي صلى الله عليه وسلم لآل حزم في رقية الحية وقال لأسماء بنت عميس ما لي أرى أجسام بني أخي ضارعة تصيبهم الحاجة قالت لا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سانپ کی تکلیف میں آل حزم کو دم کرنے کی اجازت دی، اور اسماء بنت عمیس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں اپنے بھائی (حضرت جعفر بن ابی طالب) کے بچوں کو دبلا دیکھ رہا ہوں، کیا وہ بھوکے رہتے ہیں حضرت اسماء نے کہا نہیں، لیکن ان کو نظر جلد لگ جاتی ہے،

وَلٰكِنِ الْعَيْنُ تُسْرِعُ إِلَيْهِمْ قَالَ ارْقِيهِمْ قَالَتْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ ارْقِيهِمْ ؞

آپ نے فرمایا کوئی دم کرو، انھوں نے دم کے کلمات پیش کیے، آپ نے فرمایا: ان کو دم کردو۔

۵۶۱۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَرْخَصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ لِبَنِي عَمْرٍو وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَدَغَتْ رَجُلًا مِنَّا عَقْرَبٌ وَنَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرْقِي قَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ ؞

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو عمرو کو سانپ کے ڈنک لگنے کی صورت میں دم کرنے کی اجازت دی، اور حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے تھے ہم میں سے ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مار دیا اس وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں دم کروں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو وہ اس کو فائدہ پہنچائے۔

۵۶۱۳ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَرْقِيهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ أَرْقِي ؞

امام مسلم نے اس حدیث کو ایک اور سند سے بیان کیا اس میں ہے: قوم میں سے ایک شخص نے کہا میں اس پر دم کر دوں؟ اور یہ نہیں کہا میں دم کروں۔

۵۶۱۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِي خَالٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى وَأَنَا أَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ ؞

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں بچھو سے ڈسے ہوئے کو دم کرتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع کر دیا، وہ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ نے دم کرنے سے منع کر دیا اور میں بچھو سے ڈسے ہوئے پر دم کرتا تھا آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو وہ نفع پہنچائے۔

۵۶۱۵ وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ؞

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۱۶ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى فَجَاءَ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع کر دیا، پھر عمرو بن حزم کی آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ایک دم آتا ہے جس سے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِيْ بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَإِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى قَالَ فَعَرَضُوْهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَا أَرٰى بَأْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ۔

ہم بچھو کے ڈسے ہوئے کو دم کرتے تھے اور آپ نے دم کرنے سے منع کر دیا! پھر انھوں نے اس دم کے کلمات آپ پر پیش کیے، آپ نے فرمایا میں ان میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کو نفع پہنچائے۔

٥٦١٧ - حَدَّثَنِيْ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم کرتے تھے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سلسلہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے دم کے کلمات مجھ پر پیش کرو، اگر شرکیہ کلمات نہ ہوں تو دم میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ف: ان احادیث میں ڈنک لگنے اور مختلف بیماریوں میں دم کرانے کے جواز کا بیان ہے۔

بَابُ جَوَازِ أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى الرُّقْيَةِ بِالْقُرْآنِ وَالْأَذْكَارِ

قرآن مجید اور اذکار مسنونہ سے دم کرنے اور اس پر اجرت لینے کا بیان

٥٦١٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا فِيْ سَفَرٍ فَمَرُّوْا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَلَمْ يُضِيْفُوْهُمْ فَقَالُوْا لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ رَاقٍ فَإِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ لَدِيْغٌ أَوْ مُصَابٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ نَعَمْ فَأَتَاهُ فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ الرَّجُلُ فَأُعْطِيَ قَطِيْعًا مِنْ غَنَمٍ فَأَبٰى أَنْ يَقْبَلَهَا وَقَالَ حَتّٰى أَذْكُرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ مَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا مِنْهُمْ وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ مَعَكُمْ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ سفر میں گئے، عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلہ پر ان کا گذر ہوا، صحابہ نے ان لوگوں سے مہمانی طلب کی، انھوں نے ضیافت نہ کی، پھر انھوں نے صحابہ سے پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ کیونکہ قبیلہ کے سردار کو بچھو نے ڈسا ہوا ہے، یا کہا وہ تکلیف میں ہے، صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا: ہاں مجھے دم کرنا آتا ہے، پھر وہ صحابی اس سردار کے پاس گئے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس شخص پر دم کر دیا، وہ شخص ٹھیک ہوگیا اور ان کو بکریوں کا ایک ریوڑ دیا گیا۔ انھوں نے ان بکریوں کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا جب تک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر نہ کروں ان کو نہیں لوں گا! پھر انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اس کا ذکر کیا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے سورۂ فاتحہ

کے سوا اور کسی چیز کا دم نہیں کیا، پھر آپ مسکرائے اور فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے! پھر فرمایا! ان بکریوں کو لے لو اور ان میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

۵۶۱۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفُلُ فَبَرَأَ الرَّجُلُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ وہ صحابی سورہ فاتحہ پڑھتے جاتے تھے اور اپنا تھوک جمع کر کے اس پر تھوکتے جاتے تھے۔ سو وہ شخص تندرست ہو گیا۔

۵۶۲۰ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَخِيهِ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَأَتَتْنَا امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ لُدِغَ فَهَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مِنَّا مَا كُنَّا نَظُنُّهُ يُحْسِنُ رُقْيَةً فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَأَعْطَوْهُ غَنَمًا وَسَقَوْنَا لَبَنًا فَقُلْنَا أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً فَقَالَ مَا رَقَيْتُهُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ فَقُلْتُ لَا تُحَرِّكُوهَا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ مَعَكُمْ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مقام پر گئے، ہمارے پاس ایک عورت نے آ کر کہا ہمارے قبیلہ کے سردار کو ایک بچھو نے کاٹ لیا ہے، کیا تم میں سے کوئی شخص دم کرنے والا ہے؟ ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑا، ہم کو یہ گمان نہ تھا کہ اس کو اچھی طرح دم کرنا آتا ہو گا، اس نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا، وہ سردار تندرست ہو گیا، ان لوگوں نے اس کو بکریاں دیں اور ہم سب کو دودھ پلایا، ہم نے کہا تم کو واقعی دم کرنا آتا تھا؟ اس نے کہا میں نے تو اس پر صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے! حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں پھر میں نے کہا ان بکریوں کو مت چھیڑو، حتیٰ کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جا کر معلوم کر لیں، پھر ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ سورۃ فاتحہ سے دم ہوتا ہے! ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور ان میں سے اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔

۵۶۲۱ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مِنَّا مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اس میں یہ ہے ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر چل پڑا ہمارے خیال میں اس کو دم کرنا نہیں آتا تھا۔

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز

حدیث میں قطیع کا لفظ ہے، اس کا اطلاق دس سے چالیس تک ہوتا ہے، اور یہاں قطیع سے مراد تیس بکریاں ہیں جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی تصریح ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ان بکریوں میں میرا حصہ بھی لگاؤ، اس ارشاد میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کی اجرت لینے کے جواز کی تصریح ہے اور یہ حلال ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، اسی طرح قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے، امام شافعی، امام احمد، امام مالک، اسحٰق، ابوثور اور دوسرے متقدمین اور متاخرین فقہاء کا یہی مذہب ہے، امام ابوحنیفہ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے سے منع کیا ہے اور دم پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا بھی جائز ہے کیونکہ اس حدیث کا مورد اگرچہ خاص ہے لیکن الفاظ میں عموم ہے اور اعتبار خصوصیت مورد کا نہیں عموم الفاظ کا ہوتا ہے، متاخرین احناف نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، ہم اس کی تفصیل اور تحقیق پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے متعلق آثار صحابہ و تابعین

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الوضين بن عطا قال: كان بالمدينة ثلاثة معلمين يعلمون الصبيان فكان عمر بن الخطاب يرزق كل واحد منهم خمسة عشر كل شهر[1]

وضین بن عطاء کہتے ہیں کہ مدینہ میں تین معلم تھے جو بچوں کو تعلیم دیتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر ایک کو ماہانہ پندرہ درہم دیتے تھے۔

عن خالد الحذاء قال: سألت اباقلابة عن معلم يعلم و يأخذ اجرا فلم ير له باسًا[2]

خالد حذاء کہتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ سے اس معلم کے متعلق سوال کیا جو اجرت لے کر تعلیم دیتا ہے، انھوں نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

عن طاؤس انه كان لا يرى باسًا ان يعلم المعلم على ولا يشارط فان اعطى شيئًا اخذه۔[3]

طاؤس کہتے ہیں کہ اگر معلم بغیر کسی شرط کے تعلیم دے تو کوئی حرج نہیں ہے کہ اگر اس کو کچھ دیا جائے تو لے لے۔

عن ابراهيم قال: كان يكره ان يشارط المعلم على تعليم الصبيان القرآن۔[4]

ابراہیم کہتے ہیں کہ معلم کا تعلیم قرآن پر اجرت کی شرط لگانا مکروہ ہے۔

عن عامر قال: المعلم لا يشارط فان اهدى له شيئًا فليقبله۔[5]

عامر کہتے ہیں کہ معلم کوئی شرط نہ لگائے اور اگر اس کو کچھ ہدیہ دیا جائے تو اس کو قبول کرے۔

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[2] 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۰، 〃 〃 〃
[3] 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۰، 〃 〃 〃
[4] 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۲، 〃 〃 〃
[5] 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۳، 〃 〃 〃

ان آثار میں سے بعض آثار مصنف عبدالرزاق (ج ۸ ص ۱۱۴) اور سنن کبری (ج ۶ ص ۱۲۴) میں بھی روایت کیے گئے ہیں۔

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

اپنے بچے کو قرآن مجید، فقہ یا علم میراث پڑھوانے کے لیے کسی شخص کو اجرت پر رکھنا جائز نہیں ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جائز ہے، ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو عبادت کسی مسلمان کے ساتھ خاص ہو اس کو اجرت پر حاصل کرنا باطل ہے، امام شافعی کا قول یہ ہے کہ جس چیز کو قائم کرنا کسی اجیر (عامل) پر متعین نہ ہو اس چیز کو اجرت پر حاصل کرنا جائز ہے۔

تعلیم قرآن پر اجرت لینے یا دینے کی ممانعت کی دلیل یہ حدیث ہے، حضرت عبدالرحمن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن مجید پڑھو اور اس سے روزی نہ کماؤ"، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدرس علم سے فرمایا "اللہ کی کتاب کے لیے چپاتیوں (روٹیوں) کی شرط نہ لگاؤ" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قرآن مجید کی ایک سورت کی تعلیم دی، اس شخص نے اس کے عوض میں ان کو ایک کمان دی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو آگ کی کمان پہنائے؟ انھوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا پھر تم اس کی کمان کو واپس کر دو۔ نیز جو شخص کسی کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا ہے وہ اس عمل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے، کیونکہ آپ بطور معلم مبعوث ہوئے ہیں اور آپ تعلیم میں کسی اجر کی طمع نہیں رکھتے تھے، سو جو شخص اس عمل میں آپ کا خلیفہ ہو اس کو بھی اجر کی طمع نہیں رکھنی چاہیے۔

بلخ کے بعض ائمہ نے اہل مدینہ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے متقدمین نے اپنے نظریہ کی بنیاد اپنے زمانہ کے مشاہدات پر رکھی تھی، کیونکہ اس زمانہ میں محض ثواب اور اجر آخرت کی بناء پر قرآن مجید اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی اور فقہاء بڑے ذوق اور شوق سے لوجہ اللہ علوم دینیہ کی تعلیم دیتے تھے اور متعلمین بھی اس احسان کا بدلہ احسان سے دیتے تھے، لیکن اس زمانہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہو چکی ہیں، اس لیے اب ہم کہتے ہیں کہ اجرت دے کر تعلیم حاصل کرنا جائز ہے تاکہ علوم دینیہ کی تعلیم معطل نہ ہو جائے، اور زمانہ کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جاتی تھیں، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا۔

اگر لوگوں نے رمضان یا غیر رمضان میں کسی شخص کو امامت کے لیے اجرت پر مقرر کیا تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ نماز پڑھنے والا اپنے نفس کے لیے عمل کر رہا ہے وہ دوسرے شخص سے اس عمل کی اجرت کا مستحق نہیں ہو گا، اسی طرح اگر اجرت پر مؤذن کا تقرر کیا تو یہ بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ لوگوں کو نماز کی طرف بلانے میں مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اور اس عمل کی منفعت اسی کو حاصل ہو گی کیونکہ جماعت کی کثرت سے اس کا ثواب زیادہ ہو گا، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آخری وصیت یہ کی تھی کہ تم سب سے کمزور شخص کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کو نماز پڑھانا، اور اگر تم مؤذن بنو تو اذان پر اجرت نہ لینا، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا میں آپ سے محبت رکھتا ہوں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں تم سے بغض رکھتا ہوں، اس نے کہا اے امیر المومنین،

اس کی وجہ؟ آپ نے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اذان پر اجرت لیتے ہو! [1]

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:
جن عبادات کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے ان کو اجرت پر حاصل کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً امامت، اذان، حج اور تعلیم قرآن وغیرہ، امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے عطاء، ضحاک بن قیس، امام ابو حنیفہ اور زہری کا بھی یہی قول ہے، زہری اور اسحاق نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو مکروہ کہا ہے۔ عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ معلمین کا اجرت لینا حرام ہے، حسن بصری، ابن سیرین، طاؤس، شعبی اور نخعی نے تعلیم قرآن پر شرط کے ساتھ اجرت لینے کو حرام کہا ہے۔

ابو طالب نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ ان بادشاہوں پر توکل کرنے یا اپنے اہل وعیال کے معاش میں عام لوگوں پر توکل کرنے یا قرض لے کر تجارت کرنے سے قرآن مجید کی تعلیم دینا بہتر ہے، اس نقل سے یہ معلوم ہوا کہ امام احمد کا تعلیم قرآن پر اجرت لینے سے منع کرنا کراہت کی بناء پر ہے تحریم کی بناء پر نہیں ہے، یعنی ان کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ مکروہ تحریمی نہیں ہے۔

امام مالک اور امام شافعی نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے، ابو قلابہ، ابو ثور اور ابن منذر نے بھی معلمین کی اجرتوں کو جائز کہا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید یاد ہونے کی بناء پر ایک شخص کا نکاح کر دیا، اور جب تعلیم قرآن کو نکاح کا عوض اور مہر بنانا صحیح ہے تو پھر تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی صحیح ہے، نیز حدیث صحیح میں ہے "جن چیزوں پر تم نے اجر لیا ہے ان میں اجر کی سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے، نیز حضرت ابو سعید خدری نے ایک سانپ کے ڈسے ہوئے پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور عوض میں اس سے (تیس) بکریاں لیں، اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور جب دم پر اجرت لینا جائز ہے تو تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔ نیز تعلیم قرآن پر بیت المال سے رزق لینا جائز ہے سو اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے، جس طرح مسجدوں اور پلوں کے بنانے کی اجرت لینا جائز ہے اسی طرح تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی جائز ہے، نیز اس کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ جو شخص خود حج نہ کر سکتا ہو اور کوئی شخص للہ فی اللہ اس کی طرف سے حج کرنے پر تیار نہ ہو، وہ کسی دوسرے شخص کو اجرت دے کر اپنی طرف سے حج کراتا ہے۔ [2]

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
قرآن مجید یا اس کی کسی سورت معینہ کی تعلیم پر تعیین اور تحدید کے ساتھ اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح ضرورت مند شخص

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، مبسوط ج ۱۶، ص ۳۷، مطبوعہ دار المعرفۃ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۵ ص ۳۲۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

کے لیے فقہ اور حدیث وغیرہ کی تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے اور مُردوں پر قرآن مجید پڑھوانے کے لیے اجرت دینا جائز نہیں ہے، امام شافعی نے کتاب الام میں اس کی تصریح کی ہے۔

علامہ شربینی نے مغنی میں کہا ہے کہ قبر پر مدت معلومہ کے لیے اجرت معینہ دینا جائز ہے کیونکہ قرآن مجید جہاں بھی پڑھا جاتے رحمت کا نزول ہوتا ہے، اور اس میں مردہ زندہ کی طرح ہے، خواہ قرأت کے بعد دعا کی جائے یا نہیں، عام ازیں کہ قرأت اس مردہ کے لیے کی جائے یا نہیں، قرآن مجید پڑھنے کی منفعت بہرحال مردہ تک پہنچتی ہے، اور قرأت پر اجرت دینا ایسا ہے جیسا کہ دعا پر اجرت دینا، اور اس سے میت کو بہرحال فائدہ پہنچتا ہے، امام شافعی نے جو کتاب الام میں منع کیا ہے اس کا کوئی اور محمل ہے، شہاب رملی نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے۔

(علامہ نووی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جب کوئی شخص مال کی طلب کے لیے قرآن مجید پڑھتا ہے تو اس کو اس پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا، بلکہ بعض اوقات وہ گنہ گار ہوتا ہے۔ [1]

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں: موذن کو اجرت دینے کے متعلق ایک قوم کا نظریہ یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور ایک قوم نے اس کو مکروہ کہا ہے، جو علماء مکروہ کہتے ہیں ان کا استدلال حضرت عثمان بن ابی العاص کی روایت سے ہے "ایسا موذن مقرر کرو جو اذان پر اجر نہ لے" اور جو لوگ اذان پر اجر لینے کو مباح کہتے ہیں وہ اس کو افعال غیر واجبہ پر قیاس کرتے ہیں، اور اصل میں منشاء اختلاف یہی ہے کہ اذان دینا واجب ہے یا واجب نہیں ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت دینے میں بھی اختلاف ہے، ایک قوم کے نزدیک مکروہ ہے اور قوم کے نزدیک جائز ہے جو لوگ مباح کہتے ہیں وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے کی اجرت کو جائز فرمایا ہے اور جو مکروہ کہتے ہیں وہ تعلیم قرآن اور دم کرنے میں فرق کرتے ہیں۔ [2]

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

قرآن مجید اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم پر اجرت لینے میں علماء کا اختلاف ہے، زہری اور اصحاب رائے اس سے منع کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینی جائز نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کی تعلیم دینا واجب ہے اس لیے اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے جس طرح نماز اور روزے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

ولا تشتروا بایٰتی ثمنا قلیلا ــ "میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ "تمہارے بچوں کے معلم بدترین لوگ ہیں جو یتیم پر بہت کم رحم کرتے ہیں اور مسکین پر بہت سختی کرتے ہیں" اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۱۵، ص ۳۱-۳۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] قاضی ابو الولید محمد بن احمد بن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۱۶۹-۱۶۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

آپ معلمین کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کے درہم (روپے وغیرہ) حرام ہیں، ان کے کپڑے حرام ہیں اور ان کی گفتگو دکھاوا ہے اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے کچھ لوگوں کو قرآن مجید اور کتابت کی تعلیم دی، مجھے ایک شخص نے کمان بطور ہدیہ دی، میں نے سوچا یہ مال نہیں ہے میں اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کروں گا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: اگر تم کو یہ پسند ہو کہ تم اس کے بدلے میں جہنم کا طوق پہنو تو اس کو لے لو۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد (امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں) ابوثور اور اکثر علماء نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے:

ان احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب الله — جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب اجر کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔

صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۵۴۔

اس مسئلہ میں یہ حدیث نص صریح ہے لہذا اس حدیث پر اعتماد کرنا چاہیے، مخالفین نے نماز اور روزے پر جو قیاس کیا ہے وہ قیاس فاسد ہے، کیونکہ اولاً تو وہ نص کے مقابلہ میں قیاس ہے، ثانیاً ان میں فرق ہے کیونکہ نماز اور روزہ ایسی عبادات ہیں جو فاعل کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں اور تعلیم قرآن ایسی عبادت ہے جو غیر کی طرف متعدی ہوتی ہے لہذا اس پر اجرت لینا اسی طرح جائز ہے جس طرح کتابت قرآن پر اجرت لینا جائز ہے اور اس آیت کا جواب یہ ہے کہ یہ بنو اسرائیل کے متعلق ہے اور ہم سے پہلی شریعت ہے، (میرے نزدیک اس آیت کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں تعلیم آیات پر اجرت لینے سے ممانعت نہیں ہے بلکہ تحریف کے عوض معاوضہ لینے سے ممانعت ہے اور بنو اسرائیل یہی کرتے تھے، اپنی آمدنی کے ختم ہونے کے ڈر سے تورات کی ان آیات کا مفہوم بدل دیتے تھے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور آپ کی آمد کی پیش گوئیوں کا ذکر تھا۔ سعیدی غفرلہٗ)۔

جو شخص امور دینیہ کو انجام دے مسلمانوں کے امیر پر اس کی اعانت واجب ہے، اور اگر امیر اس کی اعانت نہ کرے تو عام مسلمانوں پر اس کی اعانت واجب ہے، کیونکہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کار خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیا تو ان کے پاس اپنے اہل و عیال کی کفالت کے لیے کوئی انتظام نہیں تھا، وہ کپڑے لے کر بازار فروخت کرنے کے لیے چلے گئے انھیں ان سے منع کیا گیا، انھوں نے کہا پھر میں اپنے گھر کا خرچ کیسے چلاؤں گا! مسلمانوں نے ان کو واپس لوٹایا اور ان کی ضروریات کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا۔

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کی ممانعت کے سلسلہ میں جو احادیث پیش کی گئی ہیں ان میں سے کوئی حدیث بھی ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح نہیں ہے، پہلی حدیث جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اس کی سند میں ایک راوی سعید بن طریف ہے وہ متروک ہے دوسری حدیث جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اس کی سند میں ایک راوی ابوجرہم ہے وہ مجہول اور غیر معروف ہے، نیز اس کی سند میں ایک راوی ابی المہزم ہے وہ متروک الحدیث ہے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، تیسری حدیث حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے اس کو امام ابوداؤد نے مغیرہ سے روایت کیا ہے اور مغیرہ مجہول ہے اس کی تمام روایات منکر ہیں اور یہ روایت بھی منکر ہے اور کمان والی حدیث میں ایک راوی منقطع ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممانعت اجر کے مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، اس سلسلہ میں تمام روایات ضعیف ہیں، نیز کمان والی حدیث کی یہ تاویل بھی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے انھوں نے

محض للہ تعلیم دینے کا ارادہ کیا تھا، اور بعد میں اس تعلیم کے بدلہ میں کمان کا ہدیہ قبول کیا اس لیے آپ نے یہ وعید بیان کی نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "لوگوں میں سب سے بہتر اور روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے بہتر معلمین ہیں جب بھی دین بوسیدہ ہو جاتا ہے یہ اس کی تجدید کرتے ہیں، ان کو عطا یا دو، اور ان کو اجرت پر نہ رکھو اور ان کو تنگی میں نہ ڈالو، کیونکہ جب معلم بچہ سے کہتا ہے پڑھو بسم اللہ الرحمن الرحیم، اور بچہ کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک برات بچہ کے لیے لکھتا ہے، ایک برات معلم کے لیے اور ایک اس کے ماں باپ کے لیے۔

اجرت لے کر نماز پڑھانے والے کے مسئلہ میں بھی اختلاف ہے، اشہب بیان کرتے ہیں کہ امام مالک سے سوال کیا گیا کہ جو شخص اجرت لے کر رمضان میں تراویح پڑھائے اس کا کیا حکم ہے، امام مالک نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فرض نماز پڑھانے کی اجرت لینا شدید مکروہ ہے، امام شافعی، ان کے اصحاب اور ابو ثور نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج ہے، امام اوزاعی نے کہا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اس کی نماز کو مکروہ قرار دیتے ہیں [۱]

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

وجازت الاجارة علی تعلیم قران مشاهرة مثلاً لکل شهر بدرهم اوکل سنة بدینار [۲]

تعلیم قرآن پر ماہوار اجرت لینا جائز ہے، مثلاً ہر مہینہ ایک درہم یا ہر سال ایک دینار۔

تعلیم قرآن، امامت، اذان اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق مصنف کا موقف

ہمارے نزدیک تعلیم قرآن، حج، امامت، اذان اور دیگر عبادات پر اجرت لینا جائز ہے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب الله [۳]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں اجر کی سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے۔

یہ حدیث تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے باب میں نص صریح ہے، بعض علماء نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس حدیث میں دم کرنے پر اجرت لینے کا جواز ہے، اس سے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز لازم نہیں آتا، لیکن یہ تاویل اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس حدیث میں الفاظ عام ہیں اور خصوصیت مورد کے مقابلہ میں عموم الفاظ کو ترجیح دی جاتی ہے، اور جن احادیث میں ممانعت ہے وہ سب سنداً ضعیف ہیں جو اس حدیث صحیح سے معارضہ کی صلاحیت نہیں رکھتیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تفصیل اور تحقیق سے بیان کیا ہے۔ [۴]

[۱] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۳۳۷-۳۳۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[۲] علامہ ابو البرکات سیدی احمد دردیر مالکی ۱۱۹۷ھ، الشرح الکبیر ج ۴ ص ۱۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[۳] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۰۴، ج ۲ ص ۸۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۵ھ

[۴] علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۴ ص ۴۵۴-۴۵۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ

اس مسئلہ پر دوسری دلیل یہ ہے کہ خلفاء راشدین پانچ وقت کی نمازیں اور جمعہ پڑھاتے تھے، وعظ و نصیحت کرتے تھے، مقدمات کے فیصلے کرتے تھے، مسلمانوں کے اندرونی اور بیرونی مسائل کے حل کے لیے کوشاں رہتے تھے اور جہاد کا انتظام کرتے تھے اور ان تمام خدمات کے عوض ان کو بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا تھا، اور اخیار امت کا یہ تعامل اس مسئلہ پر واضح دلیل ہے کہ تعلیم قرآن، امامت، خطابت اور دیگر عبادات پر اجرت لینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ خلفاء راشدین کی سنت ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت لما استخلف ابوبكر الصديق قال لقد علم قومي ان حرفتي لم تكن تعجز عن مؤنة اهلي وشغلت بامر المسلمين فسياكل ال ابي بكر من هذا المال ويحترف للمسلمين فيه۔ ؎۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو انھوں نے فرمایا میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا کسب (تجارت) میرے اہل و عیال کی کفالت کے لیے ناکافی نہیں تھا، اور اب میں مسلمانوں کے معاملات میں مشغول ہو گیا ہوں، اب ابوبکر کے اہل و عیال بیت المال کے مال سے کھائیں گے، اور ابوبکر مسلمانوں کے لیے کسب کرے گا۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام ابن سعد نے ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تو وہ اپنے معمول کے مطابق سر پر کپڑوں کی گٹھڑی رکھ کر بازار میں تجارت کے لیے چلے گئے، راستہ میں حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، انھوں نے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ مسلمانوں کے والی مقرر ہو چکے ہیں! حضرت ابوبکر نے کہا اگر میں یہ تجارت نہ کروں تو پھر اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں گا؟ انھوں نے کہا ہم آپ کے لیے وظیفہ مقرر کرتے ہیں پھر انھوں نے ہر روز کے لیے نصف بکری مقرر کر دی۔

میمون سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو مسلمانوں نے آپ کا دو ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا، حضرت ابوبکر نے فرمایا میرے اہل و عیال کا خرچ زیادہ ہے مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت ہے پھر مسلمانوں نے پانچ سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ ؎۲

نیز علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

صحیح بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی عامل کے اوپر کوئی اور عامل نہ ہو تو وہ اپنی ضروریات کے مطابق بیت المال سے وظیفہ لے سکتا ہے اور ہر وہ شخص جس کو مسلمانوں کے اعمال کی کوئی ذمہ داری سونپی جائے اس کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا جائے، کیونکہ اس کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کے لیے رقم کی احتیاج ہوتی ہے کیونکہ اگر اس کو کوئی وظیفہ نہیں دیا جائے گا تو وہ بلا عوض مسلمانوں کے کسی کام کرنے پر تیار نہیں ہوگا اور اس سے مسلمانوں کے اجتماعی مفادات اور مصالح ضائع ہو جائیں گے، اسی بناء پر ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ قاضی کو وظیفہ دینے میں

؎۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۵ھ

؎۲۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۸۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

کوئی حرج نہیں ہے، اور قاضی شریح رضی اللہ عنہ قضاء کا وظیفہ لیا کرتے تھے، امام بخاری نے رزق الحکام کے باب میں اس کا ذکر کیا ہے، پھر اگر قاضی ضرورت مند ہو تو بیت المال سے اس کی کفالت واجب ہے اور اگر اس کے پاس اتنی دولت ہو کہ وہ وظیفہ سے مستغنی ہو تو پھر اس کا بیت المال سے وظیفہ نہ لینا افضل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پھر بھی اس کا وظیفہ لینا زیادہ صحیح ہے تاکہ وہ قضاء کے معاملہ اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں سستی نہ کرے، کیونکہ جب وہ اپنے کام کا کوئی وظیفہ نہیں لے گا تو قضاء کی ذمہ داریوں کو توجہ اور باقاعدگی سے پورا نہیں کرے گا۔ [1]

علامہ عینی نے قاضی کو وظیفہ دینے کی جو وجوہات بیان کی ہیں وہ تمام وجوہات تعلیم قرآن، امامت اور اذان وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔

علامہ آلوسی حنفی ولاتشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بعض اہل علم نے اس آیت سے قرآن مجید اور دیگر علوم کی تعلیم کی اجرت کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے اور اس مسئلہ میں بعض احادیث بھی مروی ہیں جو صحیح نہیں ہیں حالانکہ صحیح حدیث میں یہ ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم تعلیم پر اجرت لیں؟ آپ نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے بہتر کتاب اللہ ہے، اور اس کے جواز کے سلسلہ میں علماء کے بکثرت اقوال منقول ہیں اگرچہ بعض علماء نے اس کو مکروہ بھی کہا ہے اور اس آیت میں اس کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ [2]

اگر یہ کہا جائے کہ عالم دین پر دینی علوم کی تعلیم دینا اور فرائض کی جماعت کرانا فرض ہے اور فرض کا اجر اللہ کے ذمہ ہے (اس کے وعدہ کی بناء پر جو اس نے محض اپنے فضل سے کیا ہے) بندوں کے ذمہ نہیں ہے، تو میں کہوں گا کہ یہ صحیح اور برحق ہے لیکن عالم دین پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ مثلاً جامعہ نعیمیہ میں جا کر تعلیم دے اور وہاں نماز پڑھائے، اور اس پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ آٹھ سے بارہ بجے تک چار گھنٹے پڑھائے، اسی طرح اس پر مثلاً ظہر کی نماز پڑھانا ضروری ہے یہ کب ضروری ہے کہ وہ ڈیڑھ بجے ظہر کی نماز پڑھائے، نیز یہ کب ضروری ہے کہ مدرسہ کے معین کردہ نصاب کے عین مطابق پڑھائے پھر اس پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ فلاں فلاں طالب علم کو پڑھائے اور فلاں فلاں لوگوں کو نماز پڑھائے؟

اس لیے جب کوئی ادارہ کسی عالم دین کو مخصوص مدرسہ کے مخصوص اوقات میں مخصوص نصاب کے مطابق مخصوص طلبہ کو تعلیم دینے کا پابند کرے گا یا مخصوص مسجد کے مخصوص اوقات میں مخصوص ــــــــ لوگوں کو نماز پڑھانے یا اذان دینے کا پابند کرے گا تو وہ معاوضہ ان خصوصیات اور تقییدات کے مقابلہ میں ہوگا نفس عبادات کا معاوضہ نہیں ہوگا اور نہ کسی عالم کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ان عبادات کا معاوضہ لے رہا ہے، عالم کو جس جگہ جس وقت اور جن لوگوں کا پابند کیا جاتا ہے وہ اس جگہ، اس وقت اور ان لوگوں کی پابندی کرنے کا معاوضہ لیتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان دینی فرائض کو ادا کرنے میں عالم دین جو وقت صرف کرتا ہے وہ معاوضہ اس وقت کا ہوتا ہے ان عبادات کا معاوضہ نہیں ہوتا، یا ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں اس کی جو توانائی خرچ ہوتی ہے یہ معاوضہ

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۸۹ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۶۵۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اس توانائی کا ہے ان عبادات کا معاوضہ نہیں ہے یا جس طرح حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت کوئی اور ذریعہ معاش اختیار کرتا تو وہ میری ضروریات کا کفیل ہوتا، اب مسلمانوں کے ان امور کی انجام دہی کی وجہ سے وہ اس کار معاش کو اختیار نہیں کر سکا لہٰذا اس کے بدلہ میں اس کی ضروریات کا خرچ قوم یا کسی قومی ادارہ پر واجب ہوگا۔

امام مالک اور امام شافعی نے اور ایک قول میں امام احمد نے عبادات پر معاوضہ لینے کو جائز کہا ہے۔

ہر چند کہ متقدمین فقہاء احناف نے اسلامی فرائض کی بجا آوری پر اجرت لینے سے منع کیا تھا، لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت علماء کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر کیے جاتے تھے لیکن اب جبکہ امراء اور سلاطین نے علماء کی کفالت ترک کر دی ہے تو اب علماء کا اپنے فرائض منصبی پر اجرت لینا جائز ہے اور متاخرین فقہاء احناف نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قال الامام الخیر اخزی یجوز فی زماننا للامام والموذن والمعلم اخذ الاجر کذا فی الروضۃ والذخیرۃ۔[1]

امام خیر اخزی نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کا اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح روضہ اور ذخیرہ میں ہے۔

علامہ ابو الحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

ہمارے بعض مشائخ نے اس زمانہ میں تعلیم قرآن کی اجرت دینے کو مستحسن قرار دیا ہے، کیونکہ امور دینیہ میں لوگوں پر سستی غالب ہو گئی ہے، اور اجرت نہ دینے میں حفظ قرآن کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے۔[2]

علامہ بابرتی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس زمانہ میں تعلیم قرآن پر اجرت دینا جائز ہے اور فقہاء نے اس کے لیے مدت اور اجرت کے مقرر کرنے کو بھی جائز کہا ہے، اور اگر مدت مقرر نہ کی گئی ہو تو اجرت مثلی دینے کے وجوب کا فتویٰ دیا ہے۔

فقہاء نے کہا ہے کہ متقدمین نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ پہلے معلمین کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر تھے، اس لیے معلمین اپنی ضروریات اور معاش میں مستغنی تھے، نیز اس زمانہ میں محض ثواب کے لیے قرآن مجید کی تعلیم دینے کا بھی رجحان تھا اور اب یہ بات باقی نہیں رہی، امام ابو عبداللہ الخیر اخزی نے کہا کہ اس زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کے لیے بھی اجرت لینا جائز ہے۔[3]

علامہ علاؤ الدین الحصکفی لکھتے ہیں:

اس زمانہ میں اجرت پر قرآن مجید کی تعلیم دینے، فقہ پڑھانے، امامت کرنے اور اذان دینے کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے، اور اجرت پر تعلیم دلوانے والے کو مقررہ اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر پہلے اجرت طے نہ کی گئی ہو تو اس کو اجرت مثلی دینے پر مجبور کیا جائے گا۔[4]

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ ھ، بنایہ شرح ہدایہ ج ۳ ص ۶۵۵، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[2] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ ھ، ہدایہ اخیرین ص ۳۰۳، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

[3] علامہ محمد بن محمود بابرتی متوفی ۷۸۶ ھ، عنایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۸ ص ۴۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[4] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۳۴۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ ھ

علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

قال وما یاخذہ الفقہاء من المدارس لیس باجرۃ لعدم شروط الاجارۃ ولا صدقۃ لان الغنی یاخذھا بل اعانۃ لھو علی حبس انفسھو لاشتغال حتی لو لم یحضروا الدرس بسبب اشتغال وتعلیق جاز اخذ ھم لہ[1]

علامہ ابن الشحنہ نے کہا ہے کہ فقہاء مدارس سے جو وظیفہ لیتے ہیں وہ اجرت نہیں ہے کیونکہ اس میں اجارہ کی شرائط نہیں پائی جاتیں، اور نہ یہ صدقہ ہے کیونکہ غنی بھی یہ وظیفہ لیتے ہیں، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء درس کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیتے ہیں اس لیے یہ ان کی اعانت ہے، حتیٰ کہ اگر وہ کسی کام یا مشغولیت کی وجہ سے درس میں نہ آسکیں پھر بھی ان کا وظیفہ لینا جائز ہے۔

اب ایک یہ نقطہ بحث طلب رہ گیا ہے کہ اگر علماء ان عبادات پر اجرت لیں تو کیا ان کو آخرت میں اجر ملے گا یا نہیں میرا یہ گمان ہے کہ اگر علماء اس معاوضہ کو اپنی عبادات کا معاوضہ سمجھ کر لیتے ہیں تو پھر وہ اجر اخروی کے مستحق نہیں ہیں اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عبادات تو محض للہ فی اللہ ہیں وہ محض پابندی اوقات کا معاوضہ لیتے ہیں تو پھر ان کو اجر اخروی کی امید رکھنی چاہیے۔

بَابُ ۸۵۷ اِسْتِحْبَابِ وَضْعِ يَدِهٖ عَلٰی مَوْضِعِ الْاَلَمِ مَعَ الدُّعَاءِ

دعا کے وقت اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھنے کا استحباب

۵۶۲۲ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ الثَّقَفِیِّ اَنَّهٗ شَكَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ مُنْذُ اَسْلَمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْ يَدَكَ عَلَی الَّذِیْ تَاَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ جب سے وہ اسلام لائے ہیں ان کے جسم میں درد ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے جسم میں جہاں درد ہے وہاں ہاتھ رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو اور سات بار کہو (ترجمہ:) میں اللہ کی ذات اور قدرت سے اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۲۹، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

باب ۸۶ - التعوذ من شيطان الوسوسة في الصلوة

نماز میں شیطان کے وسوسے سے پناہ مانگنے کا بیان

۵۶۲۳ **حدثنا** يحيى بن خلف الباهلي حدثنا عبد الاعلى عن سعيد الجريري عن ابي العلاء ان عثمان بن ابي العاص اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان الشيطان قد حال بيني وبين صلاتي وقراءتي يلبسها علي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذاك شيطان يقال له خنزب فاذا احسسته فتعوذ بالله منه واتفل على يسارك ثلاثا قال ففعلت ذلك فاذهبه الله عني ؞

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور مجھ پر قرأت مشتبہ کر دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے، جب تم اس کو محسوس کرو تو اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگو، اور بائیں جانب تین بار تھوک دو، حضرت عثمان کہتے ہیں کہ میں نے ـــــ اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

۵۶۲۴ **حدثناه** محمد بن المثنى حدثنا سالم بن نوح ح وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا ابو اسامة كلاهما عن الجريري عن ابي العلاء عن عثمان بن ابي العاص انه اتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر بمثله ولم يذكر في حديث سالم بن نوح ثلاثا ؞

امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت عثمان بن ابی العاص کی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

۵۶۲۵ **وحدثني** محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق اخبرنا سفيان عن سعيد الجريري حدثنا يزيد بن عبد الله بن الشخير عن عثمان بن ابي العاص الثقفي قال قلت يا رسول الله ثم ذكر بمثل حديثهم ؞

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، حضرت عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

باب ۸۷ - لكل داء دواء واستحباب التداوي

ہر بیماری کی دوا ہے اور علاج کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

۵۶۲۶ **حدثنا** هرون بن معروف وابو الطاهر واحمد بن عيسى قالوا حدثنا ابن وهب اخبرني عمرو (وهو ابن الحارث) عن عبد ربه

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، جب وہ دوا بیماری کے موافق ہوجاتی ہے تو اللہ عزوجل کے

بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِكُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَاَ بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ؞

اذن سے شفا ہو جاتی ہے۔

۵۶۲۷ حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَاَبُو الطَّاهِرِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِ شِفَاءً ؞

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے مقنع کی عیادت کی پھر فرمایا: میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم پچھنے (فصد) نہ لگوالو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس میں شفاء ہے۔

۵۶۲۸ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي اَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ جَاءَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي اَهْلِنَا وَرَجُلٌ يَشْتَكِي خُرَاجًا بِهٖ اَوْ جُرَاحًا فَقَالَ مَا تَشْتَكِي قَالَ خُرَاجٌ بِي قَدْ شَقَّ عَلَيَّ فَقَالَ يَا غُلَامُ ائْتِنِي بِحَجَّامٍ فَقَالَ لَهٗ مَا تَصْنَعُ بِالْحَجَّامِ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اُرِيْدُ اَنْ اُعَلِّقَ فِيْهِ مِحْجَمًا قَالَ وَاللّٰهِ اِنَّ الذُّبَابَ لَيُصِيْبُنِي اَوْ يُصِيْبُنِي الثَّوْبُ فَيُؤْذِيْنِي وَيَشُقُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَاٰى تَبَرُّمَهٗ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ عَسَلٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ قَالَ فَجَاءَ بِحَجَّامٍ فَشَرَطَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ ؞

عاصم بن عمرو بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہمارے گھر آئے دراں حالیکہ ایک شخص کو زخم کی شکایت تھی، حضرت جابر نے فرمایا تم کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا مجھ کو ایک زخم سے بہت تکلیف ہے؟ حضرت جابر نے فرمایا: اے لڑکے فصد لگانے والے کو بلاؤ، اس نے کہا: اے ابو عبد اللہ آپ فصد لگانے والے کو کیوں بلاتے ہیں؟ حضرت جابر نے فرمایا: میں اس زخم پر پچھنے لگوانا چاہتا ہوں، اس نے کہا پھر مجھ پر یا میرے زخم پر مکھیاں بیٹھیں گی یا میرے زخم پر کپڑا لگے گا جس سے مجھے تکلیف ہوگی! جب حضرت جابر نے یہ دیکھا کہ یہ پچھنے لگوانے سے گھبرا رہا ہے، تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں خیر ہے تو پچھنے لگوانے میں، یا شہد کے ایک گھونٹ میں یا آگ سے داغ لگوانے میں، حضور نے فرمایا میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا، راوی نے کہا کہ پھر ایک حجام آیا اس نے پچھنے لگائے اور اس کی تکلیف ختم ہو گئی۔

۵۶۲۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اسْتَاْذَنَتْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فصد کے متعلق اجازت طلب کی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ۔

حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو فصد لگانے کا حکم دیا حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضرت ابوطیبہ حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے نابالغ لڑکے تھے۔

۵۶۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا، انھوں نے ان کی ایک رگ کاٹ کر اس کو داغ دیا۔

۵۶۳۱۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ان میں رگ کو کاٹنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۵۶۳۲۔ وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رُمِيَ أُبَيٌّ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى أَكْحَلِهِ فَكَوَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب میں حضرت ابی بن کعب کے ____ بازو کی رگ میں تیر لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اس کو داغا۔

۵۶۳۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ قَالَ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی ایک رگ میں تیر لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے تیر کے پھل کے ساتھ اس کو داغا۔ ان کا ہاتھ سوج گیا تو آپ نے اس کو دوبارہ داغا۔

۵۶۳۴ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم احْتَجَمَ وَ اَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فصد لگوائی اور فصد لگانے والے کو اس کی اجرت دی اور ناک میں دوا ڈالی۔

۵۶۳۵ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَقَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَا يَظْلِمُ اَحَدًا اَجْرَهٗ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فصد لگوائی اور آپ کسی شخص کی اجرت میں کمی نہیں کرتے تھے۔

۵۶۳۶ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۳۷ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ شِدَّةَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کی شدت جہنم کے جوش سے ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۳۸ وَحَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۳۹ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے

هرون بن عبد الله واللفظ له حدثنا روح حدثنا شعبة عن عمر بن محمد بن زيد عن أبيه عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الحمى من فيح جهنم فاطفئوها بالماء۔

اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۴۰۔ **حدثنا** أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا ابن نمير عن هشام عن أبيه عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الحمى من فيح جهنم فابردوها بالماء۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۴۱۔ **وحدثنا** إسحق بن إبراهيم أخبرنا خالد بن الحارث وعبدة بن سليمان جميعا عن هشام بهذا الإسناد مثله۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۴۲۔ **وحدثنا** أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عبدة بن سليمان عن هشام عن فاطمة عن أسماء أنها كانت تؤتى بالمرأة الموعوكة فتدعو بالماء فتصبه في جيبها وتقول إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابردوها بالماء وقال إنها من فيح جهنم۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی بخار زدہ عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرو اور فرمایا کہ یہ جہنم کے جوش سے ہے۔

۵۶۴۳۔ **وحدثناه** أبو كريب حدثنا ابن نمير وأبو أسامة عن هشام بهذا الإسناد وفي حديث ابن نمير صبت الماء بينها وبين جيبها ولم يذكر في حديث أبي أسامة أنها من فيح جهنم۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں جہنم کے جوش کا ذکر نہیں ہے۔

۵۶۴۴۔ **قال** أبو أحمد قال إبراهيم حدثنا الحسن بن بشر حدثنا أبو أسامة بهذا الإسناد۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک مزید سند بیان کی۔

۵۶۴۵۔ **حدثنا** هناد بن السري حدثنا أبو الأحوص عن سعيد بن مسروق عن عباية بن رفاعة عن جده رافع بن خديج قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الحمى

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

فَوْرُ مِنْ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ

٥٦٣٦ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو بَكْرٍ عَنْكُمْ وَقَالَ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو اپنے آپ سے پانی کے ساتھ ٹھنڈا دور کرو۔ ابوبکر کی روایت میں "اپنے آپ سے" کے الفاظ نہیں ہیں۔

٥٦٣٧ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَدَدْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَأَشَارَ أَنْ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرُ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض میں ہم نے آپ کے منہ میں دوا ڈالی، آپ نے اشارہ کر کے دوا ڈالنے سے منع فرمایا، ہم نے آپس میں کہا شاید آپ کی مرض کی وجہ سے دوا کو (طبعاً) ناپسند کر رہے ہیں، جب آپ شفایاب ہوئے تو آپ نے فرمایا: عباس کے علاوہ تم سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے کیونکہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔

٥٦٣٨ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أُخْتِ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ قَالَتْ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بِابْنٍ لِي قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ

عکاشہ بن محصن کی بہن ام قیس بنت محصن بیان کرتی ہیں میں اپنے دودھ پیتے بچے کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگا کر اس پر بہا دیا، پھر میں اپنے ایک اور بچے کو آپ کی خدمت میں لے کر گئی جس کو میں نے بیماری میں دبایا تھا اس کے تالو میں ورم تھا، آپ نے فرمایا تم اپنے بچوں کا حلق کیوں دباتے ہو؟ تم اس عود ہندی کو لازم رکھو، اس میں سات چیزوں سے شفاء ہے، اس میں سے نمونیا بھی ہے، تالو کی بیماری میں ناک سے دوا ڈالی جائے اور نمونیے میں منہ سے دوا ڈالی جائے۔

٥٦٣٩ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں

ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدِ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ وَقَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ قَالَ يُونُسُ أَعْلَقَتْ غَمَزَتْ فَهِيَ تَخَافُ أَنْ يَكُونَ بِهِ عُذْرَةٌ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْإِعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ (يَعْنِي بِهِ الْكُسْتَ) فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلَى بَوْلِهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا۔

حضرت ام قیس بنت محصن ان پہلے ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، یہ عکاشہ بن محصن کی بہن تھی جو اسد بن خزیمہ کی اولاد میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے انھوں نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا بیٹا لے کر گئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی دودھ پیتا تھا) اس کے تالو کے ورم کی وجہ سے انھوں نے اس کا حلق دبایا تھا، ان کو یہ خوف تھا کہ اس کے تالو میں ورم نہ ہو، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے بچوں کا گلا کیوں دباتی ہو، تم اس عود ہندی کا استعمال لازم کر لو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کے لیے شفاء ہے، ان میں سے ایک نمونیے کی بیماری ہے، عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ام قیس نے بیان کیا کہ اسی بچہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا اور اس کو زیادہ مبالغہ سے نہیں دھویا۔

۵۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

۵۶۵۱۔ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَ

امام مسلم نے چار سندوں کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

حدثنا عبد بن حميد اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا معمر ح وحدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي اخبرنا ابو اليمان اخبرنا شعيب كلهم عن الزهري عن ابي سلمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل حديث عقيل وفي حديث سفيان ويونس الحبة السوداء ولم يقل الشونيز ❊

٥٦٥٢ وحدثنا يحيى بن ايوب وقتيبة بن سعيد وابن حجر قالوا حدثنا اسماعيل وهو ابن جعفر عن العلاء عن ابيه عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من داء الا في الحبة السوداء منه شفاء الا السام ❊

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کے سوا ہر بیماری کے لیے کلونجی میں شفاء ہے۔

٥٦٥٣ حدثنا عبد الملك بن شعيب بن الليث بن سعد حدثني ابي عن جدي حدثني عقيل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها كانت اذا مات الميت من اهلها فاجتمع لذلك النساء ثم تفرقن الا اهلها وخاصتها امرت ببرمة من تلبينة فطبخت ثم صنع ثريد فصبت التلبينة عليها ثم قالت كلن منها فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول التلبينة مجمة لفؤاد المريض تذهب بعض الحزن ❊

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے ہاں کسی کا انتقال ہوتا تو عورتیں (اس کی تعزیت کے لیے) جمع ہوتیں۔ پھر ان کے گھر والے اور خواص رہ جاتے اور باقی لوگ چلے جاتے، اس وقت وہ پتیلی میں حریرہ پکانے کا حکم دیتیں، اس کو پکایا جاتا" پھر ثرید بنایا جاتا پھر حریرہ کو اس پر ڈال دیا جاتا، اس کے بعد فرماتیں اس کو کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حریرہ بیمار کے دل کو خوش کرتا ہے اور رنج وغم کو دور کرتا ہے۔

٥٦٥٤ حدثنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار (واللفظ لابن المثنى) قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن قتادة عن ابي المتوكل عن ابي سعيد الخدري قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اخي استطلق بطنه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسقه عسلا فسقاه ثم جاءه فقال اني سقيته عسلا فلم يزده

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست لگ گئے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ، اس نے اس کو شہد پلایا پھر آکر کہا میں نے اس کو شہد پلایا تھا اس کے دست اور بڑھ گئے، آپ نے تین بار اس سے یہی فرمایا جب وہ چوتھی بار آیا تو آپ نے پھر فرمایا اس کو شہد پلاؤ،

إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔

اس نے کہا میں نے اس کو شہد پلایا تھا مگر اس کے دست اور بڑھ گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی کا قول سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، پھر اس نے شہد پلایا اور اس کے بھائی کو شفاء ہو گئی۔

۵۶۵۵- **وَحَدَّثَنِيهِ** عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ) عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي عَرِبَ بَطْنُهُ فَقَالَ لَهُ اسْقِهِ عَسَلًا بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ بہت خراب ہے، آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

علاج کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے

حدیث نمبر ۵۶۲۶ میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ عزوجل کے اذن سے شفاء ہو جاتی ہے، علامہ یحیٰی بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ علاج کرنا مستحب ہے، ہمارے فقہاء، جمہور متقدمین اور متاخرین کا یہی نظریہ ہے، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ان احادیث میں ان غالی صوفیوں کا رد ہے جو دوا لینے اور علاج کرنے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضا اور قدر سے ہے اس لیے دوا لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جمہور علماء کی دلیل یہ احادیث ہیں' ان کا اعتقاد یہ ہے کہ فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہے اور دوا اور علاج بھی اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر سے ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے، اور کفار سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے روکا ہے، حالانکہ موت اپنے مقررہ وقت سے مؤخر نہیں ہو سکتی اور تقدیر میں معین وقت سے پہلے کوئی چیز مل نہیں سکتی۔

احادیث میں مذکور بعض دواؤں کی تاثیر پر اعتراض کا جواب

علامہ مازری نے کہا ہے کہ امام مسلم نے طب اور علاج کے متعلق بہ کثرت احادیث ذکر کی ہیں، بعض ملحدین ان احادیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ شہد اسہال لاتا ہے تو پھر اسہال میں شہد کیسے مفید ہو سکتا ہے؟ نیز اس پر بھی اطباء کا اتفاق ہے کہ بخار زدہ شخص کے لیے ٹھنڈا پانی استعمال کرنا نقصان دہ ہے، اسی طرح نمونیہ میں قسط ہندی کا استعمال کرنا بھی حرج کا باعث ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مزاج اور ہر علاقے کے لوگوں کے لیے اور مرض کی ہر کیفیت میں یہ دوائیں تجویز نہیں کیں بعض مزاج کے لوگوں اور خصوصاً اہل عرب کے لیے ان دواؤں کو تجویز فرمایا ہے، آج کل جدید میڈیکل سائنس کے ماہرین بھی اس پر متفق ہیں کہ جب بخار بہت تیز ہو جائے تو

مریض پر برف کا مساج کرنا چاہیے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بخار کے لیے ٹھنڈے پانی سے غسل کو تجویز فرمانا مطلقاً بخار کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ علاج صفراوی بخار پر محمول ہے، علیٰ ہذا القیاس آپ نے دوسری بیماریوں کے جو علاج تجویز فرمائے ہیں وہ بھی مرض کی خاص کیفیت، مریض کی عمر، مزاج اور عرب کی مخصوص آب و ہوا کے اعتبار سے ہیں۔

عود ہندی اور کلونجی کے نفع آور ہونے کا بیان

حدیث نمبر ٥٦٤٨ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: عود ہندی میں سات چیزوں کی شفاء ہے: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ عود ہندی حیض اور پیشاب کو جاری کرتی ہے، مختلف زہروں کا تریاق ہے، شہوت جماع کے لیے محرک ہے، کیڑوں کو مارتی ہے، انتڑیوں کے زخم میں نافع ہے، منہ پر چھائیاں ہوں تو اس کا لیپ مفید ہے، معدہ اور جگر کی گرمی اور سردی میں نافع ہے، اسی طرح آپ نے کلونجی کے متعلق فرمایا کہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے، اس کا شفاء بخش ہونا بھی ٹھنڈے مزاج والے لوگوں کے لیے ہے، حکیم جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ کلونجی بند ریاح کو کھولتی ہے، پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے، زکام میں نافع ہے، حیض کو جاری کرتی ہے، اگر اس کا لیپ پیشانی پر لگایا جائے تو سر درد کو دور کرتی ہے، خارش میں مفید ہے، بلغمی اورام کو شفاء دیتی ہے، پیشاب کو کنٹرول کرتی ہے، موٹاپا دور کرتی ہے [1] (میرا تجربہ ہے کہ کلونجی خون میں شکر کو کم کرتی ہے، ... سعیدی غفرلہٗ)

بَابُ ٨٨ الطَّاعُوْنِ وَالطِّيَرَةِ وَالْكَهَانَةِ وَنَحْوِهَا

طاعون اور بدفالی وغیرہ کا بیان

٥٦٥٦ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ أُرْسِلَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارٌ مِنْهُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جسے بنو اسرائیل پر بھیجا گیا تھا، یا فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا، سو جب تم کسی علاقہ کے متعلق یہ سنو کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے تو وہاں مت جاؤ، اور اگر تمہارے علاقہ میں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے مت بھاگو، راوی ابوالنضر نے کہا: لایخرجکم الافرار منہ۔

٥٦٥٧ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ٢٢٦، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ وَ نَسَبَهُ ابْنُ قَعْنَبٍ فَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ اٰيَةُ الرِّجْزِ ابْتَلَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ نَاسًا مِنْ عِبَادِهِ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوْا مِنْهُ هٰذَا حَدِيْثُ الْقَعْنَبِيِّ وَقُتَيْبَةَ نَحْوَهُ ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون عذاب کی علامت ہے اللہ تعالے نے اپنے بعض بندوں کو طاعون میں مبتلاء کیا سو جب تم کسی علاقہ میں طاعون کا سنو تو وہاں مت جاؤ، اور جب تمہارے علاقہ میں طاعون واقع ہو جائے تو وہاں سے مت بھاگو۔

۵۶۵۸ **وَحَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الطَّاعُوْنَ رِجْزٌ سُلِّطَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَوْ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَاِذَا كَانَ بِاَرْضٍ فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فِرَارًا مِنْهُ وَاِذَا كَانَ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا ۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ طاعون ایک عذاب ہے جو تم سے پہلے لوگوں پر مسلط کیا گیا تھا، یا فرمایا: بنو اسرائیل پر مسلط کیا گیا تھا، اگر کسی علاقہ میں طاعون آجائے تو تم وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو، اور اگر کسی جگہ طاعون ہو تو تم وہاں مت جاؤ۔

۵۶۵۹ **حَدَّثَنِيْ** مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَا اُخْبِرُكَ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَذَابٌ اَوْ رِجْزٌ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَوْ نَاسٍ كَانُوْا قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا عَلَيْهِ وَاِذَا دَخَلَهَا عَلَيْكُمْ فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فِرَارًا ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جس کو اللہ تعالی نے بنو اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا تھا، یا فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا تھا، لہذا جس علاقہ کے متعلق تم طاعون کی خبر سنو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے علاقہ میں طاعون آجائے تو تم وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو۔

۵۶۶۰ **وَحَدَّثَنَا** اَبُو الرَّبِيْعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ) ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِإِسْنَادِ ابْنِ جُرَيْجٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ۔

۵۶۶۱ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ هَذَا الْوَجَعَ أَوِ السَّقَمَ رِجْزٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ ثُمَّ بَقِيَ بَعْدُ بِالْأَرْضِ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرَى فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ وَقَعَ بِأَرْضٍ وَهُوَ بِهَا فَلَا يُخْرِجَنَّهُ الْفِرَارُ مِنْهُ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درد یا بیماری ایک عذاب ہے جو تم سے پہلی امتوں کو دیا گیا تھا، پھر وہ ابھی تک زمین میں باقی ہے، کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی آجاتا ہے، سو جو شخص کسی علاقہ میں طاعون کے متعلق سنے تو وہاں نہ جائے اور جو شخص کسی علاقہ میں ہو اور وہاں طاعون آجائے تو وہ وہاں سے نہ بھاگے۔

۵۶۶۲ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَبَلَغَنِي أَنَّ الطَّاعُونَ قَدْ وَقَعَ بِالْكُوفَةِ فَقَالَ لِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَغَيْرُهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ فَوَقَعَ بِهَا فَلَا تَخْرُجْ مِنْهَا وَإِذَا بَلَغَكَ أَنَّهُ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلْهَا قَالَ قُلْتُ عَمَّنْ قَالُوا عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالُوا غَائِبٌ قَالَ فَلَقِيتُ أَخَاهُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ شَهِدْتُ أُسَامَةَ يُحَدِّثُ سَعْدًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْوَجَعَ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ

حبیب بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے تو ہم کو یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں طاعون پھیلا ہوا ہے، عطاء بن یسار اور دوسرے لوگوں نے مجھ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی علاقہ میں ہو اور وہیں طاعون آجائے تو تم اس علاقہ سے مت نکلو، اور جب تم کو یہ خبر پہنچے کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل گیا ہے تو تم اس علاقہ میں مت داخل ہونا، میں نے کہا تم نے یہ کس سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا عامر بن سعد اس حدیث کو بیان کرتے تھے، میں ان کے پاس گیا لوگوں نے کہا وہ موجود نہیں ہیں، میں ان کے بھائی ابراہیم بن سعد سے ملا اور ان کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا جس وقت حضرت اسامہ نے حضرت سعد کو یہ حدیث بیان کی تھی تو اس وقت میں بھی موجود تھا، حضرت اسامہ نے کہا میں

أَوْ بَقِيَّةُ عَذَابٍ عُذِّبَ بِهِ أُنَاسٌ مِنْ قَبْلِكُمْ فَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا وَإِذَا بَلَغَكُمْ أَنَّهُ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا قَالَ حَبِيبٌ فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ أَأَنْتَ سَمِعْتَ أُسَامَةَ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَهُوَ لَا يُنْكِرُ قَالَ نَعَمْ ؃

نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے یہ درد ایک عذاب ہے یا عذاب کا بقیہ ہے جس کے ساتھ تم سے پہلے لوگوں کو عذاب دیا گیا تھا، سو اگر تمہارے علاقہ میں طاعون آجائے تو وہاں سے نہ نکلو، اور اگر تم کو یہ خبر پہنچے کہ کسی علاقہ میں طاعون آگیا ہے تو وہاں نہ جاؤ، حبیب کہتے ہیں میں نے ابراہیم سے کہا کیا تم نے خود سنا ہے کہ حضرت اسامہ، حضرت سعد کو یہ حدیث بیان کر رہے تھے اور انھوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں۔

۵۶۶۴ **وَحَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ ؃

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی لیکن اس حدیث کے شروع میں عطاء بن یسار کا قصہ نہیں ہے۔

۵۶۶۵ **وَحَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ ؃

حضرت سعد بن مالک، حضرت خزیمہ بن ثابت اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث شعبہ کی روایت کی مثل ہے۔

۵۶۶۶ **وَحَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كَانَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ جَالِسَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ فَقَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ ؃

ابراہیم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سعد بیٹھے ہوئے احادیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے فرمایا، یہ بھی حسب سابق ہے۔

۵۶۶۷ **وَحَدَّثَنِيهِ** وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي الطَّحَّانَ) عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ ؃

ابراہیم بن سعد بن مالک نے اپنے والد سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق حدیث روایت کی۔

۵۶۶۸ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے

قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ
حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ اَهْلُ الْاَجْنَادِ اَبُوْ
عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ
الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ
عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ فَدَعَوْتُهُمْ
فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ
فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَلَا
نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ
بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا
الْوَبَآءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ
الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ لَهُ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا
سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ
فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ
هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ
فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوْا نَرٰى
اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ
فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ اِنِّيْ مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ
فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ
اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ
قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ
نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ
كَانَتْ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ اِحْدَاهُمَا
خَصِيْبَةٌ وَالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ
الْخَصِيْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَاِنْ رَعَيْتَ
الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے،
جب سرغ پر پہنچے تو اجناد کے لوگوں میں سے حضرت ابو عبیدہ
بن جراح اور ان کے اصحاب نے آپ سے ملاقات کی، اور
یہ بتایا کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے، حضرت ابن عباس نے
بتایا کہ حضرت عمر نے فرمایا مہاجرین اولین کو بلاؤ، میں نے
ان کو بلایا، آپ نے ان سے مشورہ کیا اور ان کو یہ بتلایا کہ
شام میں وباء پھیل گئی ہے، اس مسئلہ میں ان کا اختلاف
ہوا، بعض نے کہا آپ ایک کام کے لیے آئے ہیں اور
ہمارے خیال میں اب آپ کا واپس جانا درست نہیں ہے،
بعض نے کہا آپ کے پاس بعض متقدمین اور اصحاب رسول
صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور ہمارے خیال میں یہ مناسب
نہیں ہے کہ آپ ان کو وبائی علاقہ میں لے جائیں، حضرت
عمر نے کہا اچھا اب آپ جائیں، پھر فرمایا میرے لیے انصار
کو بلاؤ، میں نے انصار کو بلایا، پھر آپ نے ان سے مشورہ
کیا، انھوں نے بھی مہاجرین کی طرح اپنی رائے کا اظہار کیا
اور اسی طرح مختلف آراء بیان کیں، حضرت عمر نے کہا آپ
لوگ بھی تشریف لے جائیں پھر فرمایا قریش کے ان بزرگوں
کو بلاؤ جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے تھے، ان میں
سے دو شخصوں نے بھی اختلاف رائے نہیں کیا، اور
سب نے یہ کہا کہ ہماری رائے میں آپ واپس لوٹ جائیں اور
لوگوں کو وبائی علاقہ میں نہ لے جائیں، بالآخر حضرت عمر نے
یہ اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو سوار ہو جاؤں گا، سو لوگ بھی
سوار ہو گئے، حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے کہا: کیا آپ
اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمر نے کہا:
کاش یہ بات آپ کے سوا کسی اور نے کہی ہوتی، اور حضرت عمر
ان سے اختلاف کرنا اچھا نہیں سمجھتے تھے، ہاں ہم اللہ تعالیٰ کی ایک تقدیر
سے دوسری تقدیر کی طرف جا رہے ہیں، اب مجھے یہ بتلاؤ
اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم کسی ایسی وادی میں
جاؤ جس کے دو کنارے ہوں، ایک سرسبز اور شاداب

بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي مِنْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

ہو اور دوسرا بنجر اور ویران ہو، اب اگر تم سرسبز کنارے پر اپنے اونٹ چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر ہے اور اگر خشک کنارے پر چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر ہے، اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے جو پہلے کسی کام سے گئے ہوئے تھے، انھوں نے کہا مجھے اس مسئلہ کا علم ہے: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے: جب تم کسی علاقہ میں وباء کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ، اور اگر تمہارے علاقہ میں وباء پھیل جائے تو اس وباء سے بچنے کے لیے وہاں سے نہ نکلو، حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ پھر حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ گئے۔

۵۶۶۹- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَ وَقَالَ لَهُ أَيْضًا أَرَأَيْتَ أَنَّهُ لَوْ رَعَى الْجَدْبَةَ وَتَرَكَ الْخَصِبَةَ أَكُنْتَ مُعَجِّزَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَسِرْ إِذًا قَالَ فَسَارَ حَتّٰى أَتَى الْمَدِينَةَ فَقَالَ هٰذَا الْمَحَلُّ أَوْ قَالَ هٰذَا الْمَنْزِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں ہے: حضرت عمر نے حضرت ابوعبیدہ سے فرمایا: اگر کوئی شخص سرسبز وادی کو چھوڑ کر خشک علاقہ میں جانور چرائے تو کیا تم اس کو الزام دو گے، انھوں نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا تو پھر واپس چلو، پھر وہ چلے گئے جب مدینہ منورہ آ گیا تو آپ نے فرمایا یہی منزل ہے اور یہی محل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۵۶۷۰- وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ وَلَمْ يَقُلْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں ہے عبد اللہ بن حارث نے کہا اور عبد اللہ بن عبد اللہ کا ذکر نہیں ہے۔

۵۶۷۱- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے، جب سرغ پر پہنچے تو ان کو یہ اطلاع ملی کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی علاقہ میں وباء کی خبر سنو

قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ بِالنَّاسِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ؛

تو وہاں پر نہ جاؤ اور جب تم کسی علاقہ میں ہو اور وہاں وبا پھیل جائے تو اس وباء سے بھاگنے کے لیے وہاں سے نہ نکلو، پھر حضرت عمر بن الخطاب سرغ سے واپس لوٹ گئے ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر، حضرت عبدالرحمن بن عوف کی روایت کی بناء پر وہاں سے لوٹ گئے تھے۔

فوائد حدیث

حدیث نمبر ۵۶۶۸ میں ہے، حضرت عبدالرحمان بن عوف نے حضرت عمر سے کہا آپ تقدیر سے بھاگ رہے ہیں، حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا: "کاش یہ بات آپ کے سوا کسی اور نے کہی ہوتی"!

صاحب تحریر نے کہا ہے کہ حضرت عمر کے اس ارشاد کے دو مطلب ہیں: ایک مطلب یہ ہے کہ اگر کسی اور نے یہ کہا ہوتا تو میں اس کو سزا دیتا، کیونکہ مسئلہ اجتہادیہ پر اعتراض کرنا درست نہیں، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اور شخص یہ کہتا تو مجھے اس پر تعجب نہ ہوتا، اور آپ کا اس قدر علم اور فضل رکھنے کے باوجود یہ کہنا میرے لیے باعث تعجب ہے۔ پھر حضرت عمر نے اپنے موقف پر ایک واضح قیاس سے استدلال کیا جس کا اس حدیث میں بیان ہے، اس حدیث کے باقی فوائد حسب ذیل ہیں:

(۱)۔ سربراہ مملکت کا اپنی مملکت کی اطراف میں وقتاً فوقتاً دورے کرنا تاکہ وہ اپنی رعیت کے احوال کا مشاہدہ کرے، مظلوم کے ظلم کا ازالہ کرے، محتاج کی ضروریات کو پورا کرے، اہل فساد کا قلع قمع کرے وغیرہ۔

(۲)۔ پیش آمدہ مسائل میں اہل علم اور اصحاب رائے سے مشورہ کرنا۔

(۳)۔ ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے مطابق سلوک کرنا، اور اہل فضل کو دوسروں پر مقدم کرنا۔

(۴)۔ جنگی معاملات میں بھی اجتہاد کرنا۔

(۵)۔ خبر واحد کو قبول کرنا، کیونکہ حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمن کی روایت کو قبول کیا۔

(۶)۔ قیاس کی صحت اور اس کے تقاضے پر عمل کرنے کا جواز۔

(۷)۔ عالم کو چاہیے کہ سوال کیے جانے سے پہلے ہی کسی مسئلہ کو بیان کر دے، جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کیا۔

(۸)۔ ہلاکت کے اسباب سے دور رہنا۔

(۹)۔ جہاں طاعون پھیلا ہوا ہو، وہاں جانے سے روکنا اور جس علاقہ میں طاعون پھیلا ہوا ہو وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے بھاگنے سے منع کرنا۔

حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمان صاحب محبوبی (زیب سجادہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر) کی دعوت پر میں ۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء کو برطانیہ پہنچا اور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء تک وہاں قیام کیا، بعد ازاں عمرہ کی سعادت اور زیارت حرمین شریفین کرتا ہوا یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو واپس کراچی پہنچا، برطانیہ میں قیام کے دوران انگلینڈ، سکاٹ لینڈ اور ویلز میں اکتالیس[۴۱] خطابات کیے، اسی دوران شرح صحیح مسلم کا کام بھی جاری رہا اور باب نمبر ۴۷ سے لے کر ۸۰ تک کا ترجمہ اور شرح میں نے بریڈ فورڈ میں کیا۔

بَابُ ٨٩ لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا نَوْءَ وَلَا غُوْلَ!

٥٦٧٢ حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى (وَاللَّفْظُ لِاَبِي الطَّاهِرِ) قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَجِيْءُ الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيَدْخُلُ فِيْهَا فَيُجْرِبُهَا كُلَّهَا قَالَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ ؟

٥٦٧٣ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ (وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ

٥٦٧٤ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سِنَانُ بْنُ اَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی فَقَامَ اَعْرَابِيٌّ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَصَالِحٍ وَعَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ ابْنِ اُخْتِ نَمِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ۔

مرض کے متعدی ہونے، بدشگونی، الّو اور صفر (کی نحوست) ستارے (کے سبب سے بارش) اور غول کی کوئی اصل نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ صفر اور الّو (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے، ایک اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! پھر کیا وجہ ہے کہ اونٹ ریگستان میں ہرنوں کی طرح پھرتے رہتے ہیں، پھر ان میں ایک خارش زدہ اونٹ داخل ہوتا ہے اور سب کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلے اونٹ میں خارش کس نے پیدا کی تھی؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ بدشگونی ہے، نہ صفر اور الّو (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے، ایک اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہے پھر ایک اعرابی کھڑا ہوا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔ ایک اور روایت میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرض متعدی ہوتا ہے نہ صفر اور الّو (کی نحوست) ہے۔

۵۶۶۵ - وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ (وَتَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ) قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَيُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُوْرِدُ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُهُمَا كِلْتَيْهِمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَمَتَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ قَوْلِهٖ لَا عَدْوٰى وَاَقَامَ عَلٰى اَنْ لَا يُوْرِدَ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ قَالَ فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ اَبِیْ ذُبَابٍ (وَهُوَ ابْنُ عَمِّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ) قَدْ كُنْتُ اَسْمَعُكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ تُحَدِّثُنَا مَعَ هٰذَا الْحَدِيْثِ حَدِيْثًا اٰخَرَ قَدْ سَكَتَّ عَنْهُ كُنْتَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى فَاَبٰى اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنْ يَعْرِفَ ذٰلِكَ وَقَالَ لَا يُوْرِدُ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ فَمَا رَاهُ الْحَارِثُ فِیْ ذٰلِكَ حَتّٰى غَضِبَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ فَقَالَ لِلْحَارِثِ اَتَدْرِیْ مَاذَا قُلْتُ قَالَ لَا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ اَبَيْتُ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَلَعَمْرِیْ لَقَدْ كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى فَلَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَوْ نَسَخَ اَحَدُ الْقَوْلَيْنِ الْاٰخَرَ ؎

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ دونوں حدیثیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کرنا چھوڑ دیا "کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" اور اس بیان پر قائم رہے کہ کسی بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، حارث بن ابی ذباب (یہ حضرت ابوہریرہ کے عمزاد تھے) نے کہا کہ ابوہریرہ! ہم نے سنا ہے کہ تم اس حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث بیان کیا کرتے تھے جس کو اب تم نے بیان کرنا چھوڑ دیا ہے، تم کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، حضرت ابوہریرہ نے اس روایت کو پہچاننے سے انکار کر دیا، اور کہا بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، حارث اس سے مطمئن نہیں ہوئے حتیٰ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اور حبشی زبان میں ان سے کچھ کہا، پھر حارث سے کہا تم جانتے ہو میں نے تم سے کیا کہا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، حضرت ابوہریرہ نے کہا: میں نے کہا ہے کہ میں انکار کرتا ہوں! ابوسلمہ نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم کو یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، میں نہیں جانتا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے یا ایک روایت نے دوسری روایت کو منسوخ کر دیا۔

۵۶۶۶ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِیُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِیْ وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ (يَعْنُوْنَ ابْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور اس کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے کہ بیمار کو تندرست

ابراهيم بن سعد) حدثني ابي عن صالح عن ابن شهاب اخبرني ابو سلمة بن عبد الرحمن انه سمع ابا هريرة يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى ويحدث مع ذلك لا يورد الممرض على المصح بمثل حديث يونس ۔

کے پاس نہ لایا جائے۔

۵۶۷۷ حدثناه عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي اخبرنا ابو اليمان حدثنا شعيب عن الزهري بهذا الاسناد نحوه ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۶۷۸ حدثنا يحيى بن ايوب وقتيبة وابن حجر قالوا حدثنا اسماعيل (يعنون ابن جعفر) عن العلاء عن ابيه عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى ولا هامة ولا نوء ولا صفر ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ الو (کی نحوست) ستارے (کی وجہ سے بارش) اور نہ صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت ہے۔

۵۶۷۹ حدثنا احمد بن يونس حدثنا زهير حدثنا ابو الزبير عن جابر ح وحدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا ابو خيثمة عن ابي الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا طيرة ولا غول ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ بدشگونی ہے اور نہ غول کی کوئی حقیقت ہے۔

۵۶۸۰ وحدثني عبد الله بن هاشم بن حيان حدثنا بهز حدثنا يزيد (وهو التستري) حدثنا ابو الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا غول ولا صفر ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ غول اور صفر (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے۔

۵۶۸۱ وحدثني محمد بن حاتم حدثنا روح بن عبادة حدثنا ابن جريج اخبرني ابو الزبير انه سمع جابر بن عبد الله يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا عدوى ولا صفر ولا غول وسمعت ابا الزبير يذكر

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ صفر اور غول کی کوئی حقیقت ہے، ابو الزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر نے "الا صفر کی کوئی اصل نہیں" کی یہ تفسیر بیان کی، ابو الزبیر نے

أَنَّ جَابِرًا فَسَّرَ لَهُمْ قَوْلَهُ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ الصَّفَرُ الْبَطْنُ فَقِيلَ لِجَابِرٍ كَيْفَ قَالَ كَانَ يُقَالُ دَوَابُّ الْبَطْنِ قَالَ وَلَمْ يُفَسِّرِ الْغُولَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ هَذِهِ الْغُولُ الَّتِي تَغَوَّلُ ۔

نے کہا کہ صفر سے مراد پیٹ ہے، ان سے کہا گیا کیا مطلب؟ تو انھوں نے کہا پیٹ کے کیڑے، ابو الزبیر نے کہا انھوں نے غول کی تفسیر نہیں کی، ابو الزبیر نے کہا غول سے مراد وہ ہے جو مسافروں کو ہلاک کرتا ہے۔

مرض کے متعدی ہونے کا بیان

علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، پھر انھوں نے یہ حدیث روایت کی کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لے جاؤ" اور پہلی حدیث کی روایت سے انکار کر دیا، جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور ان دونوں کو جمع کرنا واجب ہے، اور ان کو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حدیث میں ہے "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" اس سے زمانہ جاہلیت کے لوگوں کے اس عقیدہ کی نفی مراد ہے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کے فعل سے نہیں بذاتہ متعدی ہوتی ہے، اور جس حدیث میں ہے کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لے جاؤ" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت جاریہ ہے کہ مریض کے ساتھ اختلاط کے بعد اللہ تعالیٰ تندرست میں بیماری پیدا کر دیتا ہے، لہٰذا پہلی حدیث میں مرض کے بنفسہٖ اور بطبعہٖ متعدی ہونے کی نفی ہے اور دوسری حدیث میں اس حالت سے احتراز کی طرف رہنمائی کی ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ مرض پیدا کر دیتا ہے، ہم نے جو ان حدیثوں میں تطبیق بیان کی ہے یہی صحیح ہے اور یہی جمیع محدثین اور علماء کا مختار ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو پہلی حدیث ("کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا") کو بھول گئے، اس سے اس حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اولاً تو اس لیے کہ جمہور علماء کے نزدیک راوی کے بھول جانے سے اس کی روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، ثانیاً اس لیے کہ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے وہ یہ ہیں: حضرت سائب بن یزید، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم۔

قاضی عیاض نے بعض علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لاؤ" یہ حدیث "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" سے منسوخ ہے، ان کا یہ قول دو دلیلوں سے مردود ہے، اولاً اس لیے کہ نسخ پر اس وقت محمول کیا جاتا ہے جب دو حدیثوں میں تطبیق ممکن نہ ہو، اور یہاں تطبیق ممکن ہے، ثانیاً اس لیے کہ نسخ پر اس وقت محمول کیا جاتا ہے جب تاریخ معلوم ہو اور یہ بات یقین سے معلوم ہو کہ ناسخ منسوخ سے متاخر ہے۔ اور یہ بات یہاں معلوم نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا: صفر کی کوئی اصل نہیں ہے اس کے دو مطلب ہیں (ا) صفر کو محرم کی طرف مؤخر کرنے کی کوئی اصل نہیں ہے، (ب) صفر پیٹ کے کیڑوں کو کہتے ہیں اور اہل عرب کا زعم تھا کہ پیٹ کے کیڑوں کے کاٹنے کی وجہ سے بھوک لگتی ہے اور بعض اوقات آدمی ان کے کاٹنے سے مر جاتا ہے، لیکن اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الو کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کا یہ زعم تھا کہ الو

منحوس جانور ہے۔ جس گھر میں الو آ جائے وہاں موت واقع ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا: ستارے کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کا یہ زعم تھا کہ ستاروں کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، نیز آپ نے فرمایا غول کی کوئی اصل نہیں ہے، غول شیاطین کی جنس سے ہیں جو انسانوں کو نظر آتے ہیں، یہ مختلف شکلیں بدل لیتے ہیں اور لوگوں کو راستہ سے بھٹکا کر ہلاک کر دیتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زعم کو باطل فرمایا، بعض علماء نے کہا حدیث میں غول کے وجود کی نفی مراد نہیں ہے، بلکہ اس بات کی نفی مراد ہے کہ وہ مختلف شکلیں بدل کر لوگوں کو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں، بعض علماء نے کہا کہ غول جنات میں سے ساحر ہیں جن کو تلبیس اور تخییل پر قدرت ہوتی ہے۔ [1]

بَابُ الطِّيَرَةِ وَالْفَأْلِ وَمَا يَكُونُ فِيهِ الشُّؤْمُ

بدشگونی، نیک شگون اور جن چیزوں میں نحوست ہے۔

۵۶۸۲ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْفَأْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اور اچھا شگون نیک شگون ہے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! نیک شگون کس چیز میں ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھی بات میں جو تم میں سے کوئی شخص سنے۔

۵۶۸۳ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ مَعْمَرٌ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۶۸۴ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ کوئی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۱، ۲۳۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ